UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188023
UNIVERSAL
LIBRARY

بفضلہ تعالیٰ

188023

تاریخ قندہار دکن

مولفہ

منشی محمد امیر حمزہ صاحب نائب سررشتہ دار محکمۂ نظامت

ٹپہ خانجات سرکار عالی

بہ فرمایش

مولوی محمد عبدالحمید صاحب مہتمم پریس سررشتہ ٹپہ سرکار عالی

باہتمام

مولوی محمد نادر علی صاحب برتر مہتمم رسالہ نسیم دکن

امانت پریس حیدرآباد دکن میں چھاپی گئی

Checked 1969

خدا کا شکر ہے کہ یہ کتاب

Checked 1965

بعہد میمنت مہد

اعلیحضرت حضور پُر نور بندگانعالی آصفجاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ

فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان دربہادر فرمان روائے ملک دکن خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ

وبہ ولی عہدی

خورشید سپہر کامگاری و درۃ التاج شہریاری عالی خیال شاہزادۂ

بلند اقبال میر عثمان علیخان دربہادر ظلہ العالی

وبہ وزارت

عالیجناب فضیلتمآب راجۂ راجایان راجہ مہاراجہ کشن پرشاد دربہادر یمین السلطنت مدار المہام سررشتہ کارہائے اقبالہٗ

طبع ہوی اسلئے مجھے خدا سے امید ہے کہ عام طور پر

محبوب و مقبول ہوگی ٭

Checked 1978



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ خاتم النبیین والسلام علی آلہ الطاہرین واصحابہ الراشدین

التماس مولف

کچھہ دنون سے دل مین یہہ خیال پیدا ہوچلا تہا کہ قندہار دکن کی آبادی اور اُسکے عروج و زوال کے واقعات جو کتب تاریخ مین پراگندہ اور متفرق ہین ایک سلسلہ مین جمع کردون تاکہ جستجو کی ضرورت باقی نرہے۔

قندہار دکن میرا آبائی وطن ہے اور محتسبی کی خدمت میرے خاندان مین مخصوص ہے اور اسی تعلقہ کی جاگیر موضع ہڈلی سے حصہ پاتا ہون الغامداری اور زمینداری کی عزت بہی حاصل ہے۔ اس لئے مجہے اس کے ساتہہ خاص تعلق ہے۔ یہہ خیال جس قدر میرے لئے ضرور تہا اسیقدر اہل دکن کے لئے دلچسپ لیکن بوجہ ملازمت سرکاری عدیم الفرصتی کے باعث ہمت نہ پڑتی تہی اس کے واقعات مختلف کتابون مین اسقدر پریشان تہے

کہ انکا جمع کرنا اور کتاب کی صورت مین اہل وطن کے سامنے پیش کرنا نہایت مشکل معلوم ہوتا تہا۔ لیکن دل مین جو شوق ایکبار پیدا ہوچکا تہا وہ کسیطرح رکتا نہ تہا۔ مین نے سوچا کہ خبر اگر میری محنت کوئی رنگین اور دلفریب تصویر نہ بنا سکیگی تو صحیح واقعات اور گذشتہ وقعت کا خاکہ ہی کہینچ دیگی۔ جو ایک زمانہ مین قندہار کو حاصل تہی۔ آیندہ آنیوالی جماعت یا نئی فش کے نوجوان خوش نما رنگ آمیزی کرکے اس تصویر کو اپنے مذاق کے موافق دلفریب بنا لینگے ہرچند میری کوشش مشکور نہو مگر اہل ملک کے لئے ایک نمونہ ترغیب ہو جائیگی اور یہہ بہی کیا کم ہے کہ اونکو واقعات کا ذخیرہ ایک جگہ مل جائیگا تاکہ جیسی چاہین اس مصالحہ سے عمارت تیار کرلین اور شاید یہہ بہی کہ دیگر بزرگان قوم جو اپنے وطن کو اسی عظمت اور محبت کی نگاہ سے دیکہتے ہین میری مثال پر چلین۔ اور اپنے اپنے وطن کے حالات پرانے پرانے کتب سے تلاش کرکے نکالین اور شایع کرین۔ اس ترقی سے جو کچہہ فائدہ پبلک کو پہونچیگا وہ محتاج بیان نہین کم از کم اتنا تو ہوگا کہ دلون مین اس خاک کی عظمت اور محبت پیدا ہو جائیگی جس سے انکا خمیر بنا ہے اور یہی کسی قوم مین اخوت کی بنا ڈالنے اور کسی فرقہ مین قومی اتحاد پیدا کرنیکی پہلی ترکیب ہوگی یہہ بہی ڈر تہا کہ فن انشا کے ماہر جو الفاظ کے پہولون سے اپنے بیان کے دامن کو رنگارنگ بناتے ہین میری اس بے محاورہ تحریر کو دیکہکر کیا کہینگے۔ لیکن میرا مقصد صرف انقلابات وطن کی داستان سنانا ہے نہ زور قلم دکہانا۔ خود واقعات کی دلچسپی اور قندہار کی عظمت و شان اور عروج و زوال کا افسانہ ایسا دلکش ہے کہ محبان وطن کے دل پر اسکا اچہا اثر ہو سکتا ہے۔ اسی خیال پر مین نے قلم اوٹہایا اور قندہار کے واقعات جمع کرنے شروع کردئے قندہار مدامی طور پر بادشاہونکا دارالسلطنت نہین رہا ہے جو سلسلہ وار بادشاہون کا حال بیان کیا جاتا چوتہی صدی عیسوی مین راجہ سوہادیو راج کے بعد یہہ قندہار بحیثیت پرگنہ کسی نہ کسی صوبیدار حاکم کی ماتحتی مین رہا ہے۔ اسکی شان و شوکت مین کبہی عروج ہتا کبہی زوال مین نے دکن کے متعدد کتب تاریخ سے قندہار کے متعلق جو مضمون پائے چن لئے۔ اور جن جن کتابون سے واقعات چن لئے گئے ہین اسی موقع پر اون

کتب کے نام ہی بتلا دیئے گئے ہین - البتہ جو واقعات مشہور ہین اور مختلف کتب مین انکا ذکر ہے وہان ہمین نوٹ لکھنیکی ضرورت معلوم نہین ہوئی - اور نیز قلمی کتب اور بیاضون سے جو میرے جد بزرگوار مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت سے کتب خانہ مین رکھہ چھوڑے ہتے اور جسکو میرے والد ماجد مولانا محمد سالار صاحب غفور نے میرے تفویض کیا اسکے علاوہ اور کاغذات و اسناد قدیم جسکا ذخیرہ میرے خاندان مین میرے چچازاد بھائی مولانا حاجی بہاء الدین صاحب محتسب قندہار کے پاس موجود ہے ان سے بھی عند الضرورت بہت مدد لی ہے آخر زمانہ کے راجاؤن کے عہد حکومت کے حالات کا مواد مولانا سید شاہ صاحب حسینی صاحب ابن حاجی سید شاہ حیدر علی صاحب کے پاس موجود تہا - اور اسکی تصدیق قدیم دفاتر سرکاری مال ردیوانی اور دفتر مقدمہ پٹواری سے کر کے واقعات صحیح درج کتاب کئے گئے - محکمہ بندوبست اور محکمہ مالگذاری کے رپورٹون سے بھی ہمارے قندہار کے متعلق ہم نے مضمون اخذ کر کے لکھدیا ہے اور قدیم سفرنامے اور نیز بزرگان دین کے تذکرون سے بھی حالات لے لئے ہین اور ان کتب کے نام مناسب موقع پر بتلا دئے گئے غرض جہان تک ہو سکا معتبر اور صحیح واقعات لئے گئے قصے اور نقلین جو عوام کے زبان زد تہین چھوڑ دی گئین -

مین اپنے قندہاری بہائیون سے امید کرتا ہون کہ وہ اپنے وطن اور ملک کے سچے حالات کی قدر کرینگے اور ترتیب مضامین اور ادائے مطالب مین جو کچھہ غلطی اور فروگذاشت ہوی ہو اسکی تصحیح فرمالینگے -

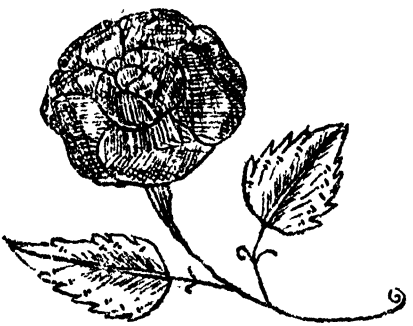
یہہ کتاب سنہ ۱۳۱۵ھ مین مرتب ہو چکی تہی مگر بوجہ اسکے کہ مجکو اکثر ملک سرکار عالی کے اضلاع مین اپنے افسر سررشتہ کے ساتہہ دورہ کا اتفاق ہوتا رہا - اور نیز دوسرے ایسے اسباب پیش آئے کہ اس کے طبع کرنیکا موقع نہین ملا اس عرصہ مین مین نے اور بہی مختلف کتابون سے مضامین کی صحت کی اکثر مقامات پر قلمی کتابین جسکی مجکو تلاش تہی دستیاب ہوئین مین نے اپنی کتاب کی مندرجہ واقعات کی صحت مین کوتاہی نہین کی - اور اسکو درست کرتا گیا - اور سنہ ۱۳۲۱ھ مین اسکی پوری تکمیل ہوئی -

اس کے طبع کیلئے میرے وطنی بھائیون کا تو ایکعرصہ سے اصرار تھا - مگر جناب اخوی مولوی محمد امین الدین صاحب وارد غہٗ اصطبل افزائیش نسل چوپایہ ملک سرکار عالی و نیز میرے عنایت فرما جناب مولوی محمد حسین صاحب ڈاکٹر علاقہ راجہ راے رایان امانت و نت بہادر نے بھی ارشاد فرمایا اور نیز میرے برخوردار میان محمد عبد الرحیم طولعمرہٗ اور میرے ہمشیرہ زادے میان محمد عبد الوہاب عندلیب طولعمرہٗ و برادر زادے میان محمد فضیل الدین طولعمرہٗ کو اس کے چھپوانے کی بہت خوشی تھی - بالآخر محمد عبد الحمید صاحب خوشنویس خطیب مومن آباد و مہتمم پریس سررشتہ پٹہ سرکار عالی جو میرے ہمشیرہ زادے و داماد ہین ان کے انتظام سے اور میرے مکرم منشی مولوی محمد نادر علی صاحب برتر مہتمم نسیم دکن و امانت پریس کے اہتمام سے اس کے طبع کا کام شروع ہوا -

شکریہ

اخیر چل کے مین اسکو بغیر ظاہر کئے نہین رہ سکتا کہ میرے افسر سررشتہ عالیجناب فیضمآب مولوی محمد صدیق صاحب مددگار نے جو اسوقت منصرم ناظم پٹہ خانجات سرکار عالی ہین اس کتاب کی ترتیب کے وقت اپنا گران بہا اور قیمتی وقت صرف کر کے انگریزی کتب تاریخ کے فراہم کرنے اور ترجمہ کروانے اور دوسرے دفاتر سے رپورٹون کے منگوانے مین بہت کچھ مدد دی ہے اس شکریہ کے ادا کرنے کے لئے مجھے کافی الفاظ نہین مل سکتی جسکو مین دل کھول کر ادا کر سکون فقط ۳۰ - اکتوبر ۱۹۰۳ء مطابق ۱۱ - رجب ۱۳۲۱ھ

محمد امیر حمزہ



فہرست مضامین کتاب تاریخ قندہار دکن

مضمون	صفحہ
تعلقہ قندہار کا رقبہ و آبادی و تفصیل حالات بطور جغرافیہ	۱
چنڈا سری دیوی	۴
دوالنگل کی باؤلی	۵
پن چکی	″
ہاتی نالہ	″
لعل نگر کا تالاب	″
کنول تالاب	″
موضع انگری کا تالاب	″
تالاب موضع کرڈوڑہ	۶
فہرست مواضعات تعلقہ قندہار	۶
دکن اور اوس کے قدیم راج قندہار کی قدامت۔	۱۵
سہما خاندان کا مختصر ذکر	۱۶
پانڈو سنکے خاندان کا دکن مین راج اور قندہار کی قدامت	″
مانس پور کی آبادی کے متعلق مشہور کیفیت اور وہان کے قدیم آثار	۱۷
مامائی باغ کا راکشش	۱۷
مہادیو کا پنڈ	″
سیتا کنڈ و رام کنڈ	۱۸
سیتا جی کے دکن مین آنیکا باعث	″
پانڈو درہ	۲۰
قندہار کی آبادی اور تالاب	″
پانڈون کا حال	۲۱
راجہ کنہر کا اجدادی سلسلہ	۲۴
راجہ سوماویر راج کا قندہار کو دارالسلطنت قرار دینا۔	۲۵
بالاہندو راجہ کنک و سوماویر راج راجہ قندہار کی لڑائی	۲۵
راجہ مادہو دہرما کا حال	۲۷
دارالسلطنت ہنمکنڈہ کے ماتحت قندہار ایک پرگنہ مقرر ہوا	۲۸
راجایان ہنمکنڈہ کی قندہار پر حکومت	۲۹
کہار کنڈہ کا مشہور ہونا	۳۱
لشکر اسلام کی آمد آمد	۳۲
سلطان علاؤالدین خلجی کا حملہ	″
سلطان غیاث الدین تغلق کا قبضہ	۳۴
حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم کی تشریف آوری اور اہل اسلام کی ترقی	۳۵

مضمون	صفحہ
سلطان محمد تغلق کی سلطنت اور دکن کے ہر حصہ میں مسلمانوں کی اشاعت	۳۶
دولت آباد کی آبادی	۳۶
حضرت سرور مخدوم کی وفات	״
محمد تغلق کی ورنگل سے واپسی	״
قندہار کے پختہ قلعہ کی تیاری	״
حسن گانگوی بہمنی کا قبضہ	۳۷
عماد الملک تبریزی کا قتل	۳۸
سیف الدین غوری کی حکومت عبدگاہ کی تیاری	۳۹
اعظم ہمایون کی حکومت	۴۰
سلطان علاء الدین حسن گانگوی بہمنی کا حال	״
حسن کا نسب نامہ	۴۱
حضرت شیخ سراج الدین جنیدی کے تذکرہ میں حسن گانگوی بہمنی کا ذکر	۴۲
سلاطین بہمنیہ کی فرمانروائی	۴۳
مدرسۂ محمود شاہی	۴۴
جامع مسجد	״
رونق افروزی حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ	۴۵
خواجہ سید محمد گیسو دراز کا حال	״
داؤد خان کی حکومت	۴۷
سلطان احمد شاہ کرولی مشہور ہونیکا باعث	۴۸
دار السلطنت احمد اباد بیدر کی ماتحتی اور شہزادہ داؤد خان کا قبضہ	״
حضرت سانگڑے سلطان کی سفر سے واپسی	۴۹
نظام الملک غوری کی حکومت	״
وفات حضرت سانگڑے سلطان	״
ملک شاہ چنگیز خان کی حکومت	״
خواجہ جہان کی حکومت	״
سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ و مندو کا حملہ	״
خواجہ جہان ترک کا قتل	۵۴
محمود گاوان کا قتل	״
قندہار کا قاسم برید کی جاگیر ہونا	۵۶
خداوند خان ثانی حاکم ماہور کا حملہ اور قندہار کی تاراجی	۵۷
خاندان بہمنی کا خاتمہ اور برید یونکی شاہی	۵۸
قندہار برید یون کا دار السلطنت قرار پانا	۵۹
قلعہ قندہار میں علی برید شاہ اور ابراہیم عادل خان کا	۶۱
برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ کا فوجی مقابلہ	
قلعہ کولاس کی تعمیر	۶۲
قلعہ قندہار پر برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر کا قبضہ	۶۳

مضمون	صفحہ
شیعہ مذہب کا رواج	۶۳
حسینی علم	۶۵
آصف خان سپہ سالار کا قندہار آنا	۶۵
سید شاہ طاہر صاحب کا حال	۶۶
مرتضیٰ نظام شاہ اور اسکی والدہ خونزہ	۶۸
ہمایون بی بی کا قندہار آنا۔	
مرتضیٰ نظام شاہ کی خود مختاری اور	۶۹
خاندان عماد شاہی کی تباہی	
نظام شاہی ملک مین بدامنی	۷۰
ابراہیمی برج کی تیاری	۷۱
قلعہ قندہار پر ابراہیم عادل شاہ	۷۱
والی بیجاپور کا قبضہ	
ملک عنبر خان حاکم دولت آباد	۷۲
کی حکومت عنبر شاہی توپ کا	
قلعہ قندہار مین جلوس	
قاضی محلہ کی مسجد	۷۴
قلعہ قندہار پر شاہ جہان شہنشاہ	۷۵
دہلی کا قبضہ	
مبارک خان سیازی ابن مظفر خان	۷۸
شیر دردہیلہ	״
رکن السلطنت	״
سرفراز خان دکہنی کا حال	۷۹

مضمون	صفحہ
قلعدارون کا ذکر	۷۹
قلعداران شاہجہانی کے نام	״
مرزا امان بیگ المخاطب الف خان بہادر	۸۰
قلعدار قندہار کے خاندان کی کیفیت	
ساس بہو کی بادلی	۸۱
قلعدار خان قلعدار	״
مرزا دارا ب خان قلعہ دار	۸۲
شاہ زادۂ اعظم شاہ کا قندہار کو آنا	۸۲
مرزا حمید الدین المخاطب بہ خان زادخان	۸۳
قلعدار	
باغ رشک کشمیر	۸۳
رومی خان قلعدار	۸۴
خان روزبہان قلعدار	۸۵
شاہ قرار کی مسجد	״
بہاد الدین خان قلعدار	״
شیخ عنایت اللہ صدر فوج فیروزی کا قیام	״
اور غازی پورہ کی آبادی	
بینا کی مسجد	۸۶
گودڑ کا مٹھ	״
گولی پورہ	״
کریم اللہ شاہ کی مسجد	״
معانی خان برادر عبدالہبندہ خان	۸۷

مضمون	صفحہ
صوبہ محمد آباد بیدر کی ماتحتی اور اورنگ زیب عالمگیر کا دورہ	۸۷
اورنگ خان قلعدار کی عملداری اور اورنگ پورہ کی آبادی	״
اورنگ پورہ کی مسجد	۸۸
سید شمس الدین قلعدار	״
بہادر خان قلعدار کی عملداری اور بہادر پورہ کی آبادی	״
سرانداز خان قلعدار	״
برق انداز خان قلعدار	״
محمد نامدار خان قلعدار	۸۹
صوبہ بیدر کی کیفیت اور صوبہ داروں کی حکومت	״
صوبہ داران بیدر کی سلسلہ وار حکومت	״
اورنگ زیب عالمگیر کی وفات	۹۰
محمد بہادر شاہ غازی کا فاندیڑ کو آنا	״
گرد گوبند سنگھ کا حال	״
محمد بہادر شاہ کی دکن سے واپسی	۹۱
جگتاپ ڈاکو کا حملہ قندہار کی تاراجی	״
آتانہ ملک لطیف المعروف داد ملک کی کیفیت	۹۲
میر کلان خانکی صوبہ داری اور نواب نظام الملک	۹۴
آصف جاہ بہادر کی بیدر میں رونق افروزی فرمانروائی سلاطین آصفیہ	۹۵
نواب قمر الدین خان خاندوران نظام الملک آصفجاہ بہادر فتح جنگ کا حال	״
قلیچ خان بہادر	״
غازی الدین خان بہادر	۹۶
آصف جاہ بہادر	״
راجہ گوپال سنگھ بہادر جاگیردار قندہار	۹۹
کنور دلپت سنگھ کی وطن کو واپسی	۱۰۰
نواب آصف جاہ اور ناصر جنگ کا فوجی مقابلہ	״
ناصر جنگ کا قلعہ قندہار میں نظر بند کیا جانا	۱۰۱
میر ابراہیم خان قلعدار قندہار	۱۰۲
نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی وفات	״
مسند آرائی نواب ناصر جنگ بہادر	״
تقرر اجی چند گور قلعداری قندہار پر	۱۰۳
راجہ گوپال سنگھ کی موت	״
بالاجی کا مندر	״
امرت کنڈ	״
راجہ اجی چند گور بہادر گوپال سنگھ ثانی قلعدار و جاگیردار قندہار	۱۰۴

مضمون	صفحہ
ناصر جنگ بہادر کی شہادت	۱۰۵
محی الدین خان مظفر جنگ کی مسند نشینی اورنگ	״
امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کی حکمرانی	״
میر محمد پناہ کی وفات	״
قاضی زادہ قندہار کی شادی اور سرپا	״
راؤ سرمل کے راجہ کی بربادی	
نواب صلابت جنگ کی انزوا نشینی اور نواب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک نظام علیخان بہادر کی فرمانروائی	۱۰۸
خاص باغ اور خاص بادلی	״
گارڈی خان کی حویلی	۱۰۹
راکس بھون کی لڑائی اور راجہ اجی چندگور گوپال سنگھ ثانی کی موت	״
راجہ کی اولاد	۱۱۲
مہاراج نرپت سنگھ بہادر	״
وزارت رکن الدولہ بہادر	״
مہاراج نرپت سنگھ کا میڑ پر قبضہ	۱۱۳
سلطان جی بنال کر کا حال	״
راجہ ہنونت راؤ و ہرراج سلطان جی بنال	۱۱۴
راجہ دھنپت راؤ	۱۱۶
راجہ کی اولاد	۱۱۷

مضمون	صفحہ
راجہ لعل کبیری سنگھ المخاطب گوپال سنگھ ثالث ہندوپت مہندر بہادر۔	۱۱۷
کاریز مسجد ابراہیمی	۱۱۸
سفر کرکٹہ	۱۱۹
ابراہیم بیگ خان دھونسہ کا حال	״
حیدر علیخان بہادر والی سرینگ پٹن کا حال	۱۲۰
مادھو راؤ مرہٹہ رئیس پونہ کا حال	״
لعل کبیری گوپال سنگھ ثالث اور ٹیپو سلطان بہادر سے ملاقات اور ابراہیم بیگ خان دھونسہ سپہ سالار فوج انگریزی سے بمقام کاویری پٹن مقابلہ ہونا۔	۱۲۱
ہیر بہادر پالم کے راجہ کا قندہار کو آنا	۱۲۲
مودیاجی بھونسلہ کی فوج سے مقابلہ	۱۲۳
ہولکر اور سندھیہ کی فوج سے مقابلہ	۱۲۴
چوسر بلغ کا جشن	״
عطائی خطاب مہندر دھندوپت بہادر	״
سرفرازی سرپیچ مرصع	۱۲۵
راجہ کا سرمل کو جانا	۱۲۵
ناگوجی نایک کا واقعہ	۱۲۶
راماجی رنگاریکی حویلی	۱۲۷
ناگوجی نایک کی موت	״

مضمون	صفحہ
ناگوجی نائک کی حویلی	۱۲۸
سیتا رام کی حویلی	״
حکیم کالی داس کی موت	״
ایک کمانی مسجد	۱۲۹
ہتائی پورہ کی پرچہ تسمیہ	״
کنور جے سنگھ کی ولی عہدی کی تقریب	״
ذکر حضرت میر یا شاہ درویش	۱۳۰
ارسطو جاہ کی وزارت اور راجہ بہادر کی	۱۳۱
دولت و حکومت کا زوال اور صدمہ	
ذلت سے اوسکا انتقال	
راجہ تیج سنگھ بہادر کی عملداری	״
خاندیس کا سفر اور راگھو راؤ مرہٹہ سے مقابلہ	״
دریاے نربدا کی سیر اور سفر	۱۳۲
کوہ مہولا کی زیارت	״
تیج سنگھ اور بیجے سنگھ کا بمقام ابلہ فوج	״
ٹیپو سلطان قلعہ بادامی میں محصور	
ہوکر رہائی پانا۔	
جنگ رودرود	۱۳۳
بیجے باڑی کی آبادی	۱۳۴
بہوانی دیوی کا مندر	״
مواضع پرگنہ قندہار پر پائگاہ کا قبضہ	״
مواضع پرگنہ قندہار پر بادشاہ کی حکومت	״

مضمون	صفحہ
راجہ تیج سنگھ کی موت	۱۳۴
راجہ کی اولاد	״
راجہ کنور جے سنگھ بہادر قلعدار	۱۳۵
و جاگیردار قندہار	
نواب نظام علیخان بہادر کی وفات	۱۳۶
فرمانروائی نواب میر اکبر علیخان	״
سکندر جاہ بہادر	
و وزارت میر عالم بہادر	״
سردہ ہنمنت راؤ پنوار کی کیفیت	۱۳۷
عشرہ محرم میں ہنگامہ آرائی اور راجہ کے	۱۳۸
ہاتی کا زخمی ہونا۔	
نواب رفعت الملک بہادر کا قندہار کو آنا	۱۳۹
اور ہیبت راؤ نائک کی گرفتاری و رہائی	
ہندو مسلمانوں میں جنگڑا۔	۱۴۱
اورنگ پورہ میں ہنمال سنگھ کی شادی اور	״
خونریزی	
قیام راجپوت و پیشوا کی ناراجی	۱۴۲
نواب منیر الملک بہادر کی دیوانی	۱۴۳
گوڑ یا لشکر کا قندہار پر حملہ	״
گلاب باڑی اور سیوان باڑی	۱۴۴
راجہ جے سنگھ کی موت	״
راجہ گلاب سنگھ قلعدار و جاگیردار	״
قندہار۔	

مضمون	صفحہ
دوست علیخان جمعدار کی چند روزہ حکومت	۱۴۴
حضرت محمد نجم الدین صاحب کی وفات	۱۴۶
فتح اللہ خان اوگہ کا قندہار آنا اور راجہ سے ملاقات	″
مسٹر برک سدرلینڈ ناظم اضلاع مرہٹواری کا	۱۴۸
ودورہ اور برہمن کہن بہشک کی سرقہ کی تحقیقات	
محمد خیر الدین صاحب محتسب قندہار کی وفات	۱۴۹
مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ کا وصال	″
گولی کی سزا راجہ کی بیرحمی	″
نواب سکندر جاہ بہادر کی وفات	۱۵۰
فرمانروائی نواب میر فرخندہ علیخان	″
ناصر الدولہ بہادر	
کاکا سیوا رام کا حملہ	″
حضرت سید شاہ اعز الحق محمد اکبر حسینی صاحب	۱۵۱
سجادہ روضہ بزرگ کی وفات	″
شیر کا شکار	″
نہکالی کا منہ راور راجہ کی نمود کی صفائی	″
الل پگڑی باندھنے کی ممانعت	۱۵۲
ہندو مسلمان ہیں دوبارہ جنگڑا	″
کیچن مانع	۱۵۳
سید شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ کی وفات	۱۵۵
شہر آشوبی اور راجہ گلاب سنگھ کی موت	″
راجہ سجان سنگھ جاگیردار و قلعہ دار قندہار	۱۵۶

مضمون	صفحہ
رانی دہرپتا بائی کی حکومت	۱۵۶
راجہ جین سنگھ قلعہ دار کو اس کی خوبکشی اور رانی	۱۵۷
دہرپتا بائی کی چوٹی کا نشان	
گبند چشمہ داور ملک	۱۵۹
راجہ ہیرا سنگھ جاگیردار و قلعہ دار	″
راجہ رام بخش بہادر کی بہنکاری	″
رانی دہرپتا بائی کی موت	″
راجہ پر پہلا قاتلانہ حملہ	۱۶۰
راجہ پر دوسرا حملہ	″
مستان شاہ صاحب کا وصال	″
قوم روہیل کا حملہ اور سنہمت سنگھ حکومت	۱۶۱
سید علیصاحب کی شہادت	۱۶۲
محمد امین الدین صاحب کثرت کی وفات	۱۶۳
غارتگری اور قوم ہنود کی تباہی	″
گوسائیں کا لوٹن کی تاراجی	″
نواب اعتضاد جنگ بہادر کا تسلط اور	۱۶۴
روہیل کا اخراج۔	
نواب سراج الملک کی وزارت	″
راجہ ہیرا سنگھ کا دوبارہ قبضہ	۱۶۵
سید شاہ صاحب پیران صاحب سجادہ کی وفات	۱۶۶
سندھیوں کا ابتدائی قبضہ اور راجہ ہیرا سنگھ کا اخراج	″
محمد یحییٰ خان سندھی رسالدار کا قبضہ	۱۶۷

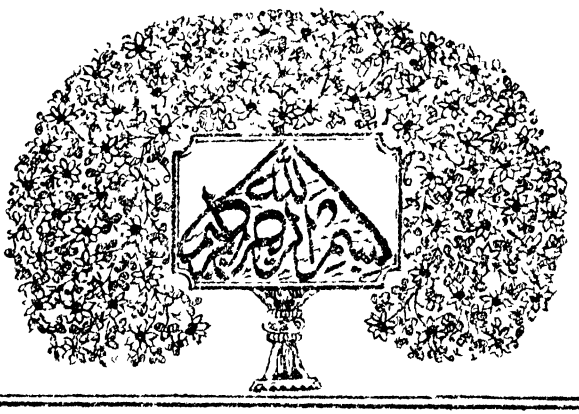
مضمون	صفحہ
راجہ رام بخش بہادر کی دوبارہ سرفرازی	۱۶۷
تبدیل سند جاگیر	۱۶۸
محمد عمر خان کلان رسالدار سندہی کا ماضی حال	″
لاکہن کا کندہ سوآنا اور سندہیونمین اتفاق پیدا ہونا	″
ملک محمد جمعدار کی بغاوت	۱۶۹
غلام محمد نایب کا تقرر	″
قلعہ پر سکہونکا قبضہ اور ٹہاکر نین سنگہ کی حکومت	۱۷۰
سراج الملک کی وزارت	۱۷۱
سندہیون اور سکہون کا فوجی مقابلہ	۱۷۲
قلعہ پر سندہیونکا تسلط راجہ کے خاندان کی بربادی اور محمد بچل خان سندہی رسالدار کی عملداری	۱۷۴
احمد خان نائب	۱۷۵
محمد عثمان نائب	″
ٹہاکر نین سنگہ کا مجلس سے فرار ہونا	″
وزارت نواب سر سالار جنگ بہادر و پیشکاری	۱۷۶
بہا راجہ نرندر پرشاد بہادر	
امام بخش جمعدار نائب قندہار	″
عقار خانۂ جدید	۱۷۷
جوگنی دیوی	″
تبدیل نشان قلعہ	″

مضمون	صفحہ
عاشور خانۂ ٹہال صاحب	۱۷۸
ہرن کے سینگ نکلا برآمدہ	″
سید حیدر علیصاحب کی وفات	۱۷۸
رحلت نواب ناصر الدولہ بہادر	″
فرمانروائی نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر	″
اٹہارہ روہیلون کے مارے جانیکا واقعہ	۱۷۹
عمر باڑی	۱۸۰
امام باڑی	۱۸۱
تین قیدیونکو پھانسی کی سزا	″
قاضی محمد سراج الدین صاحب کی وفات	″
تقرر عبد القادر منشی تبادلہ پیشکاران جاگیر	۱۸۲
سید شاہ حیدر صاحب سجادہ کی وفات	″
اور سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب کی سجادہ نشینی	
درویش بانوا اور اہل طبقات کا جھگڑا	″
بنائے فساد اہل بانوا و اہل طبقات	۱۸۳
وفات محمد رحیم الدین صاحب محتسب قندہار	۱۸۵
ضلعبندی	″
رحلت نواب افضل الدولہ بہادر	″
تخت نشینی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ	۱۸۶
اجرائی جیدۂ اعلامیہ و تقرر صدر مہامان و صدر خلقداران	″

مضمون	صفحہ
غلام جیلانی صاحب کی وفات	۱۸۶
وفات شاہ راجہ حسینی صاحب و مسند نشینی	״
شاہ اسد اللہ حسینی صاحب	
تغیر و تبدل پیشکاران قندہار	״
امام بخش کا تبدل اور محمد باگو کا بنابت قندہار پر تقرر	۱۸۷
محمد بچل خان رسالدار کا قندہار آنا	״
تقرر پٹہ نامہ	۱۸۸
محمد لشکر خان کی حکومت	״
محمد بچل خان کا انتقال قندہار پر سرکاری ضبطی	״
سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات	۱۸۹
اور سید شاہ برہان اللہ حسینی صاحب کی سجادہ نشینی	
سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات	״
اور سید شاہ محمد حسینی صاحب کی مسند نشینی	
تقرر مدرسہ سرکاری	״
تقرر مجلس امتحان طلبا مدرسہ	״
صوبیداری لورنگ آباد کا تعلق	״
سر سالار جنگ مختار الملک کا انتقال	۱۹۰
جلوس فرمان روائی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ	״
وزارت نواب لائق علیخان بہادر	۱۹۰
وزارت نواب سر آسمانجاہ بہادر	۱۹۱
قندہار شریک خالصہ سرکاری ہوگیا	۱۹۱
انقلاب زمانہ	۱۹۲
تذکرہ بزرگان دین و اولیاء کاملین	۱۹۳
حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین رفاعی کفار ہنجن قدس سرہ	۹۴
حضرت سید احمد کبیر رحمت اللہ علیہ کا سلسلہ خلافت	۱۹۵
حضرت شیخ المشایخ شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا ذکر	۱۹۶
بی بی عائشہ صاحبہ بنت حضرت شیخ فرید شکر گنج	״
حضرت سرور مخدوم کے حالات	۱۹۹
حضرت مخدوم کا وصال اور دفن	۲۰۱
سید شاہ سراج الدین صاحب کی اولاد	۲۰۲
سید شاہ نجم الدین صاحب کی اولاد	۲۰۳
شید شاہ بندگی صاحب کی اولاد	״
حضرت سید فتح شاہ بابو صاحب کی اولاد کا ذکر	۲۰۴
سید سراج الدین صاحب کی سجادہ نشینی اور انکا اصلاح	״
سید سراج الدین صاحب ثانی کی دفن کا واقعہ	۲۰۵
حضرت سید شاہ شیخ علی سانگڑی سلطان مشکل آسان قدس سرہ	۲۰۸
شیخ ابراہیم سپہ سالار کا دکن میں آنا	۲۰۹
حضرت کا وصال اور گنبد کی تعمیر	۲۱۲

مضمون	صفحہ
شاہ دہرمک	۲۱۳
شاہ کرمک	″
حضرت شاہ سنجلی چلہ دار	″
سجادگان روضہ مقدس کے نام	۲۱۴
حضرت حاجی خواجہ قیام الدین شاہ قادری قدس سرہٗ	″
حضرت سید جلال قدس سرہٗ	۲۱۵
حضرت حاجی مکی قدس سرہٗ	۲۱۶
حضرت سید السادات قدس سرہٗ	″
حضرت سید صاحب قدس سرہٗ	″
حضرت پیر پالکی قدس سرہٗ	۲۱۷
حضرت پیر اوجاڑ اور حضرت پیر موسیٰ قدس سرہما	″
حضرت پیر شمس الدین قدس سرہٗ	″
حضرت شاہ سیج قدس سرہٗ	″
حضرت شاہ سلیمان قدس سرہٗ کا حال اور سلیمان ٹیکری کا ذکر	۲۱۸
حضرت پیر بہاؤالدین قدس سرہٗ	″
حضرت یتیم شاہ مجذوب قدس سرہٗ	۲۱۹
حضرت مدار شاہ درویش قدس سرہٗ	″
حضرت پیر بہادالدین خان قدس سرہٗ	۲۲۰
حضرت پیر غیب	″
پنج پیر	۲۲۰
حضرت پیر سالار قدس سرہٗ	″
حضرت پیر بابو قدس سرہٗ	۲۲۱
خواجگان وخواجہ خورد قدس سرہما	″
حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب طبقاتی قدس سرہٗ	″
حضرت راجہ باگ سوار قدس سرہٗ	۲۲۲
حضرت محی الدین صاحب قدس سرہٗ	۲۲۳
سیاح جی بادا قدس سرہٗ	″
حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب قدس سرہٗ	۲۲۴
حضرت مولانا مولوی شاہ رضی الدین صاحب قدس سرہٗ	۲۲۵
حضرت شاہ نجم الدین قدس سرہٗ	۲۲۳
حضرت قیام الحق والدین مولانا شاہ ہاشم شاہ صاحب قدس سرہٗ	۲۲۵
حضرت شاہ علیم الدین صاحب قدس سرہٗ	۲۳۶
حضرت شاہ غلام نقشبند قدس سرہٗ	۲۳۷
خلفاء کے نام	″
مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت	۲۳۸
شجرۂ نسب	۲۴۱
کثرت کے اشعار	۲۵۱
خاتمہ	۲۵۲
عرضداشت قلعہ قندہار بہ پیشگاہ سرکار	۲۵۳

تمت



تعلقہ قندہار کا رقبہ و آبادی و تفصیلی حالات بطور جغرافیہ

قندہار حیدرآباد سے شمال و مغرب کے جانب تخمیناً (۱۶۰) میل اور ضلع ناندیڑ مستقر ضلع سے (۲۰) میل گوشۂ مغرب و جنوب کے طرف ہے اور یہہ تعلقہ صوبہ اورنگ آباد کے تحت ہے اور اورنگ آباد (۲۱۴۳) فیٹ سمندر سے بلند ہے۔

(۱) رقبہ اس تعلقہ کا (۴۶۱) مربع میل ہے جسکا طول مشرق سے مغرب تک (۳۰) میل اور عرض شمال سے جنوب تک (۲۰) میل ہے۔

(۲) اس تعلقہ کے حدود شمال مین ساڑ بارڑ (عثمان نگر) ضلع ناندیڑ اور جنوب مین تعلقہ اودگیر اور تعلقہ راجورہ ضلع بیدر مشرق مین تعلقہ دیگلور ضلع ناندیڑ اور تعلقہ کنڈلواڑی علاقہ پائگاہ اور مغرب کے جانب تعلقہ راجورہ و تعلقہ پالم ہے۔

(۳) مردم شماری اس تعلقہ کی (۱۳۰۸۲) ہے اور تعلقہ کا رتبہ (۴۶) میل ہے جس سے ظاہر ہے کہ فی مربع میل ۱۷۸ آدمی اس تعلقہ مین بستے ہین خاص قندہار کی موجودہ آبادی (۷۷۰۹) ہے منجملہ اس کے مرد (۳۸۵۸) اور عورات (۳۸۵۱) ہین اور

سلہ ضلع ناندیڑ کا رتبہ ۴۳۳۴ مربع میل ہے اور اس کے تحت (۷) تعلقہ ہین اور اس ضلع کے مواضعات (۱۱۲۴۱) ہین اور اس ضلع کی آبادی (۱۰۳۰۶۳) ہے شہ تعلقہ اسکی مالگذاری امانی للعمر لک للدعمہ ہزار سالہ تھی

مکانات آباد کی تعداد (۱۵۹۴) ہے اور غیر آباد اُجڑے پڑے کھنڈر بلا تعداد بہت سے ہیں جن میں اکثر پختہ اینٹ اور چونہ کے اور بعض سنگ بست ہیں۔

(۴) رپورٹ بندوبست میں اس تعلقہ کے (۱۴۵۱) دیہات اور جاگیر زمین (۲۹۵۰۴۵) ایکر بتلائی گئی ہے۔ اور زمین کی تفصیل یہ ہے کہ بتہ مزروعہ (۲۵۰۶۸۵) ایکر اور افتادہ زمین (۳۷۳۰) ایکر اور بنجر مزروعہ (۷۰۳۲) ایکر اور زمین اقامات (۷۹۰) ایکر ہے

(۵) فہرست مواضعات تعلقہ قندھار بابتہ سنہ ۱۳۱۱ف میں دیہات کی تعداد بشمول جاگیرات و مقطعجات (۱۹۱) ہے اور اسکی تفصیل یہ ہے۔

(۱۵۳) مواضع خالصہ آباد اور دیہات بیچراغ ہیں اور غیر مستثنیٰ جاگیرات ۱۸ ہیں اور مستثنیٰ جاگیر (۲) ہیں اور مقطعجات (۱۸) ہیں۔

(۶) اس تعلقہ کی آب وہوا اردی کی زراعت کیواسطے نہایت عمدہ ہے خراب کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے ایک حصہ ربیع اور دو حصہ خریف سے بسکی واجبی تعداد ذیل کیجاتی ہے

جنس	زردہ	اردی	تویر	مونگ	تل	چاول		
	۲ آنہ	۴ آنہ	۹ پائی	۹ پائی	۲ پائی	ایکآنہ		
جنس	گیہوں	چنا	کرڑ پھلی	مٹر				
	۲ آنہ	ایک آنہ ۲ پائی	۱ پائی	۲ آنہ	۰	۰		

(۷) اس تعلقہ کے چار دن کی تعداد ۱۳ ہے جن میں پہلا منگل دوسرا جانور (۷۴۸۹۰) گیہوں عدد (۱۹۴۲) بکری اور تیسرا پیلا (۷۰۲۱۳) ناگر یعنے ہل جس سے کاشتکاری کے لئے زمین کھودی جاتی ہے (۷۵۳۲) بندیان یعنے

چھکڑے (۵۲۷)

(۸) اس تعلقہ مین زمین مزروعہ (۲۵۰۶۸۵) ایکر ہے اور وہ (۵۳۶۸) زراعت پیشہ مزارعین کے قبضہ مین ہے اور اسس زمین کو (۲۲۲۷) بیل جوتتے ہین اور (۵۳۴۳) ہلون سے کام لیا جاتا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ ہر ایک ہل سے (۴۳) ایکر زمین جوتی جاتی ہے -

(۹) اس تعلقہ مین خاص قندہار اور مکھیڑ اور باچولی مین ہفتہ واری بازار ہوتا ہے البتہ صرف مکھیڑ مین ہفتہ مین دو وقت بازار لگتا ہے اس کے علاوہ معمولی ہفتہ وار بازار تو ۱۲ چھوٹا سا لگرہ - کونبی - ارڈگا تون - دگڑ سانگوی - کیرورہ بانجرم - کوٹہا - اشٹور - کرلا - بڑی دگرس مین ہوتے ہین اور ان مین موسمی ترکاری اور اناج وغیرہ فروخت ہوتا ہے -

(۱۰) سالانہ میلا خاص قندہار مین متعدد بار ہوتا ہے سب سے بڑا میلا ماہ جیت[1] مین حضرت حاجی سید سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہ کا عرس اور اوس کے ساتھ ہی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا عرس ہوتا ہے اور یہ میلا بہت بڑا میلا ہے -

اور ماہ مرزمین حضرت مشکل آسان شیخ علی شاہ سانگڑے سلطان قدس سرہ کا عرس ہوتا ہے اور موسم سرما مین کامل ایک ہفتے تک ہر چشیہ کو قندہار کے بزرگان دین کے مزار متبرکہ کی زیارت کے لئے دور دراز مقامات سے زراعت پیشہ و ساہوکار وغیرہ لوگ بکثرت جمع ہوتے ہیں اور بڑا میلا رہتا ہے -

گرما کے موسم مین ہولی کے بعد نالی نگر کے قریب بھوانی دیوی کی جاترا ہوتی ہے اور ایک شبانہ روز اہل ہنود کا بکثرت مجمع رہتا ہے -

اور پانڈورہ مین بھی اسی گرمی کے موسم مین ایکروز بڑا میلا ہوتا ہے مواضعات تعلقہ قندہار کے مکھیڑ - بالور - بڑی بوری - کونبی - پانگرا - دانکہ - آمرج

[1] موسم سرما میں پوس سدی و پوس بدی ہندی مہینا ہوتا ہے جو آخر ماہ دسمبر اور اوایل ماہ جنوری کے مطابق ہوتی ہے

راے واڑی مین بھی سالانہ جاترہ کا میلا ہوا کرتا ہے۔

(۱۱) اس تعلقہ مین ایک ندی مینا ڑ بہتی ہے جو قلعہ دھرماپوری تعلقہ راجورہ کے پہاڑون سے نکلی ہے اور یہہ تعلقہ قندہار سے بہتی ہوئی ضلع اندور مین چل کر مانجرہ مین ملی ہے۔

ناگ جھری ندی خاص قندہار کے رمنہ کے پہاڑون سے نکلی ہے جہان سے پانی کا جھرنا نکلا ہے وہان سانپ کے منہہ کی طرح پتھر تراش کر لگایا گیا ہے اس سلئے ناگ جھری اس ندی کا نام ہندؤن نے رکھدیا ہے اور یہہ ندی مانس پورے ہوتی ہوئی مینا ڑ مین مل گئی ہے۔ کل رفتار اس ندی کی چار میل سے زاید نہین ہے۔

برید شاہی عملداری مین اس ندی کو روک کر تالاب تیار کیا گیا تہا بہت ہی بڑا مستحکم تالاب کا بند اور پانی کے روانی کا پختہ دہانہ بنایا گیا تہا مگر دہانہ کے قریب تالاب کا بند ٹوٹ گیا راجہ لعل کبیری سنگہہ نے دہانہ تسلی ترمیم کروائی بنی مگر مفید نہوی ندی زوردار ہے پانی تہم نہ سکا اور اس کے جانب پھر کسی عملداری مین توجہہ نہین ہوئی اس تالاب کے پاس پہاڑی کے دامن مین برید آباد ایک آبادی تہی وہ آبادی راجاؤن کے آخری عملداری تک برتبدیل نام قایم رہی۔ راجہ لعل کبیری سنگہہ نے لعل نگر بسایا اور لعل نگر کا تالاب تیار ہوا اس آبادی کا وجود موجود اور اسکا نام فرید آباد مشہور تہا۔ یہان جانوروں کی ہفتہ وار خرید و فروخت ہوتی تہی اور بازار لگا رہتا تہا اس آبادی کو بعض لوگ پنچال نگری بھی کہتے ہین

چونڈا سری دیوی | چونڈا سری دیوی کا مندر اس آبادی مین تہا دیوی کی منقش مورت ایک بڑے پتھر پر ایک موجود ہے اور ہنومان کی مورت بھی قدیم یادگار ہے۔

(۱۲) قندہار کا تالاب بڑا ہے اور اس سے دو نہر نکلتی ہین باغات کو سرسبز شاداب

لہ یعنی قدیم سا مذات پیلا کورند اور اسکی ذمین ساڑھے چار جاور لکھتا ہے۔

رکھنے کے علاوہ (۲۰۰) ایکڑ زمین مین اس تالاب کے پانی سے زراعت دہانکی ہوتی ہے

جو نہر آبادی سے ملی ہوئی حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے روضہ کی روبرو بہتی ہے

دو انگل کی بادلی اس نہر پر سنگ لبست پختہ پٹاؤ کر دیا گیا ہے مقدس روضہ کے ابتدائی سیڑیون کے کچھ فاصلہ پر اس نہر بنانے والون نے نہر کی شناخت کے لئے ایک پتھر مین دو انگل کے مقدار کا سوراخ بنا دیا ہے اگر کسی چھوٹی سی چیز کو تاگا باندھکر اس سوراخ مین چھوڑکر پھر واپس نکالا جائے تو وہ تر ہوکے نکلتی ہے دلچسپی اور کھیل کے طور پر اکثر بچے کوڑیون کو تاگا باندھکر اسی مین چھوڑا کرتے ہین اس لئے اس کا نام دو انگل کی بادلی مشہور ہوگیا ہے۔ اس نہر کے پانی سے شرقی حصہ کے باشندے فائدہ اوٹھاتے ہین باغات سے ہوتا ہوا اس نہر کا پانی بہادر پورہ تک جاتا ہے اور ضرورۃ سے زیادہ پانی میناٹ ندی مین مل جاتا ہے۔

پن چکی اورنگ پورہ کی جانب کی نہر کا پانی تاندیڑی دروازہ اور لال نگر کی آبادی سے ملکر مانس پوری تک جاتا ہے اور وہان کی زراعت کو فائدہ پہونچاتا ہے اس نہر کے دہانے کو (کاموٹی کاتم) کہتے ہین اسی مین پتھر کی پن چکی ہے۔

ہاتی نالہ اس ندی کو کہتے ہین جو قندہار کے جنوبی غربی پہاڑون سے بہکر اسکا پانی تالاب مین آتا ہے وجہ تسمیہ یہ مشہور ہے کہ اسکے دلدل مین ہاتی پھنس کر مر گیا تھا۔

لال نگر کا تالاب لال نگر کا چھوٹا سا تالاب ہے جس کا پانی موسم سرما کے آخر حصہ تک رہتا ہے مگر اسکا بند ٹوٹ گیا۔

کنول تالاب یہ حوض نما خوبصورت بنا ہے اس مین کنول کے پھول کھلتے ہین بڑے تالاب اور لال نگر کے تالاب کی امداد سے یہ بھرا ہوا رہتا ہے۔

موضع پانگرے کا تالاب اس تالاب کے پانی سے (۴۵) ایکڑ زمین مین وہان کی پیداوار ہوتی ہے کامل تالاب بھرنے پر سات سو روپیہ سالانہ محاصل کی کاشت دہانکی ہوتی ہے

مخدوم کا کالوا مشہور ہے کیونکہ حضرت مخدوم کی روضہ کے سامنے سے یہ نہر بہتی ہے

موضع کروڑا کے تالاب سے (۴۵) ایکر زمین کو پانی پہونچتا ہے اس سے سالانہ (۲۴۶) روپیہ آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور چند مواضع مین چھوٹے چھوٹے تالاب ہین مگر مرمت طلب ہونے سے ان مین بنا پانی نہین رہتا اور ان کے ذکر کرنیکی ضرورت بھی نہین معلوم ہوتی۔

سنہ ۱۳۰۰ف مین تعلقہ قندہار کی جو کچھ حالت موجودہ تھی بیان کر دیگئی۔

فہرست مواضعات تعلقہ قندہار بشمول جاگیرات و مقطعجات معہ تعداد مردمان و امکنہ بموجب مردم شماری بابتہ سنہ ۱۳۰۰ف

نمبر شمار	نام موضع	تعداد مکانات		مردم شماری			کیفیت
		آباد	غیر آباد	مرد	عورت	جملہ	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
	خالصہ						
۱	قصبہ قندہار	۱۵۹۴	۸۲	۳۸۵۸	۳۸۵۱	۷۷۰۹	
۲	کمبھیڑ	۱۳۲۱	۱۵۲	۳۰۰۴	۳۰۱۵	۶۰۹	
۳	لوہا	۷۸۲	۵۳	۱۶۹۶	۱۷۱۳	۳۴۰۹	
۴	مانجرم	۴۷۰	۹۲	۱۱۹۹	۱۱۰۹	۲۳۰۸	
۵	مالاکولی	۴۰۳	۵۷	۱۰۰۱	۱۰۲۱	۲۱۲۲	
۶	بڑا جام	۴۴۹	۴۷	۱۰۵۲	۱۰۲۳	۲۰۷۵	
۷	کوٹھا	۳۵۳	۳۵	۸۶۶	۸۷۶	۱۷۴۲	
۸	انبولگہ	۳۴۸	۴۴	۸۷۹	۸۵۱	۱۷۳۰	
۹	بڑاہی دیگر مس	۲۶۹	۱۷	۸۹۷	۸۲۳	۱۷۲۲	

۱۰	باچوٹی	۳۵۷	۲۹	۸۳۵	۸۷۲	۱۷۰۷
۱۱	کورلہ	۳۴۵	۳۸	۸۴۳	۸۲۸	۱۶۷۱
۱۲	ساورگاؤں نصرت	۲۸۷	۳۴	۷۰۸	۷۳۰	۱۴۳۸
۱۳	ہالد یعنے ہلدا	۳۰۳	۳۷	۷۳۴	۷۰۲	۱۴۳۶
۱۴	اشٹور	۲۸۶	۳	۶۳۱	۶۲۸	۱۲۵۹
۱۵	پانگرہ	۲۹۲	۲۱	۶۲۸	۶۱۸	۱۲۴۶
۱۶	باردل	۲۲۸	۱۶	۵۸۹	۶۰۹	۱۱۹۸
۱۷	گولبنی	۲۴۸	۵۱	۵۴۰	۵۴۲	۱۰۸۲
۱۸	گرگرگہ	۲۲۴	۲۱	۵۴۰	۵۲۳	۱۰۶۳
۱۹	مرگاوان	۲۰۵	۳۲	۵۱۴	۵۳۶	۱۰۵۰
۲۰	چاندولہ	۲۰۷	۲۴	۵۱۰	۵۲۱	۱۰۳۱
۲۱	رسنگاؤن	۲۲۲	۲۳	۴۹۷	۵۱۱	۱۰۰۸
۲۲	ٹنہوری	۱۸۲	۱۵	۴۹۲	۴۴۶	۹۳۸
۲۳	چہکلی	۲۱۱	۱۶	۴۷۹	۴۵۶	۹۳۵
۲۴	ہسون وڑج	۱۹۶	۲۵	۴۶۵	۴۵۷	۹۲۲
۲۵	ملگاؤن	۹۵	۱۶	۴۵۴	۴۴۲	۸۹۶
۲۶	گول	۱۸۰	۳۵	۴۳۱	۴۲۴	۸۵۵
۲۷	چھوٹی بمروٹی	۱۷۰	۱۷	۴۴۲	۴۱۰	۸۵۲
۲۸	روٹی	۱۸۰	۱۶	۴۰۰	۴۳۱	۸۳۱
۲۹	بوری بڑی	۱۶۲	۱۴	۴۴۰	۳۸۸	۸۲۸
۳۰	دگڑ سانگوی	۱۷۰	۴۵	۴۱۲	۴۰۶	۸۱۸
۳۱	واکہرڑ	۱۴۱	۱۰	۴۱۴	۳۸۶	۸۰۰
۳۲	کاٹ کلم	۱۵۵	۱۶	۴۱۵	۳۷۶	۷۹

۳۳	ڈونگر گانون متصل البوٹی	۱۵۲	۲۵	۳۸۶	۳۹۲	۷۷۸	
۳۴	سرورز دیکھیڑ	۱۶۱	۶	۳۸۵	۳۷۷	۷۶۲	
۳۵	گونہار	۱۴۹	۱۲	۳۷	۳۶۲	۷۳۲	
۳۶	سانگوئی منگل	۱۳۹	۱۹	۳۷۶	۳۴۶	۷۲۲	
۳۷	گولہ گانون	۱۴۴	۱۵	۳۴۷	۳۷۲	۷۱۹	
۳۸	مروال	۱۵۳	۱	۳۵۴	۳۵۶	۷۱۰	
۳۹	گھوڑج	۱۴۹	۱۲	۳۸۷	۳۲۱	۷۰۸	
۴۰	باسودی	۱۳۹	۲۹	۳۶۴	۳۳۵	۶۹۹	
۴۱	گونٹور	۱۳۵	۱۴	۳۴۷	۳۳۹	۶۸۶	
۴۲	دیول گاؤن	۱۴۹	۱۹	۳۴۵	۳۲۲	۶۶۷	
۴۳	اندگہ	۱۱۹	۲	۳۳۸	۳۳۹	۶۶۷	
۴۴	دہامن گانون	۱۲۳	۹۹	۳۳۷	۳۲۷	۶۶۴	
۴۵	ناگل گاؤن	۱۲۴	۰	۳۴۴	۳۰۲	۶۴۶	
۴۶	نندن بن	۱۳۱	۱۲	۳۳۱	۳۱۲	۶۴۳	
۴۷	کلک	۱۳۵	۱۵	۳۲۶	۳۱۵	۶۴۱	
۴۸	کیرور	۱۴۶	۲۲	۳۲۰	۳۱۳	۶۳۳	
۴۹	دیگر سر چھوٹی	۱۱۷	۱۷	۳۱۴	۲۸۸	۶۰۲	
۵۰	ارگاون	۱۳۹	۲۰	۳۱۹	۲۷۸	۵۹۷	
۵۱	دہی ٹھاٹھ	۱۱۹	۰	۳۱۸	۲۷۲	۵۹۰	
۵۲	منگناپلی	۱۲۷	۶	۳۱۳	۲۸۱	۵۹۴	
۵۳	سایال	۱۳۹	۹	۳۰۱	۲۸۸	۵۸۹	
۵۴	سانگوئی بنگ	۱۳۰	۰	۲۹۷	۲۹۱	۵۸۸	
۵۵	ہرگہ جاگیراو	۱۲۰	۱۰	۲۹۶	۲۹۰	۵۸۶	

۵۶	لالونڈی	۱۵۰	۲۲	۲۹۶	۲۹۰	۵۸۶
۵۷	رالولی	۱۰۷	۲۵	۲۸۱	۳۰۳	۵۸۴
۵۸	جابنلی	۱۱۸	۱۳	۲۸۴	۲۹۱	۵۷۵
۵۹	مرسیونی	۱۱۷	۳۲	۲۹۰	۲۷۵	۵۶۵
۶۰	چونڈی	۱۱۴	۳۷	۲۷۸	۲۷۸	۵۵۶
۶۱	بوم نالی	۱۱۵	۱	۲۷۵	۲۷۵	۵۵۰
۶۲	چھوٹی لاٹ	۱۱۷	۹	۲۷۰	۲۷۷	۵۴۷
۶۳	بڑی بردلی	۹۹	۴	۲۶۶	۲۷۶	۵۴۲
۶۴	وروٹ	۱۰۲	۱۳	۲۸۸	۲۶۴	۵۴۲
۶۵	جنرکہ	۱۰۴	۸	۲۷۶	۲۶۶	۵۴۲
۶۶	کارگاؤن	۱۰۷	۴۲	۲۵۸	۲۶۲	۵۲۰
۶۷	ہاڈولی برماشیٹ	۱۱۵	۱۴	۲۶۸	۲۴۷	۵۱۵
۶۸	راون کولہ	۹۲	۹	۲۶۰	۲۴۹	۵۰۹
۶۹	ایلور	۷۷	۳	۲۵۱	۲۵۲	۵۰۳
۷۰	ہاسول یعنے ہرسول	۱۷۸	۹	۲۴۷	۲۵۴	۵۰۱
۷۱	آلیگاؤن	۹۱	۱۱	۲۴۴	۲۴۶	۴۹۰
۷۲	بڑی سرسی	۹۱	۸	۲۵۲	۲۳۸	۴۹۰
۷۳	رای واڑی	۱۰۴	۲۶	۲۳۵	۲۵۲	۴۸۷
۷۴	لنبھولی	۱۰۶	۸	۲۲۷	۲۵۵	۴۸۲
۷۵	چنچولی	۸۶	۱۷	۲۳۷	۲۲۹	۴۶۶
۷۶	ساولیسہ	۹۷	۷	۲۳۵	۲۳۱	۴۶۶
۷۷	پوگھر بھوسی	۹۷	۱۵	۲۳۷	۲۲۵	۴۶۲
۷۸	بامنی	۱۰۹	۸	۲۴۹	۲۱۳	۴۶۲

۷۹	پارڈی	۱۰۷	۵	۲۳۴	۲۲۶	۴۶۰	
۸۰	سونیگاؤن	۱۰۶	۱۶	۲۲۶	۲۳۱	۴۵۷	
۸۱	سالورگاؤن تپانی	۹۶	۵	۲۳۹	۲۱۶	۴۵۵	
۸۲	دہانورہ نزدیک گوٹ	۸۹	۱۰	۲۲۸	۲۲۶	۴۵۴	
۸۳	سیکار	۸۲	۵	۲۲۰	۲۲۸	۴۴۸	
۸۴	گونڈگاؤن	۹۱	۲۲	۲۱۶	۲۳۱	۴۴۷	
۸۵	کرنہ	۸۱	۳	۲۲۴	۲۲۲	۴۴۶	
۸۶	چھوٹی بوری	۹۶	۲۱	۲۳۰	۲۰۹	۴۳۹	
۸۷	کھرب کھنڈگاؤن	۸۴	۸	۲۱۴	۲۲۲	۴۳۶	
۸۸	گوگدری	۷۸	۷	۲۳۳	۱۹۹	۴۳۲	
۸۹	انچولی	۱۰۲	۱۹	۲۱۴	۲۱۴	۴۳۸	
۹۰	کبڑوڑہ	۷۱	۷	۲۲۶	۱۹۱	۴۱۷	
۹۱	کارلہ	۹۰	۴	۲۱۵	۲۰۲	۴۱۷	
۹۲	ورتال	۸۵	۷	۲۰۲	۱۹۶	۳۹۸	
۹۳	اگھرگہ یعنی ہگرگہ	۷۸	۷	۱۸۴	۲۰۱	۳۸۵	
۹۴	پوگھرنی	۷۴	۰	۲۰۶	۱۷۲	۳۷۸	
۹۵	لادگ	۸۲	۱۱	۱۹۱	۱۷۹	۳۷۰	
۹۶	بولکا	۸۴	۶	۲۰۲	۱۶۸	۳۷۰	
۹۷	عمرگہ خوجن	۸۹	۰	۱۹۰	۱۷۵	۳۶۵	
۹۸	سونری	۷۲	۱۳	۱۷۴	۱۷۰	۳۶۳	
۹۹	چیکل بہوسی	۷۰	۱۳	۱۷۸	۱۷۰	۳۵۶	
۱۰۰	عمروری	۷۳	۷	۱۷۴	۱۸۰	۳۵۵	
۱۰۱	دہاڈ	۷۸	۲۳	۱۹۰	۱۶۰	۳۵۰	

۱۰۲	چوکی دہرماپوری	۶۸	۹	۱۸۳	۱۶۶	۳۴۹
۱۰۳	مہالیگی	۸۴	۱۲	۱۷۴	۱۷۲	۳۴۶
۱۰۴	موہضہ	۶۷	۲۱	۱۷۲	۱۶۶	۳۳۸
۱۰۵	مزرعہ دہرماپوری	۷۳	۹	۱۶۵	۱۷۳	۳۳۸
۱۰۶	جونہ	۶۹	۱۳	۱۶۰	۱۷۵	۳۳۵
۱۰۷	گہوٹگہ	۶۳	۹	۱۶۹	۱۶۱	۳۳۰
۱۰۸	رام تیرتھہ	۷۴	۶	۱۶۱	۱۶۶	۳۲۷
۱۰۹	ران سرگاؤن	۹۶	۱۶	۱۶۳	۱۶۴	۳۲۷
۱۱۰	مسلگ یعنی مسلگا	۶۵	۷	۱۶۷	۱۵۶	۳۲۳
۱۱۱	آنوڈر گاؤن	۶۶	۲	۱۶۳	۱۵۸	۳۲۱
۱۱۲	سرورنڈ دیگ کوٹہہ	۶۲	۴	۱۶۶	۱۴۸	۳۱۴
۱۱۳	کنہڈ گاؤن حمید	۶۵	۳	۱۵۲	۱۵۷	۳۰۹
۱۱۴	ٹلگرگہ	۵۵	۴	۱۴۶	۱۶۲	۳۰۸
۱۱۵	ہیرگنز دیگ چتلی	۵۹	۳	۱۵۱	۱۵۴	۳۰۵
۱۱۶	سانگوئی	۶۴	۹	۱۵۳	۱۴۸	۳۰۱
۱۱۷	مسکی	۶۰	۰	۱۵۱	۱۴۴	۲۹۵
۱۱۸	موکاسدرا	۵۱	۱۲	۱۳۹	۱۵۵	۲۹۴
۱۱۹	تاندلی	۶۷	۷	۱۳۱	۱۵۷	۲۸۸
۱۲۰	ہربل	۵۷	۱۱	۱۵۷	۱۲۷	۲۸۴
۱۲۱	تاگ بیڑ	۷۳	۱۳	۱۳۰	۱۴۳	۲۷۳
۱۲۲	چھوٹا جام	۶۲	۶	۱۳۹	۱۳۱	۲۷۱
۱۲۳	نیلور	۵۹	۴	۱۳۳	۱۳۸	۲۷۱
۱۲۴	رادت کہیڑہ	۵۶	۴	۱۳۴	۱۲۹	۲۶۳

۱۲۵	دریگاؤن	۵۷	۲	۱۳۲	۱۲۸	۲۶۰
۱۲۶	دہالورہ نزدیک دیگاؤن	۶۰	۱۱	۱۲۷	۱۲۳	۲۵۰
۱۲۷	منگرول	۶۰	۱۱	۱۲۵	۱۲۳	۲۴۸
۱۲۸	نندگاؤن	۴۴	۱	۱۲۰	۱۲۲	۲۴۲
۱۲۹	کوڈگیہال	۴۵	۹	۱۲۸	۱۱۰	۲۳۸
۱۳۰	نندن سیونی	۴۸	۳	۱۲۷	۱۱۰	۲۳۷
۱۳۱	ڈونگرگاؤں متصل کنجولی	۴۱	۵	۱۱۷	۹۸	۲۱۵
۱۳۲	تل بیڑ	۴۶	۹	۱۰۷	۱۰۱	۲۰۸
۱۳۳	چیولی	۳۹	۰	۱۰۰	۱۰۷	۲۰۷
۱۳۴	ٹاکلی	۴۳	۸	۹۵	۱۰۴	۱۹۹
۱۳۵	چھوٹا کلنبر	۳۷	۳	۱۰۲	۹۲	۱۹۴
۱۳۶	کارتلہ	۵۱	۶	۹۶	۹۸	۱۹۴
۱۳۷	حصہ اورہال	۴۴	۱	۸۲	۱۰۷	۱۸۹
۱۳۸	رہٹی	۳۰	۳	۹۵	۸۲	۱۷۷
۱۳۹	پوگہری	۳۸	۸	۹۰	۸۵	۱۷۵
۱۴۰	جاکہاپور	۳۲	۲	۹۴	۷۹	۱۷۳
۱۴۱	چھوٹی سرسی	۳۸	۵	۸۵	۸۱	۱۶۶
۱۴۲	مہدالی	۲۹	۰	۷۲	۷۱	۱۴۳
۱۴۳	بہادر	۲۵	۷	۶۶	۶۶	۱۳۲
۱۴۴	کول گاؤن	۲۴	۴	۶۴	۶۶	۱۳۰
۱۴۵	لوہرگاؤن	۲۹	۵	۶۴	۵۲	۱۱۶
۱۴۶	جانبیے گاؤن	۲۵	۲	۵۱	۵۲	۱۰۳
۱۴۷	سوم ٹھانہ	۲۲	۳	۵۶	۴۶	۱۰۲

۱۴۸	برنڈگاؤن	۱۷	۲	۴۶	۵۳	۹۹	
۱۴۹	ہالدد	۱۸	۵	۴۳	۴۷	۹۰	
۱۵۰	ماکل گاؤن	۱۵	۵	۳۷	۳۹	۷۶	
۱۵۱	چرکی مہاکایا	۱۲	۱	۳۱	۳۶	۶۷	
۱۵۲	ملکاپور	۱۵	۱	۳۱	۳۰	۶۱	
۱۵۳	کاسیے گاؤن	۱۰	۰	۲۵	۲۵	۵۰	

صاف ہو کہ از نمبر ۱۴۵ تا ۱۵۲ موضع چرکی پایا ماتنڈو مزرعہ ورود بیرا غ ہین۔

۱۵۷	پہولوبل	۲۹۲	۳۳	۲۸۸۹	۲۰۸۵	۴۹۷۵	جاگیر علاقہ لشکر خیگ بہادر
۱۵۸	سانورگاؤن مخدوم	۳۶۰	۲۸	۶۱۲	۶۰۱	۱۲۱۳	علاقہ روضہ حضرت خانیاح سرور مخدوم
۱۵۹	وابگا	۲۳۵	۱۷	۵۶۵	۵۹۰	۱۱۵۵	جاگیر سرنے سنگھ ولد لادگوپال سنگھ راجہ قندہار
۱۶۰	مگنیال	۱۶۲	۹	۳۷۱	۳۶۵	۷۳۶	علاقہ روضہ حضرت خانیاح سرور مخدوم
۱۶۱	کام جولگا	۱۵۱	۲	۳۵۶	۳۴۴	۷۰۰	جاگیر اکرم اللہ خان صاحب
۱۶۲	ہاڈولی	۱۲۸	۱۵	۳۴۲	۳۲۸	۶۷۰	جاگیر قاضی حسنا صاحب قندہار
۱۶۳	دہادری	۱۱۱	۱۱	۲۶۶	۲۸۸	۵۵۴	جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۴	بابوگاؤن	۵۰	۱۴	۲۳۰	۲۱۶	۴۴۶	علاقہ روضہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم
۱۶۵	چھوٹی بیرولی	۷۶	۵	۳۰۹	۲۱۵	۴۲۴	جاگیر کشنا بائی
۱۶۶	پانڈورنی	۸۳	۱۱	۲۰۴	۳۰۶	۵۱۰	جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۷	ہیرگہ شاہ دیوان	۱۰۳	۰	۱۹۴	۱۹۱	۳۸۵	جاگیر قاضی حسنا صاحب قندہار
۱۶۸	نیلا	۷۴	۱۵	۱۷۹	۱۵۰	۳۲۹	جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۹	ہاٹکیال	۶۴	۷	۱۴۶	۱۶۳	۳۰۹	جاگیر اکرم اللہ خانصاحب
۱۷۰	بڑا سگرہ	۴۳	۸	۱۱۰	۱۱۷	۲۲۷	علاقہ روضہ سائندے سلطان
۱۷۱	چلی	۳۶	۴	۹۹	۱۰۵	۲۰۴	جاگیر یادو راو پہاٹک
۱۷۲	بہوکماری	۴۸	۱۰	۱۰۰	۱۰۳	۲۰۳	جاگیر اکرم اللہ خانصاحب

۱۷۳	گنگن بیڑ	۱۴	۵	۴۱	۳۳	۷۴	علاقہ روضہ سانکر ہے سلطان
۱۷۴	ماہرگاؤن	۱۴	۰	۳۳	۲۷	۶۰	علاقہ روضہ خضر سانکر ہے سلطان
۱۷۵	کونڈہ	۲۲۴	۴	۵۵۵	۵۷۰	۱۱۲۵	راجہ شیوراج بہادر
۱۷۶	ہنڈالہ	۵۸	۶	۱۴۹	۱۳۸	۲۸۷	ایضاً
۱۷۷	پیٹہ ورج	۵۳۷	۵۲	۱۲۸۹	۱۳۰۸	۲۵۹۷	سداسیوراؤ
۱۷۸	پان بہوسی	۲۵۴	۲۱	۷۱۷	۶۷۲	۱۳۸۹	کشنابائی
۱۷۹	دہانورہ خالو	۲۰۳	۲۹	۴۸۶	۵۰۰	۹۸۶	سیواجی ہنمنت راؤ
۱۸۰	عمرج	۱۱۴	۴۴	۴۸۳	۴۵۸	۹۴۱	کشنابائی
۱۸۱	شیخاپور	۱۶۹	۲۲	۴۱۳	۴۲۰	۸۳۳	سیواجی ہنمنت راؤ
۱۸۲	گودیہم گاؤن	۱۴۵	۱۶	۳۵۴	۳۲۶	۶۸۰	کشنابائی
۱۸۳	نانوری	۱۴۵	۱۲	۳۳۷	۳۳۸	۶۷۵	ایضاً
۱۸۴	کلالی	۱۲۵	۶	۳۲۶	۳۳۵	۶۶۱	سداسیوراؤ
۱۸۵	ہیرگرمل پیٹہ	۱۳۵	۵	۲۹۲	۳۱۵	۶۰۷	بہوجنگ راؤ
۱۸۶	چھوٹا سلگرہ	۱۱۲	۱۸	۲۹۰	۳۰۲	۵۹۲	راجابائی
۱۸۷	بہولار	۱۲۷	۱۰	۲۷۶	۲۹۰	۵۶۶	سیواجی ہنمنت راؤ
۱۸۸	پیپل گاؤن	۱۹۶	۱۷	۲۱۴	۲۱۲	۴۲۶	یادو امرت راؤ
۱۸۹	ہوکران	۸۰	۱۰	۲۰۴	۱۹۲	۳۹۶	
۱۹۰	کیدارواڑگاؤن	۷۷	۶	۱۹۵	۱۷۶	۳۷۱	کشنابائی
۱۹۱	نارنالی	۵۱	۴	۱۳۹	۱۵۱	۲۹۰	بہوجنگ راؤ

مقطوعات جاگیر ہائے مختلفہ

نوٹ

قدیم کاغذات میں پرگنہ نندبار کے (۲۴۲) موضع لکھے ہیں مگر موضع وار نام نہیں بتلائے



دکن کے پہلے واقعات پر جہالت کی تاریکی کچھ ایسی چھائی ہوئی ہے کہ اس زمانہ کے اولوالعزم اور نام آور بہادرون کے قابل قدر کارنامے بالکل چھپ گئے ہین لیکن کہین کہین پہر بھی اوس زمانہ کی یادگارین جگنو کیطرح چمک جاتے ہین - تو اون لوگون کی عظمت و شان کا جلوہ آنکھون کے سامنے آجاتا ہے -

ہندوستان پر اسمین شک نہین کہ مسلمانون کا تسلط ہونے سے پہلے ہندوؤن کی بڑی زبردست سلطنت تھی ان کے کارنامے اکثر سننے جائین تو حیرت مین ڈالنے والے ہین - مگر مشکل یہہ ہے کہ جو کچھ کہا یا سُنا جاتا ہے مذہبی پیرایہ مین ہے جسے پوری تاریخی وقعت حاصل نہین - یہی وجہہ ہے کہ ہمین اس زمانہ کا کوئی اصلی خاکہ کھینچنا غیر ممکن نہین تو مشکل ضرور ہے - اتنا تو یقین کیا جاسکتا ہے کہ ہندوؤن کی پرزور حکومت رفتہ رفتہ کم زور ہوکر طوائف الملوکی قایم کرتی گئی - اور آخر اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ہندوستان ان کے قبضہ سے بالکل جاتا رہا لیکن جنوبی ہند مین مسلمانون کی سلطنت قایم ہونیکے بعد بھی ایک صدی تک دکن اہل ہنود کے تصرف مین رہا - انگریزی مورخ[1] لکھتا ہے کہ پہلے دکن مین آندرا خاندان کے راجہ راج کرتے تھے اور دارالسلطنت دہرماپوری - نندا گیری کے قریب دریائے گوداوری کے کنارے تھا مسٹر بیلی نے اس قوم کی زور آوری تسلیم کی ہے اس خاندان کے زوال کے بعد

[1] ہسٹار یکل اکاؤنٹ آف کرنا ٹک جلد اسکیچ ۱۲

ساتاکارنی خاندانوں نے عروج پکڑا - چونکہ دکن پر شمال سے حملے ہوا کرتے تھے
اس نے مونگی پٹن[۵۱] کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا جب شالیواہن کمار نے عروج
حاصل کیا اور بکرماجیت[۵۲] اوجین کے راجہ پر فتح حاصل کی تو اسی مونگی پٹن کو اپنا
پایتخت بنایا یہ راجہ بڑا زبردست ہوا ہے اسکا جاری کیا ہوا سنہ شکہا سنہ عیسوی
سے (۷۸) سال بعد شروع ہوا ہے اس کے خاندان کے زوال کے بعد دکن میں
مختلف راج ہوگئے - اور دیوگیری میں مرہٹوں کا زبردست راج قایم ہوگیا -

سہا خاندان کا مختصر ذکر

سہا خاندان کا نشان نلگنڈہ[۵۳] سے پچیس میل اندرتی پہاڑ پر ملتا ہے
وہاں کچھ چاندی کے سکے ملے - اس سے پایا جاتا ہے کہ سہا
خاندان کے راجاؤں نے دکن کے حصہ میں راج کیا ہے - اور اسی راج کے
آخر زمانہ میں بدہ کا دانت بطور تبرک دہرناکی کوٹ میں رکھا گیا تھا وہ سنگدیپ لیگئے

پانڈوں کے خاندان کا دکن میں راج اور قندہار کی قدامت

سنہ ہجری کے ۲۷۳ سال قبل سنہ ۲۵۶ء میں پانڈوں کے
نسل سے یہہ خاندان ملک آودھ سے دکن میں آیا اور کلیانی[۵۴]
کو اپنا دار السلطنت بنا کر راج قایم کیا - اور یہہ خاندان چالوکیا قوم کے راج سے
مشہور ہوا رفتہ رفتہ اس خاندان نے ترقی حاصل کی اور ان کے قبضہ میں دکن کا
بہت بڑا حصہ آگیا اور تمام مہاراشٹر اور دریاے نربدہ تک قبضہ کرلیا اور تلنگانہ
کے راجہ کو بھی مطیع کیا - اور ریاست کانچی ورم کے چولا کی قوم کے راجہ کو شکست
دیکر کچھ مکان اس سے لیا اور اس خاندان کے ایک راجہ نے گجرات کے راجہ
کی لڑکی سے ساتھ شادی کرلی تھی اس لئے کچھ دنوں گجرات پر بھی انکا قبضہ رہا ہے

---

[۵۱] مونگی پٹن اورنگ آباد سے دس کوس ہے [۵۲] بعض مورخین نے شالیواہن کا بکرماجیت ثانی کا
ہونا لکھا ہے کیونکہ سنہ شالیواہن شک میں اور بکرم کے سمت میں (۱۳۵) سال کا فرق ہے
بکرم کے سنہ کو سمت اور شالیواہن کے سنہ کو شک کہتے ہیں شالیواہن کا شک اوگاد سے اور بکرم کا سمت
دیوالی سے شروع ہوتا ہے [۵۳] جہاں اب دولت آباد ضلع اورنگ آباد میں ہے [۵۴] نلگنڈہ ہم نے دیکھا ہے پہاڑی
آبادی دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے یہاں قلعہ بھی ہے [۵۵] سلسلہ آصفیہ کی تیسری جلد میں اس راج کا ذکر ہوا ہے
اور کلیانی قندہار سے (۵۰۸) میل ہے ۱۲

مولف سیر ہند و مولف تاریخ خورشید جاہی لکھتا ہے کہ خاندان پانڈون مین ایک مشہور راجہ کنہر تہا جس نے ایک شہر بسایا اور اپنے نام پر اسکا نام کنہار رکہا جو رفتہ رفتہ قندہار ہو گیا۔ شہر کی قدامت کا اتنا پتا چلتا ہے کہ چوتہی صدی عیسوی مین یعنے سنہ ہجری سے (۲۳۲) سال قبل قندہار کی آبادی موجود تہی اور یہہ مقام راجہ سوما دیو راج کا دار السلطنت تہا۔

مانس پور کی آبادی کے متعلق مشہور کیفیت اور وہانکے قدیم آثار

ہندو نکے پرانے گیتون اور قدیم مرہٹی اشعار سے مانس پور کا نام پنچال نگری بہی معلوم ہوتا ہے اور یہہ آبادی مانس پور کی قدیم آبادی مانی جاتی ہے۔ قلعۂ قندہار سے ایک میل کے قریب جانب شرق واقع ہے۔ اور ابتک اس کے تحت مین زمین مزروعہ کا بہت بڑا حصہ ہے مانس پور کی آبادی اوسوقت کی سمجہی جاتی ہے جبکہ یہان بالکل جنگل اور بہارتی ویران اور سنسان مقام تہا۔ اور وجہ تسمیہ اسکی یہہ بیان کی جاتی ہے کہ مرہٹی زبان مین مانس انسانون کو کہتے ہین اور پور سے مراد آبادی ہے۔

ماماجی باغ کا رکشس مانس پور کے قریب ناگجہری ندی کے پاس ایک مقام ماماجی باغ مشہور ہے۔ وہان کالے چمکدار پتہر کی ایک بہت بڑی مورت کے ٹکڑے متفرق طور پر پڑے ہوے ہین۔ جس کو نہایت صفائی سے قدیم صناعون نے بنایا ہے۔ اون ٹکڑون کے پیمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دیوتا اپنے اصلی قیام کے وقت (19) فٹ بلند ہوگا۔ اسکی تراش و نقش و نگار کی صفائی پتورہ کے مورتون سے ملتی ہے۔ یہہ ایک بہت پرانی یادگار ہے اور یہہ مورت رکہیش کے نام سے مشہور ہے۔ اور ایک بڑا پتہر منقش بشکل کلاہ قندہار کے تالاب مین تراشا ہوا پڑا ہے جو اسی رکشس کی ٹوپی کہلاتی ہے۔

مہادیو کا پنڈ لال باغ مین ایک مدور اونچا عمدہ تراشا ہوا قدیم زمانہ کا پتہر ہے جسکا

نصف باہر ہے اور نصف زمین مین ہے اور وہ مہادیو کے پنڈ کے نام سے مشہور ہے اور اس کی پرستش ہوتی ہے

سیتا کنڈ و رام کنڈ

لال نگر کے تالاب کے اوپر کی جانب چھوٹی سی پہاڑی کے دامن مین ایک قدرتی چشمہ ہے جس کے اطراف پتھرون سے باندھکر حوض کی شکل بنایا گیا ہے ہنود اسکو متبرک مقام جانکر وہان غسل کرتے ہتے اور اسیطرح گول ٹیکرے کے پاس رام کنڈ ہے۔ اونکا اعتقاد ہے کہ یہہ دونو قدیم چشمہ ہین جس وقت راجہ رام چندر جی اور انکی بی بی سیتا جی دکن مین آئے ہتے سیتا جی نے سیتا کنڈ مین غسل کیا ہتا۔

سیتا جی کے دکن مین آنیکا باعث

رامائن[۵۳] مین لکہا ہے کہ اجودہیا کے راجہ جسرت کے چار بیٹے ہتے پہلا بیٹا رامچندر جی دوسرا لچھمن جی تیسرا بہرت جی چوتہا ستروگن جی راجہ رامچندر جی بڑے بیٹے اور ولیعہد ہتے اونہون نے وسوامترمنی سے تعلیم پائی نہایت متین وحلیم ولایق ہتے انکی شادی متہلا کے راجہ جنک کی بیٹی سیتا جی سے ہوئی جب راجہ جسرت نے رام چندر جی کو اپنا قایم مقام کرنا چاہا تو کیکئی رانی نے جو رام چندر جی کی سوتیلی مان تھی راجہ کو کچہہ سمجہا دیا جس سے راجہ جسرت نے رامچندر جی کو چودہ برس بن مین رہنے کا حکم دیا تو رامچندر جی معہ اپنے بہائی لچھمن اور اپنی رانی سیتا جی کے جنگلون مین پہرتے ہلوئے دکن مین گوداوری کے کنارے کنارے بہت دور نکل آئے یہان اتفاق سے اونکی بہن شروپ نکہا ان سے ملی اور اس کی خواہش پوری نہونیکی وجہہ سے اوسکو رامچندر جی سے رنج ہوگیا اور لچھمن جی نے اسکی ناک کاٹ ڈالی جسکے باعث اسنے اپنے بہائی راجہ راون کو عزر واقعہ سمجہا کر انتقام کی استدعا کی۔

راون لنکا مین راکشون کا راجہ اور قوم کا برہمن ہتا۔ اپنی بہن کی اشتعالکی سے رامچندر جی کے غائبانہ موقع پاکر سیتا جی کو پکڑ کر لے گیا جب راجہ رامچندر جی کو معلوم ہوا اپنے بہائی لچھمن جی کو لئے ہوئے لنکا پر چڑہائی کی۔ راستہ مین سگریو

---

۵۲ سیتا کنڈ کا چشمہ لوٹ گیا ہے صرف دہانے کا نشان باقی ہے۔۱۲

۵۳ مولفہ والمیک گرو جی ۱۲

بندروں کے راجہ اور ہنومان جی بھی مل گئے۔ دریا پر پل باندھا گیا اور بھیشن راون کا بھائی اپنے بھائی سے باغی ہوکر رامچندر جی سے مل گیا مثل ہے گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے راون سے مقابلہ کیا اور مارا گیا۔ لنکا فتح ہوئی۔ رامچندر جی سیتا جی کو لیکر اجودھیا چلے گئے اور لنکا کا راج بھیشن کو بخش دیا۔

اس واقعہ کا ٹھیک پتہ نہیں چلتا اس میں بہت سے اختلاف ہیں قندہار کے ہنود کا اعتقاد ہے کہ یہ دونوں چشمی اس زمانہ کے ہیں مگر ہمارے خیال میں راجہ لعل کبیری سنگھ مہدری یہ علامتیں پائی جاتی ہیں

سنہ ۱۹۰۹ء مجکو مہادیو پور سے اینٹوناگرام ہوتے ہوئے گوداوری کے کنارے کنارے بھدراچلم جانیکا اتفاق ہوا بہت گھنی جھاڑی ہے اور سنسان ویران جھاڑی میں میں نے بہت سے بڑے بڑے پتھر چوترے دیکھے ان چبوتروں کے پتھر بہت بڑے بڑے ہیں اس جنگل میں کہیں کہیں قوم گونڈ و کولام کے جو پڑے ہیں الکا بیان ہے کہ یہ جنگل سیتا جی کا بن باس ہے اور یہ چبوترے رامچندر جی کے نشست گاہ تھی بھدراچلم سے تخمیناً تین میل گوداوری کے کنارے کنارے شمال مغرب چوٹا راملا کوٹ ہے وہاں قدیم مندر ہے اور یہ موضع حدود علاقہ انگریزی میں ہے یہ مقام اہل ہنود کے پاس بہت متبرک ہے وہاں کے پوجاری نے بتلایا کہ یہی مقام متبرک ہے جہاں سے راون سیتا جی کو لے گیا دیول کے عقب میں کاکسیقدر حصہ دبا ہوا ہے اس کے نسبت یہ مشہور ہے کہ راون سیتا جی کو اوٹھا لیجانے وقت زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی اوٹھا لیگیا اس مندر میں دو مورتیں رام چندر جی اور لچھمن جی کے ہیں سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے اس دیول کے اخراجات کیلئے دو سو روپیہ سالانہ ملتا ہے۔ یہاں چھوٹی سی ندی ہے اسکو سیتا وگ کہتے ہیں اس میں چھوٹے چھوٹے نرم پتھر ہوتے ہیں ان کنکروں کو سخت پتھر پر گھسنے سے سرخ اور زرد رنگ ظاہر ہوتا ہے اہل ہنود تعلیماً پیشانی پر اسکا ٹیکا لگاتے ہیں اس کے نسبت یہ اعتقاد ہے کہ سیتا جی کا کوکو اور ہلدی ہے جسکا قشقہ لگاتے تھے۔ گوداوری کے دوسرے جانب ایک پہاڑ قدرتی تراش کا ہے اس کے نسبت کہا جاتا ہے کہ راون کی گاڑی کے صدمہ سے پہاڑ کٹا ہوا ہے۔ ایک سفید مٹی کی اونچی پہاڑی ہے ہنود اس مٹی کو نہاتے وقت بدن پر ملتے ہیں یہ مشہور ہے کہ سیتا جی نہاتے وقت چکنی بدن پر ملا کرتی تھیں یہ اسکا پس ماندہ ہے۔ اور اس ٹیلہ کو وہاں کے باشندے نلکو گوٹہ کہتے ہیں مگر برہمنوں کی کتب سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ راون سیتا جی کو مقام پنچ ولی جو ناسک کے پرے طرف ہے لے بھاگا تھا ۱۲

پانڈو درہ اس آبادی کے شمال کے جانب ڈیڑھ میل کے قریب بادشاہی زمانہ کے پاس موضع گوگ دری کے متصل پہاڑ کے دامن مین ایک محفوظ مقام ہے جسکو پانڈو درہ کہتے ہین - وہان ہر سال ایک میلہ ہوتا ہے اطراف کے گاؤن کے لوگ جمع ہوتے ہین اور شتیان لاتے ہین یہہ غار اس لئے متبرک اور قابل پرستش سمجھا جاتا ہے کہ اون ایام مین جبوقت یہہ سنسان اور جہاڑی کا مقام تہا پانچون پانڈون دریودہن کے خوف سے ایک عرصہ تک یہان پوشیدہ رہے اور انکی آمد شادی کا رسم ہلدی یہین ہوا ہے اور اس اعتقاد کے روسے ہنود سرحد قندہار مین ہلدی (زرد جڑ) کی کاشت نہین کرتے - اس آبادی کے قدامت کے ثبوت مین بہت سے کہانیان سنی جاتی ہین جسکو ہم نقل کرنا بے سود سمجھتے ہین - قندہار کی ابتدائی آبادی کا ذکر اور دے کتب تاریخ شروع کیا جاتا ہے چونکہ قندہار کے پرانے لوگون کا خیال ہے کہ مالنس پوری کی آبادی قندہار سے پہلے ہے اس لئے ہمنے چند سطرون مین مالنس پور کے قدیم آثار کا ذکر کر دیا ہے -

قندہار کی آبادی اور تالاب

رسیر ہند سے ظاہر ہے کہ راجہ کنہر نے قندہار بسایا اور یہہ راجہ پانڈو کی اولاد سے تہا - اور دکن کے بہت بڑے حصہ پر اسکی حکومت تہی - اسنے اس پرفضا اور دلچسپ مقام کو پسند کر کے بستی بسائی تو کنہار نام رکہا چونکہ یہہ آبادی ایک بلند ٹیلے پر ہے جو سطح زمین سے تخمیناً ۴۰ فٹ بلند ہے بالکل پتھریلی زمین ہے - اس آبادی مین کوئی قدیم باولی و حوض نہین ہے -

آبادی کے جنوب طرف دریائے مانیارا ایک میل کے فاصلہ پر ہے مگر اس بستے کے رہنے والون کو بعد مسافت کے وجہ سے اس ندی کا پانی حاصل کرنا خالی از دشواری نہ تہا - اسلئے اس آبادی کے شمالی جانب تالاب تیار کیا گیا ہے جس سے تمام بستی والے فائدہ اوٹہاتے ہین - اور اس کی نہرون سے باغات سرسبز و شاداب

رہتے ہین - اس مین شک نہین کہ تالاب کی تیاری اور بستی کی آبادی ایکوقت ہوئی قندہار کا بسانے والا نامور اور مشہور راجہ کہر مہاراجہ پانڈو کی اولاد سے تھے اس لئے ہم ضرور سمجھتے ہین کہ مختصر سا حال پانڈون کے خاندان کا بتا دین جبکہ ہمارے قندہار کی آبادی کا باعث یہی خاندان سمجھا جاتا ہے تو غالباً انکا حال لکھنا نامناسب نہوگا

پانڈون کا حال

تاریخ فرشتہ سے ظاہر ہے کہ راجہ چتر[1] بوج چندربنسی خاندان کا مشہور راجہ تہا جس کا سلسلہ نسب بودہ[2] سے ملتا ہے اسکا پایتخت ہستناپور تہا اور یہہ اپنے دو وارث چھوڑ کر مرا - اسکا بڑا بیٹا دہترا شٹر گودلی عہد اور مستحق سلطنت تہا مگر نابینائی نے اسکو ناقابل ٹھہرایا اور اسکا چھوٹا بھائی پنڈو ریاست سنبھال بیٹھا یہہ راجہ اسقدر نامور ہوا کہ اسکے لڑکون کی سلطنت پانڈو[3] کے نام سے مشہور ہوئی پنڈو کے پانچ لڑکے تہے - جدشٹر بہیم سین - ارجن - نکل - سہدیو - پانڈو کے مرنیکے بعد دہترا شٹر نے اپنے ایکسو ایک[4] لڑکون کی حمایت سے سلطنت پر قابض ہوا دہترا شٹر کے بڑے لڑکے درپودہن نے جو ایک بد باطن اور متعصب آدمی تہا - اور مصلحت ملکی کے لحاظ سے ان پانچون پانڈون کے وجود کو مخل سلطنت سمجھتا تہا - چاہا کہ کسیطرح سے انکو مار ڈالے پانڈون یہہ خبر پاکر اسکی ریاست سے بہت دور نکل گئے چونکہ انہین اپنے دشمن درپودہن سے عوض لینے مین بہت بڑی کمک کی ضرورت تہی کمپلا مین پہونچکر وہان کے راجہ کی ایک نہایت حسین اور پارسا لڑکی دروپتی سے پانچون بہائیون نے شادی کرلی

---

[1] کتاب سنسکرت مہابہارت مین اس راجہ کا نام شانتنو راجہ لکہا ہے -
[2] بودہ سے مراد چاند کے بیٹے سے ہے - یہہ گوتم بدہ نہین ہے -
[3] ایکسو لڑکے صلبی تہے اور ایک لڑکا لطفی تہا جسکا نام راجہ کرن تہا -
[4] اصل کتاب سنسکرت مین کپلا لکہا ہے -

راجہ کشن اور راجہ بلرام قطعات ہند کے صرف راجہ ہی نہین بلکہ ہنود کے اوتار تھا
رتبہ حاصل کر چکے تھے جن کا شہرہ شجاعت و استبداد تمام ہندوستان مین مشہور تھا
ان کی بہن سوبھدرا بائی راجہ ارجن سے منسوب ہوئی اس تقریب سے پانچون پانڈو انکو
ان دونون بھائیون سے قرابت قریبہ حاصل ہوئی۔
دریودہن کے بادشاہ ہونے تک پانڈون کی خوش اخلاقی و دریا دلی سبھی عوام کے
دلون مین جاگیر ہوئی ان کے اقبال کا ستارہ چمک رہا تھا دریودہن کو انکا
حال جب معلوم ہوا وہ سمجھ گیا کہ بجز نصف ریاست پر قناعت کرنے راجگی کی عزت
اپنے نام کے ساتھ قایم نہ رہیگی ملائمت سے پیش آیا اور برادرانہ سلوک کے ساتھ
دعوت کی اور اندرپرست موضع نصف ریاست ہند پانڈون کے سپرد کر دیا۔
جدشٹر جو پانڈون کا بڑا بھائی تھا سریراے سلطنت ہوا اور اپنے داد
والطاف سے اس قدر جلد تسخیر قلوب کیا کہ کورو آئی امرائی دریودہن کی ملازمت
سے متنفر ہو کر پانڈونکی خدمت اختیار کی۔
جدشٹر کو راجگی سے مہا راجگی کا خیال ہوا اور اپنی بہادر بھائی
بھیم سین۔ وارجن کو جنکی تعریف مہابھارت مین بہت کچھ لکھی ہے تسخیر بقیہ اقالیم
کے لئے روانہ کیا۔ اور یہہ بہادر بہت جلد راجگان صوبہ جات ہند کو مطیع کر کے
دارالسلطنت اندرپرست مین اپنے بھائی کی خدمت مین حاضر ہوئے ان کا یہہ عروج
دریودہن نہ دیکھ سکا۔ اور اس نے یہہ حیلہ پردازی کی کہ پانچون پانڈو کو بغرض
قمار بازی (اس وقت اس کھیل کا اہل دول مین زیادہ تر رواج تھا) ایک مجلس
دعوت ترتیب دیکر طلب کیا۔ قمار بازی کے پاسنے اسنے مخالفین کے پھانسنے
کے لئے حکمت عملی دفریب سے دریودہن نے تیار کر رکھے تھے جس مین اپنی
جیت ہو راجا ئون کے روبرو ان پانچون بھائیون سے شرط کیگئی۔ اور نہوری
ہی دیر مین پانڈون نے اپنی سب دولت ہار دی۔
آخر الامر اس شرط پر فیصلہ ٹھہرا کہ اور ایک بازی آخری لگائی جاے اور پانڈو

جیت ہو تو جو اشیا کہ ہار دئے گئے ہین واپس لے لیئے جائین ورنہ پانچون بھائی بارہ سال گدائی کرین اور ایک سال مفقود الخبر رہین اگر اس سال ہمن سراغ مل جائے تو پھر تیرا سال تک اسیطرح گذارین - طرفین سے شرط قبول ہوئی پانڈون کا ستارہ نحوست پر تھا مدعی کی کارسازی سے غافل تھے بازی ہار دی - اور بالیقا سے وعدہ پانچون بھائیون نے جلاوطنی اختیار کی اور بارہ سال صحرا نوردی کرتے رہے - اور دریودہن اپنی خوش قسمتی پر نازان ہوکر کل ہندوستان پر فرمانروائی کرتا رہا -

یہہ پانچون بھائی بمعہ دروپدی ۱۲ سال ولایت و آئین دکن مین بالکل چھپ رہے دریودہن بہت جستجو تلاش پتا نچلا - بعد انقضاے مدت موعود مقام متہرا پر پہونچکر اپنے نسبتی بھائی کشن جی بن بسدیو کو بطور ایلچی بھیجکر اپنی سلطنت طلب کی دریودہن نے سلطنت واپس دینے سے انکار کیا اور بدعہدی کی -

جب عوام اور ماتحت راجاؤن پر دریودہن کی بدنیتی اچھی طرح ظاہر ہوچکی تو وہ اس سے متنفر ہوگئے اور پانڈون کی ہمدردی کی طرف جھک گئے ادہر کچھ فوج ادہر ہوگئے طرفین سے لشکر کشی ہوئی - راجہ کشن جی نے پانڈون کی ہر طرح سے مدد دی اور خود بھی میدان جنگ مین حاضر آیا رہا - بالآخر میدان کرکشیتر پر جو تہانیسر کے نزدیک ہے دونون فریق کا مقابلہ ہوا - اس لڑائی کی مفصل کیفیت کتاب مہابھارت مین لکھی گئی ہے جس کو اہل ہنود نہایت مستند جانتے ہین -

شیخ ابوالفضل ابن شیخ مبارک نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے عہد مین عبارت ہندی سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا ہے جو ایک لاکھ بیت سے زیادہ ہے

---

۵۱ از تاریخ فرشتہ

۵۲ اصل کتاب سنسکرت مین ایک سال تک پانڈون کا وراٹ نگری مضافات دکن کے راجہ وراٹ کے علاقہ مین چھپا رہنا لکھا ہے تاریخ فرشتہ مین ولایت و آئین بتلایا ہے - غالبا وراٹین صحیح ہے

۵۳ تاریخ فرشتہ مین کورکھیت اور تاریخ ہند مین کورکچھیتر لکھا ہے -

حاصل کلام دونون لشکرون نے اٹھارہ روز مین اپنے قسمت کا فیصلہ کرلیا دریودہن مارا گیا۔ پانڈو کامیاب ہوے جدشٹر پانڈون مین جو بڑا بھائی تھا سریر آرائے سلطنت ہند ہوا جس نے ۳۶ سال کامل ہند کی حکومت کی۔ اس جدشٹر کے منجھلے بھائی ارجن کی اولاد مین۔ راجہ کنہر تھا جو ہمارے قندہار کی آبادی کا باعث ہوا۔

راجہ کی خوش اخلاقی سے رعایا کے دل مین یہان تک راجہ کی محبت کا اثر پیدا ہوا تھا کہ اس حصہ مین جہان اسکی حکومت رہی ہے۔ تا تربیت یافتہ زراعت پیشہ رعایا نے بتمنا دبتر کا پانچ پہر پانچ پانڈون کے نام سے راجہ کی خوشنودی کیلئے ہر ایک کھیت مین نصب کرکے چونے سے سفید کردئے۔ یہہ پتھر صرف یادگار کے طور پر ہی نصب نہین بلکہ سالانہ زراعت سے غلہ حاصل کرنے پر پہلی انکی پرستش کی جاتی ہے اور ابھی تک سرزمین تعلقہ قندہار مین یہہ عمل جاری ہے۔

راجہ کنہر کا اجدادی سلسلہ پانچ پانڈون کی اولاد کا سلسلہ اور تفصیل بتلانیکی یہان ضرورت نہین جنکے دکن اور ہندوستان کے مختلف حصون مین چھوٹی چھوٹی حکومتین قایم ہوچکی تھین۔

البتہ راجہ کنہر کے اجدادی سلسلہ کو بیان کرنیکی یہان ضرورت ہے اور اسی ضرورت کے لحاظ سے پانڈون کا مجمل حال لکھنا پڑا۔

مولف سیر ہند نے راجہ کنہر کا اجدادی سلسلہ اس طرح بتلایا ہے کہ ارجن کا پوتا پری چھتر اور پری چھتر کا بیٹا راجہ جنمی جی اور اسکا لڑکا سیتا بنک اور اوسکا فرزند کیہم کرن اور کیہم کرن کا بیٹا راجہ بچہارک اور اسکا فرزند راجہ سومند اوسکا لڑکا راجہ اونگ بہوج اوسکا فرزند راجہ آنند اور راجہ آنند کا بیٹا راجہ بچی پال اور بچی پال کا لڑکا راجہ اکن برن اور چونکہ اس راجہ کی اولاد نرینہ منتہی صرف ایک لڑکی تھی جس کے بطن سے راجہ پرک سین پیدا ہوا جو اکن برن کا جانشین کہلایا راجہ پرک سین کا بیٹا راجہ کنہر ہے جس نے کنہا بسایا

راجہ سوما دیو راج کا قندہار کو دار السلطنت دکن قرار دینا

مؤرخ انگریزی بحوالہ تاریخ پرتاپا چرتیا بیان کرتا ہے کہ نند اگیری کو راجہ نند و بہادر نے جو چلو کیا خاندان سے تھا۔ اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ راجہ نند و بہادر کے فوت ہونیکے بعد اسکی حکومت دو فرزندون مین بٹ گئی ایک لڑکے نے قندہار کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ دوسرے نے ہنمکنڈہ کو۔ اور باہم ملک کو تقسیم کرکے باطمینان حکومت کرتے رہے۔ قندہار کے راجہ کا نام سوما دیو راج تھا۔ کل مؤرخین انگریزی و فارسی سوما دیو راج کو قندہار کا راجہ مانتے ہین جس نے چوتھی صدی عیسوی مین دکھن کی بادشاہت کی ہے۔

مولف سیر ہند و مولف حوز شید جاہی نے سوما دیو راج کو راجہ کنہر کا بیٹا اور ہنمکنڈہ کے راجہ کو پرکر واٹ بتلایا ہے۔ مگر دوسرے مورخین کو اس سے اختلاف ہے۔

سوما دیو راج کے عہد حکومت مین قندہار کا قلعہ اینٹ اور مٹی سے بنایا گیا تھا اس راجہ کو چارپایون خصوصاً گایون کے پالنے کا اور انکی نسل کو توسیع دینے کا نہایت شوق تھا عمدہ عمدہ جانور دور دور سے بصرف زر کثیر طلب کرکے رکھہ چھوڑے تھے سوما دیو راج اپنی ملک کی حالت دیکھنے کی غرض سے بطور دورہ گوداوری گنگا کے بہت دور سیر و شکار کرتا ہوا چلا گیا۔

بالا ہند و راجہ کٹک (بنگال احاطہ) کو مویشی کے پالنے کا نہایت شوق تھا اس راجہ نے راجہ سوما دیو راج کی عمدہ عمدہ جانورون کی کیفیت سن پائی تھی اور راجہ کے شکار مین مصروف رہنیکی جو خبر ملی تو ایک بڑی جرار فوج کے ساتھہ قندہار پہونچکر یہان کا خزانہ اور بہت کچھہ سامان اور سارے جانور جو تین ہزار گاہ صرف گایون کے تھے اپنے ملک کو لیگیا

بالا ہند و راجہ کٹک اور سوما دیو راج راجہ قندہار کی لڑائی سوما دیو راج کا مارا جانا۔

راجہ سوما دیو راج - راجہ قندہار کا شکار اس وحشت ناک خبر نے بے لطف کر دیا۔ یہہ فوراً قندہار آیا

۱؎ ہسٹار یکل انڈس کرب یٹو اسکیچ ۲؎ نانڈیڑ

اور حملہ کے ارادہ سے فوج کی تیاری مین جو کچھ رقم تھی اپنی عزت بچانیکے لئے عضہ مین صرف کردی - اور باوجودیکہ قندہار دشمن کے دست برد سے غارت ہو چکا تھا - اس کے بے سوچے سمجھے حملہ کرنے سے بالکل اسکی قوت ضعیف ہوگئی نتیجہ یہہ ہوا کہ اسکو کنک سے شکست فاش کھاکر بے نیل مرام لوٹنا پڑا -

راجہ بالا ہند داس شکست اور قندہار و دکن کی بے سروسامانی پر بے تعاقب کئے نہ رہ سکا اور تعاقب کرکے قندہار کو محصور کرلیا - سوما دیو راج کے پاس رہا کیا تھا اسکی ناعاقبت اندیشی اس آفت مین تو اوسے مبتلا کر چکی تھی - اوسے بے عزتی اور ذلت کی موت گوارا نہوئی اس بہادر نے اپنی مختصر اور فاقہ مست فوج سے مقابلہ کیا اور عین معرکہ مین مارا گیا - اس راجہ کے کارپرداز اکثر برہمن تھے اور اسکی فیاضی اکثر انہین لوگون پر مبذول رہا کرتی تھی گوداوری کے کنارہ کے چھوٹے چھوٹے موضع اسی بنا دین وقف تھے -

اس مین شک نہین کہ فیاضی بیکار نہین جاتی تمام برہمن جو اس راجہ کے ممنون احسان تھے اس کے خاندان کی عزت بچانیکے لئے اسکے حرم کی حفاظت کے طرف متوجہ ہوے اور نہایت چالاکی اور ہشیاری کے ساتھ راجہ کی رانی سربال دیوی کو لیکر ہنمکنڈہ کے جانب بھاگ گئے -

ہنمکنڈہ کا راجہ سوما دیو راج کا بھتیجا تھا اسنے اُن برہمنون کو اپنے پناہ مین لیا اور اُن کی حمایت مین اوسوقت تک لڑتا رہا کہ بالا ہند و نے راجہ کی قوی دل فوج پر رسد بند کرکے اونکو جان بلب کردیا - راجہ بالا ہند و راجہ سوما دیو راج کی بیوہ رانی سربال دیوی کو مانگتا تھا اور ہنمکنڈہ کا راجہ اپنے علاقہ مین اسکی موجودگی سے انکار کرتا تھا آخر یہہ قرار پایا کہ قلعہ و آبادی مین تلاش کیجاے ہنمکنڈہ کے راجہ مجبوراً اس قرارداد پر صلح کرنی پڑی - تلاش شروع ہوئی - جو حالت اسوقت بے چاری سوما دیو راج کی بیوہ سربال دیوی پر گذر رہی تھی اس کے بیان کے لئے ہم کوئی الفاظ نہین پاتے - رانی کی بدحواسی کے علاوہ اس کا

گلو سوز حسن زیادہ اسکی شناخت کا باعث ہوا۔ اور وہ گرفتار کر لیگئی۔
اسمین شک نہین کہ برہمنان کی پالسی اکثر رحمدلی پر مبنی ہوتی ہے۔ مادہو سرما جو فرقۂ برہمنون مین سربرآوردہ اور ذی فہم نیک طینت شخص تہا۔ برہمنون کا سرخیل بنکر آنی کے ساتہہ ساتہہ راجہ بالا ہندو کے روبرو حاضر ہوا اور نہایت استقلال سے بیان کیا کہ یہہ لڑکی برہمن ہے سوما دیو راج جوذات کا چہتری تہا یہہ اس کی بیوی ہرگز نہین ہوسکتی۔ راجہ ایک برہمن کی لڑکی پر ہرگز ہرگز رانی سرپال دیوی کا شک نہین کر سکتا۔ اگر راجہ حکومت کے غرہ مین ایک بیکس برہمن کی لڑکی پر ظلم روا رکہتا ہے تو اسی پر میشور کی جوابدہی پر غور و شواری ہوگی راجہ کو اس رانی کے حسن اور بدحواسی نے ایسا شک مین ڈالا تہا کہ برہمن کی دہمکی کا اس کے دل پر پورا اثر نہوا۔ اور جبگر تاریا۔ آخر اکین سلطنت نے یہہ رائے دی کہ برہمن لوگ اس لڑکی کے ساتہہ کہانا کہائین۔ یہہ نہایت عمدہ تجویز پیش ہوئی تہی ظاہر ہے کہ دکہنی برہمن چہتری کے ساتہہ کہا نہین سکتے اور سرپال دیوی حقیقت مین سوما دیو راج کی بیوی اور خاص چہتری قوم کی تہی یہہ تجویز سنتے ہی برہمنون مین ایک سکوت پیدا ہوگیا۔ مگر ہوشیار مادہو سرما نے اس سکوت کو مشتبہ نہونے دیکر فوراً اس ناجائز فعل کو تسلیم کر لیا۔ اور برہمنون نے بلحاظ مصلحت وقت مادہو سرما کو شرکت کی اجازت دی اور سرپال دیوی کو اپنے پنگت مین اعزازی طور پر شریک کر لیا اور اوسکو راجہ بالا ہندو کے ہاتہہ سے بچا لیا محاصرہ برخاست ہوا اور بالا ہندو اپنے ملک کے جانب روانہ ہوا۔

راجہ مادہو دہر مالکھال رانی سرپال دیوی کو تین مہینے کا حمل تہا۔ مادہو سرما کے سرپرستی مین یہہ اپنی زندگی بسر کرنے لگی۔ مدت حمل پورے ہونے پر رانی کے ہان لڑکا پیدا ہوا۔ مادہو دہر مانام رکہا گیا۔ مادہو سرما ایک خدا ترس برہمن تہا اس لڑکے کی پرورش و تربیت مین بہت کوشش کی۔ مادہو دہر مانام کی مطابقت کیطرح عادات مین برہمنون کا سا دور اندیش تہا۔ یہہ

سوما دیو راج بہادر راجہ کا بیٹا تھا۔ بڑا شجاع و بہادر لکلا قندہار سے آکھوی پر بیمن گوداوری گنگا کے جاگیرون کی یاد مین پھر قندہار رجانے اور سوما دیو راج کی یادگار وہان حکومت کرنے دیکھنیکے بدل شایق تھے۔ اور انہین تدابیر و تجاویز مین رہتے تھے کہ کسیطرح متبرک مقام قندہار مین سکونت کا موقع ملے۔ مادہو دہرما بھی حکمت عملی اور شجاعت سے ہر دلعزیز بننیکی کوشش کرتا رہا۔ برہمنون کی کارروائی اور مادہو دہرما کی بہادری خوش اخلاقی رعایا اور فوج دلون پر کام کرگئی۔ اور ہنمکنڈہ کی راجگی مادہو دہرما پر قرار پائی۔ اور اس خلف الرشید نے سب سے پہلے اپنی آبائی حکومت قندہار پر قبضہ کیا اور کٹک پہونچکر راجہ بالا ہندو سے اپنے باپ کا انتقام لئے بغیر نہ رہ سکا۔ بالا ہندو مارا گیا راجہ مادہو دہرما بالا ہندو کے بیٹے کو اس کے باپ کا جانشین کرکے ہنمکنڈہ واپس آیا

دارالسلطنت ہنمکنڈہ کے ماتحت قندہار ایک پرگنہ مقرر ہوا

راجہ مادہو دہرما کی ناعاقبت اندیشی سے خیرخواہان قندہار کا ایک بڑا الزام اس کے سر رہ گیا۔ واقعی اس راجہ کی یہہ بڑی غلطی تھی کہ ہنمکنڈہ کے راجگی کے عوض مین اپنے باپ کی قایم کی ہوئی سلطنت کا نام

۱؎ تلنگی تاریخ مین لکھا ہے مادہو دہرما ہنمکنڈہ کے ولیعہدی کی غیبی تائید سے راجہ بن گیا۔ اور ہنمکنڈہ کا پرگنہ واڈرا بہ امراباد کے جانب چلا گیا۔ اور تاریخ خورشید جاہی مین لکھا ہے کہ راجہ مادہو دہر ہنمکنڈہ کے تخت پر ۱۳۱۰ء مین جلوس کیا مگر دوسری تاریخ سے اسکی مطابقت نہین ہوتی ۱۳۱۰ء مین تو امراباد دیکھا ہے یہہ مقام ضلع ناگرکرنول کے آخر سرحد پر ہے بہت وسیع اور بلند پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کی چڑھائی موضع رانگاپور سے شروع ہوتی ہے (۲۴۰۰) قدم کی چڑھائی کے بعد موضع مناپور ملتا ہے۔ اسپر زمین کی سطح ہموار ہے بادلیان ہین جن مین پانی موجود ہے اسپر آدمی بستے ہین زراعت ہوتی ہے۔ اس موضع سے چار میل امراباد ہے اس پہاڑی پر پہر ایک بلند سطح ہے اور یہہ بلندی (۴۰۴۰) قدم ہے۔ دونون سطحون کی بلندی (۳۰۸۰) قدم ہے۔ اس کے دوسرے جانب دریاے کرشنا ہی بہتری بلندی طے کرنے پر اندر پرستی مقام ملتا ہے جو کسی زمانہ مین یہہ شہر آباد تھا اب بالکل جھاڑی اور ویران مقام ہے۔ یہان گونڈ قوم کے لوگ متفرق رہتے ہین اس پٹی امرابہ پر نایب تحصیلدار کا تقرر ہے

قایم رکھنیکی کوشش نکی اس نے ہنمکنڈہ کو اپنا دار الریاست بناکر قندہار کو اسکا ایک باجگذار پرگنہ قرار دیا جس سے قندہار کی وہ شان و شوکت جاتی رہی جو ایک خود مختار دار السلطنت ہونے مین حاصل تھی راجہ مادہو دہرما کی اس طرز عمل سے قندہار کی والیات لاعلمی کی تاریکی مین پڑ گئے۔

فوج تلنگ کی ایک چھاؤنی شرقی و جنوبی میدان مین آبادی سے تھوڑے فاصلہ پر ڈال دی گئی۔ اور وہ تلنگ پور کے نام سے مشہور رہی۔

راجایان ہنمکنڈہ کی قندہار پر حکومت

ہمنے قندہار کے تاریخی حالات لکھنے کیلئے قلم اوٹھایا ہے اس لئے ہمکو مادہو دہرما کے حالات سے کچھ تعلق نہین کیونکہ وہ ہنمکنڈہ کے تاریخ سے متعلق ہین۔ البتہ قندہار جبتک ہنمکنڈہ کے ماتحت رہا ہمین مادہو دہرما کے جانشینون اور انکی مدت سلطنت بتلانیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ ہم صرف یہی بتلا سکتے ہین کہ قندہار پر اسکی اولاد خاندان کی حکومت کتنے سال رہی۔ مادہو دہرما کے بعد مسماۃ پدم سین اسکی دختر بہت دنون حکومت کی اس کے انتقال کے بعد راجہ پتمبر راج مادہو دہرما کا بیٹا۔ اپنی بہن کی جاے تخت نشین ہوا پتمبر راج کے بعد بھونگ مل نے حکومت کی۔ بہر حال تاریخ انگریزی سے ظاہر ہے کہ جب سلسلہ حکومت راجہ گنڈو مہاراج تک پہونچا تو اس کے وفات کے بعد راجہ پرو کا دیوا ۱۳۵۳ء مین اپنے باپ کی جاے تخت حکومت پر بیٹھا۔ چونکہ وہ نہایت کم عمر تھا امور ریاست کو مسماۃ کنتھلی دیبی اسکی ہیولی انجام دیتی رہی۔ پرو کا دیوا کی شادی دیوگیر کے راجہ کی لڑکی سے ہوئی بعد پرو کا دیوا کے اسکا فرزند راجہ بھوانی کا مالا ڈو تخت نشین ہوا جس نے مشرقی حصہ کے راجہ ویران نرسی کی بہن رنگما دیوی سے شادی کی تھی۔ اس کے بعد اسکا فرزند کاکتیا پوتراج جو پرولی راجہ اور پولاج راجہ کے نام سے بھی مشہور رہے۔ اس کے عہد سے اس چلوکیا خاندان کا نام کاکتیا خاندان مشہور رہا

اسکی رانی کا نام مینا ما تہا اس راجہ نے ۱۱۵۰ء مین ورنگل بسایا[1] یہہ راجہ اپنے بیٹے سری رودرا دیو کے ہاتہہ قتل کیا گیا۔

سری رودرا دیو[2] نے ۱۱۹۰ء سے ۱۱۷۶ء تک سلطنت کی ہے ہنمکنڈہ کے قدیم لیکھ جو پرانی تحریر کندہ ہے وہ اسی راجہ کے زمانہ کی ہے۔ اس تحریر کے تاریخ ۱۱۶۲ء سال عیسوی سے مطابق ہوتی ہے۔ پاکہال[3] کا تالاب اسی نے بنوایا ہے بعد سری رودرا دیو راجہ کے اسکا بڑا لڑکا جانشین ہوا مگر اسکے چچا مہا دیو نے اسکو مار ڈالا اور اسکے چھوٹے بہائی گنپتی دیو کو تخت نشین کر کے تین سال بنیا بنا خود حکومت کی تیسرے سال مہا دیو راجہ دیو گیر کے مقابلہ مین مارا گیا گنپتی دیو راج کو اقتدار حکمرانی حاصل ہوا۔ اس نے یادو راجہ کی لڑکی رودر مادیوی سے شادی کی۔ اس گنپتی دیو راج نے قندہار کے تالاب کی توسیع و مرمت کی ہے اور نہر کو پختہ باندہ کر مہا دیو کا دیول بہت مستحکم بنایا۔ اس راجہ کی حکومت ۱۱۷۹ء سے ۱۲۲۷ء تک رہی ہے۔

---

[1] ہنمکنڈہ مین مجھے رہنے کا اتفاق ہوا ورنگل وہان سے تخمیناً پانچ میل ہے۔ جو کچہہ آبادی ہے اب ہنمکنڈہ اور مطواڑے مین ہے ورنگل ویران ہے اور ایک موضع کیطرح نمودار سی آبادی ہے۔ قلعہ کا حصار پختہ ہے اور اس مین ایک قدیم مکان کی پختہ اور مستحکم چار دیواری ہے جو پرانی عظمت اور شان کی نشاندہی کرتی ہے اس ویران قلعہ مین زراعت پیشہ کاشتکاری کرتے ہین۔

[2] تاریخ نلنگ مین اس راجہ کو پارس کا پتہر دستیاب ہونے کا ذکر ہوا ہے۔

[3] ہنمکنڈہ کی آبادی مین یہہ دیول ہزار کہم کی دیول کے نام سے مشہور ہے اب بالکل ویران ہے۔

[4] پاکہال کا تالاب مین نے دیکہا ہے یہہ بہت بڑا تالاب ہے اس تالاب کے بیچ مین چہوٹی پہاڑی ہے جب تالاب مین خوب پانی آجاتا ہے یہہ پہاڑی بہت خوشنما نظر آتی ہے۔ یہہ تالاب جنگل اور جہاڑ مین ہے۔ یہان کوئی آبادی نہین نہ اس تالاب کے قریب پاکہال کوئی موضع ہے یہان سے چہہ میل نرسم پیٹہ قصبہ ہے تحصیل تعلقہ پاکہال کا یہی مقام مستقر ہے تالاب پاکہال کی سیر کرنے والے یہین ٹہیرتے ہین اور اسٹیشن ہنمکنڈہ سے نرسم پیٹہ تک عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے۔

قندہار کے تالاب اور بڑے مندر کی تیاری انہین سنون کے مابین ہوئی ہے مورخ انگریزی لکھتا ہے کہ یہہ راجہ علم دوست اور بہت فاتح تہا - ورنگل کی سنگین دیوار اس نے بنا ڈالی بہت سے تالاب اور دیول بنائے اور ایکسو موضع آباد کئے -

کنہار سے کندار مشہور ہونا

گنپتی دیو راج کا کوئی بیٹا نہ تہا صرف ایک کم سن لڑکی امانا بائی تہی گنپت دیو کے بیکنٹھ باشی ہونیکے بعد رانی رودرماما دیوی حکمران ہوئی - ان ایام مین قلعہ دیوگیر پر راجہ کندار اکی حکومت تہی اسنے رودرماما دیوی کی ملک مین دست اندازی شروع کی اور بہت سے تلنگانی پرگنون پر قبضہ کر لیا اگرچہ رودرماما دیوی کی فوج نے اسکو روکا اور مقابلہ کیا مگر دیوگیر کے راجہ کا قدم آگے بڑہتا گیا - اور راجہ کندار اکا قندہار پر قبضہ ہوگیا - راجہ کے نام کے لحاظ سے یا اوس کے حکم سے کنہار کندار مشہور ہوتا گیا راجہ کندار اکا قبضہ ۱۲۴۸ء سے ۱۲۶۰ء تک قایم رہا - پھر رودرماما دیوی کی فوج نے قبضہ کر کے تلنگی فوج کی چہاونی قایم کر دی -

مسٹر کرنل یول نے سفر نامہ (مارکوپولو) جلد دوسری صفحہ ۳۴۶ و ۳۴۷ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ۴۰ سال رودرماما دیوی نے حکومت کی اور اپنے شوہر سے بہتر حکومت کی اور ورنگل کے پختہ قلعہ کی دیوار اسی کے عہد مین ختم ہوئی اسکے بعد پرتاب رودر دیو تخت نشین ہوا چونکہ یہہ بہت کم سن تہا اس لئے اسکی ماں راجہ گنپتی دیو کی بیٹی باو سال تک حکومت کرتی رہی - جب راجہ پرتاب رودر نے ہوش سنبہالا اس کے ہاتہہ پر بہت سے فتوحات ہوئے اسکے فتوحات کے زبان تلنگی مین بہت بڑی کتاب لکہی گئی ہے - جسمین فتوحات کا ذکر نہایت طوالت سے لکہا ہے طلائی سکہ جسکو ہن کہتے ہین اسی راجہ کے عہد[1] آسمان سے مینہہ کے ساتہہ برسنے کا ذکر کیا گیا ہے - مورخ انگریزی راجہ پرتاب رودر کا نام راجہ لدر دیو بہی لکہا ہے اور مولف تاریخ فرشتہ صرف لدر دیو کا ہی ذکر کیا ہے - مگر ہم پورے واقعات ملانیکے

[1] بعض کتب تاریخ مین دیو گڈہ لکہا ہے ۱۲

پہلے سیر ہند و تاریخ تلنگ و مجموعہ قادر خانی و تاریخ خورشید جاہی سے ابتدائی مضمون لیکر پھر تاریخ فرشتہ و تاریخ تذکرۃ الملوک سے مطلب اخذ کرتے ہین - راجہ پرتاب رودر کا ستارہ اقبال چمک رہا تہا اور اس کے فتوحات کی دکن مین دھوم مچ رہی تہی اس نے دیوگیر پر چڑہائی کی دیوگیر کا راجہ شکست فاش کہاکر گرفتار ہوگیا پرتاب رودر نے اسکو قلعہ ورنگل مین لیجاکر مقید کردیا - دکن کے کل راجاؤن نے گردن اطاعت کی اس کے آگے جہکادی پرتاب رودر کا سکہ تمام دکن مین چل گیا -

لشکر اسلام کی آمد آمد

ابہندوستان ہندوستان نرہا تہا محمود غزنوی کے حملہ مین لاہور لشکر اسلام کا صدر مقام ہی ہوچکا تہا[1] ۵۸۹ھ مین سلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار قطب الدین ایبک کی فوج نے میرٹہہ و دہلی کو بہی فتح کرلیا تہا اتنی قوت بہم پہونچائی تہی کہ اوسکو ہندوستان کی دار الحکومت کے نام سے نامزد کرنے مین کوئی تامل نہوا - یون سمجہنا چاہیے کہ پرتاب رودر کے حملون کے استغاثہ سننے کیلئے دار العدالت کہولا گیا تہا -

۵۹۱ھ مین اجمیر پر بہی مسلمانون کا قبضہ ہوگیا - راجہ اجمیر بہیم سین قتل ہوا مسلمانونکی ترقی کا ستارہ چمک رہا تہا پرتاب رودر کے ستائے ہوئے راجہ دیوگیر کے بہائی[2] نے پرتاب رودر کی سرکشی کی شکایت سلطان دہلی تک پہونچائی اور ملک عیسی خان[3] کی

---

[1] از تاریخ فرشتہ ۱۲

[2] از تاریخ فرشتہ ۱۲

[3] تاریخ خورشید جاہی اور تاریخ تلنگ اور سیر ہند سے مضمون لیا گیا ہے لیکن دوسرے کتب تاریخ سے ۷۰۲ھ کے قبل فوج اسلام کا دکن مین آنا پایا نہین جاتا اس اختلاف کیوجہ سے بعض مورخین نے یہہ فیصلہ کیا ہے کہ لدر دیو راجہ جس کے زمانہ مین مسلمانون کا دکن پر چڑہائی کرنا تاریخ فرشتہ مین لکہا ہے وہ صحیح نام رودر دیو راجہ ہوگا اور رودر دیو پرتاب رودر سے مراد ہے ۱۲

سرکردگی سے ایک جرار فوج اسکے سرکوبی کے لئے روانہ ہوئی شکست نصیب فوج اپنے افسر کو شہادت نصیب دیکھکر منتشر ہوگئی۔ مگر دو ہاتھی فوج آئی اور اسکا افسر ہلاک ہوا تھا جو مقصبہ راجرلہ پر بڑی لڑائی کے بعد راجہ اور اوس کے بہت سے آل و ملکی عہدہ داروں کو گرفتار کرکے دہلی لے گیا اور پیشکاد سلطان سے اطاعت اور خراجدہی کے اقرار پر اسکو رہائی ملی۔

پرتاب رودر پھر دکن آیا۔ بعد اس کے انتقال کے ویرہمبر راسکالرا کا فرمان روا ہوا پہلے راجہ کچھ ایسا پست ہمت تھا کہ اس سے سلطنت کا انتظام نہ ہوسکا اور ہر ایک حاکم خود مختار راجہ ہوگیا۔

سلطان علاؤالدین خلجی کا حملہ

۱۳۰۲ء میں سلطان علاؤالدین خلجی شہنشاہ دہلی نے دیوگڑھ کے راجہ رامدیو اور راجہ ورنگل کے عہد میں خراج وصول کرنیکے واسطے سے

سلہ ۱۳۰۰ء میں چندر سے مہادیو پور جاتے وقت کو داوری کنگا کے کنارے ایک موضع کا اسور پر پہنچا تھا اسمقام پر گوداوری اور پرہم گنگا جو سرمد براکو ملتی ہیں ملتے ہوئے آرہی ہیں۔ دونوں ندیاں ملتی ہیں اس جا کو اہل ہنود متبرک جانتے ہیں اور ہر بارہ سال گذشتہ بریہان برہا اسلیا ہوتا ہے یہاں کا مہادیو کا بڑا مندر تھا جو توڑ دیا گیا ہے مگر ابھی تک اسکی قدیم آثار اور چار بڑے بڑے مہادیو کے پنڈ کالی پتھر کے بہت ہی موجود ہیں کہ رہنے والوں کا بیان ہے کہ راجہ پرتاب رودر نے یہ مندر بنایا تھا۔ اور دہلی کی واپسی کے بعد ورنگل کے جانا نہیں گیا اسی مقام پر مزار ہے اس ویران کے متصل مغرب کی جانب بڑی مسجد قدیم ہے اور اسکے ارد گرد پرانے پرانے مکانات کے نشان ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام پر ہندوؤں کی بربادی کے بعد مسلمانوں کی پرزور حکومت رہی ہے اب تقریباً سارے شہر کے ہندو لوگ بستی ہیں دیول کی ٹوٹے ہوئے حصہ کی مرمت کرکے مہادیو نامی کی پرستش کی جاتی ہے اس مقام

ضلع سرونجہ علاقہ انگریزی ۲ میل ہے یہاں جاکر حضرت حیدر ولی قدس سرہ کے مزار مبارک کی زیارت کی فوز حاصل

سلہ خلجی حقیقت میں ایک ترکی قوم ہے مگر ایک مدت سے افغانستان میں رہنے سے افغان کہلانے لگے۔ اس قوم کے لوگ جو ہند میں ہیں انکا سردار جلال الدین خلجی سلطان کیقباد کا وزیر بن گیا تھا پھر وہ بادشاہ کو قتل کرکے آپ تخت پر بیٹھا اور خاندان خلجی کا بانی ہوا اس خاندان کی سلطنت کل تیس برس رہی جلال الدین خلجی کے بھتیجے سلطان علاؤالدین کے عہد میں مسلمانوں نے دکن پر تسلط کر لیا مختصر تاریخ ہند ۱۲

ورنگل پر چڑھائی کرنیکے لئے لشکر جرار بھیجا - مگر لشکر ناکامیاب واپس ہوا ۷۰۹ھ
مین دوبارہ لشکر سرکردگی ملک نائب کافور و خواجہ حاجی مکی راہ دیوگیر سے ورنگل
روانہ کیا گیا جب ملک نائب برگنہ اندور مین پہونچا تو اوسنے اندور اور ہمارے
قلعہ قندہار و دیگر پرگنہ جات پر قبضہ کرلیا و لدرو یو راجہ نے مقابلہ کرنے کو تو کیا مگر اس
مقابلہ سے بہت کچھ نقصان اوٹھایا علاوہ جانی و مالی نقصان کے بیس ہاتی اور سات سو
گھوڑے اور بہت کچھ زر و جواہر پیش کرنے پر باقرار خراج دہی صلح نصیب ہوئی
اندور و قندہار و دیگر پرگنہ جات واپس ملگئے اور ہمارا قندہار تا اختتام سلطنت
خلجیہ ورنگل ہی کے ماتحت رہا -

سلطان غیاث الدین تغلق کا قبضہ

جب دہلی کی سلطنت خلجیون سے نکل کر خاندان تغلق کے ہاتھ آئی تو سلطان غیاث الدین
تغلق شاہ نے ۷۲۰ھ مین ملک فخر الدین کو فوج کثیر کے ساتھ ورنگل روانہ کیا چنانچہ
ملک فخر الدین قندہار و اندور پر قابض ہوکر ورنگل تک جا پہونچا اور قلعہ ورنگل محصور
کرلیا گیا - مگر ابھی مدت قتل حکومت مسلمانون کی قندہار پر ہوئے کا وقت نہ آیا تھا
اطراف ورنگل ہندو کی لاشون سے پٹا ہوا تھا راجہ کے جان باز اور جان نثار
بہادر سپاہی راجہ کے دشمنون کو کیطرح کامیاب نہ دیکھ سکے تب تلوار ہاتھ سے
اور ہاتھ شانے سے جدا ہوئے تو اپنے جسمی بعض سے مسلمانون کے دماغ کا مقابلہ

لہ لعنی قرار داد ۷۱۸ھ سے ہے جب خضر خان ولیعہد قطب الدین مبارک بادشاہ کو قتل اور
اوسکے خاندان کو تباہ کرکے خود تخت پر بیٹھ گیا تو غیاث الدین تغلق جسکو غازی بیگ تغلق
بھی کہتے ہین ایک لشکر لیکر خسرو خان کو میدان مین قتل کر دیکر مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا
خاندان تغلق کے آٹھ بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھے اور ان کی حکومت تقریبا
سو برس رہی مگر غیاث الدین تغلق کے بیٹے سلطان محمد تغلق کے عہد مین
دکن کا ملک اسکی سلطنت سے علیحدہ ہوگیا (تاریخ ہند ۱۱)

سرشروع کیا جس سے مسلمانوں کو فتح کی امید نہ رہی لشکر میں طرح طرح کی بیماریاں پھیل گئیں اسکے علاوہ شیخ زادہ دمشقی اور سعید شاعر نے یہہ خبر اور اڑائی کہ دہلی میں فتنہ عظیم برپا ہو گیا ہے لشکر سراسیمہ ہو کر پلٹ گیا۔ راجہ نے تعاقب کیا۔ اور گئے ہوئے قلعے پھر اسکے ہاتھ آگئے ملک فخرالدین کو سخت ندامت ہوئی اور چار ہی مہینے میں دوسرا لشکر تیار کر کے قتل عام کرتا ہوا قندہار و بیدر سے گذر کر ورنگل فتح کر لیا۔ اور ورنگل کا سلطان پور نام رکھا۔ راجہ معہ خزانہ دہلی بھیجا گیا مگر تھوڑے ہی دن میں راجہ دہلی سے ورنگل اور چند پرگنہ جات کی جاگیرداری کا تمغہ حاصل کر کے داخل ورنگل ہوا۔

حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم کی تشریف آوری اور اہل اسلام کی ترقی

جب بیدر پر بادشاہ دہلی کے طرف سے جدا حاکم مقرر ہوا تو اسکے ماتحت میں ہمارا قندہار کر دیا گیا گو ہم اس قلعہ کو قندہار لکھتے آئے ہیں مگر اس زمانہ تک کندہار پکارا جاتا تھا۔ سلطانوں کی فصاحت پسندی نے اسے قندہار بنایا۔

یہہ دلیل تو کوئی ایسا نہیں ہے کہ اس سرزمین کی خوبی اور سرسبزی کے سبب افغانستان کے قندہار کے نام پر اسکا نام رکھا گیا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ قندہار ایک خوشگوار قطعہ ہے اور نہایت عمدہ موقع پر واقع ہے تالاب کے کنارہ شمال رویہ آبادی سے بالکل ملا ہوا ہے جنوب کی جانب بے پایاں پہاڑ دن سے ہوتا ہوا بہتا ہے۔ قلعہ کے اطراف دور تک سرسبز و شاداب باغات ہیں جس میں ہر قسم کا میوہ پیدا ہوتا ہے پہاڑ دن کے حصار سے یہہ بڑا دلفریب منظر نظر آتا ہے۔ راستہ تنگ اور ہولناک گھاٹ در گھاٹی کی گھاٹی سے ہو کر گذرتا ہے عجب کیا کہ اس منظر نے ان ترکون و افغانون کو اپنے قندہار کا سا نظارہ دلا دیا ہو اور وہ اسی کو قندہار کہہ اوٹھے۔

قندہار ابتدا آبادی سے ہندو دن کے قبضہ حکومت میں تھا اور یہہ اہل ہنود کی نہایت متبرک جائے سمجھی جاتی ہے کیونکہ یہاں مہادیو کا بہت بڑا مندر تھا۔

۱۲۵۲ء میں جب حضرت شیخ نظام الدین اولیا دہلی میں وصال ہوا اور حضرت حاجی سیاح

سید شاہ سعید الدین سرور مخدوم ابن حضرت سید ابراہیم نجم الدین رفاعی قدس سرہ
بہ صحابت شیخ ابراہیم سپہ سالار تشریف فرمائی قندہار ہوئے اور وہ مہادیو کا قدیم
مندر توڑا گیا تو سرور مخدوم نے یہین اقامت اختیار کی اور یہان اہل اسلام کی ترقی ہوئی

سلطان محمد تغلق کی سلطنت اور دکن کے ہر حصہ مین مسلمانونکی اشاعت

۷۲۵ھ مین غیاث الدین تغلق شاہ نے انتقال کیا اسکے بڑے بیٹے سلطان محمد تغلق
نے جو بڑا بہادر اور جری تہا دہلی کے تخت سلطنت پر قدم رکہا اس بادشاہ مین
مختلف صفحقین تہین علم سے بہرہ وافی رکہتا تہا شجاعت مین حد سے زیادہ تہا
رہمی دبیر حرم ہونیکے علاوہ انگریزی مورخون نے اسکو دیوانہ ہی بیان کیا ہے

دولت آباد کی آبادی

۷۲۷ھ مین اس نے دیوگیر کو آباد کرنا چاہا اسکا نام دولت آباد
رکہا گیا اور جبراً آہترا دہلی کے باشندے بلائے گئے۔ جو نہ آئے وہ قتل کئے گئے دہلی ویران
ہوگئی بڑے بڑے علما و فضلا و اولیا کرام کا گروہ دکن مین آگیا۔

حضرت سرور مخدوم کی وفات

بتاریخ ۱۶ رجب ۷۳۶ھ حضرت قطب الاقطاب تاج المشائخ مخدوم حاجی
سیاح سرور سید سعید الدین رفاعی قدس سرہ نے رحلت فرمائی حضرت
کے مزار مبارک پر نہایت خوش وضع گنبد تیار کیا گیا۔ اور اس مندر کی مسجد بنائی
گئی جس مین ابتداً حضرت نے اقامت فرمائی تہی۔

محمد تغلق کی درنگل سے واپسی

۷۳۲ھ مین سلطان محمد تغلق شاہ درنگل سے واپسی کے وقت جب
مقام ہربر پر پہونچا تو اوس کے دانتون مین درد پیدا ہوا اور ایک
دانت نکل گیا تو اسی مقام ہربر کے جانب جنوب تخمیناً ۶ میل موضع کرجنی کے پہاڑی پر
دانت دفن کرکے گنبد بنایا گیا وہ گنبد ابتک موجود ہے اور مولف ۱۹۱۳ء مین اسکو دیکہا ہے۔

قندہار کے پختہ قلعہ کی تیاری

سلطان محمد تغلق نے قندہار کی حکومت پر شہاب سلطان المخاطب
نصرت خان کو مقرر کیا تہا جس کا صدر مقام بیدر تہا خان مذکور ایک
عرصہ تک مستقلانہ حکومت کرتا رہا لیکن اس خبر کے مشہور ہونے پر کہ یہ باغی ہے

کام سے علیحدہ کیا گیا انکا جائزہ تتلغ خان کو دلایا گیا تتلغ خان ملک برہان الدین کا بیٹا اور دولت آباد کا صوبہ دار تہا اور سلطان محمد تغلق نے تتلغ خان سے قران مجید اور چند کتابین فارسی کی پڑہی تہین اور خط بہی معاف کیا تہا اس لئے اس دہمی بادشاہ کو کچہہ عرصہ تک ان کے نسبت اچہا خیال رہا۔

پہلے قندہار کا قلعہ اینٹ و مٹی کا تہا۔ سلطان محمد تغلق شاہ کے فرمانروائی مین قندہار کا پختہ قلعہ تیار ہوا قلعہ کے مچہلی دروازہ کے باہین جانب کی کمان[1] مین سب سے پہلا اور قدیم کتبہ ملک سیف الدولہ کے عہد حکومت کا ہے جسپر ۷۴۳ھ ہجری کندہ ہے اور ۷۲۵ھ ہجری سے ۷۴۸ھ ہجری تک ملک دکن سلطان محمد تغلق کے زیر حکومت رہا اور قلعہ قندہار کا کتبہ نصب ہونیکے دو سال قبل (۷۴۳ھ ہجری ہین) سلطان کا گذر دولتگل سے واپسی کے وقت دکن کی مختلف مقامات پر ہوا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیف الدولہ کا تعلق امرار شاہی مین تہا جس کے اہتمام سے قلعہ تیار ہوا اسی کتبہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملک سیف الدولہ کے جانب سے مصطفےٰ اصفی الدین نایب مقرر ہوا تہا ۷۴۸ھ مین سلطانکی سخت گیری کی وجہ سے امرا ناراض ہوگئے اور دکن کا حاکم خود سر فرمانروا ہوگیا اسلئے دکن کا تعلق خاندان تغلق سے باقی نرہا سیف الدولہ کا نام ملک سیف الدین غوری ہے جو باغی امرا مین شامل ہوکر حسن سے مل گیا اور اسکی فوج کا جنرل مقرر ہوا جب حسن بادشاہ ہوا سیف الدین قندہار و بیدر و کولاس کا حاکم رہا جسکا ذکر آگے بیان کیا جائیگا بہرحال اس نے یہان تک ترقی کی کہ دکن کا وزیر اعظم ہوا تاریخ مختار الاخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ اوسہ بہی سلطان محمد تغلق نے ۷۴۱ھ مین تعمیر کروایا تہا اوسہ کا قلعہ بہی قندہار کے قلعہ کیطرح وسیع میدان مین ہے اور اسی طرز کا بنا ہوا ہے۔

حسن کانگوی بہمنی کا قبضہ

سلطان محمد تغلق شاہ کی سیاست کی وجہ سے اکثر امرا ناراض اور اطاعت سے منحرف ہوکر دکن مین متفرق طور پر مقیم تہے۔ جب بادشاہ دہلی کے جانب روانہ ہوا تو باہمی اتفاق سے اسمعیل فتح خان کو ناصر الدین شاہ خطاب دیکر دکن کا

[1] قلعہ اوسہ قندہار سے (۵) میل ہے انوین نے اسے دیکہا ہے ۱۲

خود مختار بادشاہ بنالیا اس لئے کہ سب امرا مین یہہ حسن رسیدہ شخص تہا۔ اگرچہ تغلق شاہ نے فوج کثیر سے دولت آباد پر حملہ کیا مگر سوائے نقصان کے کچھ فائدہ حاصل نہوا۔

ادہر ان باغیون نے پریشان کر رکہا تہا ادہر لاہور کا فساد برپا ہوا سلطان کو لاہور کی شہر آشوبی دور کرنی زیادہ ضرور تہی ان کے مقابلہ سے فوج کو ہٹالیا باغیون کو اچہا موقع ملا تعاقب کر کے خزانہ سلطانی بہی لوٹ لیا۔

ان باغی امرا مین وہ اقبال مند شخص بہی تہا جو بالفعل حسن کے نام سے اور آگے چل کے سلطان علاء الدین حسن کا نگوئی بہمنی بادشاہ دکن کے لقب سے دنیا کی تاریخ مین شہرت پانے والا ہے اور جسکے خاندان مین ۱۸۶ سال دکن کی بادشاہی رہی۔

عماد الملک تبریزی کا قتل علی شاہ خواہر زادہ ظفر خان علائی نے جو باغی امرا ون سے تہا ایک چہوٹا سا لشکر لیکر بیدر پر حملہ کیا اور وہان کے نایب کو قتل کر کے بیدر پر قابض ہو گیا قتلغ خان ایک بہادر شخص تہا فوراً بیدر پہونچا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ علی شاہ گرفتار ہوا اور سلطان تغلق کے پاس بہیجدیا گیا۔ باغی امرا ون کے باعث دکن مین غدر مچا ہوا تہا دہلی سے عماد الملک ترکمان سپہ سالار کو ایک بڑے لشکر کے ساتہہ بیدر بہیجا گیا مسٹر ولمٹ نے اپنی تاریخ مین عماد الملک کو تبریزی اور محمد تغلق شاہ دہلی کا داماد بتلایا ہے۔ کچہہ عرصہ تک ہمارا قندہار زیر حکومت عماد الملک بہادر رہا ہے عماد الملک کو آئے ہوئے تہوڑے ہی دن ہوئے تہے کہ ان کی زندگی کا فیصلہ کرنے والی فوج قلعہ بیدر کے اطراف حسن کا نگوئی بہمنی سپہ سالار دکن کی زیر کمان

سلہ ۷۴۸ھ مین سلطان علاء الدین بہمنی تخت نشین ہوا اور ۷۴۸ھ ہجری مین کلیم اللہ بہمنی بیدر سے بہاگ کر احمد نگر گیا اور وہان مر گیا اور خاندان بہمنی کا خاتمہ ہوا۔

سنہ اکثر مورخین کو اتفاق ہے کہ حسن کا نگوئی اور عماد الملک تبریزی کا مقابلہ بیدر پر ہوا ہے مگر مولف منتخب التواریخ مقام گلبرگہ پر اس واقعہ کا ہونا بیان کیا ہے۔ ۱۲

پہونچ گئی۔

حسن نے گلبرگہ کا خاطر خواہ انتظام کر لیا تھا۔ تیس ہزار سوار کے ساتھ عماد الملک بہادر سے مقابل ہوا۔ طرفین سے دل توڑ کر لڑے مگر تقدیر الٰہی نے دکن کی بادشاہت۔ حسن کے نام لکھدی تھی اور قضا نے اسکا فیصلہ کر لیا تھا کہ خاندان تغلق کی حکومت دکن سے اوٹھا دیجائے کوئی تدبیر سلطنت دہلی کی موئد نہ ہو سکی۔

ورنگل کے راجہ نے سلطان تغلق شاہ کے ہاتون سخت صدمہ اوٹھایا تھا اور اپنی آبائی حکومت یعنے قلعہ قندہار رہا تھا سے دیکر اپنی مایوسانہ زندگی کا حصہ قصبہ کولاس مین بسر کر رہا تھا اس نے ایک پیدل جمعیت سے حسن کی مدد کی جس کی تعداد پندرہ ہزار کی تھی اور ساتھ ہی مرالدین شاہ کے پاس سے پانچ سو سوار پہونچ گئے۔ حسن کی فوج کو کامل زور پہونچ گیا اور طرفین مین جو کشت وخون ہوا اسکی تعداد تو سیکڑون سے گذر کر ہزارون پر آ پہونچی تھی دونون لشکرون کے دل جوش سے بھرے تھے اوپر شہنشاہی وعدہ اِدہر نئی بادشاہت کے فیاضانہ عطیات غرض کہ دونون لشکر جی کھولکر لڑے عماد الملک بہادر کے حملون کا جو شجاعت ومردانگی مین ضرب المثل روز گار تھا ملک سیف الدین غوری نے جو فوج حسن کا جریل تھا۔ خوب جواب دیا عماد الملک عین معرکہ مین مارا گیا فوج نے پریشان ہو کر معہ چند امرا قلعہ قندہار مین جسکا پختہ حصار تیار ہو چکا تھا پناہ لی۔

حسن بعد فتح بیدر دولت آباد کے طرف متوجہ ہوا اور ملک سیف الدین غوری نے قندہار کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ کو ایکعرصہ گذرا تو حسن کا نگوئی بہمنی بذات خود قندہار پہونچا اور محصورین کی نہمایش کی۔ آخر الامر بعد نہمایش امرای مغل وافغان وراجپوت نے جو قلعہ مین محصور تھے حسن کی اطاعت قبول کی۔

سیف الدین غوری کی حکومت عید گاہ کی تیاری

قلعہ قندہار و کولاس وبیدر کی حکومت سیف الدین غوری المخاطب ملک سیف الدولہ کے سپرد کر دی گئی۔ قلعہ کے پختہ اور رنگین عمارتین

۱؎ قلعہ کے اندرون حصار مین مچھلی دروازہ کے بازو چھوٹی کمان مین ملک سیف الدولہ کے عہد کا کتبہ خلعی ۷۴۳ھ کا کندہ ہے ۱۲

تالاب کا سنگ بست پشتہ اور عیدگاہ ملک سیف الدولہ کے عہد حکومت مین باہتمام حاجی مصطفےٰ صفی الدین تیار ہوے ہین۔

اعظم ہمایون کی حکومت

جب ملک سیف الدین غوری کو رائچور و مدگل و گلبرگہ وغیرہ کی حکومت دی گئی تو قندہار و بیدر و اندور کو اُس کی حکومت اعظم ہمایون ملک سیف الدین کے بیٹے کے پاس رہی۔

سلطان علاو الدین حسن کانگوئی بہمنی کا حال

ہمارے قندہار مین سلطان علاو الدین کانگوئی بہمنی کا ایک عرصہ تک قبضہ رہا ہے اور یہان کے مشترک ممبرون پر خطبہ مین اس بادشاہ کا نام لیا گیا اس لئے ہمین اس کا مختصر سا ابتدائی حال بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

حسن قوم کا افغان اور دار الخلافت دہلی مین گنگو برہمن منجم کے پاس ملازم[1] تہا اور اس نجومی کو شہزادہ محمد تغلق کے پاس بڑی عزت حاصل تہی۔ حسن نہایت تنگی اور عسرت سے بسر کرتا تہا۔ گنگو نے اسکے حالت افلاس و فاقہ کشی پر رحم کہا کر دو بیل دلائے اور اپنے علاقہ کی کسیقدر زمین اسکے سپرد کی تا اس مین کاشتکاری کر کے اپنے گذر کرے ایک روز حسن اس زمین پر ہل چلا رہا تہا اسکا ہل زمین مین دہس گیا۔ باوجود کوشش کے نکل نہ سکا۔ اس نے اس زمین کو کھودا اہل مین زنجیرین اور لہی ہوئی تہین جب زنجیر علیحدہ کین تو ایک ظرف دکہائی دیا جس مین اشرفی طلائی عنبر مسکوک نہین۔ حسن نے شب کیوقت اس ظرف اور اشرفیون کو چادر مین باندہکر منجم کے مکان کو پہونچا دیا اور اسمین کسیطرح تصرف نکیا گنگو نے اسکی نیک نیتی و دیانت دار پر تحسین کی اور دوسرے ہی دن یہ قصہ شہزادہ محمد تغلق سے بیان کیا شہزادہ نے حسن کو بلوایا اسکو ایک سنجیدہ اور متین آدمی پایا سپاہ سے اجازت حاصل کر کے اسکو اپنے مصاحبون مین شریک کر لیا۔

---

[1] مولف صاحب سیر تا المحمود نے گنگو منجم اور حسن کو اسکا غلام لکہا ہے مگر اکثر مورخین گانگوی منجم اور حسن کو اسکا ملازم لکہتے ہین۔

گنگو علم نجوم مین مہارت کامل رکھتا تہا اکیروز اس کے طالع کا زائچہ کھینچکر بیان کیا کہ تو صاحب اقبال ہوگا اور تجکو بادشاہت نصیب ہوگی تو مجھسے اقرار کر کہ اگر اللہ تعالی تجکو بادشاہت عطا کرے تو میرے نام کے ساتہہ میرا نام بہی شریک رہے چونکہ حسن اسکا نمک پروردہ تہا اور اس امید موہوم کے وقوع پذیر ہونے کا یقین کامل بہی نہا اس شرط کو قبول کر لیا تہوڑے عرصہ کے بعد جب اس سے کارہای نمایان ہوے تو عہدہ مین ترقی ہوتے ہوتے گروہ امرا مین شامل ہوگیا۔

جب محمد تغلق شاہ بعد انتقال باپ کے خود بادشاہ ہوا تو اس کے درجہ مین اور ترقی ہوئی اور بادشاہ کے ساتہہ دکن مین آیا اور بعد واپسی بادشاہ بیاست کے خوف سے یہین مقیم رہا اور امراے دکن مین شامل ہوگیا سب امرا نے محمد تغلق شاہ سے بغاوت اختیار کر کے محمد ناصر الدین کو جو ایک سن رسیدہ امیر تہا دکن کا بادشاہ بنا لیا اور دہلی سے تعلق توڑ دیا۔ مگر جب حسن کے فتوحات اور اولوالعزمی سب امرا دن سے بڑہ گئی تو محمد ناصر الدین بادشاہ نے اپنی بادشاہت حسن کے حوالہ کی ۷۴۸ھ مین ربیع الثانی کی ۳ تاریخ جمعہ کے دن اسکے سر پر تاج شاہی رکہا گیا اور ظفر خان سلطان علاء الدین حسن گانگوی بہمنی خطاب قرار پایا اور حسن آباد گلبرگہ دار السلطنت ہوا۔ اور سلطان علاء الدین حسن نے گیارہ سال دو مہینے سات روز بادشاہی کر کے ۶۷ سال کی عمر مین پانچوین ربیع الاول ۷۵۹ھ کو وفات پائی۔

حسن کا نسب نامہ | بعض مورخین حسن کا نسب نامہ اسطرح بتلاتے ہین۔ سلطان علاء الدین حسن ابن کیکاؤس۔ ابن محمد۔ ابن علی۔ ابن حسن۔ ابن سہام۔ ابن سیمون۔ ابن سلام۔ ابن ابراہیم۔ ابن نصیر۔ ابن منصور۔ ابن رستم۔ ابن کیقباد۔ ابن منوچہر۔ ابن نامدار ابن اسفندیار۔ ابن گیومرث۔ ابن خورشید۔ ابن اصفہانی۔ ابن فغفور۔ ابن فرخ۔ ابن شہریار ابن عامر ابن شہید۔ ابن ملک داؤد۔ ابن ہوشنگ۔ ابن پیشک کردار۔ ابن فیروز بخت

لہ تاریخ مختار الاخبار مین غرہ ربیع الاول ۷۵۹ھ لکہا ہے۔

ابن نوح - ابن صالح - اور صالح سے بہرام گور تک چند واسطے ہیں اور بہرام گور ساسان کی اولاد میں اور ساسان بہمن ابن اسفندیار کیانی کی نسل سے ہے سراج التاریخ میں اسکا ذکر ہے لیکن اکثر مورخین اس نسب نامہ پر اعتبار نہیں کرتے اور انکا خیال ہے کہ بادشاہت مل جانیکے وجہ سے خود نامدیون نے اوسے عالی نژاد بنایا ہے

حضرت شیخ سراج الدین جنیدی کے تذکرہ میں حسن گانگوی بہمنی کا ذکر

تاریخ تذکرۃ الملوک اور حضرت شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہٗ کے تذکرہ میں حسن گانگوی بہمنی کا حال اسطرح تحریر ہے کہ جب شیخ سراج الدین صاحب جنیدی قدس سرہٗ دہلی سے سلطان غیاث الدین تغلق سے رنجیدہ ہوکر ۷۲۳ھ ہجری میں دکن تشریف لائی دریاے کرشنا کے کنارہ موضع کوڑچی میں اقامت اختیار فرمائی کوڑچی کے قریب موضع سرگاپور ہے وہاں حسن اور اسکی والدہ ادبلی بی وغیرہ اقامت پذیر رہتے اور نہایت فلاکت سے بسر کرتے تھے جب حضرت شیخ صاحب کی تشریف آوری کی خبر سنی تو حسن معہ خاندان کوڑچی میں چلے آئے۔ اور حضرت شیخ مرحوم کے مریدین میں شامل ہوے۔ گانگو پنڈت بجوی موضع کوڑچی کا مقدم پٹواری تھا حضرت کے ارشاد کے بموجب اس نے مسجد کی تیاری شروع کی اور حسن کو نوکر رکھکر اسکی نگرانی پر مقرر کیا ایک روز حسن سو رہا تھا اس کے سر پر مار سیاہ عکس رانی کر رہا تھا یہ خبر جب گانگو نجومی کو ملی تو اس نے حسن کو بادشاہ ہونیکی بشارت دی اور حسن کے نام کے ساتھ اپنے نام کا جزو ملانیکے لئے وعدہ لے لیا اور حضرت شیخ صاحب بھی حسن کو سوتا دیکھکر اپنے زبان مبارک سے بادشاہ دکن فرمایا مسجد کے ختم ہونیکے بعد جب حسن نے شیخ سے اپنے افلاس اور تکالیف کا اظہار کیا تو شیخ نے صحرائے نرسنگھ کے دفینہ کی حسن کو نشاندہی کی حسن نے شیخ کے ارشاد کے موافق دفینہ پر قابض ہوکر فوج تیار کی اور قلعہ مرچ راجہ راے درگا پتنا سے جیتن لیا اور اس کے بعد قلعہ بنالا گڈہ راجہ کاپرید سے لے لیا اسیطرح بہت سے قلعہ فتح کئے اور راے بہمن والی گلبرگہ کو مغلوب کرکے قلعہ گلبرگہ پر قابض ہوگیا

اور اس کے بعد افسران فوج جو سلطان محمد تغلق سے بغاوت کر کے دکن میں بھیجے ہوئے تھے انمین شریک ہو گیا سلطان تغلق کا قبضہ دکن سے اٹھنے کے بعد کل امرا نے حسن کو بادشاہ بنایا۔ حسن کے مان کا نام اشرف جہان مانصاحبہ بی بی تھا جو شیخ کی مریدہ تھین۔ بتاریخ ۱۰ رجب سنہ ۷۵۸ھ انکا انتقال ہوا اور موضع کوڑجی کے بیرونی دروازہ کے جانب دفن کر کے نہایت شاندار مقبرہ تیار کیا گیا سالانہ عرس بہت دھوم دھام سے ہوتا ہے موضع کوڑجی اور اس کے متعلقہ سات موضع شیخ کو جاگیر دی گئی تھی جو اب تک شیخ کے اولاد کے قبضہ ہے اسی سال سنہ ۷۵۸ھ مین شیخ صاحب گلبرگہ تشریف لائے اور یہین قیام فرمایا اور سنہ ۷۸۱ھ مین آپ کا وصال ہوا آپ کی عمر ایکسو گیارہ سال کی تھی شیخ کا روضہ گلبرگہ مین مشہور ہے تذکرہ شیخ مین حسن کے متعلق جو ذکر ہے اسکی نقل کر دیگئی لیکن جو کیفیت تاریخ فرشتہ مین لکھی ہے اور جسکو تمام مورخین نے تسلیم کیا ہے وہ اوپر بیان ہو چکی ہے

سلاطین بہمنیہ کی شہر بہ شہر روائی

بعد انتقال حسن گنگو بہمنی کے اسکا بیٹا محمد شاہ بہمنی بادشاہ ہوا قلعہ قندہار بسمت شمال بیدر۔ اندور و کولاس۔ حسب سابق اعظم ہمایون کے تخت حکومت رہا محمد شاہ بہمنی نے سنہ ۷۵۹ھ سال نو مہینے پانچ دن بادشاہت کر کے سنہ ۷۶۷ھ مین انتقال کیا اس بادشاہ نے اپنے عہد مین بسوٹے کے سکے چلائے جسکے ایک جانب کلمہ طیبہ کے ساتھ چار دن اصحاب پاک کے مقدس نام منقش تھے اور دوسرے جانب بادشاہ کا نام مع جلوس تھا۔ بعد محمد شاہ کے مجاہد شاہ بہمنی نے تین سال بادشاہت کی جب داؤد شاہ بہمنی اس کے چچا نے اسکو قتل کیا خود بھی زیادہ

سلہ مولانا خواجہ احمد صاحب حنیدی ثم سرہ جنکا مزار مبارک قصبہ شمس آباد علاقہ پالگاہ کے بڑے بلنگ کی قدیم مسجد کے روبرو ہے حضرت شیخ صاحب کی اولاد مین تھے

حکومت نکر سکا - ایک مہینا پانچ روز بادشاہت کرنیکے بعد مارا گیا -

مدرسہ محمود شاہی | داؤد شاہ کے بعد محمود شاہ ابن حسن کانگوی بہمنی ۷۸۰ھ مین بادشاہ ہوا باوصف اسقدر تغیرات کے قندہار کا حاکم اعظم ہمایون ہی رہا مگر محمود شاہ کے عہد مین قندہار کی رونق زیادہ بڑھ گئی - اس بادشاہ نے یہان یتیمون کے لئے ایک مدرسہ قایم کیا تہا جس مین یتیمون کو کہانا اور کپڑا سرکار سے ملتا تہا اور انکی پرورش و تعلیم کے لئے اچھے اچھے علما و فضلا مقرر کئے گئے تہے - اور معلمون کے لئے معقول ماہوارین مقرر تہین - علما اور محدثین کو وظایف دئے جاتے تہے -

اس بادشاہ کے عہد مین امساک باران کی وجہ سے بارا سال تک یعنے ابتدائی ۱۳۹۶ء مطابق ۷۹۸ھ سے دکن مین قحط رہا اور اس نیک نیت بادشاہ نے ایک ایک ہزار گاڈ سرکاری اس کام پر متعین کر دیا تہا کہ ممالک گجرات و مالوہ سے دکن مین روزانہ غلہ پہونچایا کرین -

جامع مسجد | بعض مورخین نے اسکا نام محمد شاہ بہمنی لکہا ہے - اگرچہ کتب تاریخ سے یہہ ثابت ہے کہ یہان مدرسہ قایم کیا گیا تہا - مگر کوئی پرانی عمارت اس مدرسہ کا نشان نہین دیتی - البتہ جامع مسجد وسط آبادی مین نہایت وسیع و شاندار واقع ہے جو اپنے قدیم زمانہ کو اقا اعظم اور اقا مراد کے نام سے یاد دلاتی ہے - محمود شاہ نے انیس سال نو مہینے چودہ دن بادشاہت کی اسکے بعد اسکا بیٹا غیاث الدین بہمنی صرف ایک مہینا بیس روز بادشاہ رہا اسکے بعد اسکے بہائی شمس الدین بہمنی نے ستاون روز بادشاہت کی اسکو مخول کرکے

---

۱۲ مسجد کے دروازہ پر کتبہ ہے کہ (در زمان اقا اعظم و اقا مراد اتمام شد) کوئی سنہ نہین بتلایا ہے ۱۲

۱۳ غیاث الدین بہمنی کو اس کے ایک ترکی غلام تغلچین نے سیاری سے دعوت دیکر تنہائی مین اس کے آنکہین نکلوا دین اور اس کے چہ بیس امرا کو قتل کرکے اس کے چہوٹے بہائی شمس الدین کو تخت نشین کیا - فیروز خان اور احمد خان سلطان داؤد شاہ مقتول کے بیٹون نے حکمت عملی سے موقع پاکر تغلچین اور شمس الدین کو قید کر لیا اور شمس الدین کو مخول کرکے قلعہ بیدر مین بہیجدیا اور تغلچین کو غیاث الدین جس کے آنکہین اس نے نکلوائین تہین اپنے روبرو بیٹہا کے ضرب شمشیر سے قتل کیا اور فیروز خان بادشاہ بنا

فیروز شاہ بہمنی بن داؤد شاہ بہمنی جلوہ افروز سے تخت ہوئی ہوا

رونق افروزی حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ

۷۹۱ھ مین حضرت سیدی عالیمقام میر سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ قصبہ بیدر مین پہنچے ہے بعد اللہ کو جاتے وقت بغرض زیارت مزار مظہر حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہ رونق افروز قندھار ہوے تھے۔

خواجہ سید محمد گیسو دراز کا حال

آپ بتاریخ ۴ رجب ۷۲۱ھ بمقام دہلی پیدا ہوے آپ کے والد کا نام حضرت سید یوسف المعروف سید راجہ ہے (اس واسطے کے بعد آپ کا شجرہ نسب حضرت سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ جب سلطان محمد تغلق نے دیوگیر کا نام دولت آباد قرار دیکر اسکے آبادی مین ترقی دی اور بہت سے لوگ دہلی سے دولت آباد چلے آئے اسوقت حضرت سید یوسف صاحب بھی اپنے کنبے کے ساتھ دہلی سے نکلے اور سیاحت کرتے ہوے چار مہینے کے عرصہ مین دولت آباد پہونچے اور یہین قیام فرمایا اسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۴ سال کی تھی جب آپکا سن شریف گیارہ سال کا ہوا تو آپکے والد بزرگوار ۵ شوال ۷۳۲ھ مین انتقال فرمایا آپ کا روضہ مبارک خلد آباد مین ہے جو دولت آباد سے ۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ والد کے انتقال کے بعد آپ اور آپ کے بڑے بھائی سید حسن اور آپکی والدہ دولت آباد ہی مین قیام پذیر رہے جب آپکے والدہ صاحبہ اپنے بھائی ملک الامرا ابراہیم متوفی سے رنجیدہ ہوگئین تو اپنے دونون فرزندون کو ساتھ لیکر دہلی کے جانب روانہ ہوئین۔ اور بخیر و عافیت وہان پہونچین اور اپنے قدیم مکان کو رونق دوبالا بخشی اسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۱۴ سال کی تھی۔ اور آپ ہمیشہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت بابرکت مین حاضر رہا کرتے تھے بعد دو سال کے تاریخ ۳ ماہ رجب ۷۳۷ھ کو آپ اور آپکے بھائی سید حسن اجازت شیخ الاسلام کے زمرۂ مریدین مین شامل ہوے۔ گو آپ صاحب کشف و کرامات ہو چکے تھے

۱؎ یلورہ کے پہاڑ کے جانب آپ کا مقدس روضہ اور گنبد ہے آپ ہی کے روضہ کے احاطہ مین انجمن تاناشاہ رئیس گولکنڈہ کی قبر معمولی حیثیت مین ہے۔

۲؎ آپ کا مزار مبارک بھی حضرت سید یوسف قدس سرہ کے گنبد کے پاس ہے۔

لیکن آپکی توجہ سیر و سلوک و اکتساب کمالات و تحصیل علوم باطنی کیطرف مبذول تھی جب آپکا سن شریف چالیس سال پر پہونچا تو آپکی والدہ ماجدہ نے اپنے روبرو مولانا سید احمد بن جمال الدین حسینی مغربی کی دختر بی بی رضا خاتون سے آپکا عقد کیا جن سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ آپ کا لقب گیسو دراز مشہور ہونیکے نسبت بہت سی روایتیں مشہور ہیں مگر آپ کے تذکرہ سے یہی ثابت ہے کہ آپ نے خواجہ احمد پیر و قاضی راجہ کے استمزاج پر فرمایا تھا کہ جب میں اپنے مرشد شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے پاس گیا اس وقت حضرت بالاخانہ پر تشریف فرما تھے اور بہت سے ارادتمند ملاقات نیچے نظر کئے ہوئے ٹہیرے رہتے میں بھی انمیں شامل ہوکر ٹہیرا رہا۔ بالاخانہ سے ایک خادم نے آکر بیان کیا کہ سید محمد کی یاد ہوئی ہے اسوقت تین شخص موجود تھے جنکا نام سید محمد تھا اس نے خادم نے واپس جاکر عرض کیا کہ تین سید محمد حاضر ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ سید محمد گیسو دراز کو بلا لاؤ۔ چونکہ میرے گیسو بہت دراز تھے۔ اسلئے خادم نے باواز بلند میرے جانب توجہ ہوکر کہا کہ سید محمد گیسو دراز کی طلبی ہوئی ہے۔ میں حضرت کے پاس گیا جب سے مجھکو لوگ گیسو دراز کہنے لگے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کا وصال بتاریخ ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ ہوا حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ نے ماہ ربیع الاول ۷۵۸ھ میں دہلی سے اپنے تمام کنبے کو ساتھ لیکر دکن کا قصد فرمایا اور مختلف ملکوں کی سیر کرتے ہوئے ماہ ذیقعدہ میں دولت آباد پہونچے راہ میں قیام فرمایا گلبرگہ میں سلطان فیروز شاہ بہمنی بادشاہ تھا اس نے بہت اعزاز کے ساتھ گلبرگہ میں بلایا آپ دولت آباد سے لغرض ملاقات حضرت شیخ صلاح بابا کو چک پنجابی قدس سرہ جو ایک عرصہ سے قصبہ بیڑ میں مقیم تھے بیڑ تشریف فرما ہوئے اور کچھ دنوں شیخ کے پاس رہکر قصبہ گنگل کی جانب ولی افروز

لہ بمگل ضلع اندور میں ہے یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر بابا شاہ جمعہ کا روضہ ہے اور اس روضہ کے اطراف کی آبادی کو بابا پور تعلقہ بمگل کہتے ہیں اور محمود بہمنی کے عہد میں اب کے روضہ کی جگہ مرمت ہوئی ہے اس مقام کو نہایت مقدس جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونسٹھ (۶۴) جوگنیوں کا راز ہے یہ بہت سے متعلق ہے حضرت کو کوئی اولاد نہیں پہلے بابا پور اور بابا نگر احاطہ عبادت و کل کے لئے سرکار سے جاگیر تھی اب جاگیرات شریک خالصہ ہیں۔ سات سو روپیہ سالانہ اخراجات عرس کے لئے ملتے ہیں۔ ۱۴ رجب کو عرس ہوتا ہے دور دور دراز کے مقام سے فقرا آتے ہیں مجکو بابا پور جانیکا اتفاق ہوا ہے اور آپکے مقدس مزار کی زیارت کا شرف حاصل ہے ۱۲

قصبہ بیمگل مین حضرت بابا شاہ نتہرا ابدالی قدس سرہ کا مزار ہے بعد حصول زیارت وہان سے قصبہ النڈ کے جانب قصد فرمایا راستہ مین قصبہ قندہار واقع ہے حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین قدس سرہ کے مزار کی زیارت کی۔ سرور مخدوم کے پوتے شاہ چمن اسوقت موجود تھے۔ جنکو حضرت سید محمد گیسو دراز سے ملنے کا شرف حاصل ہوا پھر آپ قصبہ النڈ تشریف فرما ہوئے اور حضرت لاڈلے مشایخ صاحب الفخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرکے وہان سے من آباد گلبرگہ آئے فیروز شاہ بہمنی بادشاہ نے آپ کا بہت اعزاز کیا اور قلعہ کے پاس آپکو رہنے کے لئے جگہ دی کچھ عرصہ کے بعد جب فیروز شاہ بہمنی سے رنجش ہوگئی تو آپ نے مقام بدلدیا اور جہان آسوقت حضرت کا روضہ ہے وہان قیام فرمایا۔ فیروز شاہ بہمنی کا بھائی احمد خان آپکا بہت معتقد تھا۔ آپ کی دعا کی برکت سے فیروز شاہ کے بعد احمد خان جسکا لقب سلطان احمد ولی بہمنی تھا بادشاہ ہوا اور ہمیشہ آپ کا معتقد رہا۔ اسطرح آپکے اعزاز مین بہت ترقی ہوی۔ دوشنبہ کے روز بتاریخ ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ صبح کے وقت آپ کا وصال ہوا (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپکی عمر شریف ۱۰۵ سال ۴ ماہ اور ۱۲ دن کی ہوئی تھی آپ کے وصال کے دو سال بعد احمد شاہ بہمنی نے آپ کے روضہ مقدس کے گنبد کی تیاری شروع کروائی تھی اور اس کے بیٹے سلطان علاء الدین کے عہد مین ختم ہوئی

داؤد خان کی حکومت | فیروز شاہ بہمنی کے بعد ہمارے قندہار کی حکومت داؤد خان دکہنی کو ملی جو بسلسلہ پرگنہ جات تلنگ کے بھی صوبہ دار رہتے ۸۲۵ھ مین سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کے تخت نشین ہوا اور اس نے ریاست ورنگل کو تباہ کرکے ممالک تلنگان پر اپنا قبضہ

۱؎ قصبہ النڈ ضلع نلدرگ (عثمان آباد) مین ہے اور اسکا تعلق جاگیرات پائیگاہ سے ہے۔

۲؎ قصبہ قندہار ضلع ناندیڑ مین ہے بیمگل سے بالائے اندور النڈ جاتے وقت یہ مقام بیچ مین واقع ہے حضرت سید محمد کے ملفوظات اور تذکرہ مین صرف یہہ لکہا ہے کہ آپ بیڑ اور بیمگل اور النڈ تشریف لیگئے تھے مگر دیگر مقامات کا ذکر نہین ہے قدیم قلمی بیاض سے آپ کا بیمگل سے النڈ جاتے وقت قندہار کو آنا ظاہر ہے اور یہہ بادور ہو سکتا ہے کہ جب بیمگل سے النڈ جائین تو گذر ادہر سے ہوگا۔

اور سنہ ۸۳۲ ہجری مین بیدر[1] کو جو قدیم شہر راجہ بہیم سین کا پایہ تخت تہا اسکا احمد آباد نام رکھکر بہمن دار السلطنت قایم کیا۔ یہہ وہی بہیم سین ہے جسکی ماہ پارہ پاکباز لڑکی دمن پر راجہ نل مالوہ کے بادشاہ نے عاشق ہوکر بڑی بڑی آفتون کا سامنا کیا تہا اسکا قصہ نل دمن مشہور ہے جو شیخ فیضی نے لکہا ہے۔

سلطان احمد شاہ کے ولی مشہور ہونے کا باعث

سلطان احمد شاہ کے بادشاہ ہونیکے بعد دکن مین دو سال امساک باران کی وجہ سے قحط ہوگیا تمام تالاب نہرین سوکہہ گئین باولیون کا پانی خشک ہوگیا ہزارہا مخلوق تباہ ہوگئی جنگل کے درند وچرند بغیر پانی کے مرگئے مویشی اور آدمی بہوک سے مرنے لگے۔ ہرچند علماء ومشایخ وزہاد نماز استسقاء مین مصروف ہوئے اور ہنود نے اپنے مذہبی طریق پر دعائین مانگین مگر پانی مطلق نہین برسا۔ احمد شاہ گہبرایا اور خود نماز استسقاء پڑہنے کو گیا۔ کہتے ہین کہ بادشاہ کے نماز ادا کرتے وقت بڑی بارش ہوئی بادشاہ کا سر سجدہ مین تہا اور زور سے مینہہ برستا رہا۔ کثرت بارش سے لوگ گہبرا گئے اور پکار اٹہے کہ اے احمد شاہ ولی تیری ولایت وکرامت معلوم ہوئی اب سر اوٹہا اور گہر کو چل بادشاہ نے سجدہ سے سر اوٹہایا اور بڑی دھوم سے پڑتے پانی مین شہر مین آیا جب سے احمد شاہ ولی مشہور ہوگیا۔

دار السلطنت احمد آباد بیدر کی ماتحتی اور شہزادہ داود خان کا قبضہ۔

اب قندہار دار السلطنت گلبرگہ سے دار السلطنت بیدر کے ماتحت ہوگیا۔ اور سلطان احمد ولی البہمنی نے اپنے چہوٹے بیٹے شہزادہ داود خان کو قلعہ قندہار دیدیا اور شہزادہ کے کارپردازون کی حکومت اس قلعہ پر رہی۔

---

[1] پروفیسر ایچ ایچ ولسن نے اپنے کتاب کی ساتوین جلد صفحہ (۱۶۴) مین یون تصریح کی ہے کہ بیدر کا نام ویدھر یا تہا بہت وسیع زرخیز ملک تہا بعض کتب مین اسکا قدیم نام ودربہا لکہا ہے۔

[2] مصنف اعمال صالحہ نے لکہا ہے کہ بیدر بہیم سین کا پایتخت تہا۔

مجھ کو بہی دو سال تک بیدر مین رہنے کا اتفاق ہوا ہے یہہ نہایت عمدہ مقام اور سمندر سے (۲۳۳۰) فیٹ بلند ہے

حضرت سانگڑے سلطان کی سفر سے واپسی

۸۳۲ھ مین حضرت شیخ المشایخ شیخ علی شاہ سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ خراسان کے سفر سے کچھ عرصہ تک دولت آباد مین قیام فرما کر قندہار مین واپس تشریف فرما ہو کر اپنے قدیم مقام تالاب کے عزب رویہ کنارے پر اپنے والد بزرگوار کے مزار مبارک کے قریب مقیم ہوے۔

نظام الملک غوری کی حکومت

۸۳۰ھ مین علاوالدین بہمنی بادشاہ ہوا۔ قلعہ قندہار پر شہزادہ داؤد خان بہادر کی حکومت تھی اس کے بعد نظام الملک غوری کو قلعہ سپرد ہوا۔

وفات حضرت سانگڑے سلطان

بتاریخ ۸ صفر ۸۴۶ھ حضرت سیدی ذیشان شیخ المشایخ شیخ علی شاہ سانگڑے سلطان مشکل آسان کا وصال ہوا۔ حضرت کا گنبد نہایت اچھے موقع پر تالاب کے گوشہ غرب وجنوب کے طرف ایک مقتدر تاجر نے جو آپکا معتقد تھا تیار کیا۔

ملک شاہ چنگیز خان کی حکومت

۸۶۲ھ مین بعد انتقال علاوالدین بہمنی کے انکا بیٹا ہمایون شاہ ظالم بادشاہ ہوا نظام الملک غوری صوبہ دار تلنگ کے تحت حکومت مین قندہار بھی تھا جب نظام الملک غوری ہمایون شاہ ظالم کے خوف سے محمود خلجی کے پاس مالوہ کو بھاگ گیا قلعہ قندہار ملک شاہ چنگیز خان کے تحت حکومت دیا گیا۔ اس بادشاہ نے اپنی مدت سلطنت کے زمانہ مین جو تین سال چھ مہینے چھ دن رہی قندہار کے جانب توجہ نکی

خواجہ جہان کی حکومت

اس کے مرنیکے بعد اسکا بڑا لڑکا نظام شاہ بہمنی جسکی عمر آٹھ سال کی تھی بادشاہ بنایا گیا۔ محمود گاوان و خواجہ جہان باتفاق رائے نرگس بی بی جو والدہ بادشاہ تھی امور سلطنت انجام دیتے رہے۔ قندہار خواجہ جہان طرفدار تلنگ کے سپرد تھا۔

سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ و مندو کا حملہ

نظام شاہ بہمنی کے عہد مین قندہار کے پاس بڑی لڑائی ہوئی جسکو ہم تفصیل بیان کرینگے قندہار پر نظام الملک غوری سلطان علاوالدین بہمنی کے عہد حکومت مین حاکم تھا ہمایون شاہ بہمنی ظالم

۵۱ مشکل کشا دین مہ دنیا) مادہ تاریخ وفات ہے (۸۴۶ھ اور بعض مشکل کشا دین دو دنیا یعنے ۸۴۷ھ کہتے ہین

۵۲ بیدر مین مشہور تو ترکش بی بی ہے مگر مولف صاحب سیرۃ المحمود نے نرگس بی بی لکھا ہے۔

کے عمل میں رہا لیکن حکومت اس سے چھن گئی۔ اور نظام شاہ بہمنی کے عہد میں صوبہ دار ملک خواجہ جہان ہوئے اور قلعہ قندہار بھی انکے سپرد ہوا تھا۔

نظام الملک غوری نے محمود خلجی بادشاہ مالوہ و مندو کو بادشاہ دکن کی کم سنی اور تزلزل سلطنت کی اطلاع دی۔ اور حملہ کی ترغیب کچھ ایسی پر اثر تقریر میں دیتا رہا کہ سلطان محمود خلجی اٹھائیس ہزار سوار لیکر راہ خاندیس سے داخل دکن ہوا۔ اور بموجب مشورہ نظام الملک غوری قندہار پر حملہ کیا۔ محمود گاوان اور خواجہ جہان نے شاہی لشکر جو بیجاپور بگلہ کر دیر اژ میں تھا اکٹھا کر لیا اور اپنے کم سن سلطان کو نہایت شان و شوکت سے بجائے جان نثاروں کے حلقہ میں لئے ہوئے قندہار کیطرف روانہ ہوئے ایک وسیع میدان میں دونو فوجیں مقابل ہوئیں۔ یہ منظر نہایت ہی قابل دیدتھا جان نثاران خاندان بہمنی ایک کم سن بادشاہ کے ذرا حکم اپنی جانیں فدا کرنیکے لئے دشمن کے مقابل تھے انکی جانثاری اس قدر تعجب کی نظر سے دیکھنے کے لایق نہیں ہے جتنی کہ اس حد سال بلند حوصلہ بچہ بادشاہ کی موجودگی اس باجبروت میدان [illegible] نظام شاہ بہمنی کی نابالغی کمر میں ترکش اور گلے میں شمشیر حمائل [illegible] کو نثار کرنے ہر حصہ میں دیا جاتا ہوا ترتیب فوج کے متعلق ہوا یہ تین کرجاتا تھا حیرت ہے کہ نظر سے دیکھنے کے قابل تھی۔ اسکی فوج میدان میں اسطرح ترتیب پائی تھی کہ ملک التجار محمود گاوان دس ہزار سوار کے ساتھ میمنہ میں تھا اور میسرہ کی فوج نظام الملک ترک اور دوسرے امرا کے زیر کمان تھی اور قلب میں خواجہ جہان اور سکندر خان غلام ترک کہار ہزار سوار اور ایک فیل بخیر و پنل کے ساتھ بادشاہ کے ہمراہ رکاب تھے۔

لشکر رفتن بہمنیہ کہ سن بادشاہ کم بود کا تاراج کردن اور اسکی ناعاقبت اندیشی سے بنی بنائی کام کو بگاڑنا مفصل حال ہم آگے بیان کرینگے

الحاصل سلطان محمود خلجی نے اپنے چار لڑکوں کو ساتھ لیکر اسکے بڑے لڑکا غیاث الدین خلجی میمنہ میں اور ظہیر الملک و نواب مہابت خان حاکم چندیری میسرہ میں اپنے ہمراہ لشکر مامور

لہ تاریخ محمود شاہی خوافی و تاریخ فرشتہ

ٹھہرائے گئے قلب لشکر میں ایک منتخب فوج سلطان محمود خلجی کے ہمراہ رہی۔
بہمن نامہ دکھنی میں اس لڑائی کی کیفیت بہت عمدگی سے لکھی ہے اسمیں سے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں۔

دو لشکر دمندہ دگر از دکن ۔	دو خسرو سیکے طفل و دیگر کہن
بجنبش در آمد بمیدان دو کوہ	زمین از تکاپوئے شان شد ستوہ

ابھی تلواریں پر چوب نہ پڑی تھی کہ سردار ملک التجار محمود گاوان میمنہ سلطان بہمنی سے تیغ آبدار کھینچکر نکلا اسکے ساتھ ہاتھ لشکر بیجاپوری بڑھا اور خلجیہ لشکر کے میسرہ پر ٹوٹ پڑا مہابت خان اور ظہیر الملک سے نہایت ثابت قدمی دکھلائی اور محمود گاوان کے بہادرانہ حملہ کو بڑی دلیری سے روکا مگر وہ حملہ جو محمود گاوان سے بہادرنے کیا تھا نہ رک سکا اور لشکر مہابت خان نے ہیبت زدہ ہوکر فرار کو قرار پر ترجیح دی اس میں شک نہیں کہ مہابت خان و ظہیر الملک نے بڑے ہی دلاوری سے مقابلہ کیا اگر فتح کا دارومدار بہادری پر ہوتا تو فتح انہیں کے لئے تھی۔ یہ دونوں بہادر شیران بیشۂ شجاعت اس وقت تک برابر لڑتے رہے جبتک کہ انکی جان کو انکے جسم سے ذرا بھی تعلق رہا۔

نظام الملک ترک نے شہزادہ غیاث الدین خلجی کا مقابلہ جو میمنہ و میسرہ خلجیہ کے بہادروں سے ہوا تھا ہشت تاک مقابلہ تھا دونوں لشکروں میں تمیز نہ تھی اتنا خلط ملط ہوگیا تھا کہ بہادروں کو اپنے بیگانوں کی پہچان نہ تھی جان پر کھیل کھیل کر وہ رنگ لائے کہ خون سے چہرۂ میدان دونوں لشکروں کی وردی ہمرنگ کردی اس طوفان بے تمیزی میں شہزادہ غیاث الدین اور نظام الملک ترک کا مقابلہ ہوگیا۔ لطف یہ تھا کہ یہ دونو شیر دل اپنے مقابل کی عظمت و شان سے ناواقف تھے۔

نظام الملک ترک نے نہایت زور سے ایک ضرب شمشیر غیاث الدین کے سر پر لگائی تجربہ کار غیاث الدین نے سپر ٹھیک تلوار کی زد کے مقابل کرلی اور کچھ ایسے طور سے سپر کو گردش دیتا رہا کہ حریف کی تلوار کا بھرپور وار نہ پڑ سکے۔ تلوار سپر پر بہت زور سے گری مگر اسکی حکمت عملی سے ایک وحشت ناک جھنکار کی آواز کے ساتھ

نظام الملک ترک کی تلوار ٹوٹ کر گر گئی اور قبضہ اس کے ہاتھ مین رہگیا۔ نظام الملک ترک غرم و عزیمت سے عرق عرق ہو گیا مگر غیاث الدین شعبدہ بازی فلک سے غافل نہایت مسرت و استقلال سے حریف کو خالی ہاتھ سمجھکر ترک کیجانب جھپٹا اس ترک کے ہاتھ مین بجز قبضہ شمشیر اور باقی کیا رہا تھا۔ بے ساختہ قبضہ شمشیر حریف کے منہہ پر پھینک مارا اور قسمت نے اسی مین فتح لکھی تھی وہ زور غیاث الدین کے اکھیہ پر پڑی اور خون جاری ہو گیا ساتھہ ہی غشی طاری ہوئی ترک نے اوس بہادر کو گھوڑے سے گرادیا مگر اسکی فوج ہمراہی کے جوانان جان باز نے ایکدم حملہ کر کے نظام الملک ترک کو اتنی مہلت ندی کہ وہ اپنے حریف کا کام تمام کر ڈالے۔ نظام الملک ترک تو حملہ آورون سے لڑائی مین لگا رہا غیاث الدین کو جان نثار اوٹھا لیگئے۔

شکست فاش ہو چکی تھی فوج کے قدم نہ ٹھہر سکے اور بھاگ کھڑے ہوے۔ دکھنی فوج نے دو کوس تک انکا تعاقب کیا کشتون کے پشتے لگ گئے اردوے مندوان کا بہت سا اسباب اور پچاس ہاتی بہمنیون کے ہاتھہ لگا۔ سلطان محمود خلجی اپنے دو بارہ ون کے لشکر کی حالت دیکھکر یہہ چاہتا تھا کہ اپنے ملک مندو کی راہ لیوے۔ مگر اسکے جان نثار امرا اور مشیر مانع ہوے اور ثابت قدمی کی ترغیب دی۔ اس عرصہ مین سلطان نظام شاہ بہمنی نے باوجود صغر سنی اپنی شجاعت ذاتی سے چاہا کہ خود فوج خالصہ سے سلطان محمود خلجی پر حملہ کرے۔ خواجہ جہان بہادر نے سلطان کا یہہ قصد پا لیا اور سلطان کو ٹھیرا کر خود دس ہزار سوار اور کئی جنگجو ہاتیون سے سلطان محمود کی فوج پر حملہ کر دیا جس کی تعداد بارا ہزار تھی طرفین سے بہادرون کے حملے ہونے لگے۔ اللہ اکبر کے نعرے بلند تھے۔ تلوارون کی جھنکار اور دار و گیر کی صدا سے آسمان و زمین گونج اوٹھے۔ یکایک زمانے نے رنگ بدلا اور فلک نے شعبدہ بازی کی عین معرکہ مین محمود خلجی نے نہایت استقلال و قوت سے کئی تیر راست سکندر خان غلام ترک کے ہاتھی کی پیشانی پر ناس کے مارے ہاتی سراسیمہ ہو کر تیر کی زد سے کمان کی طرح پلٹ گیا اور چلا چلا کر اپنی ہی فوج کی تباہی کر دی فوج خالصہ مین ایک اودھم مچگئی۔ قریب تھا کہ سلطان نظام شاہ بہمنی کو

فتح پہونچے مگر بادشاہ بادشاہ حقیقی کی حفاظت میں رہا کہ رفتار سے بہت زیادہ
یا اس خصوصیت سے کہ خواجہ جہان کے ساتھ عنان در کھتا تھا فوج کو اڑانی کا حکم
نہ دیا اور سلطان نظام شاہ بہمنی کو سب سے پیشتر میدان جنگ سے ہٹا کر لشکر سے کچھ
تھوڑے فاصلہ پر لیجا کر کھڑا کر دیا جب امرا نے اعلام خاصہ بادشاہی کو میدان جنگ
میں بجائے خود دیکھا پریشان ہو گئے اور جنگ کی پروا نکر کے سیدھے بعد دیگرے
معرکہ سے منہ پھیرا اور سلطان نظام شاہ بہمنی کو لئے ہوئے بیدر پہونچ کر دم لیا
خواجہ جہان نے دیکھا کہ سپاہ دکن میمنہ میسرہ و بیدل فتح تاخت و تاراج میں مصروف
ہے اور چتر شاہی میدان صاف میں نہیں ہے۔ وہ مصلیوں کے جنگ سے کنارہ
پر آگیا اور اسپ فیل بادشاہ کو سلامت نکال کر احمد آباد بیدر کو روانہ ہوا
ملک التجار محمود گاوان و دیگر امرائے دکن و بزرگان افغان و فجران بیدر میں داخل ہو
خواجہ جہان نے سکندر خان کو اس جرم میں کہ بے وقت بادشاہ کو میدان جنگ سے
ہٹا لایا قید کروا دیا۔ مگر مخدوم جہان اس سزا سے جو سکندر خان کی نسبت تجویز ہوئی
تھی بخیال اس کے کہ وہ بادشاہ کا نوکر ہے بقدر بیدہ ہوئیں خواجہ جہان کو سکندر خان
کے رہا کرنیکے سوائے کچھ نہ بن پڑی۔ سلطان محمود خلجی قندہار سے بقصد تسخیر احمد آباد
بیدر روانہ ہوا۔ مخدوم جہان نے باستصواب ملک التجار محمود گاوان جرات قلعہ
احمد آباد بیدر کی ملو خان دکھنی کے سپرد کی اور تمام خزانہ اور عورات حرم لیکر ہمراہ
نظام شاہ و محمود گاوان و خواجہ جہان روانہ فیروز آباد ہوئیں۔
محمود خلجی دو ماہ کے محاصرہ کے بعد داخل شہر بیدر ہوا اور قلعہ کی فتح کی کوشش کی
مخدوم جہان نے محمود گاوان کو بقصبہ بیڑ کی راہ سے گجرات بھیجکر محمود شاہ گجراتی کی
امداد چاہی۔ اور بادشاہ گجرات نے بیس ہزار سوار سے محمود گاوان کو امداد دی دکن کی فوج
جو متفرق ہو گئی تھی دہ جمع ہو گئی۔ سلطان محمد خلجی یہ خبر وحشت اثر سنکر محاصرہ قلعہ بیدر سے
دست بردار ہوا اور قندہار واپس آیا۔ محمود گاوان نے دس ہزار سوار دکھنی اور
بیس ہزار سوار گجراتی سے متصل قندہار لشکر مندو پر حملہ کیا۔ اور چاروں جانب سے

اس کے لشکر کو محاصرہ کر کے رسد بند کر دی - آخر محمود خلجی سے لاچار ہو کر جو قلعہ سامانی سالہا تھے سب کو اندھا کر دیا اور جو کچھ سامان و اثاثہ اس فتح میں حاصل کیا تھا جلد تا دشمن کے کام نہ آئے اور جان سے دست بردار ہو کر اپنے سواروں اور پیدلوں کے ساتھ بلغار فرار ہوا - ہمارے قندہار پر سلطان بہمنی کا قبضہ ہو گیا -

سلطان محمد خلجی نے جو عمارتیں جلالی تھیں اسکی تعمیر و ترمیم کیلئے افسوس ہے کہ نظام شاہ بہمنی نے دو سال و یکماہ بادشاہی کر کے ۱۳ ذیقعدہ ۸۶۵ھ کو تبدیل سے میں یکایک انتقال کیا -

خواجہ جہان ترک کا قتل

نظام شاہ کے بعد اسکا بھائی ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی بادشاہ بنایا گیا اسکی عمر نو سال کی تھی - خواجہ جہان ترک اور خواجہ محمود گاوان حسب دستور سابق بمشورہ مخدوم جہانیان والد بادشاہ امور سلطنت کو انجام دیتے رہے قلعہ قندہار تحت حکومت اعظم خان رہا جب خواجہ جہان ترک نے اپنا اقتدار بڑھا لیا - اور بہت سے اپنے آدمی بڑی بڑی جاگیروں پر مقرر کر دیئے تو مخدوم جہانیان خواجہ جہان ترک سے بدگمان ہو گئے - محمد شاہ سے کہکر ۸۷۰ھ ہجری میں نظام الملک کے ہاتھوں خواجہ جہان کو دربار میں قتل کروا دیا - اور خواجہ محمود گاوان کو حاکم بیدر خواجہ جہان دیا گیا اور امیر الامرائی کے ساتھ منصب وکالت شاہی بھی انہیں ملا -

محمود گاوان کا قتل

خواجہ عماد الدین محمد گاوان بہت ہی خوبیوں کے آدمی تھے بیدر کا مدرسہ انہوں نے ۸۷۲ھ ہجری مطابق ۱۴۶۷ء میں بنایا ہے - سیرۃ المحمودین مولانا عزیز مرزا صاحب بی - اے نے انکے مفصل حالات لکھے ہیں - خواجہ محمد گاوان نے ملکی انتظام بہت ہی مناسب کیا تھا چونکہ سلطان علاء الدین بہمنی کے عہد میں ملک کی تقسیم چار صوبوں پر تھی - اول صوبہ گلبرگہ دوم صوبہ دولت آباد سوم صوبہ تلنگانہ چہارم صوبہ برار لیکن شاہان بہمنی کے فتوحات سے ملک بہت وسیع کر دیا تھا - اور ملک ہر ایک صوبہ میں اسقدر بڑھ گیا تھا کہ صوبیدار پر بادشاہ کا زور نہیں پڑ سکتا تھا - اور صوبیداروں کی بغاوت کا خوف لگا رہتا تھا اس لئے خواجہ محمود گاوان نے

آٹھ صوبے قرار دے۔ اول بیجاپور۔ دوم گلبرگہ۔ سوم دولت آباد۔ چہارم جنیر پنجم راجمہندری ششم ورنگل۔ ہفتم کادیل ہشتم ماہور۔ اور ان صوبوں کی حکومت اسطرح پر تقسیم کی۔ صوبہ بیجاپور کی صوبہ داری جس مین اضلاع بیگل ورائچور وغیرہ دریاے بیما تک شامل تھے اپنے نام قرار دی۔ اور صوبہ گلبرگہ کی حکومت جسمین اضلاع ساگر بندلکرگ۔ وشورا پور وغیرہ شامل تھے۔ دستور دینار حبشی کو دی گئی اور دولت آباد کی صوبہ داری یوسف عادل خان کو ملی۔ آور جنیر کی صوبہ داری جس مین کانکلی کا علاقہ گنا اور بالگانون تک بتا تھا ملک تاج کے نام زد ہوئی۔ راجمہندری پر ملک حسن نظام الملک مقرر ہوا۔ ورنگل کی صوبہ داری اعظم خان بن سکندر خان کو ملی اور صوبہ کادیل فتح الدعاۃ الملک کے سپرد ہوا اور صوبہ ماہور خداوند خان حبشی کو ملا اور قلعہ قندہار صوبہ ماہور کے تحت ہو گیا۔ اس جدید انتظام سے بعض امرا خواجہ جہان سے ناراض ہو گئے۔ اور بادشاہ کو بہکانا شروع کیا مگر خواجہ ایسے نہ تھے کہ ان پر کوئی الزام عاید ہو سکتا تھا اس لئے مخالفین نے خواجہ کے خاص ملازم کو جو خواجہ کی مہر رکھتا تھا کچھ رشوت دیکر سادہ کاغذ پر مہر چسپان کرلی اور اس کاغذ پر حسب مشورہ ملک حسن نظام الملک اور اسکے رفیقوں کے نام خط لکھا جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ محمد شاہ شراب پیتا ہے اور ظلم کرتا ہے اس سے یہاں کے لوگ متنفر ہو گئے ہین اور مجھے پورا اقتدار حاصل ہے اگر تم یہاں آجاؤ تو محمد شاہ کو گرفتار کرلیا جائیگا اور ملک دکن تم اور ہم بانٹ لینگے جب یہ جعلی خط بادشاہ تک پہونچایا گیا بادشاہ نے اسی وقت خواجہ کو بلوایا اور بلا تحقیقات خواجہ کو قتل کرڈالا۔ یہ واقعہ ۵ صفر ۸۸۶ھ ہجری کا ہے جب خواجہ کا قتل ہو چکا تو ملک مین بدامنی پھیلی اور ہر ایک حاکم بادشاہ سے متنفر ہو کر خودمختار ہو گیا اسی واقعہ کو ایک سال گذرا تھا کہ پہلی صفر ۸۸۷ھ ہجری کو عارضہ بخار سے بادشاہ مر گیا۔ اسکے بعد سلطان محمود شاہ بہمنی ثانی بارا سال کی عمر مین دکن کا بادشاہ ہوا ملک حسن نظام الملک اور قاسم بیگ برید کارروبار سلطنت مین دخیل رہے جب بادشاہ نے ہوش سنبھالا

ناعاقبت اندیشی سے عیاشی، شراب خوری مین مبتلا ہوگیا۔ باپ کے لگائے ہوئے نظام کو سنبھال نہ سکا
دکن مین طوائف الملوکی ہوگئی ہر ایک صوبیدار خود مختار بادشاہ بن گیا۔ جسکا ذکر پہلے آچکا
حصہ دیا بیٹھا۔ بجائے ایک سلطنت کے پانچ سلطنتین قایم ہوگئین بیجاپور مین یوسف عادل خان
نے سلطنت عادل شاہی قایم کی۔ اور جنیر مین ملک حسن کے بیٹے احمد شاہ بحری نے سلطنت
نظام شاہی قرار دی اور احمد نگر بسایا محمد قلی قطب شاہ جو تلنگانہ کا طرفدار ہوگیا تھا گولکنڈہ
کا محمد نگر نام رکھکر سلطنت قطب شاہی کی بنا ڈالی۔ فتح اللہ عماد الملک صوبہ دار برار نے
ایلچپور کو سلطنت عماد شاہیہ کے نام سے مشہور کیا۔ اور خاص بیدر مین محمد قاسم بیگ برید
جو مدار المہام تھا خود حکومت کرنے لگا۔ سلطان محمود بہمنی صرف نام کے بادشاہ رہ گئے
اور قصبہ کٹھانہ اور اسکے قریب کے مواضع صرف خاص شاہی مین دیدئے گئے۔ ہم کو صرف
قندہار کے واقعات لکھنا چاہئے ہم نے جو سلطنتون کے پانچ مختصر بیان کئے ہین اسکی
ہم کو اسوجہ سے ضرورت تھی کہ ہمارا قندہار آگے چلکے سلطنت بریہ شاہی و نظام شاہی
اور عادل شاہی مین کچھ کچھ عرصہ تک رہیگا۔

قندہار کا قاسم برید کی جاگیر ہونا | قاسم بیگ ترک برید شہر بیدر کا کوتوال تھا بہ منصب وکالت فی

لہ اصلی نام ملک احمد ہے یہ ملک حسن نظام الملک کا بیٹا ہو ملک حسن ذات کا برہمن تھا اسلام پذیرا منصب پانچہزاری
(سابق علاقہ برار الحال ضلع پربھنی) کا پٹواری تھا زمانہ قحط سالی مین دلن کو چھوڑ کر تلاش معیشت
بیجانگر چلا گیا تھا جب سلطان احمد شاہ بہمنی نے بیجانگر کو لوٹ لیا اور سوت ملک حسن فیروز خان گرفتار
ہوکر آیا تھا۔ اسکا بیٹا بہرٹ اور اسکے باپ کا نام بہریو بہرٹ کو بادشاہ نے بیٹا بہرٹ کا نام حسن رکھا
اور اپنے بیٹے کے ساتھ مکتب مین شریک کیا۔ یہ ہمیشہ شہزادہ کے ساتھ رہا کرتا تھا محمد شاہ
جب چھوٹا تھا اسکو حسن ابن بہریو کے عوض حسن بحری کہا کرتا تھا جب محمد شاہ جوان ہوا اسکی
بہری نام سکے لحاظ سے حسن کو اپنے شکار کے بحری جانور کا مہتمم بنایا رفتہ رفتہ حسن نے
فوجی خدمت کا عہدہ طرق پر انجام دیکر نام پیدا کیا۔ اسکو منصب اور خطاب نظام الملک اور
نقارہ ماہی مراتب بھی مل گیا۔ اور خواجہ محمود گاوان کے قتل کے بعد وکیل سلطنت کی خدمت ملی اسکے
بیٹے ملک احمد نظام الملک بحری نے سلطنت نظام شاہی کی بنا ڈالی اور احمد نگر بسایا ۱۲

حاصل کر لیا تو محمود شاہ بہمنی نے قندہار بطور جاگیر قاسم برید کو دیدیا جب محمود شاہ بہمنی عیاشی و شراب خواری مین مصروف ہوگیا اور امور سلطنت سے کچھ تعلق نہین رہا تو قاسم برید نے طرفداری حوالی تخت گاہ پر قبضہ کر لیا اور ۹۰۷ھ مین اودگیر و کلیانی بھی اپنے جاگیر مین لے لیا اور قندہار کو اپنے نائب کا مستقر قرار دیکر چھوٹی سی خود مختار ریاست بنا لیا اور خطبہ مین بجائے محمود شاہ بہمنی کے اپنا نام شریک کر لیا۔ جب یہ خبر محمود شاہ کو ملی تو اوسنے اپنے امرا کو قاسم برید کے دفعیہ کا حکم دیا۔ امرائے شاہی اور قاسم برید کی فوج سے دو تین بار مقابلہ ہوا اور شاہی فوج کو شکست ہوئی اسواقعہ کی کیفیت مشہور ہو چکی ہے دلاور خان حبشی جو بہمنی امرا سے تھا اور بادشاہ سے ناراض ہوکر برہان پور چلا گیا تھا اپنے فوج لئے ہوئے بادشاہ کی مدد کو آگیا۔ اور قاسم برید سے مقابلہ کرکے اسکو ایسی شکست دی کہ وہ گھبرا کر گولکنڈہ کے طرف بھاگا دلاور خان اسکے تعاقب مین روانہ ہوا جب کولاس کے قریب پہونچا تو دلاور خان کے لشکر مین ایک مست ہاتی چھوٹ گیا دلاور خان دلاوری سے اسکے روکنے کیواسطے ہاتی کے مقابل ہوا اور جان سے گذر گیا اس واقعہ سے دلاور خان کی فوج منتشر ہوگئی قاسم برید نے واپس آکر دلاور خان کے تمام اسباب پر قبضہ کر لیا اور محمود شاہ کے پاس حاضر ہوکر معافی چاہی اور بدستور سابق منصب مدار المہامی پر قابض ہوگیا۔ اور محمود شاہ کو امور ریاست سے بیدخل کرکے برائے نام بادشاہ بنا رکھا۔ قاسم برید بارہ سال کی حکومت کے بعد ۹۱۰ھ مین مرگیا۔ امیر برید اسکا بیٹا اپنا نام امیر قاسم برید قرار دیکر باپ کا قایم مقام ہوا اور محمود شاہ بہمنی کو اسنے باپ سے بھی زیادہ تنگ کر رکھا۔ امیر برید کی عملداری مین اس کے طرف سے قندہار پر تیماجی پنڈت دیوان مامور تھا۔

خداوند خان ثانی حاکم ماہور کا حملہ اور قندہار کی تاراجی

امیر برید نے محمود شاہ بہمنی کو قلعہ بیدر مین رکھہ چھوڑا تھا تمام محافظین قلعہ امیر برید کے ملازم تھے اور بادشاہ کے قبضہ مین صرف وقیہ کمٹھا نہ چھوڑ دیا تھا اور امیر برید ہمیشہ قندہار مین

اور کبھی کبھی اوسمین رہا کرتا تہا کل مقبوضات شاہی پر اسی کا قبضہ تہا جب خداوندخان حبشی ماہور کا حاکم مرگیا تو اُسکی جائے پر اُسکا بیٹا حاکم ہوا اصل نام تو اوسکا معلوم نہین مگر خداوندخان ثانی کے نام سے مشہور ہے قندہار کا قلعہ کچھ عرصہ تک اسکے باپ کے قبضہ مین رہا تہا اسلئے پھر قلعہ قندہار لینیکی اسکو ہوس ہوئی اور ۹۲۳ھ مین فوج لیکر قندہار پر آیا۔ اور تمام شہر کو لوٹا اور تاراج و برباد کردیا۔ اور قلعہ قندہار پر اپنا تہانہ بٹہلا کر اودگیر کے جانب بڑہا امیر قاسم بریدنے محمود شاہ کو ساتہ لیکر اسپر چڑہائی کی ماہور کی فوج پسپا ہوکر بہاگی۔ اور امیر بریدنے اسکا تعاقب کیا اور اتنا لڑا کہ وہ اور اوسکا بڑا بیٹا۔ شرزہ خان دونوجان برہوسکے اور قلعہ قندہار کی حکومت کے ہوس مین جان سے گذر گئی امیر بریدنے ماہور پر قبضہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ خداوندخان حبشی کا ایک چہوٹا بیٹا غالب خان تہا اس نے علاؤالدین عمادشاہ والی برار سے مدد چاہی۔ علاؤالدین۔ عمادشاہ فوج ساتہ لئے ہوئے خود بہی پہونچ گیا۔ اب امیر قاسم برید بہت گہبرایا۔ اور محمود شاہ بہمنی جو کٹہ پتلی کیطرح اسکے ہاتہ مین کام کیا کرتا تہا اس کے جانب سے صلح کا پیغام بہیجا اور آخر یہ طے ہوا کہ ماہور کا علاقہ غالب خان کو دیدیا جائے اور ماہور ملک برار کے تابع رہے اور قندہار پر بدستور امیر قاسم برید کا قبضہ رہے اس فیصلہ کے بعد ہر دو لشکر واپس ہوئی اور قندہار امیر قاسم برید کے قبضہ مین آگیا۔

خاندان بہمنی کا خاتمہ اور بریدیون کی شاہی

قندہار حاکم ماہور کے ہاتون لوٹے جانیکے ایکسال بعد ۴ ذیحجہ ۹۲۴ھ کو سلطان محمود شاہ بہمنی مرگیا۔ اوسوقت امیر قاسم برید کے پاس تخمیناً چار ہزار سوار کی فوج تہی اور دو تین ضلعون سے

ف سلاطین سجادہ صاحب روضہ حاجی سیاح سید سعید الدین قدس سرہٗ العزیز نے درگاہ کا دروازہ تیار کرواتے وقت زمین کہدوائی تہی زمین سے ایک پتھر کا ستون نکلا اسپر محمود نظام بہمنی کا نام کندہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ روضہ مخدوم کے پاس بہمنی بادشاہ کے عہد مین کوئی عمارت بنی تہی جو زمانہ کے ہاتون برباد ہوگئی۔ ۱۲

زیادہ قبضہ مین ملک نہتا - اس لئے اس نے اپنے نام لقب شاہی قرار دینا مناسب سمجھا -
محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ ثانی کو بادشاہ بنایا دو سال ایک مہینا یہہ برائے نام بادشاہ رہا
اور ۹۲۷ھ مین مرا اسکے مرنیکے بعد علاء الدین ثالث دو سال تین مہینے کے لئے بادشاہ
بنایا گیا - اسکے مرنیکے بعد ولی اللہ بہمنی تین سال بادشاہ رہا - جب وہ بھی مرا تو کلیم اللہ بہمنی
بادشاہ بنایا گیا - مگر یہہ ۹۳۴ھ مین بیدر سے بھاگ کر بیجاپور چلا گیا جب اسکو معلوم ہوا کہ
اسمعیل عادل شاہ اسکے خلاف ہے تو احمد نگر مین پناہ لی - برہان نظام شاہ نے پہلے تو اسکی
خاطر کی جس وقت وہ دربار مین آتا تو برہان اوسکے روبرو کھڑا رہتا - آخر لوگون کے کہنے سننے
سے برہان نے اسکو اپنے پاس بلانا چھوڑ دیا - چند روز کے بعد وہ احمد نگر ہی مین نہ معلوم
زہر کھا کر یا اپنی موت سے مر گیا - لاش بیدر مین لاکر دفن کیگئی - اسی امیر قاسم برید کے زمانہ مین
خاندان بہمنیہ کا خاتمہ ہوا - اور امیر قاسم برید کو مستقل حکومت ہی نہین بلکہ بادشاہی نصیب ہوئی

قندہار بریدیون کا دارالسلطنت قرار پایا

۹۳۶ھ مین اسمعیل عادل شاہ بیجاپور نے بیدر کا محاصرہ کر لیا - اوسوقت علی برید امیر قاسم برید کا بیٹا قلعہ بیدر مین موجود تھا اور عادل شاہی فوج کے حملے روک رہا تہا - امیر قاسم برید ہی قندہار سے چلا کہ بیدر پہونچکر دشمن کے مقابل ہو - اودگیر سے آگے بڑہکر اسنے وسیع میدان مین مقام کیا - امیر قاسم برید اور تمام لشکر کا لشکر بعض تکان راہ سے اور اکثر نشہ سے غافل اور مدہوش ہو گئے - اسمعیل عادل شاہ کی فوج مین امیر قاسم برید کے قندہار سے جانب بیدر چلنیکی کیفیت مشہور ہو گئی تہی - اسدخان لاری سپہ سالار عادل شاہی ایک کثیر فوج لیکر - بہ نیت شبخون امیر قاسم برید کے لشکر کے متصل پہونچ گیا - جب مخالف کے لشکر کو اسقدر غافل پایا شبخون کرنا مناسب نہ جانا فوج کو ٹہیرا کر چند سردار ان کو ساتھ لئے ہوئے برید کے خیمہ تک پہونچ گیا اور اسی حالت بہوشی مین اسکو معہ پلنگ اوٹھا لیا - اور اوسکے لشکر سے کسی قسم کا تعارض نکیا راتون رات عادل شاہ کی خدمت مین پہونچا دیا - بیچارہ امیر قاسم برید اس اپنی بے بسی پر تاسف کرتا رہگیا

۱؎ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ولی اللہ بہمنی کی بی بی خوب صورت تہی امیر برید کی اس سے آنکھ لڑی اسلئے امیر برید نے اس وظیفہ خوار اور نظر بند بادشاہ کو قتل کروا کے اسکی خوبصورت بی بی سے نکاح کر لیا ۱۲

امیر قاسم برید کی رہائی قلعہ بیدر کے خالی کر دینے پر قرار پائی پہلے تو علی برید نے انکار کیا مگر جب امیر قاسم برید مشکین بندھا ہوا قلعہ کے متصل کھڑا کیا گیا اور ہاتی کے پاؤں سے باندھکر ہلاک کرنے کا حکم دربار عادل شاہیہ نے دیا۔ اور اسکی تعمیل مین موکلین سرگرم ہو گئے تو اسکی حالت بیچارگی اسکے بیٹے سے نہ دیکھی گئی۔ علی برید نے قلعہ خالی کر دیا اور کل متعلقین اور اثاثہ جس قدر اس تھوڑی سی مدت مین ہاتھ لگ گیا لیکر اودگیر سے ہوتا ہوا قندہار پہونچا بیدر پر عادل شاہی قبضہ ہو گیا۔ اور قندہار دارالحکومت برید قرار پایا اسمٰعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید کو چھوڑا نہین بلکہ اپنے ساتھ بیجاپور لیگیا مگر اسکے ساتھ نہایت اعزاز سے پیش آتا تھا۔ اور اسنے بھی اسکی ہمراہی مین بہت سے کارنمایان کئے یہان تک کہ بیجانگر کے معرکہ مین عادل شاہ نے اسکی شجاعت مان لی۔ اور بہت خوش ہوا قلعہ بیدر اس شرط سے عطا کیا کہ قلعہ قندہار و قلعہ کلیانی کے کوبنیان بیچدی جائین اور عادلشاہی قبضہ کرا دیا جائے۔ امیر قاسم برید اس شرط کو قبول کرکے بیدر پر قابض ہو گیا مگر قلعہ قندہار کی کوبنیان نہ بیچین۔ امیر قاسم برید کی اس حرکت سے عادل شاہ کو فوج کشی پر آمادہ کیا امیر قاسم نے برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر سے امداد چاہی نظام شاہ نے عادل شاہ سے امیر قاسم کی سفارش کی اور لکھا کہ قلعہ قندہار سے درگذر کرے عادل شاہ نے نہ مانا۔ تاآنکہ نظام شاہ نے بھی فوج کشی کی اخر الامر قصبہ پرلی کے قریب دونون فوجون کا مقابلہ ہوا پہلے حملہ مین نظام شاہ کو شکست اور عادل شاہ کو فتح نصیب ہوئی لڑائی کا ابھی پورا فیصلہ نہین ہوا تھا کہ امیر قاسم برید کی تحریک پر علما و فضلا و اکابران ہر دو ممالک نے ہر دو مسلمان بادشاہون مین صلح کروادی۔ عادل شاہ بیجاپور واپس گیا۔

ہمارا قندہار فرمانروایان برید کی زیر حکومت چالیس برس رہا۔ قلعہ قندہار کی حصنیوطی و سنگلاخی جو آج سیاحان قندہار کو قدیم زمانہ کی صناعی کا نمونہ دکھلا رہی ہے اسکی تیاری متفرق حکومتون مین ہوتی رہی تغلق شاہی عہد مین پختہ بنیاد ڈالی گئی اور دیوارین قایم ہوئین سلطنت بہمنیہ کا آغاز اور ملک سیف الدولہ کی عہد حکومت مین اکثر عمارتون اور برجون کی تیاری نے اوسکو زیادہ مستحکم کر دیا۔ مگر موجودہ حالت

بریدیون کے عہد حکومت مین پیدا کی ہوئی ہے جسمین سلطنت نظام شاہی و عادل شاہی نے بھی حصہ لیا ہے شہر پناہ کی دیوارین بھی خاندان بریدیہ کے یادگار ہین۔

قلعہ قندہار مین علی بریدشاہ اور ابراہیم عادل شاہ اور برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ کا فوجی مقابلہ

بعد انتقال امیر قاسم بریدکے علی بریدنے بیدر کی حکومت پائی ۹۴۹ھ مین اس نے اپنا لقب علی بریدشاہ رکھا جمشید قطب شاہ والی گولکنڈہ کو علی بریدسے عداوت تھی اور اس کا سخت دشمن بن گیا تھا اور اسکی دلی خواہش تھی کہ سلطنت بریدیہ تباہ کر دے ۹۵۲ھ مین جمشید شاہ نے برہان نظام شاہ والی احمدنگر سے علی بریدپر فوج کشی کے لئے امداد چاہی برہان نظام شاہ رضامند ہوگیا اور دریا عماد شاہ والی برار کو بھی بلوالیا ادہر سے جمشید شاہ بھی گولکنڈہ سے لشکر لیکر تینون بادشاہون کی قلعہ اوسہ کے قریب ملاقات ہوئی اور فیصلہ ہوا کہ قلعہ اوسہ کو برہان شاہ اور قلعہ میدک کو جمشید شاہ اور قلعہ اودگیر کو دریا عماد شاہ لے لے۔ علی بریدبہت گھبرایا اور اس نے ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور سے مدد چاہی اور بعد کامیابی قلعہ کلیانی دینے کا وعدہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ بھی فوج لیکر آیا اور اخلاص خان اپنے ایک سردار کو پانچہزار سوار سے علی بریدکے ساتھہ جمشید کے مقابلہ کو بھیجا علی بریدشاہ اور جمشید قطب شاہ کا مقابلہ نزاین کھیڑہ کے قریب ہوا اور بہت سخت لڑائی کے بعد جمشید قطب شاہ نے فتح پائی اور علی بریدکی شکست نصیب فوج بیدر کے جانب لوٹ گئی ابراہیم عادل شاہ و دریا عماد شاہ اور برہان نظام شاہ کو تعاقب قلعہ اوسہ کے قریب روکا باہم خوب لڑائی ہوئی چونکہ برہان نظام شاہ کی ساتھہ

لوہار دروازے کے بعد پہلی دروازہ قلعہ مین ہے اوسکے بازو ہو کتبہ ہے پہلی سطر مین کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ واضح طور پر پڑہا جاتا ہے دلا الہ الا اللہ علی ولی اللہ دھی بلا اور یہی معلوم ہو سکتا ہے اور دوسری سطر عربی طغرا مین لکھے ہین آخر مین برہان نظام شاہ کے نام کی طرح تحریر معلوم ہوتی ہے اور کتبہ تاریخ سے برہان نظام شاہ کا قبضہ قندہار پر ۹۵۲ھ مین ہونا ثابت ہے۔

دریا عماد شاہ بھی تھا اس سبب سے نظام شاہی فوج غالب ہو گئی اور ابراہیم عادل شاہ کو شکست ہوئی برہان نظام شاہ نے اودسہ پر قبضہ کر کے قلعہ اودگیر پر حملہ کیا اور تھوڑی سی کوشش مین اسپر بھی قابض ہو گیا۔ اب برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ نے قلعہ قندہار کے لینے کا ارادہ کیا علی برید کو جب یہہ خبر پہونچی تو جمشید شاہ کا مقابلہ چھوڑ اپنی ساری فوج لیکر قلعہ قندہار مین پہونچ گیا اور ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہی۔ ابراہیم عادل شاہ شکست کھا کر قلعہ اودسہ سے کچھ فاصلہ پر اپنی فوج جمع کر رہا تھا فوراً علی برید کے مدد کے لئے قندہار پہونچ گیا۔ برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ نے قلعہ قندہار کے فتح کے لئے بہت کوشش کی نظام شاہی اور عماد شاہی فوج نے اس لڑائی مین جان لڑا دی مگر ادہر بھی برابر دو شاہی قوتین جمع تھین اس لئے کامیابی نہو سکی تاہم نظام شاہی فوج نے بیجاپوری فوج کو میدان سے ہٹا دیا اور اُن کے گھوڑے وغیرہ چھین لئے مگر قلعہ فتح نہو سکا اور برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ اپنے اپنے مقامات کو واپس ہو گئے۔

قلعہ کولاس کی تعمیر جمشید قلی قطب شاہ بادشاہ گولکنڈہ نے بریدیہ ملک کے بہت سے حصون پر اپنا قبضہ کر لیا تھا چنانچہ ۹۵۱ھ مین کولاس پر بھی قابض ہو گیا۔ جگدیو راو نایکواڑی جمشید کی فوج کا ایک ہندو سردار تھا اس نے رائے دی کہ کولاس کی پہاڑی پر قلعہ بنایا جاے۔ فوج کی پناہ کے لئے اچھا موقع ہے یہہ رائے جمشید کو پسند آئی کیونکہ۔ بیدر یہان سے قریب تھا حملہ کرنے کے لئے جمعیت یہان نہیار کہنے کے واسطے یہہ مقام مناسب معلوم ہوا اور اسنے قلعہ کی تیاری کا حکم دیدیا۔ اور جگدیو راو کے اہتمام سے کام شروع ہو گیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ مین کولاس کا قلعہ تیار ہوا جب جمشید قلی قطب شاہ نے نارائن کھیڑہ و حسن آباد و دودنتی و گرو وٹی و امید کی پر قبضہ کر لیا تو علی برید بھی خوب مقابلہ کیا اور لشکر عین الملک کنعانی جمشید کی فوج کے سردار کو مار ڈالا اس سبب سے بھی جمشید کو علی برید سے زیادہ عداوت ہو گئی تھی

اور اسکے ملک کو تاخت وتاراج کر رہا تہا

قلعہ قندہار پر برہان نظام شاہ بادشاہ احمدنگر کا قبضہ

علی برید جمشید شاہ کے حملون سے مجبور ہوگیا اور ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہنے کے لئے بذات خود بیجاپور گیا یہہ خبر سنکر جمشید شاہ نے برہان نظام شاہ کو علی برید کی برائیان لکہین اور یہہ اشتعالک دی کہ ابراہیم عادل شاہ پر دباؤ ڈالکر علی برید کو قتل کرادیا جائے۔ برہان شاہ نے ابراہیم عادل شاہ کو خط لکہا کہ فیمابین ہمارے اور آپ کے جو رنجش پیدا ہوئی اسکا باعث اصلی علی برید ہے اگر اسکو مار ڈالا جائے تو ہمیشہ کیلئے کوئی جھگڑا باقی نرہیگا۔ ان دنون مین ابراہیم عادل شاہ کا بہائی شہزادہ عبداللہ باغی ہوکر بندرگوا مین پناہ گزین ہتا۔ اور ابراہیم کو خوف تہا کہ دوسرے سلطنین مدد دیکر اسکو بادشاہ بنادین خصوصاً برہان نظام شاہ اور جمشید قطب شاہ کا ہر وقت خوف لگا رہتا تہا اس لئے برہان نظام شاہ کی خاطر سے علی برید کو جو اسوقت اس کے پاس موجود تہا قید کرلیا۔ ایک زمانہ سے برہان نظام شاہ کا خیال قلعہ قندہار کے فتح کرنے کا تہا چنانچہ پہلے مقابلہ مین بہی قلعہ کی فتح کی امید پر بہت سی فوج ضایع ہوچکی تہی علی برید کے قید ہونے سے اسکو اچہا موقع مل گیا اسی سال ۹۵۵ھ مین محاصرہ کرکے قلعہ قندہار لے لیا۔ اور کاریردازان برید کو قلعہ سے نکالدیا ہمارے قندہار پر نظام شاہی عملداری ہوگئی۔

شیعہ مذہب کا رواج قندہار راجایان اہل ہنود کے قبضہ سے نکلنے کے بعد شاہان سنی مذہب کی زیر حکومت رہا اور دکن پر شاہان بہمنیہ کا تسلط ہوا تو ہر قوم و ہر مذہب کے عالم و فاضل لوگ جمع ہوگئے محمود شاہ بہمنی اول کے زمانہ مین بہت سے ایرانی شیعہ مذہب والے دکن مین آگئے تہے اور فوجی و علمی قابلیتون کے لحاظ سے انکی بہت عزت کی جاتی تہی اور یہہ لوگ سادات کے نام سے مشہور رہتے۔ فوجی اور علمی کمالون کی وجہ سے بادشاہ اونکا قدردان رہتا مگر عام مسلمانون کو اس سے

غرض تھی یہہ لوگ اپنی لیاقت اور کمال کے سبب سے امارت کے درجہ پر پہونچ گئے
اور انکو بڑی بڑی فوجی و مالی و عدالتی خدمتین ملین - فیروز شاہ بہمنی ایک سنی مذہب
بادشاہ اور نماز کا پابند تہا مگر بے درجہ کا عیاش تہا عورتون کے فراہم کرنے کا
بہت ہی شوق رکہتا تہا چونکہ اہل سنت کے یہان چار بیبیون سے زیادہ
نکاح کرنا جائز نہین ہے اور بادشاہ کی بہت سے بی بیان تہین اس سبب سے
وہ بہت متردد رہا کرتا تہا بعض علماء نے یہہ راے دی کہ چار نکاح کیجئے پہر انہین
طلاق دیدیجئے اور پہر چار نکاح نئے کر لیجئے اور اسیطرح سلسلہ جاری رکہئے
مگر اسبات کو فیروز شاہ نے پسند نہین کیا آخر میر فیض اللہ سے راے لی میر صاحب
شیعہ مذہب رکہتے تہے انہین یہہ اچہا موقع ملا - بادشاہ سے کہا کہ حضرت رسول
مقبول کے زمانہ مین متعہ جائز تہا حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی نے اسکو موقوف
کر دیا اسوقت فرقہ امامیہ مین جو اہل اسلام کا ایک فرقہ ہے یہہ عمل جاری اور مباح ہے
اگر بادشاہ مصلحتاً اس مذہب پر عمل کرے تو یہہ دقت رفع ہو سکتی ہے یہہ راے بادشاہ
کے پسند آئی اور اس نے امامیہ طریق کے مطابق متعہ کی حالت کو جائز رکہا - اور
ایک ہی دن مین آٹہہ سو عورتون سے متعہ کیا - اسطرح مذہب شیعہ کا دکن مین رواج
قایم ہوا - سیدون کی وقعت بڑہ گئی اور بادشاہ نے اپنی بیٹی صدر جہان کے
بیٹے میر شمس الدین کو دی اور میر فیض اللہ کے پوتی کی شادی اپنے بیٹے شہزادہ
حسن خان سے کی - احمد شاہ ولی بہمنی ہی شیخو کا معتقد رہا گو اپنی بیٹیان سیدون کو
دین اور انکی بہت ہی عزت اور توقیر کرتا رہا - مگر آپ سنی رہا - بہرحال شاہان
بہمنیہ مین فیروز شاہ نے صرف شیعی طریقہ اختیار کیا تہا - جب خاندان بہمنیہ کا خاتمہ
ہوا اور سلطنت کے ٹکڑے ہو گئے اور پانچ حکومتین قایم ہو گئین تو یوسف عادل شاہ
بیجاپور کا پہلا بادشاہ شیعون مین پرورش پانیکی وجہ سے پکا شیعہ نکلا اس کے امرا
اور اکثر فوج شیعہ تہی اس بادشاہ نے سب سے پہلے شیعہ مذہب اپنے ملک مین
پہلایا - سلطان قلی گولکنڈہ کا پہلا بادشاہ خاندانی شیعہ تہا بادشاہ ہونیکے بعد اخیر

بتدریج مذہب تشیع اپنے ملک مین شایع کیا - فتح اللہ عماد الملک الیچپور کا بادشاہ سنی تہا اور اس کے ملک مین ایرانیون کا زیادہ گذر بھی نہ ہوا تہا یہ سلطنت سنی مذہب پر قایم رہی - بیدر ایک مدت دراز تک سنی مذہب کے فرقہ کا دار السلطنت بنا وہان کے باشندے بہی بڑے سخت تہے اسلئے بریدیہ خاندان کے بادشاہون پر شیعہ مذہب والون کا اثر نہ پڑا البتہ علی برید کی حالت بدل گئی تہی احمد نظام شاہ جنیر کا بادشاہ گو نومسلم تہا اور یہہ ملک ایران سے قربت بہی رکہتا تہا اور اس کے پڑوس مین بیجاپور کی سلطنت شیعہ مذہب کی تہی مگر یہہ بادشاہ سنی مذہب پر قایم رہا - جب برہان نظام شاہ بادشاہ ہوا اور شاہ طاہر شیعی کا معتقد ہو گیا تو ۹۴۲ھ مین مذہب شیعی اختیار کر کے اپنے ملک مین ایمہ اثنا عشریہ کا خطبہ پڑہایا ۹۵۵ھ مین اس شیعہ مذہب والے بادشاہ نے قلعہ قندہار پر قبضہ کر لیا چونکہ برہان شاہ کو شیعی مذہب کے نومرید ہونے کی وجہ سے بڑا تعصب تہا - نہایت سختی کے ساتہہ مذہب شیعہ کو رواج دیا اور ہمارے قندہار کی مقدس مسجدون کے ممبر پر خطبہ سے اصحاب ثلثہ کا نام نکال کر شیعہ مذہب کا خطبہ پڑہایا گیا اہل سنت کے وظائف موقوف کر دئے گئے ہر پیشے کے چودہری و معاش دار سنی علم اٹہانے اور تعزیہ داری کیلئے مجبور کئے گئے اور قندہار مین بہت سے علم استادہ ہوئے اور تعزیہ داری شروع ہو گئی -

حسینی علم کہتے ہین کہ اس زمانہ کے رواج کے مطابق سجادہ نشین صاحب روضہ حضرت حاجی سیاح سید شاہ سعید الدین سرور مخدوم قدس سرہ العزیز نے حضرت ممدوح کی کفار کش سیف کا علم بنا کر تبمناً و تبرکاً بنام نہاد حسینی علم استاد کیا تہا - وہ علم ابتک موجود ہے اور سالانہ روضہ متبرک کے سربرآوردہ مقدس خاندان مین استاد کیا جاتا ہے -

آصف خان سپہ سالار کا قندہار آنا ۹۵۸ھ مین آصف خان مغل سپہ سالار فوج شہنشاہ اکبر مجاہد جاتے وقت چند روز قندہار مین رہکر قلعہ قندہار دیکہنے کے

واسطے آیا اور کچھ دنون تک یہان کی سیر کی نظام شاہی قلعہ دار نے ان کی سربراہی کا اچھا انتظام کیا یہہ خوب سیر کرکے بیجاپور روانہ ہو گئے

سید شاہ طاہر صاحب کا حال

شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران کے عہد حکومت مین موضع خوند مضافات قزوین حدود گیلان مین ایک شخص سید شاہ طاہر نامی شیعی بڑا متبحر عالم اور فصیح اللسان ابو القاسم محمد ابن عبد اللہ المہدی۔ حاکم مصر کے خاندان سے بتاتا اکثر لوگ اس مہدی کو اسمعیل ابن امام جعفر صادق رضہ کے نسل سے کہتے ہین مگر اہل سنت جماعت کے نزدیک وہ عبد اللہ بن سالم مصری کے اولاد سے ہے اور اہل عراق اسکو عبد اللہ بن میمون قداح کی اولاد سے بیان کرتے ہین۔ جب شاہ طاہر نے موضع خوند مین اپنے علم و کمال کی وجہ سے شہرت پائی اور مصر و بخارا و سمرقند و قزوین کے شیعہ اسکے مرید ہو گئے تو بادشاہ ایران سلسلہ مشایخ صوفیہ کے استیصال کے درپے ہوا مرزا شاہ حسین اصفہانی جو شاہی دفتر کا ناظر دیوان اور شاہ طاہر کا دوست تہا شاہ صاحب کو مطلع کر دیا۔ شاہ طاہر نے سلسلہ پیری و مریدی کو بظاہر ترک کرکے بادشاہ کی اجازت سے مدرسہ کاشان کی مدرسی اختیار کی۔ مگر اسکے مریدین یہان بہی بہت جمع ہو گئے شاہی کارکنون نے فرقہ اسمٰعیلیہ کے بکثرت جمع ہونے کا حال بادشاہ کو لکہدیا دربار شاہی سے شاہ طاہر کے قتل کا حکم جاری ہو گیا۔ مگر مرزا شاہ حسین نے شاہ صاحب کو پہلے ہی خبر کر دی تہی شاہ طاہر ۹۲۶ھ مین اپنے بال بچون کو لیکر کاشان سے نکلا اور بندر جزون مین پہونچا ہندوستان کی روانگی کی قصد سے جمعہ کے دن جہاز پر سوار ہوا اور دوسرے جمعہ کو بندر گوا مین آگیا۔

دکن مین اسمعیل عادل شاہ شیعہ مذہب مشہور تہا شاہ طاہر سیدہا بیجاپور آیا مگر عادل شاہ نے شاہ طاہر کے جانب کچھ توجہ نکی شاہ طاہر نے شکستہ خاطر ہو کر گولکنڈہ کا قصد کیا کیونکہ قطب شاہی سلطنت بہی شیعی تہی اس عرصہ مین

شاہ طاہر کو کہین سے خبر ملی کہ خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو معلم کی تلاش ہے
شاہ طاہر وہان پہونچکر خواجہ جہان کے بچون کی تعلیم پر مقرر ہوگیا۔ کچھ دنون کے
بعد ملا پیر محمد استاد برہان شاہ والی احمد نگر جو حنفی المذہب اور سنی تہا خواجہ جہان
کے پاس پرینڈہ کو کسی ضرورت سے گیا ملا پیر محمد کو علم ہیئت مین کمال حاصل
کرنے کا شوق تہا ایک سال تک پرینڈہ مین رہکر شاہ طاہر سے کتاب مجسطی جو بان
عربی مین علم ہیئت کی منتہی کتاب ہے ختم کی اور واپس احمد نگر گیا جب لوگون کو یہہ
حال معلوم ہوا کہ پرینڈہ مین ایک ایسا زبردست عالم آیا ہے کہ ملا پیر محمد سا عالم و فاضل
بادشاہ کا اوستاد اسکا شاگرد ہوگیا تو شاہ طاہر کی دکن مین پوری شہرت ہوگئی اور
سنہ ۹۱۸ مین برہان نظام شاہ نے شاہ طاہر کو بلوا کر اپنے اہل مجلس مین شامل کرلیا
برہان شاہ نے شاہ طاہر کے علم و فضل کی وجہ سے اسکی قدر کی اور اسکا نہایت
معتقد ہوگیا تہا۔ شاہ طاہر کے آنے سے پہلے برہان نظام شاہ فرقہ مہدویہ کی
علما کا معتقد ہوگیا تہا اور ان سے ہی اسکو ایسی عقیدت تہی کہ اس فرقہ کے ایک
شخص کو اپنی بیٹی بہی دیدی تہی لیکن جب شاہ طاہر کے جانب اسکا اعتقاد بڑہا تو
ان کے کہنے سننے سے فرقہ مہدویہ کے خلاف ہوگیا اور انکو احمد نگر سے نکلوا دیا
اس خوش اعتقادی کے زمانہ مین۔ برہان شاہ کے بیٹے شہزادہ عبد القادر کو
بخار آیا اور سخت بیمار ہوا بہت سے طبیبون کا علاج رہا مگر بیماری ترقی پر تہی برہان شاہ
سخت پریشان تہا۔ شاہ طاہر نے اسقدر زمانہ گذرنے پر بہی اپنا مذہب کسی پر
ظاہر نہونے دیا لوگ اسکو سنی جانتے تہے اب اسکو اچہا موقع ملا۔ اور اس نے
عمدہ پیرایہ مین بادشاہ کو سمجہا دیا کہ آپ یہہ منت مانئے کہ اگر اللہ تعالی ببرکت رسول
مقبول و دوازدہ امام شہزادہ عبد القادر کو اچہا کردے تو ایمہ اثنا عشرہ کا خطبہ
پڑہا ونگا۔ اور انکا مذہب جس سے شیعہ مذہب مراد ہے جاری کرونگا۔ برہان شاہ
کچھ مضبوط اعتقاد والا تو تہا ہی نہین شاہ طاہر کے کہنے کے موافق منت مان لی
دوا اور دعا کا سلسلہ جاری تہا روز بروز شہزادہ عبد القادر کو افاقہ ہوتا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے شہزادہ کو صحت بخشی۔ اپنے اقرار کے موافق برہان شاہ نے شیعہ مذہب اختیار کیا اسکے ساتھ ہی شہزادہ حسین اور شہزادہ عبدالقادر اور اُن کی مان بی بی آمنہ جو شیعہ ہی کی بیٹی تھی اور کل شاہی خاندان نے وہی مذہب اختیار کیا یہہ واقعہ ۹۴۴ھ کا ہے۔ شاہ طاہر کا ۹۶۵ھ مین انتقال ہوا احمد نگر مین۔ چند روز لاش زمین مین سونپ کر رکھی گئی اور پھر کربلائے معلی مین لیجا کر بلد الشہدا حضرت امام حسین کے مقبرہ کے پاس دفن کیگئی اس واقعہ کو تاریخ سلسلۂ آصفیہ مین مفصل لکھا ہے

مرتضیٰ نظام شاہ اور اسکی والدہ خونزہ ہمایون بی بی کا قندہار آنا

برہان نظام شاہ نے (۴۷) سال بادشاہت کرکے ۹۶۱ھ مین دنیا سے کوچ کیا۔ اسکا بڑا بیٹا حسین نظام شاہ بادشاہ ہوا قلعہ قندہار پر بدستور نظام شاہی حکامون کا قبضہ رہا۔ حسین نظام شاہ جب ۹۷۲ھ مین مر گیا اسکا بیٹا مرتضیٰ نظام شاہ تخت نشین ہوا مگر نوجوانی کے باعث ملک خونزہ ہمایون اسکی مان متکفل امور سلطنت رہی اور اپنے دونون بھائی عین الملک اور تاج الملک کے مشورہ سے حکمرانی کرتی رہی ۹۷۳ھ مین علی عادل شاہ والی بیجاپور نے اپنے سپہ سالار کشور خان کو بیس ہزار فوج دیکر تر تامل پر قبضہ کرنیکے لئے بھیجدیا۔ وینکٹادری راجہ تر تامل نے خونزہ ہمایون کو لکھا کہ حسین نظام شاہ نے یہہ ملک محکم دیا ہے اب علی عادل شاہ اسکو لینا چاہتا ہے اسوقت مدد کیجئے۔ ابراہیم قطب شاہ والی گولکنڈہ نے خونزہ ہمایون کو کہلا بھیجا کہ اگر علی عادل شاہ کی قوت بڑھ گئی اور ممالک جنوبی اسکے قبضہ مین آگئے تو ہماری اور آپ کی سلطنت کو نقصان پہونچیگا اس لئے مین اور آپ دونون مل کر اس کے ملک پر حملہ کرینگے۔ خونزہ ہمایون نے ابراہیم قطب شاہ کا کہنا مان لیا اور جواب دیا کہ مین سرحد پر آتی ہون آپ بھی تیار رہین خونزہ ہمایون نے اسوقت تفال خان سے فوجی مدد طلب کی تفال خان اس زمانہ مین دریا عماد شاہ کے بیٹون کو قید کرکے خود برار کا حاکم بن گیا تھا اس نے فورا اپنے بیٹے مشیر الملک کے ساتھ فوج بغرض امداد بھیجنے کی رضامندی ظاہر کی۔

سلہ بعض کتب مین خونجہ لکھا ہے۔

جب علی عادل شاہ کو معلوم ہوا کہ خونزہ ہمایون کا قصد بیجاپور پر حملہ کرنے کا ہے اس لئے علی عادل شاہ خود احمد نگر کی جانب چلا خونزہ ہمایون نے مرتضی نظام شاہ کو ساتھ لیکر برار کیطرف کوچ کیا تقال خان اور ابراہیم قطب شاہ کو بھی اطلاع دیدی جب حدود برار میں مشیر الملک تقال خان کا بیٹا معہ لشکر مل گیا۔ تو خونزہ ہمایون اور مرتضی نظام شاہ اور مشیر الملک تینون مل کر قندہار آئے ادہر سے ابراہیم قطب شاہ معہ لشکر کولاس میں پہونچ گیا مابین کولاس و قندہار تینون لشکر اترے ہوئے تھے بہرحال افواج متفقہ معہ اپنے سرداروں کے بیجاپور روانہ ہوئی۔ اب ہمیں تفصیلی لڑائی کی حالت بیان کرنیکی ضرورت نہیں ہے صرف یہ کہنا کافی ہے کہ کچھ دنون افواج متفقہ بیجاپور کا محاصرہ کرکے ناکامیابی کے ساتھ اپنے اپنے ملک کو واپس ہوگئی علی عادل شاہ نے گو پہلے احمد نگر جانے کا قصد کیا تھا مگر نگیا اور شاہ درگ مین ٹہرا رہا جب افواج متفقہ بیجاپور سے واپس ہوئی علی عادل شاہ بیجاپور چلا گیا۔

مرتضی نظام شاہ کی خود مختاری اور خاندان عماد شاہیہ کی تباہی

۹۷۶ھ تک خونزہ ہمایون امورات سلطنت مین برابر دخیل تھی اور مرتضی نظام شاہ بغیر اطلاع اسکے کوئی کام نہین کرسکتا تھا۔ آخر ۹۷۶ھ مین مرتضی نظام شاہ نے ملا حسین تبریزی و شاہ احمد و مرتضی خان وغیرہ اپنے مصاحبین کے مشورہ سے اپنی والدہ خونزہ ہمایون کو پکڑکے قید کردیا اور خود خان روائی کرنے لگا۔ ۹۸۳ھ مین مرتضی نظام شاہ نے خاندان عماد شاہیہ اور تقال خانیہ کو صفحۂ نابود کرکے ملک برار سلطنت احمد نگر مین شامل کرلیا۔ ۹۹۳ھ مین مرتضی نظام شاہ کے بیٹے میران حسین کی شادی ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کی بہن خدیجہ سلطان سے ہوئی تھی دو سال کے بعد صلابت خان وکیل سلطنت نظام شاہی نے دولہا دولہن کو علیحدہ علیحدہ کردیا تھا اور ابراہیم عادل شاہ پر دباؤ ڈالکر

۱؎ قلعہ قندہار کے جن کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتضی شاہ کے عہد مین اور غوری خان حاکم قندہار کی عملداری مین دیوار فصیل قلعہ قندہار جانب غرب وجنوب تیار ہوئی ہے کیونکہ درمیان برج نرسیاد عنبر شاہی کتبہ ہے جسمین مرتضی نظام شاہ کا نام معلوم ہوتا ہے اور ۹۷۰ھ صحیح ہے اور اسی دیوار مین دوسرا مقام پر کتبہ ہے اور دوسرا مرتضی غوری خان شد بنا ۱۲

شولاپور جو چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کے جہیز مین دیا گیا تہا چاند بی بی کے احمدنگر واپس آجانیکے سبب سے واپس طلب کر رہا تہا اس لئے ابراہیم عادل شاہ نے احمدنگر پر چڑہائی کی اور ابراہیم بریدہ والی بیدر کو لکہا کہ اگر اسوقت مدد دیگا تو اوسہ وقندہار و اودگیر قدیم مقبوضات بریدیہ سلطنت نظام شاہی سے دلادونگا قلعہ قندہار کے ملنے کی امید پر ابراہیم بریدہ مدد دینے پر راضی ہوگیا اور قلعہ اوسہ کے محاصرہ کیلئے پہونچا - ابراہیم عادل شاہ نے عالم خان جمعدار کو فوج دیکر ابراہیم بریدہ کی مدد کیلئے بہیجا - ابہی اوسہ پر عادل شاہی قبضہ نہین ہوا تہا - اس عرصہ مین مرتضی نظام شاہ نے ابراہیم عادل شاہ سے صلح کرلی ابراہیم بریدہ کی آرزو دل مین رہ گئی اور بیدر کو واپس آیا

نظام شاہی ملک مین بدامنی

۹۹۲ھ مین میران حسین شاہ نے اپنے باپ مرتضی نظام شاہ کو پکڑ کے ایک حمام مین بند کرادیا اور نیچے آگ لگادی اور اسکو پانی ہی پینے دیا تڑپ تڑپ کر تاریخ ۲۹ رجب کو مرگیا باپ کے مار ڈالنے کے بعد میران حسین بادشاہ بن گیا - اس میران حسین نظام شاہ نے نو مہینے تین دن بادشاہت کی اسکی بدوضعی اور نالائقی کی وجہ سے ملک مین بدامنی اور امرا مین نااتفاقی ہوگئی ۹۹۳ھ مین مرزا خان سردار نے نظام سرکٹو اکر حیدر پر چڑہائی کی احمدنگر مین ایک ہنگامہ رہا - اور جمال خان حبشی سردار نے مرزا خان اور دوسرے سرداروں کو قتل کرکے سلطنت نظام شاہی پر قبضہ کرلیا اور اسمعیل نظام شاہ کو بادشاہ بنایا اسمعیل نظام شاہ نے نظام شاہ کا بیٹا تہا برہان شاہ اپنے بہائی کے خوف سے بہاگ کر شہنشاہ اکبر کی فوج مین شریک ہوگیا تہا - جب اس نے نظام شاہی سلطنت کی بری حالت سنی تو ملک براڑ دینے کے وعدہ پر شہنشاہ اکبر کے پاس سے فوج حاصل کی اور ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور اور راجہ علیخان والی برہان پور سے بہی مدد لی اور جمال خان کو قتل کیا اور اپنے بیٹے اسمعیل نظام شاہ کو تخت سے ہٹاکر خود بادشاہ ہوا اور نظام شاہی حکومت مین امن واطمینان ہوگیا -

ابراہیمی برج کی تیاری

ہمارا قندہار نظام شاہی حکومت مین داخل ہے اس لیے ہم وہان کے بادشاہون کی حکومت کا سلسلہ بتلا رہے ہین اسمین شک نہین کہ سلطنت مین بہت سے پیچیدگیان واقع ہوئی ہین جس کے باعث سے احمدنگر مین بدامنی تھی مگر ہمارے قندہار پر ابراہیم خان کی عملداری تھی اور ہر طرح امن وچین تھا ابراہیم خان نے قندہار کے قلعہ مین نشان کا برج ۹۹۸ھ بنوایا ہے اور اسپر حسب ذیل بخط عربی کتبہ ہے۔

نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المومنین - تمام شد برج ابراہیمی در ایام دولت ابراہیم خان بن قاسم شیخ عثمان خان ( ) سنہ ۹۹۸

برہان نظام شاہ نے بارہ سال سولہ روز بادشاہت کرکے سنہ ۳ سمین دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا اسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ باپ کا جانشین ہوا۔

قلعہ قندہار پر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کا قبضہ

ابراہیم نظام شاہ نوجوان اور ناتجربہ کار تھا بیس ہزار فوج ساتھ لیکر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور پر چڑھ آیا ابراہیم عادل شاہ اسوقت شاہ درگ مین تھا یہ خبر سنتے ہی اپنے بھائی جس ہزار فتح حمید خان و شجاعت خان و سہیل خان کی ماتحتی مین نظام شاہ کے مقابلہ کیلئے بھیجدی انکی ۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۳ھ کو نظام شاہی فوج عادل شاہی سرحد مین داخل ہوئی دونون طرفین سے معرکہ آرائی شروع ہوئی نظام شاہی فوج نے عادل شاہی فوج کو تعاقب کرکے اور بیجاپور کی حد تک انکا تعاقب کیا اور اسّی ہاتی چھین لئے نظام شاہی فوج فتح کا خیال کر ہی رہی تھی کہ اچانک مارہٹون نے پیچھے سے حملہ کیا جس سے ابراہیم نظام شاہ کے پاس ایکسو آدمی اور کچھ ہاتی رہ گئے اور باقی فوج و تمامی سردار دشمن کے تعاقب مین دور دور تک نکل گئے تھے سہیل خان سامان عادل شاہی کے پاس ایک ہزار فوج اور بہت سے ہاتی موجود تھے ابراہیم نظام شاہ کو جو تھوڑی جماعت کے ساتھ دیکھا فوراً حملہ کردیا اور ابراہیم نظام شاہ کے ہمراہیون نے اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کو دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ پیچھے ہٹ جائین مگر ابراہیم نظام شاہ نے جوانی کی امنگ اور شراب کی نشہ مین

۱۲ ابراہیم نظام شاہ ۱۲ سنہ ۱۰۰۳ھ

کسیکا کہنا نہ مانا اور دشمن کے مقابل ٹھیرا رہا اول ہی حملہ مین ایک تیر بادشاہ کے شانے مین لگا اور بادشاہ مجروح ہوگیا اسکے ہمراہی سوارون نے بادشاہ کو قلعہ پرینڈہ کیطرف لے بہاگنے کی کوشش کی مگر بادشاہ کو کاری زخم لگا تہا قلعہ کے قریب پہونچکر گھوڑے سے گر گیا اور مر گیا نظام شاہی فوج احمد نگر کی جانب بہاگ گئی۔

ابراہیم عادل شاہ نے اپنی فوج کو قلعہ قندہار پر قبضہ کرنے کو بہیجدیا اور عادل شاہی فوج نے آخر ماہ ذیحجہ ۱۰۱۳ھ کو قلعہ قندہار پر قبضہ کر لیا۔ اور نظام شاہی کارپرداز نکالے گئے قلعہ مین مسجد عادل شاہی کی تیاری شروع ہوئی مسجد مین جو کتبہ ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عادل شاہی عملداری مین قندہار کی عنان حکومت عبدالعزیز کے قبضہ مین تہی مسجد مین عربی عبارت کے علاوہ جو فارسی کتبہ ہے وہ حسب ذیل ہے

اظہار کمالیت یافت مسجد رفیع محمدی صلعم
شہور سنہ ۱۰۱۴ ہر

شد بنا در وقت ابراہیم عادل بادشاہ	مسجد بہتر کہ از وصفش رسیدہ تا ماہ
از برائے خواندن قرآن نماز و ذکر حق	کرد فرمانیش باو عبدالعزیز نیک خواہ

ملک عنبر خان حاکم دولت آباد کی حکومت عنبر شاہی توپ کا قلعہ قندہار مین جلوس

جب وہ زمانہ آیا کہ مغلون کے خونخوار تلوارون نے جلال الدین محمد اکبر جیسے فاتح مشہنشاہ کی حکومت مین ہندوستان جنوبی کے خود سر و سرکش حاکمون کے دلون مین

سلہ جلال الدین اکبر شہنشاہ کا نسب نامہ اسطرح ہے اکبر بن ہمایون بن بابر بن عمر شیخ مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن میران شاہ بن ابو المنصور امیر تیمور گورگان صاحبقران۔
اکبر ۹۴۹ھ مین پیدا ہوا اور ۹۶۳ھ مین تخت پر جلوس کیا اور ۱۰۱۴ھ مین انتقال کیا اسکی عمر ۶۴ سال گیارہ مہینے ، روز کی تہی (۵۱) سال ۱ مہینے دس روز سلطنت کی بعد مرنیکے عرش آشیانی لقب مشہور ہوا

پورا رعب بٹھا دیا اور اکبر کی بہادرانہ ہمت اور کشور کشا خیال کے لئے ضرور تھا کہ وہ دکن کو جو ایک سرسبز و زرخیز خطہ ہے اور جنوبی ہندوستان کہلاتا ہے اپنے حدود ریاست مین داخل کرے اس شہنشاہ نے ایک جرار فوج دکن پر بھیجی اور وہ ۱۰۱۰ھ مین احمد نگر پر قابض اور بہادر نظام شاہ کو قید کر لیا۔ اکبر کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے نورالدین محمد سلیم جہانگیر نے عنان حکومت ہند اپنے قبضہ مین لی۔

مولف تاریخ مذکرۃ الملوک لکھتا ہے کہ ملک عنبر حبشی بیجاپوری بہادر نظام شاہ کے وقت مین مدار المہام تھا اور امور ریاست مین پورا اقتدار رکھتا تھا مرتضیٰ نظام شاہ کو برائے نام بادشاہ بنا کر قلعہ اوسہ مین رکھا اور آپ دولت آباد مین امور ریاست انجام دیتا رہا جب جہانگیر نے سپہ سالار خانخانان بہادر کو ہندسے دکن کیطرف روانہ کیا۔ ملک عنبر مین اتنی قوت نہ تھی کہ اس جرار فوج سے مقابلہ کر سکتا۔ اس خبر کے سنتے ہی پریشان ہو کر ایک عرضی عادل شاہ والی بیجاپور کی خدمت مین بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ بندہ دولت نظام شاہی کا نمکخوار قدیم اور سلطنت والائے عادل شاہیہ کا ہوا خواہ ہے حقیقت مین یہ دونون سلطنتین بالکل ایک سی ہین بندہ کو آپکی اطاعت اور اس سلطنت کی خیر خواہی مین جان و دنیا عزیز ہے آپسے سنا ہوگا کہ خانخانان متوجہ دکن ہوا ہے نہ نظام شاہی فوج مین اتنی قوت نہ اسکے مضبوطات مین کوئی مستحکم جگہ خزانہ کی حفاظت کے لئے پائی جاتی ہے جس سے بندہ باطمینان فوج دہلی کا مقابلہ کرے ابراہیم نظام شاہ کے بعد قلعہ قندہار جو سلطنت والا کے قبضہ مین آگیا ہے اگر عنایت ہو جائے اور کسیقدر فوج ہی امداد کے لئے روانہ ہو تو بندہ اپنی جان لڑا کے نظام شاہی نام باقی رکھنیکی کوشش کرتا ہے عادل شاہ نے اُسکی درخواست منظور کی اور قلعہ ملک عنبر کے سپرد کرنے کا حکم دیدیا اور دس ہزار جدہ سوار

سلہ جہانگیر کا نام نورالدین اور خطاب محمد سلیم تھا ۹۷۷ھ مین پیدا ہوا اور ۱۰۱۴ھ مین جلوس اور ۱۰۳۷ھ مین انتقال کیا اُسکی عمر ۵۹ برس ۱۱ مہینے ۱۱ دن تھی مرنیکے بعد جنت مکانی اُسکا لقب مشہور ہوا یہ جہانگیر نورجہان بیگم پر فریفتہ تھا نورجہان بیگم خواجہ عیاث بیگ ایرانی کی بیٹی اور علی قلی شیر افگن خان کی بی بی تھی ۱۰۱۴ھ مین بادشاہ کے حکم پر شیر افگن خان قتل کیا گیا اور نورجہان بیگم کا بادشاہ سے عقد ہوا یہ دلچسپ قصہ مشہور ہے ہند کی عنان حکومت اس نازک خیال عورت کے ہاتھ مین تھی

متعین کردیے ہمارا قندہار بیجاپور کی ماتحتی سے علیحدہ ہوکر دولت آباد کے ماتحت ہوگیا اور ملک عنبر نے قلعہ قندہار مین خزانہ واثاثہ و رسد کا معقول سامان رکھکر جرار فوج وہان متعین کردی اور وہان کی فوج کے اخراجات کے لئے تین لاکھ ہون کا علاقہ علیحدہ کردیا تھا اور اپنے منتظمین کو بھی وہین رکھا تھا۔

سنہ ۱۰۲۱ھ مین ملک عنبر قندہار مین آیا اور کچھ دنون تک وہان رہا وہان سے فوج وغیرہ کا انتظام کرکے شہر بیدر کا محاصرہ کیا اور لوٹ لیا وہان سے گولکنڈہ گیا اور سلطان محمد قطب شاہ سے ملکر فوج مغلیہ کے مقابلہ کے لئے سولہ لاکھ روپیہ لیا چند روز بیجاپور کا محاصرہ کرکے احمد نگر واپس گیا اور مغلون کی فوج کو شکست دیکر برہان پور کی جانب بھگا دیا۔

ملک عنبر نے قلعہ قندہار کی مرمت کروائی۔ عادل شاہی عمارتون مین جو عمارت اور برج تیار ہو رہے تھے ملک عنبر نے اسکی تکمیل کروادی۔ اور قلعہ کی مسجد جو عادل شاہی عہد مین تیار ہو رہی تھی ملک عنبر کے عہد مین اسکی تکمیل ہوئی اس مسجد کے بیچ کے کمان کی بیرونی حصہ بلندی پر دونو جانب دو کتبے موجود ہین اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک عنبر کے عہد مین مسجد کی تعمیر ختم ہوئی ہے۔ تو ہین درست لیکین ملک عنبر بہت بڑی مسجد درست کرواکے آبادی شہر کی جانب بڑے برج پر رکھوایا اسکو بڑی عنبر شاہی توپ کہتے ہین۔ اور روضہ حاجی سیاح سرور مخدوم کے باہر کی جانب (بڑا عاشور خانہ) جسمین جہنی علم استاد کئے جاتے ہین اسیکا بنوایا ہوا ہے ملک عنبر نے ۱۰۲۱ھ مین

قاضی حلہ کی مسجد بنوائی ہے مسجد کے کسی مقام پر کوئی کتبہ کندہ نہین ہے مگر قدیم

ملک عنبر کی دو لڑکیان حکیما بانو اور شہر بانو ایک مدت تک قندہار مین رہین اور یہین انتقال کر گئین دونو بیبیات کے مقبرے قندہار ہی مین ہین شہر بانو کی بیٹی عزیزہ بیگم کی شادی سیدی عبد اللہ سے ہوئی تھی موضع دیلوب تعلقہ وضلع ناندیڑ ان بیگم صاحبون کی جاگیر تھی اور ابھی تک ان کی اولاد اس جاگیر پر قابض ہے حکیما بانو کے بیٹے محمد خان تھے ان کے سلسلہ اولاد مین عظمت خان اور سردار خان موجود ہین۔ شہر بانو کی بیٹی عزیزہ بیگم جو سیدی عبد اللہ سے منسوب تھی ان کے سلسلہ اولاد مین غلام محی الدین تھے ان کے فرزند محمد رحیم صاحب موضع دیلوب مین موجود ہین۔

بیاض مین ایک بیت لکھی دیکھی گئی - ہزار دلست وود بودہ نہجر پیغمبرؐ بعہد والی دین

حضرت ملک عنبر - ملک عنبر نے اپنی عملداری مین ملکی و مالی انتظام بہت اچھی طرح کیا کپتان مسٹر برگس اپنی رپورٹ مین لکھتا ہے کہ ملک عنبر نے زمین کی پیمایش کروائی زراعت ہر ایک قطعہ علیحدہ علیحدہ مقرر کیا اور مالی انتظام اسطرح کیا تہا کہ جس زمین سرکاری کی تحصیل لی جاتی تہی وہ موقوف کرکے اس کے معاوضہ مین نصف حصہ پیداوار رزاعت مین لیا جاتا اور اسکا جمع وخرچ ہر ایک فصل پر ہوا کرتا فصل ربیع وخریف کے مدارج الگ الگ قرار دئے ہر ایک پرگنہ یا ضلع پر ایک مسلمان عہدہ دار مقرر تہا اور انکی ماتحت مالی امورات مین مرہٹی اور برہمن مقرر کئے گئے تہے قندہار کی زمین کی پیمایش ملک عنبر کے عہد مین ہوئی ہے

قلعہ قندہار پر شاہجہان شہنشاہ دہلی کا قبضہ

جب مرتضی نظام شاہ ثانی جو برائے نام بادشاہ تہا مرگیا تو ملک عنبر نے برہان نظام شاہ ثالث کو بادشاہ بنایا اور خود حکومت کرتا رہا آخر (۲۷) سال بنامزدوزارت نظام شاہی سلطنت کی کامل اقتدار کے ساتہہ بادشاہی کرکے اسی برس کی عمر مین ۲۴ شعبان ۱۰۳۵ھ کو جنت کی راہ لی اور حکومت دنیوی سے کنارہ کش ہوکر آغوش لحد مین آرام پایا - اسکا گنبد خلد آباد مین حضرت یوسف راجو قتال قدس سرہ کے گنبد کے قریب ہے -

بعض مورخین نے ملک عنبر کو دکن کا شہنشاہ لکہا ہے کیونکہ جب ملکہ چاند سلطانہ قتل ہوگئی اور اکبر شاہنشاہ ہند نے بہادر نظام شاہ کو قید کرکے احمد نگر دار السلطنت نظام شاہی پر قبضہ کرلیا اسوقت ملک عنبر نے مرتضی نظام شاہ کو بادشاہ بنایا اور خوجہ فراہم کی مدد سے نئے سرے سے بادشاہی قایم کی اور اکبر سے عظیم آشان اور جہانگیر سے شہنشاہ کو مجبور کردیا اور بار بار علاقے واپس لیلئے بیدر کو لوٹ ڈالا سلطان محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ سے بنام امداد خرچ بہت سا روپیہ وصول کرلیا اور ابراہیم عادل شاہ کو مجبور کرکے اسکا بہت سا ملک دبالیا اسکی فوجین ایک لاکہہ سوار اور دو لاکہہ پیدل تہے اسکا

سلہ یہ گنبد مولف نے دیکہا ہے ۱۲

توپخانہ اُس زمانہ کی حیثیت سے بہت اچھا تھا اگرچہ یہ عادل شاہی سلطنت مین حبشی غلام تھا مگر فوجی خدمات کے وجہ سے ترقی کر گیا اور پھر نظام شاہی سلطنت مین چنگیز خان وزیر کے رفیقون مین رہا اور معاملات مالی وملکی وفوجی مین پورا تجربہ حاصل کیا - فوجی اور سپاہ گری کے فنون مین لائق تھا خلائق پروری عدل گستری مین فائق تھا - مورخون کا بیان ہے کہ دکن مین کوئی ہندو یا مسلمان ایسا نہین گذرا جیسا کہ ملک عنبر تھا - ملک عنبر کے عہد مین قندہار کی حکومت سرفراز خان دکھنی سرفراز تھے - جب ملک عنبر مر گیا تو اسکے دو بیٹے تھے فتح خان اور چنگیز خان - بڑا بیٹا فتح خان باپ کا جانشین ہوا مگر اسمین اسقدر لیاقت نہی کہ باپ کی حکومت قایم رکھے اور ابراہیم نظام شاہ کو سر نہ اٹھانے دے فتح خان سے کچھ بھی انتظام نہ ہو سکا اور ابراہیم نظام شاہ ثالث خود مختار بادشاہ ہو گیا فتح خان اور چنگیز خان کو اپنی سنبھال دشوار ہو گئی قلعہ قندہار کی حکومت پر سرفراز خان بدستور سرفراز رہا - اور مقبوضات نظام شاہی واقع تلنگان کی طرفداری بھی انہین کو ملی اور اونہون نے قندہار کو اپنا مستقر قرار دیا ۱۰۳۶ھ مین جہانگیر کے بعد شاہجہان نے تخت دہلی پر جلوس فرمایا - چونکہ اکبر کے وقت سے ہی مغلون کی دکن پر چڑھائی شروع ہو گئی تھی اور شہزادگی کے زمانہ مین شاہجہان نے دکن کی فوج کی افسری کی تھی جو قلعہ جات اسکے باپ دادا کے زمانہ مین فتح ہوئے تھے نظام شاہی افسرون نے وہانکا عمل اٹھا دیا تھا شاہجہان نے جلوس کے دوسرے سال ہی ملک دکن کے فتح کے جانب توجہ کی بڑے بڑے نامی افسرون کو جرار فوج کے ساتھہ دکن بھیجا اور نظام شاہی مقبوضات پر حملے ہونے لگے چونکہ نظام شاہی سلطنت مین زوال آچکا تھا مغلون کی فاتح فوج آگے بڑھتی گئی شہنشاہ دہلی کے دربار سے راجہ راد رتن مہم قلعہ قندہار کیلئے منتخب کیا گیا -

---

۱؎ شاہجہان - جہانگیر کا بیٹا ہے اسکا نام شہاب الدین محمد خرم اور لقب صاحب قران ثانی تھا ۱۰۰۴ھ مین پیدا ہوا اور ۱۰۳۷ھ مین جلوس کیا عمر اسکی ۶۷ برس ۳ مہینے ۲۶ روز کی تھی ۳۰ سال ۸ مہینے ۲۲ روز بادشاہی کی ۸ سال ۴ مہینے ۲۵ روز قلعہ اکبرآباد مین اپنے بیٹے اورنگ زیب عالمگیر کے زیر نگرانی محبوس رہا تاریخ ۲۵ رجب ۱۰۷۶ھ انتقال کیا فردوس آشیان لقب مشہور ہوا -

اور یہہ راجہ اپنی فوج لئے ہوئے قندہار کے طرف چلا اس عرصہ مین جنرل نصیر خان المخاطب خاندوران نصرت جنگ بہادر نے جو تسخیر ملک نظام شاہیہ کے لئے راجہ گج سنگہ کے ہمراہ تھا شہنشاہ کی خدمت مین درخواست کی کہ مہم تسخیر قلعہ قندہار میرے تفویض ہو۔ پیشگاہ سلطنت سے بمنظوری درخواست خان مذکور کو منصب چار ہزاری اور تین ہزار سوار سرفراز ہوئے اور جنرل نصیر خان اپنی فوج لئے ہوئے قندہار پہونچا۔ سرفراز خان دکہنی حاکم قندہار دلیری اور مردانگی سے مخالف فوج کو روکتا رہا مگر مغلائی فوج نہ رک سکی اور سرفراز خان کو شکست کہا کر قلعہ کے جانب لوٹنا پڑا پراگندہ فوجکو جمع کر کے پھر ایک آخری کوشش کی اور ناکامی کے ساتہہ قلعہ مین محصور رہوا جنرل نصیر خان نے قندہار کی آبادی پر قبضہ کر لیا اور قلعہ کے مقابل مورچہ بندی کر دی اور جنوبی آبادی تک فوج کو پہیلا دیا اسعرصہ مین عادلشاہی اور نظام شاہی فوج بیجاپور اور متفرق قلعون سے لشکر کمک مقرب خان و بہلول خان درندہ اور امداد کیلئے قندہار پہونچ گئی سرفراز خان نے ہر قلعہ سے نکلکر تازہ فوج کے ساتہہ مغلائی فوج پر حملہ کیا مغلون نے اس حملہ کو بہت پھرتی اور جان فشانی سے روکا مگر پسپا ہو گئے یکایک اعظم خان صوبہ دار صوبہ دکن نصیر خان کی امداد کیلئے لشکر جرار کے ساتہہ پہونچ گیا مغلون نے دکہنیون سے سینہ بسینہ ہوکر دلکالینہ نکال لیا خونریزی کی انتہا نہ تہی مغل غالب آئے اور دکہنی فوجکو قلعہ تک رونڈ الا تالاب سے قلعہ تک وسیع میدان لاشونکے ڈہیر لگ گئے بیجاپوری اور نظام شاہی فوج سے جو کچہہ بچ گئے وہ میدان سے نکل گئے سرفراز خان تہوڑی فوج سے قلعہ مین محصور ہو گیا قلعہ اور آبادی کے درمیان ایک بڑا گڑہا کھدوا کر مقتولین سے بھر دیا گیا جو گنج شہدا کے نام سے مشہور ہے جنرل نصیر خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور رسد بند کر دی چار مہینے انیس دن تک یہہ محاصرہ رہا اکثر دفعہ مغل تمام تمام دن محنت کر کے خندق کو مٹی سے بھر دیا کرتے محصورین راتون رات پھر خندق صاف کر دیا کرتے مغلون نے قلعہ کے جنوبی جانب سرنگ لگا کر ایک برج کو ہلا دیا جس سے محصورین بہت مخوف ہو کر جان کی امان پر قلعہ خالی کر دیا

لہ از تاریخ انگریزی و کتاب ماثر الامرا در ضمن ذکر نصیر خان ۱۲

صادق خان داماد یا قوت خداوند خان نے قلعہ کی کنجی جنرل نصیر خان کے حوالہ کر دی مشہور توپ ملک ضبط و بجلی وغیرہ کے علاوہ اکیاسی سو لہ توپیں بڑی چھوٹی اسوقت قلعہ میں موجود تھیں جملہ اسباب قلعہ پر مغلوں کا قبضہ ہو گیا سرفراز خان نے اپنی راہ لی ہذا واقعہ ۱۰۴۸ھ کا ہے جنرل نصیر خان خاندوران نصرت جنگ کو فتح قلعہ قندہار کے صلہ میں دربار شہنشاہ دہلی سے منصب سابق کے علاوہ اضافہ منصب ہزاری اور ایک ہزار سوار کی افسری سے ترقی دیگئی اور ماہی مراتب سرفراز ہوا اور فتح کے دوسرے ہی سال مالوہ کی صوبیداری ملی۔

مبارک خان نیازی ابن مظفر خان

مبارک خان نیازی ابن مظفر خان محاصرہ قلعہ قندہار کے وقت جنرل نصیر خان کی فوج میں افسر تھا اس نمایاں کارگزاری اور جان نثاری کے صلہ میں فتح قلعہ قندہار منصب میں بالفعلی اضافہ اور تین سو سوار کی افسری ملی۔ ہیتلہ اودسہ اور قلعہ اودگیر کے محاصرہ کیوقت مغلوں کی فوجمیں شریک تھا منصب آخری صوبہ برار کا تھا اسکے دادا احمد خان نیازی نے آباد کیا تھا مبارک خان نے بھی بقیہ زندگی بہت رونق دی اور وہیں مقیم رہا۔

شیرو روہیلہ

اصل نام شہباز خان اور عرف شیرو روہیلہ ہے محاصرہ قندہار کے وقت جنرل نصیر خان کے شریک رہا ہے ۳۰۰ ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی افسری سے ممتاز ہوا قلعہ قندہار کے فتح کے بعد اسی سال ۱۰۴۸ھ میں انتقال ہوا۔

رکن السلطنت

خواجہ ابو الحسن ترمتی ملقب بہ رکن السلطنت جو جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ دہلی کے عہد میں دکن کے دیوان بھی رہ چکے ہیں جب جنرل نصیر خان نے قلعہ قندہار کا محاصرہ کر لیا اور محاصرہ کو زیادہ دن گذر گئے اور نظام شاہی عہدہ دار سرفراز خان قلعدار قندہار کی مدد کیلئے پہونچ گئے اسوقت شاہجہان شہنشاہ دہلی نے خواجہ ابو الحسن جو پرانے تجربہ کار افسر تھے نصیر خان کے امداد کیلئے فوج کثیر کے ساتھ قندہار روانہ کیا خواجہ صاحب دکن میں آ گئے اگلی فوج نقب پاتور شیخ بابو پامان گھاٹ برابر تک پہونچی تھی کہ ادہر جنرل نصیر خان کا قلعہ قندہار پر قبضہ ہو گیا اس خبر کے ملتے ہی خواجہ صاحب

مع فوج واپس ہوے رد تنگ آب کے پاس لشکر اترا ہوا تھا یکایک ندی طغیانی پر آگئی اور لشکر کے بہت بڑے حصہ کو نقصان پہونچا خواجہ صاحب دہلی کے جانب چلے گئے

سرفراز خان دکھنی کا حال

سرفراز خان دکھنی مغلون کے قبضہ کے قبل قندہار کی قدیم نظام شاہی قلعہ دار تھے اس لئے انکا حال جو کچھ معلوم ہوسکا بیان کیا جاتا ہے۔

ان کا نسب اہل قریش سے ہے کئی پشت آگے ان کے بزرگ مدینہ منورہ سے دکن آئے تھے انکو دربار نظام شاہیہ سے خانی و بہادری کا خطاب ملا تھا ملک عنبر کے آخری عہد سے حاکم قندہار تھے اسکے بعد سرلشکر ملک تلنگانہ بھی ہوے جب قلعہ قندہار قبضہ سرجاتا رہا تو مقرب خان کے ساتھ شہنشاہ دہلی کے دربار مین پہونچے اور ملازمت شہنشاہی اختیار کی سنہ ۹ جلوس عالمگیری مین پرگنہ لوہ گانون علاقہ ضلع ناندیڑ جاگیر ملی اس پرگنہ مین موضع بلولی کو اپنا وطن قرار دیکر ایک عالیشان مسجد[1] بنوائی سرفراز خان قلعہ منگل پیڑ کے محاصرہ کے وقت شہید ہوے ان کے پانچ فرزند تھے سب سے بڑے حسین خان جنکو باپ کی جاگیر کے ساتھ سرفراز خان خطاب بھی ملا تھا ملکاپیٹر کے معرکہ مین مارے گئے

قلعہ ارون کا ذکر

جنرل نصیر خان کے فتح کے بعد سلاطین مغلیہ کی جو عملداری ہندوستان مین قلعہ قندہار پر رہی قلعہ دار گزرے ہین قدیم کاغذات اور بیاضون سے ان کے نام منتخب کئے گئے جن قلعہ ارونکی کیفیت کتب تاریخ اور کتاب مآثر الامرا سے بصراحت معلوم ہوئی انکا حال لکھدیا گیا ہے اور جن قلعہ ارونکا حال معلوم نہ ہوسکا ان کے صرف نام بتلادیے گئے ہین

قلعہ ارون شاہ جہانی کے نام

عہد شاہجہانی کے جو قلعہ دار گذرے ہین ان کے یہہ نام تھے۔

شاہ بیگ خان۔ عبداللہ بیگ۔ قزلباش خان۔ قاقشال خان بہرام خان۔ خواجہ احمد اللہ۔ رستم بیگ۔ عزیزت خان۔

[1] اس مسجد کو مولف نے دیکھا ہے مینار و تمین صناع نے سیاہ پتھر کی زنجیرین نہایت صفائی اور نزاکت سے تراشی ہین بجلی کے صدمہ سے مسجد کا ایک مینار ٹوٹ گیا ہے۔

مرزا امان بیگ المی طب الف خان بہادر قلعدار قندہار کے خاندان کی کیفیت

اصل انکی چغتائی برلاس یکی قوم سے ہے علی شیر خان جو سلطنت تیموریہ کے قدیم ملازم اور جنکو معتمدی وکارپردازی کی خدمت عمل صاحبقرانی مین حاصل تہی انکے اجداد سے ہین۔

مرزا امان بیگ کے والد کا نام مرزا جان بیگ ہے جو فوج شاہنشاہی مین بہ ماتحتی مرزا عبدالرحیم خانخانان بہادر کارگزار تہے اور انہون نے نمایان کارگذاری سے بہت عزت حاصل کی تہی جب انکا انتقال ہوا مرزا امان بیگ نے فوج شاہنشاہی مین شریک ہونیکی عزت پائی اور تہوڑے ہی دنون مین وہ رسوخ پیدا کیا کہ دربار شاہنشاہی سے منصب ایک ہزار و پانصدی اور ایکہزار و پانسو سوار سے سرفراز ہوے اور نگہبانی قلعہ قندہار دکن پر متعین ہوکر شاہجہان آباد سے فائز قندہار ہوے اور ایکمدت تک بہانکی حکومت کرتے رہے سنہ ۶ جلوس مین انکو الف خان بہادر خطاب عطا ہوا اور اسی سال کے اواخر سنہ ۱۰۶۳ھ مین دنیاے فانی سے کنارہ کش ہوکر عالم جاودانی مین قیام پذیر ہوے انکے جوان اور شایستہ فرزندون مین سے مرزا قلندر بیگ شش صدی منصب سے دربار شاہجہانی مین سرفراز تھے جب دارا شکوہ اور فوج عالمگیری سے متصل سمو گڈہ اکبرآباد مقابلہ ہوا قلندر بیگ کے بہادرانہ حملہ نے عالمگیر کے نظرون مین اس بہادر کی وقعت بڑہادی اور بعد کامیابی خطاب خان بہادر سے سرفراز اور قلعداری کلیانی پر مامور ہوکر دکن آئے بہت دنون کلیانی کی قلعداری کی پھر انکا تقرر احمدنگر کی حراست پر ہوا جلوس عالمگیری کے پندرہوین سال صوبیداری بیدر سے ممتاز خان کا تغیر ہوا تو قلندر بیگ خان بہادر بیدر کی صوبیداری پر مامور کئے گئے۔ بیدر سے نلدرگ کی قلعداری پر تبدیل ہوئے وہان چندے کام کرکے مستقل قلعدار گلبرگہ ہوئے۔ سجادہ نشین صاحب روضہ قدوۃ الواصلین سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ سے مسند نشینی سجادگی کے متعلق کچہ بحث ہوئی یہان تک کے نوبت جنگ و جدال کی پہونچی اور انہون نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کے دو فرزند ایک نیلپور دیگر

سلہ ابو المنصور امیر تیمور گورگان ۱۲

جو ملکھیڑ کے قلعدار ہوے اور دوسرے مرزا نور العیان جنکا جان باز خان خطاب تھا ابتدا مین مرقنی آباد مرہٹ کی قلعداری پر تھے پھر دہارور کے قلعدار ہوے۔ مرزا پرویز بیگ ملکھیڑ کے قلعداری سے فیروز گڈہ آہنگر کی قلعداری پر آئے اور بیگلر خان آنکو خطاب ملا فیروز گڈہ کی قلعداری کی ابھی پورا سال نگذرا تھا کہ پیمانۂ زندگی لبریز ہوگیا بیگلر خان کے دو بیٹے تھے ایک بیگ محمد خان جو اودنی کے قلعدار ہوے اور دوسرے مرزا معالی بیگ گلبرگہ کے قلعدار مقرر ہوے اور وہان سے بکوشش تمام خدمت آبائی قلعداری قندہار پر مقرر ہوکر روز افزوں قندہار رہے اور نیکنامی کے ساتھ عمدہ طرز پر خدمت کی دربین انتقال فرمایا۔ ان کے بعد مرزا بیگ محمد خان قلعداری اودنی سے قندہار آئے اور مرزا معالی بیگ کے فرزند برہان الدین قلندر ملکھیڑ کی قلعداری پر بھیجے گئے۔ ان کی اولاد موجود ہے اور قلعہ ملکھیڑ انکے قبضہ مین ہے مرزا امان بیگ۔ دمعالی بیگ وغیرہ قلعداردن کے قبور نہایت عمدہ سیاہ پتھر کی مانند نور کے متصل ساس بہو کی باولی کے پاس ہین۔

ساس بہو کی باولی جہان یہ قبرین ہین اس باولی کی وجہ تسمیہ یہہ مشہور ہے کہ ساس نے جو باولی بنوائی ہے اسکا پانی کسقدر تلخ ہے اور بہو کی تیار کی ہوئی باولی کا پانی میٹھا ہے باولی قدیم ہے یہہ باوبائی کے نام سے مشہور تھی مرزا امان بیگ کے عہد مین اس باولی کی پختہ مرمت ہوئی اور انہون نے اس زمین کو خرید لی یہان ایک باغ عمدہ بنایا گیا تھا۔

قلعدار خان قلعدار مرزا علی عرب المخاطب قلعدار خان صاحبقران ثانی کے عہد مین پانصدی منصب اور دوسو پچاس سوار و نکی افسری سے ممتاز تھے اور نگ زیب عالمگیر بہادر کے ابتدائی سنہ جلوس مین بافزایش منصب قلعدار خان خطاب ملا اور حراست و فوجداری

سلہ کتاب ماثر الامرا مین انکا ذکر موجود ہے ۵۲ شاہجہان بہادر ۵۳ فہرست قلعداران قندہار مین انکا نام بھی شریک ہے مولوی شریف الدین صاحب قاضی زادہ پالم نے اپنی قدیم بیاض سے قلعداران قندہار کے نامون کی فہرست دکھلائی جو ہماری کتاب کے مطابق ہے

اورنگ آباد پر مقرر ہوئے پھر قلعدار قندہار رہے یہان سے فتح آباد دہارور کی قلعداری پر تبدیل ہوا ۱۰۹۳ھ مین بمقام دہارور انتقال فرمایا ان کے والد عرب خان مغفور کی قبر کے برابر انکی بھی قبر ہے۔

مرزا داراب خان قلعدار

قلعدار خان کے بیٹے مرزا داراب عرب خان پہلے شہزادہ محمد اعظم کی فوج کے بخشی تھے باپ کے انتقال کے بعد دہارور کے قلعدار ہوے پھر کالنہ کی قلعداری پر تبدل ہوا اس کے بعد قلعداری قندہار پر آپکا تقرر ہوا اور اپنے دادا کے موروثی خطاب عرب خان سے ممتاز ہوئے اسکے بعد نور محمد خان خطاب ملا۔ آپ کی قلعداری قندہار کے عہد مین موسوی خان مرزا معز دیوان دکن نے کسی چیز کی فرمایش مین آپ کے نام خط لکھا۔ سہل انکاری یا مراتب نشناسی سے خط کے عنوان پر ایسا القاب درج تھا جو اعزاز خاندانی کے لحاظ سے آپ کے شایان نتھا۔ خالصاحب نے غیرت اور غضب کے جوش مین بجواب خط دیوان دکن کو وہی القاب لکھدیا جس سے عہدہ دیوانی کی کسر شان تھی موسوی خان نے وہ اصل خط عرب خان کے جنونی ہونے کے ثبوت مین بادشاہ کے سامنے پیش کردیا بادشاہ نے جنونی شخص کا عہدہ قلعداری پر بحال رہنا خلاف مصلحت جانکر خان صاحب کو خدمت سے ہٹادیا خالصاحب نے دہلی پہونچکر موسوی خان پر سرراہ حملہ کرنے کا قصد کیا موسوی خان کو اسکی اطلاع ہوگئی وہ سنجیدہ اور حلیم شخص تھا خالصاحب کی مجنونانہ حرکات سے بھی واقف ہوچکا تھا چند معتبر اشخاص کے ذریعہ سے خالصاحب کو سمجھایا اور دربار شاہی سے اصلی خدمت بھی دلوادی خالصاحب نے اصل واقعہ کی خبر بھی بادشاہ تک پہونچادی بادشاہ نے مراحم خسروانہ سے دوبارہ سرفراز فرماکر قلعداری قندہار پر جانیکی اجازت دیدی۔

شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا قندہار کو آنا۔

جب اورنگ زیب عالمگیر نے اورنگ آباد مین قیام اختیار کیا کچھ دنون کے بعد محمد امین خان بہادر شہزادہ محمد اعظم شاہ کے ساتھ قندہار پہونچا خالصاحب اپنے خاندانی اعزاز کے لحاظ سے دوسرے عہدہ دار

بالادست کی تعظیم باعث عار جانتے تھے سیدھے سادے آدمی تھے چاپلوسی و دنیا سازی سے انہین سروکار ہی نتھا محمد امین خان بہادر کے ساتھ کچھ ایسی لاپروائی سے برتاؤ کیا گیا کہ بہادر مذکور کو خالصا صاحب سے مخالفت ہوگئی وہ اسوقت بڑی خدمت پر تھا معتمدی شہزادہ کے علاوہ فوجی و مالی عہدہ دار بھی تھا خالصا صاحب کے مقبوضات کی تنقیح شروع کردی خالصا صاحب کا کاروبار سب کارپردازون کے بہروسہ پر تھا جو کچھ غبن ہوگیا اسکا علم بھی انہین نتھا بہرحال سرکاری رقم کثیر کے محاسبہ مین خالصا صاحب پھنس گئے ملک و املاک اور گھر بار سب ضبط ہوگیا ملازمت جاتی رہی - اس صدمہ سے خالصا صاحب کا جنون اور ترقی پذیر ہوا - جنون بھی عجیب قسم کا تھا چندے خواب و خاموشی مین گذار دیتے کچھ دنون اچھے بھی رہتے اسی حالت مین چندے بسر کرکے دنیا سے کوچ کرگئے انکے فرزند مرزا رضا علی نہایت عمدہ منشی اور شاعر بھی تھے -

مرزا حمید الدین المخاطب بہ خان زاد خان قلعدار

انکے باپ مرزا ابو سعید نبیرۂ اعتماد الدولہ اور نور جہان بیگم کے بھتیجے تھے سال بست و دویم جلوس جہانگیری مین ٹھٹھہ کے حاکم رہے اس کے ایک سال بعد اجمیر شریف کے فوجدار ہوے جب مرض دار الثعلب مین مبتلا ہوے چار ہزار سالانہ وظیفہ پر خانہ نشین ہوگئے اور اوایل عہد عالمگیری مین انتقال کیا - مرزا حمید الدین باپ کے رحلت کے بعد شہزادہ اورنگ زیب کی رفاقت مین رہے جنگ راجہ جسونت کی فتح کے بعد بہادرانہ کارگذاری کے صلہ مین خان زاد خان خطاب ملا اور نام کے ساتھ خان کا لفظ بڑھایا گیا - انتقال کرم اللہ خان کے بعد فوجداری منگی پٹن پر جو اورنگ آباد سے بیس میل کنارہ گنگا پر واقع ہے مامور ہوے اور دو سال کے بعد قلعداری قندہار دکن کی خدمت پر سرفراز ہوے -

باغ رشک کشمیر

مرزا حمید الدین خان قلعدار نے حسب الحکم اورنگ زیب عالمگیر بہادر ایک خوشنما باغ قندہار مین بنوایا تھا اور اس باغ مین عمدہ قطعہ کا مکان تیار کیا تھا - اس باغ کی تعریف مین شاعرانہ مبالغہ کی ضرورۃ نہین معلوم ہوتی اسکی خوبی ہیکہ کتبہ سے جو سیاہ پتھر پر کندہ ہے ظاہر ہوتی ہے -

حمید الدین محمد خواجہ دہر	کہ باشد خاک راہش عین اکسیر
بحکم شاہ عالمگیر غازی	بنا فرمود باغ از اوج تعمیر
نہ ہے باغی کہ از نظارۂ او	بگردد سرمہ گرد دلزر تحریر
پئے تاریخ او از پیر دانش	بپرسیدم۔ بگفت از حسن تقریر
بہ بنظ الی چو پنج انداز جہا بشمر	شود تاریخ سالش۔ رنگ کشمیر ۱۰۹۵ھ

زمانہ کی دست برد نے اس باغ کو برباد کر دیا اور اس مکان کو جس پر کتبہ نصب تھا خاک میں ملا دیا یہ بتلانا مشکل ہے کہ وہ باغ اور مکان کہاں تھا چونکہ وہ کتبہ بہت خوش وضع سیاہ پتھر کا تھا قلعہ کے کسی حاکم وقت نے نشان کے ابراہیمی برج پر نصب کرا دیا ہے اور اب تک موجود ہے۔ مولف صاحب انوار القند ہار کے ملاحظہ میں کتبہ کی تحریر پوری نہیں ہوئی یہ بات مشہور ہے کہ قلعہ میں قندہار کی تاریخ کندہ ہے اس بنا پر مولف مذکور موصوف سے حضرت خواجہ قیام الدین صاحب قدس سرہ کے ذکر میں تحریر فرما دیا ہے کہ قندہار کا قلعہ ۱۰۹۵ھ میں تعمیر کیا گیا (پنج افزائے برجس کشمیر) کشمیر کو مادۂ تاریخ قرار دیکر حرف ابجد کے لحاظ سے پانچ عدد کا اضافہ کیا گیا۔ کتاب انوار القندہار ۱۳۱۲ھ میں لکھی گئی ہے اسوقت راجہ پنج سنگھ کی قندہار پر عملداری تھی اور راجہ کا تمام خاندان قلعہ میں رہتا تھا اس لئے ہر ایک شخص کا عام طور پر قلعہ میں جانا دشوار تھا سوائے اسکے جس برج پر یہ کتبہ ہے وہ برج راجہ کے محل سے ملا ہوا ہے ان وجوہات سے غالباً اس کتبہ کی صورت نہ ہو سکی ہوگی۔

قندہار میں پندرہ قلعداروں کے نام مشہور ہیں اور انکی تعریف بھی موجود ہیں مگر انکی تفصیلی کیفیت اور ایام حکومت کا صحیح سن معلوم نہ ہو سکا۔

روشن خان قلعدار	اسکا چھوٹا سا مقبرہ قلعہ کے پاس ہے شاید نظام شاہی یا عادلشاہی

۱؎ حمید الدین۔ دہر۔ دونوں لفظ لوٹے ہوئے ہیں مگر غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

۲؎ مولف صاحب انوار القندہار نے بنا قلعہ قندہار کی تاریخ ۱۰۹۵ھ بتلائی ہے دلیل یہ ہے کہ قلعہ کے اعداد سے حرف ما کا حذف کر دیا جائے تو حاصل تاریخ قلعہ ہے

عہد کے قلعدارونمین سے ہون نظام شاہی قلعدار دنمین ابراہیم خان روحامی ایک قلعدار گذرے ہین جنہون نے ۹۶۵ھ مین نشان کا برج قلعہ کے اندرونی دروازہ کے بازو مین بنایا ہے جس پر کتبہ موجود ہے کیا عجب ہے جو کثرت استعمال عوام سے روحامی خان کا نام روحی خان مشہور ہوگیا ہو واللہ اعلم بالصواب -

خان روزبہان قلعدار | کتاب انوار القندہار مین آپ کو قلعدار و جاگیردار بھی تبلایا ہے آپ کا مزار آپ کی بنائے ہوئی مسجد مین ہے - یہ مسجد تالاب کے کنارے نہایت عمدہ اور پر فضا موقع پر ہے اور یہ منظر بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے اور اس مسجد کا نام **شاہ قرار کی مسجد** مشہور ہے اس مسجد مین شاہ قرار نامی درویش مدتون تک رہا ہے فقیر مشہور و معروف تھا اسلئے مسجد اسیکے نام کے ساتھ شہور ہوگئی -

بہاوالدین خان قلعدار | مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ نے کتاب انوار القندہار مین بزرگان دین کے سلسلہ ذکر مین آپکا نام یہ بہاء الدین خان قلعدار تحریر فرمایا ہے آپکا مزار مبارک ناندیڑی دروازہ کی اندرونی جانب کوٹ بازار سے ملا ہوا ہے - کتب تاریخ سے اسقدر پتہ چلتا ہے کہ بہاوالدین خان برادرزادہ خلیل اللہ خان صوبدار پنجاب ۱۰۳۱ھ کے بعد ہمراہ محمد شجاع مہم پرینڈہ[۳] مین شریک تھے اور قندہار آئے غالبا یہی بہاوالدین خان ہونگے - واللہ اعلم بالصواب

شیخ عنایت اللہ صدر فیروزی کا بیٹا اور غازی پورے کی آبادی | جب اورنگ زیب عالمگیر بہادر بادشاہ غازی نے دکن پر پورا قبضہ کرلیا اس کے بہ سالار نواب عمدۃ الملک غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ سنے فوجی چھاونیون کا دکن کے مشہور مقامات پر تعین کیا - ہمارے قندہار مین

---

[۱] یہ مسجد بہت دنون سے ویران اور بیچراغ تھی مولانا حافظ محمد قطب الدین صاحب خطیب قندہار اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالرحیم صاحب مفتی پالم آباد کیا اور اسکی ترمیم کروائی نمعہ مین بڑا حوض اور ہر ایام ماہ رمضان مین بہت پرتکلف روشنی کی جاتی ہے اور اب اسکو مدینہ مسجد کہتے ہین - ۱۲

[۲] قلعہ کے روبرو جو آبادی ہے اسکو کوٹ بازار کہتے ہین - ۱۲

[۳] پرینڈہ ضلع عثمان آباد مین ہے ۱۲

شیخ عنایت اللہ صدر فوج فیروزی نے نواب موصوف کے ابقار یادگار مین غازی پورہ آباد کیا یہہ آبادی شہر کے غرب رویہ دروازہ کے باہر تھی اب یہان سوائے آثار پایہ دیوار کے کچھہ بھی نہین ہے صرف محلہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔

یمنا کی مسجد یمنا نامی ایک متمول عورت اور سیدی عبداللہ[1] کی منکوحہ تھی اسنے غازی پورہ مین ایک مسجد بنوائی جو ابتک موجود ہے لکھتے ہین کہ پہلے یہہ نامور رقاصہ تھی۔

گودڑ کا مٹھہ غازی پورہ مین سلیمان ٹیکڑی کی جانب گودڑ کا مٹھہ مشہور مقام ہے گودڑ کا اصل نام عزیب پوری مہنت تھا اسنے مکان تیار کرکے یہان سکونت اختیار کی تھی۔ گودڑ کے مرنیکے بعد اسکا چیلہ پرمارت پوری جانشین ہوا اسکے بعد اسکا چیلہ رودپوری اور اسکے بعد اسکا چیلہ ستمبر پوری[2] مہنت ہوا انہی بت تبہرت حاصل کی، رجب ۱۱۷۶ھ مین اس مہنت کو نیم چادر زمین انعام دیکر وپیہ سرپیہ پرگنہ قندہار کی سندملی

گولی پورہ یہہ آبادی غازی پورہ سے آگے تالاب کے کنارے بسی ہوی تھی اور گولیون کے مکان بادو سے اسلئے گولی پورہ مشہور ہوگیا اب یہان زراعت ہوتی ہے مکانات کے نشان زمانہ کے ہاتون مٹ گئے۔

کریم اللہ شاہ کی مسجد اس مسجد کو کالی مسجد بھی کہتے ہین گولی پورہ کے آگے تالاب کے کنارے بلند مقام پر بوسیدہ حالت مین یہہ مسجد بنا کی ہوئی خواجہ شاہ حسین صاحب خلیفہ خواجہ سید شاہ پیر پاہ حسینی صاحب سجادہ درگاہ حضرت خواجہ امین الدین شیر خدا قدس سرہ بیجاپوری کی ہے خواجہ شاہ حسین[3] بیجاپور سے سیاحت

---

[1] سیدی عبداللہ ملک عنبر کی بیٹی شہر بانو کے داماد تھے۔

[2] ستمبر پوری کا چیلہ بیکنٹ پوری ہوا اور بیکنٹ پوری کے بعد سے ابتک (۱۶) مہنت گذر چکے ہین یہہ مٹھہ آباد ہے اسوقت چندن پوری مہنت ہے ۱۲

[3] خواجہ شاہ حسین کے بیٹے خواجہ شاہ نور اللہ اپنے باپ کے جانشین اور صاحب خلافت ہوے انکے خلیفہ اور بیٹے شاہ فیض اللہ انکے خلیفہ اور بیٹے خواجہ شاہ رحیم اللہ انکے خلیفہ اور بیٹے خواجہ شاہ عین اللہ اور انکے بیٹے اور خلیفہ خواجہ کریم اللہ عرف بہیر اللہ شاہ تھے جنکے نام پر مسجد مشہور ہے انکی اولاد نبھی اسلئے اپنی برادر زادہ امام شاہ ولد احمد شاہ ابن عین اللہ شاہ کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا امام شاہ کی خلافت آگے چل سکی۔ اس خاندان کے لوگ قندہار مین موجود ہین اور سجادہ نشین صاحب روضہ حضرت مخدوم کے مریدین مین شامل ہین۔ ۱۲

کرتے ہوے یہان آئے اور اسمقام پر مسجد و تکیہ تیار کرکے قیام فرمایا تھا انکی اولاد مین کریم اللہ شاہ مشہور شخص گذرے ہین اسلئے یہ مسجد انکے نام پر مشہور ہے

معانی خان برادر خدا بندہ خان

بعضی قدیم کاغذات سے پایا جاتا ہے کہ معانی خان برادر خدا بندہ خان نے چندے قلعداری قندہار کی خدمت ادا کی ہے اور خدا بندہ خان بھی قندہار کے حاکم رہ چکے ہین خدا بندہ خان - شایستہ خان امیر الامرا نو جدار بہرڑوینچ کے بیٹے تھے دربار شہنشاہ دہلی سے انہین بخشی گری فوج احدیان کی خدمت ملی تھی وہان سے دکن مین آئے اور بیدر و قندہار پر حکومت کی ہے بیدر سے بیجاپور تبدل ہوگیا خدا بندہ خان کے بیٹے کو بھی خدا بندہ خان خطاب ملا تھا اور انہون نے دکن کی دیوانی کی ہے۔

صوبہ محمد آباد بیدر کی ماتحتی اور اورنگ زیب عالمگیر بہادر کا دورہ

ہمارا قندہار اپنی خوشحالی حالت مین دوسرے آبادیون پر اقتیاز کا فخر حاصل کر رہا تھا اور ایک مستقل حاکم با اقتدار کا مستقر ہونے سے اسکی رونق مین روز افزون ترقی تھی کہ اورنگ زیب عالمگیر بہادر کی رونق افروزی نے اسکو صوبہ بیدار بیدر کے ماتحت بنا دیا اور اسکے ترقی کے زینہ کو توڑ دیا اورنگ زیب عالمگیر بہادر نے جب احمد آباد بیدر پر قبضہ کرلیا اسکا نام احمد آباد سے محمد آباد بیدر بدل دیا - قلعہ ہاے مفتوحہ شاہجہانی و عالمگیری سب اس کے ماتحت کردیے گئے اور صوبیدار کا مستقر بیدر ٹھہرایا گیا - اگرچہ قندہار صوبہ بیدر کے تحت تھا لیکن بعرض حفاظت قلعہ و نگرانی فوج قلعدار کا تقرر بدستور رہا ہمارے تحقیقات مین جو قلعداردن کے نام ملے ہین وہ بیان کردیے جاتے ہین - شاہ محمد خان - غلام قادر خان سید حسین - مرزا اسد اللہ بیگ - محی الدین احمد - سید عبد الغفور خان - حسینی بیگ خان

اورنگ خان قلعدار کی قلعداری اور اورنگ پورہ کی آبادی

اورنگ زیب عالمگیر بہادر کے عہد مین اورنگ خان مشہور قلعدار گذرے ہین تاریخ مختار الاخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ اورنگ خان

۱۲ اورنگ زیب عالمگیر شاہ جہان کا تیسرا بیٹا اور محی الدین محمد اس کا نام تھا ۱۰۲۸ھ مین پیدا ہوا اور ۱۰۶۸ھ مین تخت شاہی پر جلوس کیا

بیدر کی صوبیداری بھی کی ہے اسلئے ہمنے بھی صوبیداران بیدر کے سلسلہ حکومت مین انکا ذکر کر دیا ہے کہتے ہین کہ تالاب کی شمالی جانب کی آبادی کا نام جو جھجی موا انکا محلہ مشہور تہا انہین کے عملداری مین اورنگ زیب عالمگیر بہادر کے نام پر اورنگ پورہ مشہور ہوا

اورنگ پورہ کی مسجد نہایت خوش وضع تالاب کے کنارہ پر ہے لکھتے ہین کہ اورنگ زیب قلعدار نے یہہ مسجد بنوائی ہے اسپر کوئی کتبہ نہین ہے اس لئے معلوم نہین ہوسکتا کہ کس سن مین تیار ہوئی اور کسنی بنوائی۔

سید شمس الدین قلعدار قدیم کاغذات سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۳۰ جلوس عالمگیری مین آپ قلعدار تھے کتب تاریخ سے اسقدر پتہ چلتا ہے کہ شمس الدین نے پرینڈہ اور راودگیر کی قلعداری بھی کی ہے انوار القندہار مین مندرج ہے کہ پیر شمس الدین نامی بزرگ جامع مسجد قندہار مین مدفون ہین آپ کے مزار کا پتھر بہت ہی بڑا اور نہایت عمدہ ہے۔

یہہ قبر مسجد کے صحن مین سیڑہیون سے کچھہ ہٹکر فاصلہ پر واقع ہے مسجد قدیم اور بہت وسیع ہے اسکی وسعت کے لحاظ سے مسجد کا صحن بہت بڑا ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ پیر شمس الدین کی رحلت کیوقت مسجد کی پہلی شان باقی نہ تھی۔ یا یہی شمس الدین حاکم قندہار تھے اس لئے بوجہ حکومت آپکا دفن صحن مسجد سے تھوڑے فاصلہ پر ہوا واللہ اعلم بالصواب

بہادر خان قلعدار کی عملداری اور بہادر پورہ کی آبادی قلعہ کے شمالی جانب بہادر شاہ شہنشاہ دہلی کے نام نامی کے لحاظ سے بہادر خان قلعدار نے بہادر پورہ آباد کیا ہے اسکی آبادی کا نقشہ بہت عمدہ طرز پر ہے۔ بیچ مین چاوڑی ہے اور چار جانب وسیع راستے بنے ہوے ہین

سر انداز خان قلعدار یہہ مشہور قلعدار گذرے ہین انکا مزار قلعہ کے متصل کوٹ بازار مین ہے انوار القندہار مین صرف آپکے مزار کا پتہ بتلایا گیا ہے اور کچھہ کیفیت معلوم نہوسکی۔

برق انداز خان قلعدار انکا مزار قلعہ کی خندق مین حضرت خواجہ قیام الدین صاحب قدس سرہ کے مقبرہ کے دروازہ کے روبرو ہے ان قلعدارون نے نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر دکن تشریف لانیکے

یہہ مسجد ویران تہی اور اسکا کسیقدر حصہ منہدم ہوگیا تہا قاضی زادہ مولانا حاجی محمد بہاء الدین صاحب محتسب قندہار نے اتفاق حصہ کو از سر نو بنوایا اور مسجد کی ترمیم کروائی ہے اور اسکی آبادی کا انتظام فرمایا ہے حاجی محمد بہاء الدین صاحب مولف کے عم زاد بہائی ہین ۱۲

لا ینحل کچھ عرصہ کے قبل انتقال کیا۔

محمد ناصر خان قلعہ دار | خدمت قلعہ داری قندہار پر مامور ہوئے ۱۱۳۷ھ میں پرگنہ قندہار جب راجہ گوپال سنگھ کو جاگیر دیا گیا تو محمد ناصر خان قلعہ دار قندہار رہے۔ جو قندہار خان کے بیٹے تھے۔

صوبہ بیدر کی کیفیت اور صوبہ داروں کی حکومت

قندہار کا مقتدر حاکم بیدر کا صوبیدار تصور کیا جاتا تھا اس لئے ہم اون صوبیداروں کا سلسلہ بتلاتے ہیں جنکی زیر حکومت ہمارا قندہار رہا ہے۔ صوبہ بیدر جو سرکار اور چھتیس محال پر منقسم ہوا جسکے تحت میں چار ہزار دو سو چالیس گاؤں تھے اسکا محاصل انہتر لاکھ بیالیس ہزار ایکسو دو روپیہ پانچ آنہ تین پائی تھا۔ چھ سرکاروں کی تفصیل یہ ہے سرکار محمد آباد بیدر۔ سرکار فیروز گڈہ آہنگر۔ سرکار مظفر نگر تلکھڑ۔ سرکار اکلکوٹ سرکار کلیان۔ سرکار ناندیڑ۔ (ہمارا قندہار سرکار ناندیڑ کے ماتحت تھا)

صوبیداران بیدر کی سلسلہ وار حکومت | اورنگ زیب عالمگیر بہادر نے بیدر کی صوبیداری پر افتخار خان کو مامور فرمایا خان موصوف دو سال کئی مہینے تک کارگزار رہے ۱۰۶۸ھ میں انکی تغیر کے بعد خان زمان خان ولد خان اعظم جہانگیری اس خدمت پر آئے ساڑھے پانچ سال انہوں نے حکومت کی ان کے جانیکے بعد ۱۰۷۴ھ میں مختار خان سبزواری مامور ہوئے ۱۰۹۸ھ میں اورنگ زیب عالمگیر بہادر قطب الملک تاناشاہ بادشاہ گولکنڈہ کو مقید کرکے بیدر میں لایا ماہ ربیع الثانی ۱۰۹۹ھ کو خان مذکور تاناشاہ کے ساتھ دولت آباد گیا رستم دل خان یہاں کے صوبیدار ہوئے جب انکا حیدرآباد کی صوبیداری پر تقرر ہوا تو قلندر بیگ کو بیدر کی صوبیداری ۱۱۰۲ھ میں ملی جسکا خطاب جان نثار خان تھا ان کے تغیر کے بعد اورنگ خان صوبیدار ہوئے اورنگ خانکی انتقال کے بعد قباد خان مامور ہوئے

۱؎ قلندر بیگ صوبیدار قمر الدین بیگ قلعہ دار قندہار کے بیٹے تھے ماثر الامرا میں لکھا ہے کہ مختار خان صوبیدار کے تغیر کے بعد قلندر بیگ بیدر کے صوبیدار ہوئے اور تاریخ مختار الاخبار میں لکھا ہے کہ رستم دل خان کے بعد قلندر بیگ صوبیدار بیدر رہے ۲؎ اورنگ خان پہلے قندہار کے قلعہ دار تھے ۱۲

جب قباد خان کا صوبیداری اوڑیسہ پر تقرر ہوا ۱۱۰۵ھ مین حسام اللہ خان مامور ہوئے انکی معزولی کے بعد خان زمان خان نے جائزہ لیا جب خان زمان مانجا کنڈہ تباہ دلہ اور تنگ آباد پر ہوگیا تو جلال الدین خان نے چند روزہ حکومت کرکے انتقال کیا ۱۱۰۶ھ مین سزادار خان بن حسام اللہ خان برادر نورچشم بیگم مامور ہوے۔

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات | ۲۸ ماہ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ جمعہ کی آخر شب کو اورنگ زیب عالمگیر نے (۹۱) سال (۱۴) روز کی عمر کا مرحلہ طے کرکے اور پچاس سال (۲۸) دن شہنشاہ ہند رہکر سفر آخرت اختیار کیا عالمگیر کے مرنے کے بعد تخت نشینی کے لئے انکے دو بیٹون معظم شاہ اور اعظم شاہ مین خوب لڑائی ہوئی اعظم شاہ نے شکست کہائی اور معظم شاہ نے تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اپنا لقب بہادر شاہ اختیار کیا۔

محمد بہادر شاہ غازی کا ناندیڑ کو آنا۔ | شہزادہ محمد کام بخش جو محمد بہادر شاہ کا چھوٹا بہائی اور بیجاپور کا صوبیدار تہا حیدرآباد چلا آیا اور رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد قتل کیا گیا اسطرح تمام حیدرآباد مین شورش بپا ہوگئی اس کے انسداد کیلئے محمد بہادر شاہ بہ تہیہ سفر حیدرآباد آخر ماہ شوال ۱۱۱۹ھ مین بمقام ناندیڑ داخل ہوا۔

گرو گوبند سنگہ کا حال | گرو گوبند سنگہ جو گرو تیغ بہادر جی کا فرزند اور انند پور علاقہ شہر پٹنہ کا باشندہ سکہون کا مرشد اور گرو نانک کا گیارہوان جانشین تہا شاہی لشکر کے ساتہہ ناندیڑ آیا پنڈے خان افغان کو گرو گوبند سنگہہ نے قتل کیا تہا واحد خان اسکے بیٹے نے باپ کا بدلہ لینے کی غرض سے گوبند سنگہہ سے ربط پیدا کیا اور چوسر بازی کے وقت حملہ سے قتل کر ڈالا گوبند سنگہہ کا سمادہ گرودواری کے نام سے ناندیڑ مین موجود ہے اور یہہ بڑی عمارت ہے جو راجہ رنجیت سنگہ والی پنجاب نے بنوائی ہے۔ صاحب تاریخ مرآت العالم لکہتے ہین

۱؎ مورخون نے لکہا ہے کہ گرو گوبند سنگہہ اورنگ شاہی کے ساتہہ ناندیڑ آیا ہمکو بعض قدیم کاغذات کے دیکہنے سے یہہ معلوم ہوا کہ گرو گوبند سنگہ ایکعرصہ تک ضلع ناندیڑ کے متفرق مقامات اردہاپور وغیرہ مین رہا ہے اور قشہیر بندی سے متعلق علانیہ طور پر وعظ کیا کرتا تہا اسلئے واحد خان نے اسکو قتل کردیا۔

۲؎ ولف کو گرو دوارہ کے دیکہنے کا اتفاق ہوا ہے یہان عمدہ عمدہ ہتیارون خصوص دو تلوارین بہی ہین ایک گوبند سنگہہ کی اور ایک نواب مظفر خان کی ۱۲

افغان بچہ جو احد خان سے مراد ہے بعد قتل گرو گوبند سنگھ کے موقع پاکر چلدیا اور اسکا پتہ نہ ملا

محمد بہادر شاہ کی دکن سے واپسی

حیدرآباد مین بہادر شاہ اور کام بخش کا مقابلہ ہوا کام بخش مارا گیا بہادر شاہ دہلی کو واپس ہوا سزادار خان برادر زادہ نور جہم بیگم جو صوبیدار بیدر تھے قلعہ اودگیر انکو جاگیر مین دیا گیا اور یہہ صوبیداری سے علیحدہ ہوگئے۔

راجہ انوپ سنگھ بونڈیلہ صوبیداری بیدر پر مقرر ہوا راجہ عیاش مزاج حسن پسند تھا ٹوڈرمل سرکار کی خوبصورت لڑکی پر فریفتہ ہوگیا اور شادی کا پیغام دیا ٹوڈرمل ہزاری قوم کا راجپوت تھا اور اسکو راجہ کی قومیت مین کلام تھا اسنے قبول نکیا راجہ نے ہزاری کو قتل کروا ڈالا اس سبب سے جمیع سیبندی و احشام نے راجہ سے انتقام لینا چاہا راجہ مجبوراً قلعہ مین محصور ہوگیا مگر چند رسین بونڈیلہ ہانکی کے راجہ نے بہ لحاظ قومیت کسیقدر جمعیت سے راجہ کی امداد کی جو راجہ انوپ سنگھ جان بچاکر بھاگا - یہہ وہ زمانہ تھا کہ سلطنت دہلی مین پیچیدگیان واقع ہوگئین تھین اسلئے صوبیداری بیدر کا کچھہ انتظام نہ تھا تین سال تک کوئی صوبیدار نہ آیا اضلاع صوبہ بیدر مین خود حاکمی کے وجہ سے بے امنی پھیل گئی برق انداز خان قلعہ قندہار کو سنبھالے رہا۔

جگٹیا ڈاکو کا حملہ قندہار کی تاراجی

اس مین شک نہین کہ اورنگ زیب عالمگیر غازی ایک متشرع بادشاہ تھا اسکو اہل اسلام کی ترقی کا زیادہ تر خیال رہتا تھا اسکی سعی و کوشش انہین معاملات مین لگی رہتی تھی کہ اسلام کو عروج ہو یہہ بادشاہ خود ایک عالم تھا اور عموماً اہل فن کی تمیز مین اعلی درجہ کی مہارت رکھتا تھا اسکے زمانہ مین کم علم مولوی ترقی نہ پا سکتے تھے اسلئے اسکے عہد مین علماء و فضلا کی بڑی قدر رہی ہر ایک جا عالم و فاضل متشرع قاضی مقرر تھے اور انکو اقتدارات شرعی حاصل تھے اس بادشاہ نے اپنے دورہ مین خدمت دیسکھی و پٹیلی اکثر مسلمانون کو دی ہے اہل ہنود مین پٹیل و دیسکھون کے جھگڑے جو باہمی نفاق و اختلافیون کی وجہ سے واقع ہوتے ہین اون دونون فریق مین سے کوئی ایک شخص دین اسلام قبول کرنے پر کل معاش کا مختار ہوتا تھا

چنانچہ تعلقہ قندہار مین موضع دہامن گانون و ناگل گانون و راسے واڑی کے پٹیل اسی دہلہ مین مسلمان ہوے ہین - دکن مین اکثر جاے یہہ عمل چلگیا خصوص ہمارے قندہار مین بھی سیدون کی پٹیلی کا چندے تسلط ہوا تہا اور سیورام دیسمکھہ پرگنہ قندہار بہی معزول ہوچکا تہا تحکمہ قضاوت کو پورے پورے اقتدارات حاصل تہے عالمگیر بہادر کی زندگی تک شرعی رعب داب برابر رہا - محمد بہادر شاہ کے عہد مین وہ بات باقی نرہی اور شاہی خاندان مین کچہہ ایسے جہگڑے تخت سلطنت کے لئے واقع ہوگئے کہ ملک دکن کا کوئی کامل نگران نرہا مفسدون کو اپنے حوصلے نکالنے کا اچہا موقع ہاتہہ آیا سیورام دیسمکھہ معزول ایک بدباطن و مفسد و دغا پیشہ شخص تہا - قندہار کے مسلمانون سے اسکو دلی عداوت تہی اور ہمیشہ موقع کا طالب رہا کرتا تہا -

آستانہ ملک لطیف المعروف داود ملک کی کیفیت

اندلون مسمی داول کلال نے جو نہایت سفاک آدمی تہا عاشور خانہ ایک کمانی کو جو اندرون آبادی جانب مکان قدیم ناگو اُدستوفی نایک رسن گانون واقع تہا آستانہ داود ملک قرار دیا - اسنے بڑے بڑے بال رکہے اور آستانہ کے قریب کہلے بال گہوما کرتا اور اقام کے شعبدے بتلا کر بداعتقاد لوگونکو اپنا مطیع کر رکہا تہا اور یہہ مشہور کر دیا تہا کہ داول ملک میرے جسم مین سرایت کرتے ہین خود داود ملک بنا ہوا اپنے معتقدین کے روبرو طرح طرح کی پیشین گوئیان کرتا کہ وہ بالکل صحیح جانتے تہوڑے عرصہ مین شہرت ہوگئی اور دور دراز سے حاجت مند جمع ہونے چلے صرف اہل ہنود پر ہی منحصر نہین قبائلی مسلمان اور عام لوگ بہی سیاہ لباس پہنکر منت کی جہولی کندہے پر ڈالے ہوے (دوم دوم داول ملک) کہنے لگے موسم سرما مین بہت بڑا میلا قرار پایا حضرت شریعت پناہ مولانا محمد[1] خیرالدین صاحب نے اس کلال کو طلب فرمایا اور اسکی اس حرکت سے ممانعت کی کیونکہ ظاہر ہے کہ داود ملک ایک بزرگ کا نام ہے جو داد حیات قلندر قدس سرہ العزیز کی رفقا مین سے ہین اور آپکے مزار مبارک کا نشان بہی

[1] قاضی خیرالدین صاحب کے بڑے بہائی قاضی وجیہ الدین صاحب تہے اور سند قضاۃ اور محتسبی وغیرہ بالاشتراک انہی قضاۃ کا کام قاضی فتح محمد صاحب کی تفویض تہا اور خدمت احتساب محمد خیرالدین صاحب انجام دیتے تہے ۱۲

داد احیات قلندر کے پہاڑ پر بڈن نگر علاقہ میسور مین واقع ہے کسی کے جسم مین سرایت نہین کر سکتے۔

داول کلال اپنی حرکت سے باز نہ آیا شریعت پناہ دینے ورے لگائے اور قید کا حکم دیا مفسد سیورام دلیسکمہ نے اس موقع کو نہایت مغتنمات سے جانا اور اس کلال کے معتقدین کو ترغیب و تحریص ہنگامہ آرائی اور مفسدہ پردازی کی دی نگر شریعت پناہ کے رعب و داب نے کسیکی جرأت کو بڑہنے نہ دیا اور کوئی دم نہ مار سکا اخر الامر سیورام دلیسکمہ معزول ہونے موضع سوپا پہونچکر جگٹیا ڈاکو سے موافقت کی اور یہہ ٹھان لیا کہ کسیطرح مسلمانان قندہار کو تباہ و تاراج کیا جاوے۔

جگٹیا قوم کا مرہٹہ اور ڈاکون کا افسر تہا یہہ موضع سوپا تعلقہ پور نوٹ پالم مین رہتا تہا اپنی رہائش کے لئے ایک مستحکم گڈہی بنوائی تھی اسکی جان نثار ڈاکو فوج جسکو ماہانہ تنخواہ دینے یا تنخواہ کی قرارداد کرنیکی ضرورت نہی دور دور متفرق مواضعات مین پھیلی رہتی اور چھوٹے چھوٹے ڈاکے و رہزنیان اسکے ماتحت سردار ہمیشہ کیا کرتے جو فوج کر روزمرہ احتیاجات کے لئے کافی ہوتا کسی ڈاکو افسر کی مجال نہتی کہ بلا اطلاع و بلا حصول منظوری جگٹیا کے کسی علاقہ مین ڈاکہ و راہزنی کر سکے البتہ جب کسی قلعہ کو لوٹنے یا کسی معتبر مکان پر ڈاکہ ڈالنے کی ضرورت ہوتی تو جگٹیا کو اپنی فوج کے ساتہہ جانا پڑتا جگٹیا جس قدر نحیف الجثہ اور کم طاقت تہا برخلاف اسکے اسیقدر اسکا اقبال طاقتور تہا گو اسکے اصطبل مین عمدہ عمدہ دکہنی گہوڑے تھے مگر چونکہ ہاتہہ پانون اسکے قابو مین نہ تھے اس لئے انکی سواری سے محروم تہا ہمیشہ ڈولی میانہ مین لیٹا ہوا اپنی فوج کے ساتہہ رہتا بڑے بڑے نامی ڈاکو و ٹہگ و مرہٹے و پنڈارے اسکے ڈولی کو گہیرے ہوئے رہتے۔

جگٹیا سیورام دلیسکمہ کے ساتہہ آدہی رات گذری بعد معرکہ قزاقان خونخوار قندہار پہونچا بہت سے مسلمانون کو قتل کیا قاضی محلہ مین گنج شہدا جو خاندان قضا کے مظلومی کی نشاندہی کرتا ہے

سلہ نصف موضع محت رودو حضرت مشکل آسان قدس سرہ جاگیر ہے ۱۲

اسی عہد کا ہے - عیدگاہ کے قریب ایک بڑا گڑھا کہدوا کے مقتولون کے لاشین اس میں ڈالی گئین اور اوسپر چبوترہ بنایا گیا وہ ابتک موجود ہے اور گنج شہدا کہلاتا ہے - الغامدارون کے اسنادی کاغذات اکثر برباد ہوگئے - قدیمی کتب خانہ اور بزرگان دین کے ملفوظات سب اسی زمانہ مین تلف ہوئے مولانا مولوی شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ اپنی تصنیف مین فرماتے ہین کہ حضرت شیخ علی سانگڑے سلطان کے ملفوظات بسبب تاراجی قندہار مفقود ہوگئے - یہہ وہی تاراجی ہے -

اپنے اسناد تلف شدہ کی نسبت الغامدارون نے محضر بنائے انہین محضرون کے ذریعہ سے اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے -

میر کلان خانکی صوبہ داری اور نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی بیدر مین رونق افروزی

سنہ ۱۱۳۴ھ مین میر کلان خان صاحب داروغہ گرز برداران شاہی منجانب شہنشاہ دہلی صوبیداری بیدر پر مقرر ہوے اور تیسری صفر بیدر پہونچے فی الجملہ تعلقات ماتحت صوبہ بیدر مین کسقدر انتظام وامن ہوا مولف مختار الاخبار لکہتا ہے کہ سنہ ۱۱۳۶ھ مین - اعلیحضرت نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر تشریف فرماے بیدر ہوے اور اپنی صاحبزادی کالی بیگم صاحبہ کی شادی نواب قیام الملک فرزند میر کلان سے کردی -

---

لہ جگیٹیالہ کو کسی حملہ کی وجہ سے مسلمان پریشان ہوگئے تھے ہندو فی اس آستانہ کو میلہ کو زیادہ ترقی دی جب نظامہ فرو ہوگیا تو بہت جگہ ہی کے بوسہ رہ سجادہ نشین صاحب مزار حضرت سرور مخدوم قدس سرہٗ یہہ طے ہوا کہ حاجت مند جو جھولیان لیکر دوم دوم دا اول ملک کہتے آتے ہین وہ پہلے حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ کے مزار کی زیارت حاصل کرین پہر حضرت سانگڑے سلطان مشکل آسان کے روضہ پر جائین اور پہر دروضہ مین داخل ہوکر لنگر نذرانہ مقرر کیا گیا پہر دار ملک کی آستانہ پر جانیکی اجازت ملی اسکے بعد دوسرے متبرکی متبرکہ کی زیارت کرنیکی یہی ہدایت ہوئی جیسے ہر ایک روضہ مین حاجت مندونکی جھولی لیجانیکا طریقہ ہوگیا اور آستانہ دار ملک کی آمدنی نذرانہ مین حضرت قاضی خیر الدین صاحب کی اولاد کی حقوق جسکا خاندان محبتی قندہار سے تعلق ہے قایم ہوگئے یہہ عملدرآمد ابتک جاری ہے داول کلال کی اولاد مسلمان ہوچکی اور آمدنی نذرانہ آستانہ کی ان کو بھی حصہ ملتا ہے ۱۲



نواب قمرالدین خان خاندوران نظام الملک آصفجاہ بہادر فتح جنگ کا حال

قلیچ خان بہادر

اعلیحضرت نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے دادا خواجہ عابد خان سمرقندی المتخلص قلیچ خان بہادر جنکے والد سمرقند کے عالموں اور فاضلوں سے ہین توران مین پیدا ہوئے آپکا سلسلہ نسب حضرت سلطان المشایخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز سے ملتا ہوا حضرت خلیفہ اول سیدنا ابابکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے آپ ہندوستان مین ۱۰۶۵ھ مین آکر شاہجہان بادشاہ دہلی کے ملازم ہوے اور بعد چندے زیارت حرمین شریفین کو روانہ ہوے بعد مراجعت سفر حرمین شریفین دربار عالمگیری کو اپنی شرکت سے رونق دی اور کارہاے نمایان کرکے بادشاہ کے دل مین جگہہ پیدا کی اور محکمہ صدارت کے صدر نشین ہوئے ۱۰۹۸ھ مین بادشاہ نے قلیچ خان بہادر خطاب دیکر پنجہزاری منصب سے سرفراز فرمایا جب عالمگیر بہادر بادشاہ غازی نے قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کیا اور بمقابلہ ابوالحسن تانا شاہ معرکہ آرا تھا عین ہنگامہ جنگ مین ایک گلولہ زنبورک آپ کے سینہ کے پاس لگا جس کے صدمہ سے آپ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۹۸ھ کو شہادت نصیب ہوئے آپ کا مقبرہ قلعہ گولکنڈہ کے قریب مشہور ہے شہید مرحوم کے بیٹے[1]

[1] منشی قادر خان نے سیر ہند مین لکھا ہے کہ قلیچ خان بہادر کی لاش "جہان" مقبرہ ہمایون مین سونپکر پھر دہلی کو لے گئے ۱۲

غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ تھے

غازی الدینخان بہادر | آپ کا اصلی نام شہاب الدین تھا سنہ ۲۳ جلوس عالمگیری مین خطاب خانی سو فیل و ترکش ملا اور اس کے بعد منصب ہفت ہزاری اور خطاب نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ سے ممتاز ہوے۔ فتح بیجاپور مین آپنے کار نمایان کیے اسوقت فرزند ارجمند بے ریا و درنگ سے ملقب کیے گئے تھے آپ فوج عالمگیر کے سپہ سالار تھے۔

محمد بہادر شاہ کے وقت مین مالوہ و گجرات کے صوبیدار ہوئے چار سال کے بعد سنہ ۱۱۲۲ھ مین انتقال فرمایا۔ لاش دہلی مین لائی گئی اور اجمیری دروازہ کے پاس اپنے بنائے ہوئے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔

آصف جاہ بہادر | نواب قمر الدینخان نظام الملک آصف جاہ بہادر ان کے فرزند اور نواب عمدۃ الملک سید سعد اللہ خان بہادر مدار المہام شاہ جہان بادشاہ کے نواسہ مین سید سعد اللہ خان بہادر کا سلسلہ نسب سادات بنی تمیم سے ملتا ہے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر سنہ ۱۰۸۲ھ مین پیدا ہوے بعہد حکومت اورنگ زیب عالمگیر بہادر اپنکو چین قلیچ خان کا خطاب ملا اور چار ہزاری منصب سے سرفراز ہوے۔ اور بہادر شاہ کے زمانہ مین شان دوران کا خطاب اور اودہ کی صوبیداری دیگئی فرخ سیر شہنشاہ دین کے عہد مین اول سال جلوس مطابق سنہ ۱۱۲۳ھ مین نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار سے مفتخر ہو کر صوبیدار دکن ہوے تین سال کے بعد نواب موصوف فوجداری سنبھل و مراد آباد پر مقرر ہوئے زمینداران کوہ شوالک کی تادیب انکے ذمہ ہوئی سید حسین علیخان امیر الامرا اور اسکے بھائی سید عبد اللہ خان قطب الملک نے فرخ سیر بادشاہ کو اپنا مطیع بنا رکھا تھا اور تمام ارکین سلطنت کا عزل و نصب انہین دو نو سید وں کے ہاتھ مین تھا جب فرخ سیر نے ان دونو نکی قوت گھٹانی نکی فکر کی تو ان دونون سیدون نے فرخ سیر ہی کو بادشاہت سے ہٹا کر رفیع الدرجات بادشاہ بنا لیا اور کاروبار سلطنت کے خود مختار رہ گئے جب رفیع الدرجات نے ہاتھ پاون ہلانا

سنہ ۱۰۸۲ھ نیکبخت مادہ تاریخ ولادت ہے ۱۲

چاہا تو اسکو نکال کر بہادر شاہ کے دوسرے بیٹے رفیع الدولہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا
اور دو مہینے کے بعد اسکو بھی قید کر کے بہادر شاہ کے پوتے روشن اختر کو بادشاہ بنایا
جسکا لقب محمد شاہ مشہور ہوا ان سیدوں کو نواب آصف جاہ بہادر سے رشک اور خوف تھا
دہلی میں انکا رکھنا اپنے مصلحت کے خلاف سمجھکر ملک مالوہ کی صوبہ داری پر روانہ کر دیا جب
ارکان سلطنت میں رشک و حسد و نفاق سے ترقی کی اور سادات لوگ قدیم اعیان دولت
کے استیصال کی فکر کرنے لگے اور شاہی قوت بالکل گھٹ گئی اور طوائف الملوکی کے
اسباب نظر آنے لگے تو نواب آصف جاہ بہادر نے ایسی حالت میں وہاں کا قیام
نامناسب سمجھا اور بہانہ خاطر ہو کر ۱۱۳۲ھ میں تسخیر دکن کا ارادہ فرمایا کیونکہ
ارکین سلطنت کی کینہ پردازی سے تنگ ہو گئے تھے موسم برسات میں دریائے نربدا
پار ہو کر اسیر گڑھ و مالب خان سے لیا اپنی فوج اور پانچ توپوں کے ساتھ برہان پور
پہونچے۔ محمد امین خان قطب الدولہ ناظم برہان پور آپ سے مل گیا سید دلاور خان بخشی
خوجہ امیر الامرا دریائے نربدا کی طرف نواب صاحب موصوف کا مقابلہ ہوا بخشی مارا گیا
اور برہان پور پر نواب صاحب موصوف کا قبضہ ہو گیا اسکے بعد سید عالم علیخان برادر زادہ امیر الامرا
فوج کشی کی نواب نے ہر چند سمجھایا مگر اسنے نہ مانا اور مارا گیا نواب تعاقب کر اورنگ آباد
داخل ہوئے اور نظم و نسق ملک میں مشغول ہو گئے مگر امیر الامرا کو اپنے بخشی فوج کے
مارے جانے سے بہت ہی صدمہ ہوا خود شہنشاہ دہلی کو ساتھ لیکر دکن پر چڑھائی کا قصد کیا
فتح پور پہونچتے ہی میر حیدر کاشغری نے امیر الامرا کو قتل کر دیا اسکے بھائی عزت خان نے
بادشاہ سے قتل کی کوشش کی اور خود مارا گیا اور قطب الملک سید عبد اللہ خان کو
بھائی کی قتل کی خبر بھیجدی کر دیا۔ اور اس سے تیموری خاندان کے ایک لڑکے کو
بادشاہ بنا کے محمد شاہ بادشاہ سے مقابلہ کیا مگر شکست نصیب فوج لیکر بھاگ گیا اور
قطب الملک مارا گیا اعتماد الدولہ بادشاہ دہلی کے وزیر مقرر ہوئے مگر یہ تین ہی مہینے میں
پر ارمان انتقال کر گئے میر حیدر کاشغری جو سید حسین علیخان کے قتل کا باعث ہوا
تھا وہ انہیں اعتماد الدولہ کے بدولت تھا سلطنت دہلی میں ان واقعات کی وجہ سے بہت کچھ

بدنظمی پھیلی ہوی تھی اور اسکے انتظام کے لیئے ایک عالی ہمت فریش و مدبر و منتظم تجربہ کار شخص کی ضرورت تھی نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر دکن سے طلب کیئے گئے اور وزارت کے عہدہ پر سرفراز ہوئے اور آپنے انتظام مناسب فرمایا جسکو (۳) کے پانچوین سال معز الدولہ حیدر قلی خان خراسانی ناظم گجرات سے بغاوت کی اس موقع پر نواب مرحوم کو صوبیداری گجرات و مالوہ بھی دیدی گئی اور دس لاکھ روپئے نقد حیدر قلی خان کے مقابلہ کے لیئے ملے اور دکن کی صوبیداری کا فرمان بھی عطا ہوا۔ نواب صاحب موصوف نے حیدر قلی خان کی تنبیہ کے بعد اپنے چچا حامد اللہ خان بہادر کو معز الدولہ صلابت جنگ خطاب دلوا کر گجرات کی نیابت پر مقرر کر دیا اور انکے بیٹے عظیم الدولہ خان بہادر کو مالوہ کی نیابت دلوائی نواب موصوف کے حسن انتظام سے صوبجات ماتحت میں کسیقدر انتظام ہوگیا تو بادشاہ عیش و عشرت میں زیادہ مشغول ہوا اور رقص و سرود کی محفل کو خوب زینت بخشی اسلئے خود غرض امرا نے وزیر سلطنت اور سپہ سالار کی قوت گھٹانے کا منصوبہ کیا نواب آصف جاہ بہادر نہایت فریب و تجربہ کار تھے دربار کا رنگ اور بادشاہ کی حالت دیکھکر اطمینان سے حیدر آباد کی صوبیداری کو دہلی کی وزارت پر ترجیح دی اور بعذر ناسازی مزاج مراد آباد چلے آئے اور وہین مقیم رہے ۱۱۳۶ھ مین دربار شاہی سے عماد الملک مبارز خان کو دکن کی صوبیداری سپرد ہوئی تو نواب بہت برہم ہوئے اور خورجہ اور رنگ آباد آئے اور فوج کشی کی اور قصبہ شکر کھیڑ مضاف صوبہ براڑ کے قریب مقابلہ ہوا اور ۲۲ یا ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ کو عین معرکہ مین عماد الملک مبارز خان اور انکے دو بیٹے اسد خان و مسعود خان قتل ہوئے اور دوسرے دو بیٹے محمود خان و صمصام الدین خان زندہ گرفتار ہوئے اور ملک دکن پر نواب موصوف کا کامل تسلط ہوگیا۔

نواب صاحب موصوف نے راجہ گوپال سنگھ بہادر کو انکے حسن کارگزاری و جان نثاری کے صلہ مین پرگنہ قندہار کے جاگیرداری سے سرفراز و ممتاز فرمایا اور قندہار فوج راجپوتی کا مرکز و مستقر قرار پایا قلعہ قندہار کی قلعداری و فوجداری پر محمد ناصر خان دلد برق انداز خان بحال رہے۔

راجہ گوپال سنگھ بہادر جاگیردار قندہار

راجہ گوپال سنگھ قوم کا چمر گور اور راجہ بھگونت سنگھ کا بیٹا اور راجہ بہادر سنگھ کا پوتا تھا قصبہ اندور بھی علاقہ صوبہ الہ آباد کی زمینداری بزرگوں کی میراث سے پائی اور راجہائے اودیپور کے زمرۂ ملازمت میں بھی شامل رہا۔ گوپال سنگھ کا دادا بہادر سنگھ زمیندار نے شاہ عالمگیر بہادر کے زمانہ میں خودسری اختیار کی اور فوج شاہی کے مقابل میں علم مخالفت استادہ کر کے فساد برپا کرنے لگا۔ ملوک چند نامی کارپرداز مالوہ نے جو محمد اعظم شاہ کی جانب سے مقرر تھا بہادر سنگھ سے معرکہ آرائی کی اور اسکا سر کاٹ کر شہنشاہ کی حضور میں بھیجدیا۔ اس کے بعد بھگونت سنگھ نے اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے ملوک چند سے صف آرائی کی لیکن ناکام مارا گیا۔ زمینداری چھن گئی خاندان پریشان اور برباد ہو گیا۔ گوپال سنگھ نے چندی بندیل کھنڈ میں سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ اپنے بڑھا کر تین سو سواران راجپوت کے افسری کی عزت محمد شاہ بادشاہ غازی کے دربار میں حاصل ہوئی اور شہنشاہ دہلی کے دربار سے خطاب راجگی و کلغی سرفراز ہوئی نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر نے جب تسخیر دکن کا ارادہ فرمایا راجہ گوپال سنگھ اور اس کے لڑکے راجہ آپت سنگھ نے اپنی ہمراہی سوار و پیادہ فوج سے رفاقت کی اور دستہ فوج کے افسر ہوئے جب سید دلاور علیخان بخشی فوج امیر الامرا سے مقابل ہوا تو ان دونوں باپ بیٹوں نے اپنے بہادرانہ حملوں سے فوج غنیم کو پسپا کر کے وفاداری اور دلاوری کا حق ادا کیا۔ جب دوسرا مقابلہ سید عالم علیخان ہمشیرزادہ امیر الامرا کی فوج سے ہوا اسوقت بھی ان دونوں باپ بیٹوں نے پوری ثابت قدمی دکھائی اور خوب نام پیدا کیا اور بہادرانہ حملوں سے دشمن کی فوج کو پسپا اور حریف کو زخمی کر دیا سید عالم علیخان مارا گیا۔ راجہ گوپال سنگھ نے اس کامیابی سے صرف دشمن کی

---

۱ اصل نام گوپال داس ہے گوپال سنگھ خطابی نام ہے کتاب مآثر الامرا میں گوپال سنگھ اور بہادر سنگھ کا ذکر موجود ہے ۱۲

۲ مآثر الامرا میں بہادر سنگھ بھدوریہ لکھا ہے مگر راجہ کے علاقہ دار بہادر سنگھ بکھتے ہیں ۱۲

۳ اصل نام ارجن داس تھا بھگونت سنگھ خطابی نام ہے ۴ بندیل کھنڈ علاقہ گوالیار کے قریب ہے یہاں کے راجہ رنگ سنگھ نے شہزادہ سلیم کے اشارہ سے ابوالفضل بن شیخ مبارک کو جو دکن سے اکبر کے پاس جا رہا تھا ۱۰۱۱ھ میں قتل کروا دیا ۱۲

فوج ہی پر فتح نہیں پائی بلکہ اپنے خدمات خالصہ کے سبب نواب کے دل پر بھی قبضہ کر لیا جب نواب آصف جاہ بہادر ملک دکن پر قابض ہوئے تو راجہ کو سرپیچ مرصع و کلغی اور پرگنہ قندہار جاگیر میں مرحمت ہوا جاگیرات کا محاصل ایک لاکھ بائیس ہزار روپیے تھا راجہ اپنی چوڑی اور کپڑے کی وار پگڑی پر دو کلغیاں باندھتا تھا اور قندہار میں اپنے متعلقین اور جملہ فوج کے ساتھ سکونت اختیار کی اور بستی کو آباد اور رعایا کو خوش رکھا۔

کنور پرتپ سنگھ کی وطن کو واپسی

سنہ ۱۱۵۱ھ میں محمد شاہ بادشاہ دہلی نے نواب آصف جاہ بہادر کو مشورہ مہم نادر شاہ کے لیے دہلی کو طلب کیا۔ کیونکہ نادر شاہ کی آمد آمد سے دہلی میں تشویش پھیلی ہوئی تھی نواب موصوف اپنے فرزند ناصر جنگ بہادر کو نیابت دکن پر مقرر کر کے جانب دہلی روانہ ہوئے راجہ کا بیٹا پرتپ سنگھ نواب موصوف کے ساتھ چلا گیا اور وہ وہیں فوت ہوا دلیپ سنگھ کا بیٹا کنور لچھمن سنگھ اپنے وطن قصبہ اندر کھی میں مقیم رہا۔ راجہ گوپال سنگھ بہادر کو دوسرے بی بی سے دو فرزند اجی چند گور اور نرپت سنگھ تھے جو باپ کی ساتھ دکن میں رہے۔

نواب آصف جاہ اور ناصر جنگ کا فوج سے مقابلہ

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر ۱۱۵۳ھ میں دہلی سے واپس ہو کر سرحد شعبان کو بمقام برہانپور پہنچے ناصر جنگ کو خود فتنہ اور زیادہ حکومت کا مزا مل چکا تھا۔ اس لئے تیس ہزار سوار جرار اور توپ خانہ بیشمار لیکر باپ سے مقابلہ کے لئے برہانپور کی جانب روانہ ہوئے اور یہ فوج برہانپور سے بیس کوس پر فردا پور میں ٹھہرے رہے۔ ناصر جنگ نے مہتر خان کے ذریعہ سے باپ کو کہلا بھیجا کہ خدمت صدارت و وزارت سلطنت دہلی آپ پر مقرر رہے آپ دہلی واپس تشریف لیجائیں۔ اور حکومت ملک دکن کی مجھکو دیدیں۔ نواب نظام الملک آصفجاہ نے بیٹے کو بہت سمجھایا مگر ناصر جنگ نے نہ مانا۔ عبد الحسین خان میر سامان و مرزا اکبر پسر زادہ کو بطور ایلچی باپ کے پاس بھیجکر جنگ کا پیغام دیا جب نواب آصف جاہ بہادر بیسویں شوال کو دولت آباد پہونچ گئے تو بہت سے امرائے عظام ناصر جنگ کی رفاقت چھوڑ کر نواب آصف جاہ بہادر کی خدمت میں حاضر ہو گئے گوپال سنگھ راجہ قندہار نے بھی اپنی فوج دل سنگھ جمعدار کی ماتحتی میں نواب آصفجاہ بہادر

کے پاس روانہ کردی۔ ہمت یار خان مہتور خان۔ نصیر الدولہ۔ محتشم خان خان عالم سنبھاجی۔ معہ اپنے افواج کے نواب آصف جاہ بہادر کے لشکر مین مل گئے۔ ناصر جنگ نے جب یہہ حال دیکھا تو اپنی جان نثار فوج کو متفرق طور پر پوشیدہ رکھکر خود لباس درویشی پہنکر شاہ برہان الدین غریب قدس سرہٗ کے روضہ مین گوشہ نشین ہوگئے جب آصف جاہ بہادر اورنگ آباد پہونچے بارش کا موسم تہا سپاہیون اور عہدہ دارون کو وطن جانیکی اجازت دی اور جانور چراگاہ مین چہوڑ دئے ناصر جنگ نے اس موقع کو غنیمت جانکر سات ہزار سوار ساتہہ لیکر بیسوین ماہ جمادی الاول پنجشنبہ کو دن اورنگ آباد پر حملہ کیا نواب آصف جاہ بہادر نے موجودہ فوج اور توپخانہ سے شہر کے باہر عیدگاہ کے قریب مخالف فوج کو روکا طرفین سے معرکہ ارائی شروع ہوئی خوب لڑائی ہونیکے بعد ناصر جنگ کی فوج پسپا ہوئی جب ناصر جنگ نے اپنے لشکر کو بہاگتے دیکھا۔ غیرت سے مردانہ وار اپنا ہاتی چند خواص اور ملازمین رکاب کی ساتہہ نواب آصف جاہ بہادر کے ہاتی کے مقابل بڑہایا۔ فیلبان توگولی سے مارا گیا اور ناصر جنگ کو دو زخم تیر لگے۔ اور ہاتی پکڑا گیا۔ اور ناصر جنگ اس ہاتی سے اتار کر دوسرے ہاتی پر سوار کرادئے گئے۔ اور فتح کا نقارہ بجا۔ ناصر جنگ کو رات کی رات ایک ڈیرے مین رکہکر دوسرے دن عبد العزیز خان کی حویلی مین نظر بند کردیا۔ ناصر جنگ کی ہمراہی عہدہ دار اور فوج سپاہی لشکر مین شامل ہوگئے۔ جب فتح کی نذرین گذرین تو شیخ باپ نے فتح کی نذر کے ساتہہ اپنے بیٹے کی سلامتی کی نذرین بھی لین اور مخالف افسرون اور سپاہیون سے آدہی بات بھی نہ کہی بلکہ نہایت سرد مہری سے سبکو اپنے اپنے کام پر مامور کردیا

ناصر جنگ کا قلعہ قندہار مین نظر بند کیا جانا

تاریخ رشید الدین خانی مولفہ شیخ امام خان کے صفحہ (۲۴۶) مین لکہا ہے کہ بعد گرفتاری ناصر جنگ کو نواب آصف جاہ بہادر نے قلعہ قندہار مین نظر بند کیا اور آپ بلدرگ کو کامیاب روانہ ہوئے۔ ہمارے تحقیقات مین کسی دوسرے کتب تاریخ سے ناصر جنگ کا قلعہ قندہار مین نظر بند رہنا ثابت نہین ہوتا۔ آقا مرزا نصر اللہ خان فدائی نے جو تذکرہ ناصر جنگ شہید لکہا ہے اوسکا بیان ہے کہ بمقام اورنگ آباد عبد العزیز خان کی حویلی مین

ناصر جنگ نظر بند تھے اور بیگمات کی سفارش پر ۱۱۵۸ھ مین شفیق اور بہادر باپ نے اپنے بیٹے کو قید نظر بندی سے رہا فرمایا اور صوبہ داری صوبہ اورنگ آباد عطا کی۔

میر ابراہیم خان قلعدار قندہار

پرگنہ قندہار گرپال سنگھ کو جاگیر مین دیا گیا تہا مگر قلعہ مین شاہی قلعدار بدستور مقرر رہتا کچہہ دنون بعد محمد ناصر خان ولد برق انداز خان قلعدار اور راجہ گوپال سنگھ جاگیردار مین رنجش پیدا ہوگئی اور یہہ شکایت نواب تک پہونچی۔ اس لئے نواب آصف جاہ بہادر نے محمد ناصر خان کو قلعداری سے علیحدہ کرکے میر ابراہیم خان کو قلعداری پر مامور فرمایا میر ابراہیم خان کی تنخواہ سات سو روپیہ ذاتی بلا شرط مقرر تھی۔

نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کی وفات

۱۱۶۱ھ ۴ جمادی الثانی کو نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر نے (۷۹) سال کی عمر مین بمقام برہان پور وفات پائی انکی نعش خلد آباد بھیجی گئی جو دولت آباد کے قریب واقع ہے۔ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ کے مقبرہ کے پاس مدفون ہوئے۔ مغفرت مآب آپکا لقب مشہور ہوا آپکے چھ فرزند تھے (۱) میر محمد پناہ جنکا خطاب امیر الامرا اعتماد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ تہا جو بادشاہ دہلی کے پاس تھے (۲) نواب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ (۳) امیر الممالک نواب آصف الدولہ میر سید محمد خان بہامالایت جنگ (۴) میر نظام علیخان بہادر آصف جاہ ثانی (۵) امیر الامرا نواب سید محمد شریف خان بہادر شجاع الملک بالت جنگ (۶) نواب ناصر الملک بہانجی میر مغل علیخان بہادر۔

مسند آرائی نواب ناصر جنگ بہادر

بعد وفات نواب مغفرت مآب کے نواب میر احمد خان بہادر ناصر جنگ نواب موصوف کے دوسرے فرزند مسند آرائے ریاست دکن ہوئے راجہ گوپال سنگھ خدمت جاگیرداری پر بدستور بحال رہا

لہ بعض کتب مین (۸۰) سال لکہا ہے ۱۲ نواب شہنواز خان صمصام الدولہ بہادر دیوان دکن جب ۱۱۵۵ھ مین مرہٹے پر بسی فرانسیس کے سازش سے ہمکامہ حیدر جنگ مین مقتول ہوئے اسوقت نواب نظام الملک بہادر اپنے بہائی کی سلطنت مین دیوانی کا کام انجام دیتے رہے ۱۱۵۶ھ سے ۱۱۶۱ھ تک آپنے دیوانی کی ۱۱۶۱ھ مین راجہ پرتاب و نت بہلو کو خدمت دیوانی سرفراز ہوئی ۱۲

راجہ کے وہ بیٹے اجی چندگور اور نرپت سنگھ نواب موصوف کے ہمراہ رکاب رہکر بہ
الطاف شاہی ہوئے۔

تقرر اجی چندگور قلعداری قندہار پر

سنہ ۱۱۶۲ھ میں ۲۰ ربیع الثانی کو نواب ناصر جنگ بہادر نے محمد ابراہیم خان قلعدار و نوجدار قندہار کو تبدیل کرکے اجی چندگور کو خطاب راجگی کے ساتھہ قلعداری و تلوف ہا عطا فرمائی۔

راجہ گوپال سنگھ کی موت

اجی چندگور کو قلعدار ہوکر کچھہ عرصہ گذرا تھا کہ اسی سنہ ۱۱۶۲ھ میں اس کے باپ راجہ گوپال سنگھ نے دنیا سے سفر کیا راجہ کی افشں فوجی احتشام کے ساتھہ قلعہ سے تالاب کے غربی و شمالی حصہ پر اور دیول بالاجی کے قریب، صندل کی لکڑیوں میں جلائی گئی جسمیں کافور اور گھی بہت سا ڈالا گیا تھا جلی ہوئی ہڈیوں کا سمادہ پختہ اسی منہ کے قریب بنایا گیا اور سنگ بست کا کمپونڈ تیار کیا گیا۔ راجہ گوپال سنگھ کے تین بیٹے (۱) دلپت سنگھ جو وطن کو جاکر فوت ہوا (۲) راجہ اجی چندگور باپ کا جانشین ہوا (۳) راجہ نرپت سنگھ قلعدار مامور ہوا۔

بالاجی کا مندر

سمادہ کے کمپونڈ کے تھوڑے فاصلہ پر تالاب کے کنارے یہ مندر ہے اور اسکے روبرو پختہ بارہ دری بھی ہے۔ راجاؤں کے سمادہ اس مندر کے قریب ہونے سے راجپوتوں کی عملداری میں اسکا زیادہ عریض ہونا اسمیں ایک مہنت بیراگی بھی رہتا تھا اب اسکی اولاد اس مندر کے احاطہ میں رہتی ہے اور اسکے متعلقہ زمین پر قابض ہے حضرت مخدوم کی تشریف فرمائی کے بعد قندہار کے تمام قدیم مندر توڑ دئے گئے اس سے ظاہر ہے کہ راجاؤنکی عملداری کے وقت یہ مندر قایم ہوا ہے اس مندر کے مہنت کو موضع بوری جاگیر دیگئی تھی جو شریک مالصہ سرکاری ہوچکی بمعاوضہ اسکے دو روپیہ یومیہ خزانہ ضلع ناندیڑ سے ملتا ہے اس مندر کا مہنت نیکٹ داس تھا اسکے دو بیٹے موجود ہیں۔

امرت کنڈ

اس مندر کے پیچھے تالاب کے کنارے پر ایک پختہ سنگ بست چشمہ ہے اور یہ چشمہ غالباً مندر کے ساتھہ ہی تیار ہوا ہے ہندو اس میں اس اعتقاد سے نہاتے ہیں کہ یہ جنتی چشمہ ہے اسکے پانی کے اثر سے بدن کی خراش دور ہوتی ہے اور جسم کے

پھوڑے دفع ہوتے ہین بعض مسلمان بھی اس چشمہ مین اس اعتقاد سے نہاتے ہین
کہ اس چشمہ کو حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم نے اپنے عصائے مبارک سے بطور
کرامت جاری فرمایا تہا

راجہ اجی چند گور بہادر گوپال سنگہ ثانی قلعدار وجاگیردار قندہار

یہ راجہ گوپال سنگہ کا بڑا فرزند نہایت شجاع و دلیر تہا نواب ناصر جنگ بہادر کے ساتہہ اکثر
معرکہ ہوا اور جسقدر فوج قندہار کے راجہ گوپال سنگہ کے تحت تہی باپ کے جانب سے
اس فوجکا سپہ سالار مقرر کیا گیا اس کے بہائی نرپت سنگہ کو لشکر شاہی مین فوجی عہدہ
مل چکا تہا۔ اور باپ جاگیردار قندہار اور شاہی فوجکا افسر مانا جاتا تہا لیکن اجی چند کو
دربار شاہ دکن سے کوئی خدمت مفوض تہی یہ اپنے باپ کے جانب سے نیابتاً حاضر فوج ظفر
موج رہا کرتا۔ نواب ناصر جنگ بہادر جب سفر برہان پور سے اورنگ آباد تشریف فرما
ہوئے تو افسران فوج کو انکے مستقر مقامات پر جانیکی اجازت دیدی یکے بعد دیگرے
سب امرا و راجہ روانہ ہوے مگر اجی چند گورا سیطرح در دولت پر حاضر رہا نواب صاحب
موصوف کو خبر ہوئی۔ یاد فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ تم کیون نہین گئے راجہ نے عرض کی کہان
جاؤن مجھے کوئی مکان اور کام نہین ہے باپ کے پاس رہتا ہون اور بیکاری مین گذارتا
ہون اسلئے در دولت سرکار کو اپنے قیام کیلئے مناسب حال خیال کرتا ہون نواب صاحب
موصوف نے راجہ کا منشا پالیا اور فرمایا کہ بالفعل تم باپ کے پاس چلے جاؤ تم کو کام
دیا جائیگا اور سکونت کیلئے مکان ہی تجویز ہوگا چند ہی روز کے بعد بتاریخ ۲۲ صفر سنہ ۱۱۲۳ھ
حسب فرمان شاہی میر محمد ابراہیم خان قلعدار معزول کیا گیا اور اجی چند گور خدمت قلعداری
قندہار سے ممتاز فرمایا گیا[1] سو روپیہ تنخواہ ذات قرار پائی اور ایکسو پچاس سوار کی
رسالداری بلی خطاب راجہ وڈنکہ دلنشان و سرپیچ سرفراز ہوا اجی چند گور شاہی لشکر
کے ساتہہ رہا کرتا تہا اسکی جانب سے آدتم چند وکیل اسکے کامون کی انجام دہی کیا کرتا

[1] اس راجہ کو ماہی مراتب بہی عطا ہوا تہا کہتے ہین وہ قلعہ کے پرانے سامان کے ذخیرہ مین
موجود ہے ۱۲

اسی سال ۱۱۶۲ھ میں راجہ گوپال سنگھ کے مرنیکے بعد اپنے باپ کے خطاب و منصب جاگیرداری پرگنہ قندہار سے سرفراز ہوا قلعداری اور جاگیرداری دونو خدمتوں پر ممتاز رہا

ناصر جنگ بہادر کی شہادت

۱۱۶۴ھ ۱۷ محرم کو مقام پھولچری میں نواب ناصر جنگ بہادر باغی افسروں کے حملہ شبخون سے شہید ہوئے۔ نعش خلد آباد بھیجی گئی۔ اور اپنے والد کے مقبرہ کے پاس دفن کی گئے آپنے سو سال سات مہینے دکن کی فرمانروائی کی۔

محی الدینخان مظفر جنگ کی مسند نشینی اور موت

ناصر جنگ بہادر کی شہادت کے بعد نواب محی الدینخان بہادر مظفر جنگ جو نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے نواسے تھے افسران فوج کی معاونت سے مسند نشین ہوئے لیکن حیدرآباد کو آتے آتے رائچی چوٹی کی منزل میں کڑپہ کے پاس فوج کے بعض افسروں نے بغاوت کی اور ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو مارے گئے اس عرصہ میں نواب نظام علیخان بہادر نے پہونچکر باغیوں کی خوب خبر لی۔ اور اکثر کو سزائے اعمال بیکفنے کیلئے دار العدم کو بھیجدیا۔

امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کی حکمرانی

نواب صلابت جنگ نواب آصف جاہ بہادر کے تیسرے فرزند بعد قتل مظفر جنگ بمقام اورنگ آباد ماہ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ میں سریر آرائے دولت ہوئے آپکا اصل نام میر سید محمد خان ہے دربار شہنشاہ دہلی سے امیر الممالک صلابت جنگ آصف الدولہ خطاب ملا تھا۔

میر محمد پناہ کی وفات

۱۱۶۵ھ میں میر محمد پناہ امیر الامرا نواب نظام علی الدینخان فیروز جنگ بہادر نواب آصف جاہ بہادر کے سب سے بڑے فرزند نے صوبہ داری دکن کی سند لیکر دہلی سے متبری رجب کو دکن کی جانب کوچ فرمایا۔ آپ کے ساتھ ہولکر اور مرہٹوں کی فوج تھی ۷ ذیحجہ سنہ مذکور کو اورنگ آباد کے متصل پہونچکر آپکا ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔ اس لئے نواب صلابت جنگ بہادر بدستور حکمران رہے۔

قاضی زادۂ قندہار کی شادی اور سرباراد نیل کے راجہ کی بربادی

منشی عبد الرزاق صاحب بلغوط پی نے اپنی کتاب تذکرۂ نیل

جو ۱۲۳۳ھ مین تالیف کی ہے سوریا راؤ راجہ نرمل کی مفیدی کا باعث قاضی صاحب قندہار کی شادی بیان کیا ہے۔ جب قندہار کا نام آگیا تو ہمکو اس واقعہ کا اظہار کرنا لازمی ٹہرا۔ اسلئے ہم بیان کر دیتے ہین۔

سوریا راؤ ایک معمولی حیثیت کا آدمی تہا سرکار ایلگندل کے زمیندار کے پاس ملازم تہا رفتہ رفتہ کچھہ حالت درست کر کے قصبہ چکلی وچند دیہات بطور تعہد کے زمیندار سے حاصل کر کے بسر اوقات کیا کرتا مگر اس کے خیالات بہت بلند تہے۔ وہ بہت شجاع اور ذکی تہا اپنی ترقی وعروج کے خواہش مین طرح طرح کی تجاویز سوچتا تہا۔ اسعرصہ مین آپا مکند راو حاکم نرمل کو اسکے زنا ردار ملازمین نے زہر کہلا دیا۔ جسکے صدمہ سے وہ جان بر نہو سکا سوریا راو نے فوراً نرمل پہونچکر مکند راو کے مخالفین سے موافقت کر لی۔ اور تہوڑے ہی عرصہ مین نرمل کا حاکم بن بیٹہا اور راجائی کا لقب اختیار کیا آپ خود مختارانہ طریق سے آزادانہ زندگی بسر کرنے لگا بہت سے پرگنہ جات خالصہ کو تاخت وتاراج کر کے حکومت نرمل مین شامل کر لیا۔ فوج بڑہائی اور سامان حرب بہی مہیا کر لیا جب اسکے خودسری کی کیفیت شیخ لطف اللہ فتح نصیب خان ضلعدار سرکار ناندیڑ کو پہونچی تمام ضلع کی جمعیت اور زمینداروں کی فوج اور جوانان پیدل اشام ساتہہ لیکر نرمل کے قریب تک پہونچ گیا۔ سوریا راؤ نے پانچہزار سوار و پیادہ سے ضلعدار کا مقابلہ کیا ضلعدار صاحب عین معرکہ مین ضرب تیر سے دنیا کی دار و گیر سے سبکدوش ہوگئے اور اس فتح نے سوریا راو کے خیالات اور بہی بلند کر دئے اور وہ سمجہنے لگا کہ اب میرے مقابل کا دکن مین کوئی نہین اسکے غرور و تکبر کی کوئی حد نہین تہی۔ چونکہ مسلمانون سے دلی عناد رکہتا تہا اسنے اپنی بنا ڈالی ہوئی چہوٹی سی سلطنت مین ممانعت قوانین اسلام کا بیج بویا اور بیل وگائی ذبح کرنیکی مطلق ممانعت کر دی۔ اور خلاف رزی احکام کی علت مین مسلمانون کو سخت سخت سزائین دین چند ہی روز مین اس کی مرضی کے موافق تعمیل ہی ہونے لگی۔ اسی زمانہ مین پرگنہ نرمل کے شریعت پناہ قاضی عبدالرحیم صاحب نامی لایق و فاضل و عالم تہے جو دولت علم کے ساتہہ

دولت دنیا سے بھی خوش حال تھے آپکی لڑکی کی نسبت قاضی صاحب قندہار کے
فرزند سے قرار پائی - قاضی صاحب قندہار معزز و اقارب اور بہت سے قندہاریوں
جمگھٹ اور راجہ قندہار کے فوجی سپاہیون کا بدرقہ لئے ہوئے نرمل پہونچے
اور دھوم دھام سے شادی کی تقریب شروع ہوئی - قندہاریون نے گائی ذبح کرنیکا
قصد کیا - جسپر راجہ کے حکم سے مطلع کیا گیا قاضی صاحب قندہار نے فرمایا کہ دکن کا بادشاہ
اہل اسلام ہے اور مسلمانونکی ریاست مین گائی ذبح کرنیکی ممانعت کیسی ہوسکتی ہے
قاضی صاحب کے حکم سے گائی ذبح کیگئی سخت دنگہ شروع ہوگیا راجہ نے یہ کیفیت
سنکر بہت پیچ و تاب کھایا اور قاضی صاحب کی گرفتاری کا حکم دیا - مسلمانون مین بجوشی
اور جوش پھیل گیا - دین دین کہتے ہوئے لشکر کے مسلمان جہاد پر آمادہ ہوگئے -
مگر راجہ کے کارپردازون نے راجہ کو سمجھا بجھا کر ہنگامہ کو فرو کر دیا بعد الفراغ شادی
جب قاضی صاحب قندہار واپس ہوئے تو راجہ نے قاضی بڈے صاحب کو مقید کر دیا
جب یہ خبر محمد سراج الدین صاحب قاضی قندہار کو پہونچی - وہ فوراً اندور پہونچے
اور مولوی محمد محسن صاحب قاضی اندور کو مطلع کیا - بوجہ قرابت و حیثیت منصب قاضی
محمد محسن صاحب کو سخت صدمہ ہوا - اور دونون قاضی حیدرآباد آئے یہ ظاہر ہے کہ جب العلماء
کسی کام کے درپے ہو جاتے ہین تو خواہ کچھ ہی ہو اسکو انجام دیئے بغیر نہین چھوڑتے
نہایت جد و جہد کرکے نواب امیر الممالک صمصام جنگ بہادر کے ملاحظہ مین عرضی پیش کی
نواب صاحب ممدوح نے شاہنواز خان صمصام الملک بہادر کو سوریا راؤ کی تنبیہ کیلئے بھیجا
راؤ مذکور کو فوج شاہی کے مقابلہ کی تاب کہان تھی قاضی بڈے صاحب سے بہت
کچھ معذرت کی اور سپہ سالار شاہی کی خدمت مین پیشکش بھی بھیجی - مگر مفید نہوا دونو قاضی
صاحبون کے حسن سلوک کے باعث ۱۱۶۷ھ مین راجہ سوریا راؤ پانبرنجر قلعہ گولکنڈہ[2]

---

[1] تاریخ نرمل مین قاضی صاحب قندہار کا نام نہین بتلایا ہے ہماری تحقیقات مین بڈے صاحب قاضی نرمل کی
دختر سکینہ بی بی صاحبہ کا عقد محمد امان اللہ صاحب فرزند محمد سراج الدین صاحب قاضی قندہار سے ہونا ثابت ہے
[2] ماثر الامراء کے جلد اول کے دیباچہ مین اس لڑائی کا ذکر ہے ۱۲

قید کیا گیا اور نرمل شریک خالصہ سرکاری ہو گیا۔

نواب صلابت جنگ کی انزوا نشینی اور نواب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک نظام علیخان بہادر کی فرمانروائی

سنہ ۱۱۷۵ھ مین راگھوراو مرہٹہ نے فوج کثیر کے ساتھ قلعہ دہارور اور رنگ آباد پر حملہ کیا نواب صلابت جنگ بہادر نے اپنی جرار فوج سے اسکے حملہ کو روکا۔ اور مرہٹون کو ہزیمت نصیب ہوئی اور شاہی فوج نے اسکا تعاقب کیا اور پونہ تک پہونچ گئے یکایک لشکر شاہی سے علیحدہ ہو کر راجہ رامچندر اور مغل علیخان بہادر فوج مخالف سے مل گئے صلابت جنگ نے شاہی فوجکی منتشر حالت ہونے پر ہی خوب معرکہ آرائی کی بعد محاربہ عظیم مرہٹون سے صلح ہو گئی اور نواب صلابت جنگ واپس ہوئے۔ مولف مختار الاخبار لکھتا ہے کہ نواب نظام علیخان بہادر نے بوجہ حرکات مخالفانہ نواب صلابت جنگ کو قلعہ بیدر مین انزوا نشین کر دیا۔ اور آپ سلطنت دکن کے فرمانروا ہوے اور ۴ ذیحجہ سنہ ۱۱۷۵ھ کو بمقام اورنگ آباد تخت شاہی پر جلوس فرمایا۔ آپ نواب آصف جاہ بہادر کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ کا خطاب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک بہادر تھا۔ اجی چند گور راجہ قندہار اپنی فوج کے ساتھ نواب نظام علیخان بہادر کے ہمراہ رکاب تھا اور حاضر باشی اور نمایان کارگذاری سے ہمیشہ مورد الطاف شاہی رہا

خاص باغ و خاص بادلی بہادر پورہ کے پاس قدیم حکام سلف کے وقت سے ایک سرکاری باغ ہے اسکو خاص باغ اور اس باغ کی بادلی کو خاص بادلی کہتے ہین یہ خصوصیت اسلئے تھی کہ خاص طور پر ہر ایک حاکم وقت اس باغ کی درستی و آراستگی مین اپنے مذاق موافق کوشش کرتا بہرحال یہہ باغ حکام سونکی تفریح و سیر کیلئے مخصوص تھا۔ جب سا جیو نگر

لہ نواب صلابت جنگ بہادر نے ۱۱ سال حکومت کی ۱۴ ذیحجہ سنہ ۱۱۷۵ھ کو قید کئے گئے اور ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۶ھ کو انتقال فرمایا آپ کا مدفن بیدر مین حضرت ملتانی بادشاہ صاحب قدس سرہ کے روضہ کے پاس ہے ۱۲

عملداری ہوئی راجہ اجی چند گور نے اپنی دلچسپی اور تفریح کے لئے ایک بارہ دری اور مکان یہان بنوایا تہا جسکے آثار ابتک موجود ہین۔

گارڈی خان کی حویلی

اصل نام قادر صاحب ہے اور گارڈی لقب ہے قادر صاحب پہلے فرانسیسی فوج مین ملازم تہا اسکے بعد اجی چند گور کی ماتحتی مین تین سو جمعیت باڈی گارڈ کا افسر ہوا۔ اور خطاب خانی ملا تو بجائے قادر خان کے گارڈی خان لوگ کہنے لگے اسنے غازی پورہ مین عالیشان مکان بنوایا تہا۔ اور چھوٹے چھوٹے زمیندارون پر حملہ کرکے اپنی دولت مین ترقی حاصل کی تھی پھر زمرۂ فوج رکاب شاہی مین شریک ہوگیا۔ اور عروج وعزت حاصل کی اور مرہٹون کے مقابلہ مین بمقام تاندولچہ[1] مارا گیا۔ خاندان تاراج اور حویلی منہدم ہوگئی مکان کے پایہ دیوار و حوض وغیرہ کی علامت باقی ہے۔ اس اُجڑے کہنڈر کو عوام گارڈی خان کی حویلی۔ اور لکہے پڑہے لوگ بلحاظ اس کے کہ وہ کہنڈر غازی پورہ مین واقع ہے غازی خانکی حویلی کہتے ہین

راکس بہون کی لڑائی اور راجہ اجی چند گور گوپال سنگہ تانائی کی موت

راؤ بالاجی رئیس پونہ قضاء الہی سے فوت ہوگیا تو راگہوبا اسکا بہائی جانشین ہوا اسوجہ سے مرہٹون مین ایک قسم کا نزاع پیدا ہوا اور دو فریق ہوگئے۔ بعض راگہوبا کی طرفدار تہے اور بعض اُسکے خلاف تہے اور بارا بہائی متوفی کے بیٹے مادہو راؤ کو جانشین کیا چاہتے تھے۔ راجہ وٹھل داس پرتاب دست بہادر دکن نے جو مرہٹون کے حالات سے بخوبی واقف تہا۔ بندگان حضرت نواب نظام علیخان بہادر کو ملک مرہٹون پر حملہ کرنیکی صلاح دی اور جانوجی بہونسلہ کو ہموار کرلیا اور وہ پچاس ہزار سوار سے بندگانعالی کا ملازم ہوگیا۔ بندگانعالی بیدر سے ایک لاکہہ فوج کے ساتہہ اورنگ آباد کی جانب روانہ ہوئے راگہوراؤ نے لشکر اسلام کے آمد آمد کی خبر سنکر صلح کا پیغام بہیجا کیونکہ اسکو اپنے بہتیجے مادہوراو سے اطمینان نہ تہا اور مونگی پٹن اگرچہ اپنے بہتیجے مادہوراؤ پسر بالاجی سے ملاپ ہوگیا۔ اسلئے راگہو کا خیال بدل گیا۔ اور وہ اپنے صلح کے عہد سے پھر گیا۔ اور فوج شاہی سے مقابلہ کیا۔ فوج شاہی مین۔

[1] تاندولچہ تعلقہ مومن آباد آبنہ مین ایک موضع ہے ۱۲

راجہ اجی چندگور بہادر المخاطب گوپال سنگہ ثانی قندہاری راجپوتونکی فوج کا افسر بھی شریک تہا - اس مقابلہ مین اس نے داد شجاعت دی الحاصل لشکر اسلام کے مقابلہ مین مرہٹونکی فوج نے شکست کہائی - اور راگھوخاندیس کیطرف بہاگ گیا شاہی لشکر کے افسرون نے تین منزل تک اسکا تعاقب کیا - اور بعد فتح یابی لشکر اسلام پونہ کی جانب متوجہ ہوا اور بہادر قومی پنجہ نے شہر کو تاراج و مسمار کر دیا - اور اسکی بربادی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا بہت سا اسباب غنیمت لشکریون کے ہاتہ آیا - راگھوراو نے جب پونہ کی بربادی کی کیفیت سنی تو غصہ مین پیچ و تاب کہاتا ہوا خاندیس سے لوٹا - اور اسّی ہزار سوار جمع کرکے حیدرآباد کے طرف بڑہا - دیہات اور قصبون کو تاراج کرتا ہوا حیدرآباد کے قریب پہونچ گیا - بہادر دل خان صوبیدار حیدرآباد نے شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست کر لیا تہا - مرہٹونکا حملہ بیکار ہوا - دوبارہ راگھوراو نے مرہٹونکا دل بڑہا کے بہت ہی دلیرانہ حملہ کیا - مگر بہادر دل خان نے آگے بڑہنے نہ دیا - اور راگھوراو شہر اور قلعہ مین داخل ہونیکا اسعرصہ مین فتح نصیب لشکر پونہ سے واپس ہو چکا تھا اور لشکر کے واپسی کی خبر سنکر راگھوراو نے محاصرہ سے اپنی فوج اوٹہالی - اور حیدرآباد سے فرخنگر گیا اور وہان سے نلدرگ کیطرف اٹہا - اور پھر دہارور کی جانب روانہ ہوا لشکر ظفر پیکر پونہ سے واپس ہوکر گوداوری گنگا کے کنارے متصل موضع راکسی بہون مضافات ضلع بیڑ مین مقیم تہا - بندگان عالی کو مخبرون نے خبر پہونچائی کہ راگھوراو اسّی ہزار فوج سے اورنگ آباد اور احمدنگر کی جانب جا رہا ہے - بندگان حضرت نے اسکے روکنیکے لئے اورنگ آباد کا قصد فرمایا - دریائے گوداوری طغیانی پر تہا کشتیون کے ذریعہ سے لشکر پار ہوتا گیا - اور بندگان حضرت بھی دریا عبور کرکے دوسرے جانب تشریف لیگئے - راجہ پرتاب و نت بہادر اور راجہ اجی چندگوپال سنگہ بہادر اور نانکدا اس بہادر اور جانوجی بہونسلہ اور چند سردار تھوڑی بہوت سی فوج کیساتہہ اسطرف رہ گئے تھے راگھوراو کو مخبرون کی خبر دینے سے تغیر فوج کی خبر پہلے ہی سے مل چکی تہی - اور وہ قابو ڈہونڈہتا تہا - اس چہوٹی سی شاہی فوج حسین دیوان پرتاب و نت بہادر بھی موجود تہے - حملہ کر دیا - جانوجی بہونسلہ جس پر

راجہ پرتاب ونت کو پورا بھروسہ تہا فوج مخالف سے مل گیا - باوجودیکہ فوج شاہی تہوڑی ہتی - مگر جوانمرد افسرون نے راگھوراؤ کے ہاتی کو گھیر لیا اور اسکی عماریکی رسیان کاٹنا چاہتے تھے کہ مراد خان کے اشارہ سے راجہ پرتاب ونت پر گولی چلی جسکے صدمہ سے راجہ جان برنہو سکا - مراد خان ایک فوجی افسر تہا اور اسکو پرتاب ونت بہادر سے مخالفت تہی پرتاب ونت کے گرتے ہی مرہٹونکی ہمت بڑہی - اور انہون نے شاہی فوج کے تمام افسرونکو مار ڈالا پرتاب ونت کا بہتیجا - راجہ نانکدا اس ہی کام آیا -

راجہ اجی چند گوپال سنگہ بہادر نے نہایت استقلال سے مرہٹون کے ساتہہ دل کہولکر خوب مقابلہ کیا - مگر دشمن کی فوج کی تعداد زیادہ تہی - راجہ بہت مجروح ہوکر مارا گیا - ایسا سخت معرکہ تہا کہ راجہ کا ہاتی اور فیلبان دونو جان برنہوئے اور اپنے مالک کے ساتہہ رہے یہہ واقعہ اوایل ماہ رمضان ۱۱۷۲ھ مین ہوا ہے - بندگالغالی نے گوداوری کے اس جانب سے دیکہکر ہرچند اپنی فوجکو مدد دینے کی کوشش کی مگر ندی کی طغیانی نے پرتہی کوشش کارگر نہوئی اس واقعہ کے بعد لشکر شاہی اورنگ آباد کی جانب روانہ ہوا گردہاری لعل نے ۱۱۷۳ھ مین تاریخ ظفرہ تالیف کی اور اس مین اس واقعہ کو نظم مین بہت کچہہ بیان کیا ہے ہم چند اشعار نمونتاً لکہتے ہین -

سر راجپوتان شہامت نشان	قلمدار قندہار گوپال سنگ
بسے فرق کفار برباد داد	پس انگہ فتادہ بمیدان جنگ
بہلوے راجہ بہادر بفور	چنان ضرب آمد بہ تیر و تفنگ
کہ جان را بکار خداوند خویش	سپرد بجان آفرین بیدرنگ
ہمہ فوج و پنگاہ تاراج شد	ز راکس[1] نہون تا بمیدان جنگ
ز طوفان باد حوادث برہنت	بساکشتی عمر در بحر گنگ
کسانیکہ از جان امان یافتند	بجستند بیرون ز کام نہنگ

[1] راکس بہون گوداوری کے کنارے موضع ہے اور تعلقہ گیورائی ضلع بیڑ مین واقع ہے اسوقت اس موضع مین (۵۲) مکان ہین اور ۲۱۲ - آدمی بستے ہین ۱۲

امیر دکن جہد بسیار کرد		ولے بود لاچار از آب گنگ
تاریخ فوت		
چو تاریخ او جستم از ہاتفے		مکت یافت گفتہ ۔ ز طغیانی گنگ ۱۱۷۷

راجہ اجی چند گور کا سمادہ گودا وری گنگا کے کنارے ہے اور وہان ایک مندر بہی تیار کیا گیا ہے ۔ بندگانعالی نے سند زمین انعام بعرض احراجات روشنی و تنخواہ پوجاریان مندر اس راجہ کے بڑے بیٹے کے نام عطا فرمائی

راجہ کی اولاد | اس راجہ کے تین بیٹے تھے جو شجاعت اور بہادری مین اوس زمانہ کے بہادرون کے ہمعصر مانے جاتے تھے ۔ بڑا بیٹا راجہ لعل کبیری سنگہ المخاطب گوپال سنگہ ثالث ہندو پت مہندر بہادر اپنے باپ کا جانشین ہوا ۔ دوسرا بیٹا کنور تیج سنگہ جسکو کنہر کہیڑہ ۱۱۷۴ھ مین جاگیر عطا ہوئی تھی تیسرا راجہ پدم سنگہ بہادر قلعدار و جاگیردار کولاس تھا

مہاراج زیبت سنگہ بہادر

یہہ راجہ گوپال سنگہ بہادر کا چھوٹا بیٹا اور اجی چند گور کا چھوٹا بہائی تہا جو شاہی فوج کی افسری مین ممتاز تہا ۔ وقتاً فوقتاً اس راجہ نے اپنی نمایان کارگذاری دکہلا کر منصب اعلی اور خطاب مہاراجگی حاصل کیا ۔ ۱۱۷۵ھ مین بموجب پروانہ مورخہ ۱۵ ذیحجہ تین لاکہہ چالیس ہزار تین سو پچاس روپیہ محاصل کے تعلقات اس راجہ کو سرفراز ہوئے ۔ اور قلعداری ماہور صوبہ برار اور خدمت ضلعداری ناندیڑ تفویض ہوئی ۔

وزارت رکن الدولہ بہادر | بعد مارے جانے راجہ پرتاپ ونت بہادر کے ۱۷ رمضان ۱۱۷۷ھ کو نواب رکن الدولہ بہادر نے خدمت دیوانی سے سرفرازی پائی ۔ زیبت سنگہ نے مالی اور فوجی خدمتہ عمدہ طریق پر ادا کی تھی اور راجہ کا بڑا بہائی اجی چند گور معرکہ راکس بہون مین

۱؎ مکت لفظ سنسکرت ہے اسکے اصل معنے گناہ سے نجات پانا یعنے پاک ہونیکے ہوتے ہین لیکن جنت کے معنے مین بہی لفظ مکت کا استعمال کرتے ہین ۱۲ ۲؎ خطاب مہاراجگی ، خدمت ضلعداری اورنگ آباد اور

کام آچکا تھا۔ اس لئے ۱۱۷۵ھ میں پرگنہ قندہار و ساڑھ باڑت پونسیں ہزار نو سو پچپن روپیہ
حاصل کے دیہات اس راجہ کو عطا ہوئے اس نے دربار شاہی میں بہت عروج و عزت
حاصل کی اور اوسکی ماتحتی میں فوج شاہی کا بڑا حصہ تھا۔

مہاراج رنپت سنگھ کا بیڑ پر قبضہ | بیڑ صوبہ اورنگ آباد کی تحت میں بڑا قصبہ ہے جو اسوقت ضلع بیڑ ملک کے
نام سے موسوم اور اول تعلقدار صاحب کا مستقر ہے۔ یہہ قدیم آبادی ہے۔ اور راجگان
چاوکیا خاندان سے یہاں راج کیا ہے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کا جب دکن پر
تسلط ہوگیا تو قصبہ بیڑ معہ اسکے مواضعات متعلقہ راجہ سلطان جی بنا لکر کو جاگیر میں دیدیا
گیا اس لئے ۱۱۹۴ھ کے قبل یہہ قصبہ راجہ رنپت راو کی موروثی جاگیر تھی۔

سلطان جی بنا لکر کا حال | راجہ رنپت راو و راجہ سلطان جی بنا لکر کا پوتا اور ہنوت راو المخاطب
راجہ دھراج کا بیٹا تھا۔ سلطان جی قوم کا مرہٹہ اور اسکا لقب بنا لکر تھا اور یہہ اننگ پال زمیندار
کی اولاد سے ہے اننگ پال نواح دولت آباد قصبہ سندکھیڑ کے قریب ایک مشہور و معتبر زمیندار تھا
لکھی جادو راے دیسکھ سرکار دولت آباد نے اپنی خوبصورت لڑکی کی نسبت شاہ جی پسر
مالوجی سے جو خاندان ساہوجی بھونسلہ سے تھا۔ ٹھہرائی تھی۔ لیکن بعد انکار کر دیا اسپر مالوجی اور
اسکے بھائی پتھوجی نے سندکھیڑ سے نکل کر اننگ پال زمیندار سے استمداد چاہی۔ زمیندار
نے پوری امداد دی۔ اور اپنی فوج کو ساتھہ لئے ہوئے دولت آباد پہونچا۔ آخر حاکم دولت آباد
نے دونوں کو سمجھا کر مسماۃ جھنجھا دختر لکھی جادو راے کی شادی شاہ جی بھونسلہ سے
کر دادی اس لئے اننگ پال زمیندار کو خاندان راجہ ساہوجی بھونسلہ کا ملازم اور اسکی
فوج کا سپہ سالار کہنے میں آیا چنانچہ نبیرہ اننگ پال نے سنہ جلوس عالمگیری میں پاتھری
بہادر خان کو کہ زمرہ ملازمان شاہی میں شریک ہوکر عزت پائی تو آصف جاہ بہادر

---

۱ ماثر الامرا جلد دوم میں دیپت راو لکھا ہے۔ بعض نسخہ میں دھنوت راو اور بعض کتب میں دیپیت راو لکھا ہے ۱۲
۲ ماثر الامرا جلد دوم صفحہ (۳۴۳)
۳ اغلب پر بناہ میں بھونسلہ ایک موضع آباد ہیں ساہوجی نے چترسے آکر وہاں قیام کیا اسلئے بھونسلہ اس خاندان کا
لقب مشہور ہوا اور اس خاندان کی حکومت سرزمین ستارہ پر عرصہ تک رہی ماثر الامرا ۱۲

عمل مین لاکر جنگ مبارز خان ملازمت خاندانی کے لحاظ سے سلطان جی کو شاہی لشکر مین عہدہ ملا اور عہدہ کی گذاری کے صلہ مین ہفت ہزاری منصب عطا ہوا۔ اور سرکار ریکٹر اور مواضع محالات سرکار فتح آباد دہارور صوبہ اورنگ آباد و پرگنہ حویلی پاتھری ضوبط عطا ہوئے یہ راجہ بیس ہزار سوار سے نوکری سرکار مین حاضر اور سرگرم رہتا تھا۔ آخر ۱۱۶۱ھ مین فوت ہوا اور اسکا بیٹا ہنونت راو جانشین ہوا

راجہ ہنونت راو و ہرانہ سلطانجی بہادر

نواب ناصر جنگ بہادر پہلچوری کی روانگی کے وقت قصبہ بیڑ کے قریب سے گذرے۔ ہنونت راو نے اپنی فوج کو خوب ارراستہ درست کرکے نواب ممدوح کے ملاحظہ مین پیش کیا اور لشکر شاہی کے قریب آپنے خیام بھی استادہ کرکے معہ فوج فروکش ہوا۔ نواب ممدوح نے ہنونت راو کو زمرۂ سرداران فوج مین جگہ دی اور بہ رسم تعزیت اسکے قیام گاہ تک تشریف فرما ہوکر اسکی عزت افزائی کی۔ منصب اور خطاب موروثی عطا ہوا۔ اور اس کے باپ کو دی ہوئی جاگیرین اسکے نام بحال کردی گئین۔

سنہ ۹ ماہ رجب سنہ ۱۲۱۵ھ مین بقریب دورہ فوجداری بیڑ جانیکا اتفاق ہوا۔ قصبہ بیڑ مین مولوی فخر الدین صاحب کے پاس علمی پرانی کتابین سیر ہند وغیرہ دیکھی گئین۔ مولوی صاحب موصوف کے داماد مولوی محمد برہان الدین صاحب قاضی زادہ قندہار دکن مین اسوقت موجود تھے قصبہ بیڑ تک ساتھ رہے۔ سرکاری باعین جیسے نصب کئے گئے تھے رہین قیام رہا یہان دوسرے مشہور مقامات کیطرح کوئی مستحکم قلعہ نہین ہے۔ ندی کے کنارہ جو آبادی ہے اس کے اطراف پختہ فصیل ہے اور آبادی مین ایک گڈھی ہے جس مین کچہریان اور محبس ہے۔ بستی آباد اور بارونق ہے۔ اور قدیم طرز پر پختہ مکان بنے ہوے ہین۔ ندی کی دوسرے جانب حضرت کوچک شاہ ولی کا مقدس روضہ ہے جو نہایت متبرک اور پرفضا مقام ہے آپکا وصال ۶۶۶ھ مین ہوا ہے تا قیام مجکو روزانہ حضرت ممدوح کی مزار مطہر کی زیارت کا شرف حاصل رہا۔ مولوی احمد محی الدین صاحب قاضی بیڑ وہان موجود تھے نہایت خلیق وذی مروت دلایق و فاضل ہین۔ مین نے قاضی صاحب موصوف کی خواہش اور مولوی برہان الدین صاحب قاضی زادہ قندہار کے اصرار پر تاریخ قندہار دکن کا مسودہ جسقدر مرتب ہوچکا تھا دکہلا دیا اور صاحب موصوف نے اوسکو پسند فرمایا ۱۲

۹۳ از ماثر الامرا ۱۲

اس راجہ نے بھی اپنی خدمت کو عمدہ طریق پر انجام دیا اور نام آوری حاصل کی ناصر جنگ بہادر کے شہید ہونیکے بعد یہ راجہ نواب صلابت جنگ بہادر کی خدمت مین حاضر رہا۔ اور صلہ حسن خدمت مین راجہ دھراج منصب پایا اور اپنے باپ سلطان جی بنا لکر کے نام سے ملقب ہوا۔ مولف تزک آصفیہ لکھتا ہے کہ ۱۱۷۵ھ مین راگھو راو مرہٹہ نے اپنی جرار فوج کے ساتھ قلعہ دہارور مخبتہ بنیاد پر حملہ کیا اور فوج شاہی نے اسکے حملہ کو رد کیا پھر احمد نگر پر چڑھائی کی اور فوج شاہی سے سخت معرکہ ہوا۔ اسوقت سلطان جی بنا لکر نے بہت جانفشانی کی اور بہادرون مین نام پایا۔ جب مرہٹے لیپا ہوئے اور لشکر شاہی پونہ کے قریب پہنچا اور مرہٹون کا غلبہ ہو گیا۔ اسوقت نواب صلابت جنگ بہادر نے بہت متردد و مایوس ہو کر سرداران فوج کو جمع کیا اور فرمایا کہ مین بخوشی اجازت دیتا ہون کہ تمام فوج مین منادی کر دیجائے جس کسیکا اپنی جان عزیز ہو وہ اپنا راستہ لے۔ اور جدہر دل مین آئے جان بچا کر چلا جائے۔ کیونکہ اسوقت اور اس معرکہ مین بجائے جان کے مین نام چھوڑنا چاہتا ہون۔ یہ معلوم ہے کہ حیات حباب کیطرح ناپائدار ہے اور اس دار فانی سے عالم جاودانی کو انکر روانہ ہونا لازمی بات ہے۔ مین بدنامی کی زندگی کو پسند نہین کرتا مجکو مرہٹون سے مقابلہ کرکے اپنی قسمت کا فیصلہ کرنا ہے۔ البتہ وہی شخص میری رفاقت کر سکتا ہے جو جان سے بیتاب ہو کر سربازی کے لئے موجود ہو۔ یہ الفاظ تیر و نشتر کیطرح دلون پر لگے اور لشکر مین تازہ جوش پیدا ہو گیا اور ہر ایک سردار نے جان فدا کرنے کا وعدہ کر لیا منصور جنگ سلطان جی بنا لکر آنکھون مین آنسو بھر لایا۔ اور عرض کیا کہ یہ بندہ ہمیشہ سے سرکار کا نمکخوار ہے جبتک جان مین جان ہے سرکار پر قربان ہونیکو تیار ہے کل کے روز میری ثابت قدمی اور وفاداری ملاحظہ فرمائین گے۔

دوسرے روز مقابلہ ہوا اور ہمارے لشکر شاہی نے اپنی وفاداری اور ثابت قدمی کا پورا ثبوت دیا مرہٹونکی فوج کا نقصان ہوا انہون نے صلح بتوسل کی اس حسن کارگذاری اور وفاداری کے سبب سے سلطان جی بنا لکر نے نواب کے نزدیک بہت رسوخ پیدا کیا جب فتح نصیب لشکر واپس ہوا۔ اور نواب صلابت جنگ بہادر قلعہ بیدر مین از سر نو انتظام

کئے گئے - اور نواب آصف الدولہ نظام علیخان بہادر حکمران ہوئے سلطان جی بناکر اپنے مستقر بیڑ پر آگئی - اور نواب صلابت جنگ کی علیحدگی سے ایک سال بعد ۱۱۷۶ھ میں ایک لڑکا جانشین چھوڑ کر مر گیا -

راجہ دیپت رائو باپ کے مرنیکے بعد قریب آٹھ سال تک اس راجہ نے بیڑ پر حکومت کی مگر کوئی ایسا لایق شیر اسکو نملا کہ اس کے جاگیرات کا انتظام اور فوجکی درستی و شاہی ملازمت کا بندوبست کرتا - بلکہ عالم تہا دینوی لذتوں اور عیش پرستی میں پڑ گیا - اس عادت نے اسکے کاہل کو تہ اندیش خانہ نشین بنا دیا - مالی و ملکی انتظام خود غرض کارپردازوں کے ہاتہ میں تہے - جو رعایا کو ستاتے اور ملک کو لوٹتے تہے - یہہ راجہ اس زمانہ کے دستور کے موافق اپنی فوجکے ساتہہ لشکر شاہی میں حاضر نہیں ہوا - اور نہ کسی اپنے فوجی افسر یا قرابتدار کو بادشاہ کے خدمت میں حاضر رکہا - جب دربار شاہی میں طلبی ہوئی تو حکم کی تعمیل کی نہ کوئی عذر پیش کیا - فرمان شاہی بنام مہاراج نرپت سنگہ بہادر برادر راجہ قندہار بغرض ضبطی قصبہ بیڑ پہونچا نرپت سنگہ نے پانسو پیادہ اور چار سو سوار سے یلغار پہونچکر قصبہ بیڑ کا محاصرہ کر لیا شاہی فوج کے مقابل میں راجہ کے سپاہیوں نے ہمت ہار دی - نرپت سنگہ نے حکمت اور تدابیر سے ایسی فوجی دھمکیاں دیں کہ بلا کشت و خون قصبہ بیڑ پر قبضہ ہو گیا - تمام پرگنہ شاہی خالصہ میں شریک کر لیا گیا - اور ایک سال تک نرپت سنگہ بیڑ پر حکومت کرتا رہا - ۱۱۸۳ھ میں پرگنہ بیڑ[1] درعوض تنخواہ جاگیر نواب شرف[2] الدولہ بہادر رستم جنگ کو عطا ہوا اور نرپت سنگہ ناندیڑ پر واپس آیا - ۱۱۸۵ھ میں لشکر شاہی اور رگھوجی راؤ بھونسلہ کی فوج سے مقابلہ ہوا - اس معرکہ میں نرپت سنگہ شریک تہا بعد کامیابی نواب نظام علیخان بہادر نے بتاریخ ۱۵ رمضان اس راجہ کو سرپیچ و جیغہ مرصع مرحمت فرمایا - ۱۱۹۰ھ میں نواب نظام علیخان بہادر قلعہ اودگیر کے ملاحظہ کے لئے تشریف فرما ہوئے راجہ نرپت سنگہ و بیر بہادر راجہ پالم ہر دو ہمراہ رکاب تہے نواب موصوف نرپت سنگہ کے خیمہ میں تشریف لائے اور نرپت سنگہ نے جواہر اور پوشاک و اسپ و فیل بطور نذر پیش کیا - فتوحیت سے سرفراز کیا گیا -

---

[1] ماثر الامرا ۱۲ [2] تاریخ ظفرہ مولفہ گردہاری لعل ۶۲

مہاراجہ نرپت سنگھ سے نیکنامی اور نام آوری سے زندگی بسر کرکے ۱۱۹۱ھ[1] مین دنیا کو چھوڑا اور حاکم حقیقی کے پاس چل بسا۔ اسکا سمادہ ناندیڑ کے قلعہ کے نیچے گوداوری گنگا مین ہے

راجہ کی اولاد

نرپت سنگھ کو دو بیٹے تھے بڑا بیٹا درجن سنگھ اور دوسرا جوت سنگھ تھا۔ جوت سنگھ کے دو بیٹے۔ پہلا دلیپت سنگھ لاولد فوت ہوا دوسرا جسونت سنگھ ارسکو بھی اولاد نہین ہوئی رنی کنور بائی رانی نے اپنے بھائی کبیری سنگھ بن لعل سنگھ کو متبنی کرکے جسونت سنگھ کا قایم مقام کیا۔ تعلقہ ماہور مین چار جاگیرات انکے نام پر بحال ہین۔

راجہ لعل کبیری سنگھ المخاطب گوپال سنگھ

ثالث ہندو پت مہندر بہادر

یہہ راجہ اجی چند گور کا بڑا بیٹا تھا۔ باپ کے معرکہ خبگ مین مارے جانے سے نواب نظام علیخان بہادر کے قدردان دل مین جگہ پائی۔ اور مورد الطاف شاہی ہوکر اپنے ہمچشمون مین وقعت پیدا کی۔ تعلدار قلعہ قندہار و نیز جاگیرداری پرگنہ ناگور سے بشرط نگہداشت جمعیت سرفراز ہوا۔ اور نواب ممدوح کے ہمراہ معرکہ جنگ مین رہکر نام اور خطاب و انعام اور مال غنیمت بہت کچھہ پایا۔ یہہ راجہ جسقدر شجاع تھا اسیقدر نیکون طبع اور مرغوب القلب بھی تھا عمارات کے بنوانے اور باغات کے تیار کرانیکا بڑا ہی شایق تھا اور اس کام مین ہزارہا روپیہ صرف کرکے قندہار کو رشک کشمیر بنا دیا۔ قلعہ مین **کچہری کا مکان** — اور **لعل محل** اس نے بنوایا۔ **راج محل** کو درست کروایا۔ مالش پورکی سرزمین رود ناگ جہری کے کنارے **لعل باغ** اور ایک چھوٹی سی خوش نما بارہ دری تیار کروائی اس باغ مین آم و جامن کے علاوہ اقسام اقسام کے عمدہ عمدہ درخت دور دور مقامات سے طلب کرکے لگائے گئے۔ اور لعل باغ کے قریب ہی **کنول تالاب** بنایا **لال تالاب لال نگر۔ لال باڑی۔ بہوانی کا مندر۔ سلوانی کا دیوال** ایسکی یادگار ہین

[1] بعض قدیم کاغذات مین ۱۱۹۰ھ ہجری لکھا ہے ۱۲

لال باغ کے پرے رانی سنگار بائی کے نام سے سنگار باغ لگایا گیا۔ اہل زمانہ کا قاعدہ ہے کہ جدہر حاکم کا میلان دیکھتے ہیں خود بھی ادہر ہی ڈہل جاتے ہیں تاکہ اسکے دل میں گہر کر نیکا موقع ملے راجہ کو عمارت کیطرف متوجہ دیکھکر امرا نے بھی عالیشان مکانات اور پر بہار باغ سے قندہار کو آراستہ کیا۔ راجہ کی رنگین طبیعت اپنے جوش پر آئی تو نئے نئے گل کہلاتی تھی جسمیں فضول خرچی کی کوئی انتہا باقی نہ رہتی۔ جب لال باغ تیار ہوا۔ اور دوشیزگان باغ نے گلفروشی پر کمر باندہی تو راجہ کے دل میں عیش و عشرت کی ترنگ آئی۔ خوب دل کہولکر باغ آراستہ کیا گیا آم اور جامن کا عجب شباب بنا۔ اسلئے آم کے درختوں کو سبز پگڑی اور جامن کے درختوں کو ساڑہی چولی پہنائی گئی۔ اور ہولیوں کے سہرے باندہے گئے۔ گویا دولہنوں کی تیاری کی اور اس تقریب میں ہر درخت کے نیچے یقیں دسترخوان بچھا رہا۔ عام اجازت تھی جسکا دل چاہے آئے اور اس انوکھی محفل کا لطف اوٹہائے۔ شہر زمین شہر نے خوب دعوتیں کہائیں غربا اور مساکین کو بھی کہانا تقسیم ہوا۔ اور ہر ایک اپنی قسمت کے موافق مالا مال کیا گیا۔

باولی سید ابراہیمی | سید ابراہیمی از آنجہیم عادل شاہ ثانی بیجاپور کے عہد میں قلعہ قندہار میں تیار ہوئی ہے۔ اس کے حوض میں تالاب کا پانی قدیم دستور کے موافق بذریعہ نل پہونچایا جاتا ہے اور ہر قسم کا مرمت سے خندق و دروازہ تک تین خزانے پانی کے بنائے گئے ہیں۔ خزانہ فصیل ناریل باغ کے پاس ہے۔ اور دوسرا خندق دروازہ کے روبرو سنگ و خشت و چونہ سے قد آدم بندہا ہوا ہے۔ اور تیسرا خزانہ بیس ہاتھ بلند زیر فصیل پرکوٹ جانب بالا مسمار موجود ہے اور اس میں سے پانی قلعہ کی مسجد کے حوض میں پہونچتا تہا۔

راجہ لعل سنگ کے عمل میں مسجد ویران کر دی گئی تہی اور اس نے مسجد کے بڑے دروازہ کو بند کر کے اسکے بازو میں کچہری کے مکان کی بنا ڈالی تہی اور مسجد میں آمد و رفت کیلئے عنبر شاہی برج کی جانب چھوٹا دروازہ بنایا تہا۔ جو ابتک موجود ہے۔ اور اس کاریز مسجد کے حوض سے بند کر کے راج محل کے حوض میں چھوڑ دیا تہا۔ کہتے ہیں کہ سند میونکی عملداری میں عشرہ شریف کے دنگل کے وقت امام بخش صمصام نے یہہ کاریز کہلوایا تہا

جسکے ذریعہ سے تالاب کا پانی راج محل کے حوض مین پہونچتا تھا اس کاریگر عموماً لوگ کاریجہ کہتے ہین

سفر کرکٹہ صاحب تزک آصفیہ نے لکھا ہے کہ کرکٹہ حیدرآباد سے جنوبی و غربی جانب واقع ہے وہان کے زمیندارون نے سرکشی اور بغاوت کی تھی۔ اسلئے نواب نظام علیخان بہادر نے اسنکے تنبیہ و تہدید کا قصد فرمایا۔ راجہ گوپال سنگھ ثالث بھی ہمراہ رکاب تھا و شعبان ۱۱۶۴ھ کو لشکر ظفر پیکر نے بلدہ سے کوچ کیا اور ۷ ذیقعدہ کو باغی زمیندارون کے مقابلہ مین فوج شاہی کے مورچے قایم ہوے۔ نبرد آزمایان دلیران فوج نے زمیندارون کی جمعیت کو منتشر کر دیا اور کرکٹہ پر قبضہ ہوگیا اور زمیندارونکو سخت تنبیہ کیگئی اس معرکہ مین فوج شاہی سے صرف خواجہ عبداللہ خان پسر رحیم اللہ خان زخم تفنگ سے ہلاک ہوا باقی فوج فتح و نصرت کے ساتھہ واپس ہوئی۔ اس سفر مین تین مہینے بیہ دن گذرے رخصت کے وقت راجہ گوپال سنگھ کو خلعت معہ جیغہ مرحمت ہوا۔

ابراہیم بیگ خان دہونسہ کا حال ابراہیم بیگ خان دہونسہ ابن فاضل بیگ خان ابتداً راجہ سیکا کول کے پاس ملازم تھا جب زمیندارانِ تعلقہ کھیڑی دکھو میرسے راجہ سے خودسری کی اور زر مالگذاری داخل نہین کیا اس لئے راجہ نے ابراہیم بیگ خان دہونسہ کو چار سو سوار اور تین سو پیادون کی افسری سے ممتاز کرکے زمیندارون کی تنبیہ کے لئے متعین کیا۔ خان مذکور پانچ سال تک ان پرگنہ جین سرستان سیکا کول کا مناسب انتظام کرکے راجہ کی تمام فوج کا پرمالار بن گیا۔ دہونسہ کے مخالفین اور حاسدین سے رشک و حسد دیکھا گیا اور راجہ کو اس سے بدگمان کر دیا۔ راجہ نے خان مذکور کو سیکا کول طلب کیا اسوقت مین میر نثار علیخان ابن بوخان مذکور کہ قرابت دار تھا راجہ کی بدگمانی کا حال لکھا۔ دہونسہ نے راجہ کی فوج سیکا کول روانہ کر دی اور اپنے چار سو جہان نثار سوار اور تین سو فدائی پیدل اور دو ضرب توپ سے حیدرآباد کا قصد کیا فوج کی تنگی ہوگئی تھی۔ راستہ مین آسی زاد زمیندار پالونچہ سے استمداد چاہی مگر اس نے کچھہ نہ دیا۔ لاچار ہوکر چودہ سو روپیہ کو ایک توپ زمیندار مذکور کے ہاتھہ بیچ ڈالی۔ حیدرآباد پہونچکر ملازمت شاہی کا امیدوار رہا مگر قسمت نے یاوری نکی شدت کی وجہ سے جمعیت منتشر ہونے لگی۔ وقار الدولہ بہادر نے

میر موسی خان بہادر رکن الدولہ مدار المہام سرکار عالی سے ملا دیا - اُن دنونمین میر حسن علیخان بہادر قطب الدولہ پیشگاہ حضور بندگان عالی سے صوبیداری سیکاکول پر ممتاز ہوئے رکن الدولہ بہادر اور وقار الدولہ بہادر نے ابراہیم بیگ خان کو نواب قطب الدولہ کے ساتھ سیکاکول بھیجدیا - خان مذکور ایکعرصہ تک نواب قطب الدولہ بہادر کے ساتھ رہا - اسعرصہ مین راجمندری - ویجھلی بندر - دکوٹور - دکوندیر - دکوندیلی - موسے بہوسی فرانسیس کے علاقہ سے نکالکر سات لاکھ سالانہ محاصل پر کمپنی انگریزی کے تفویض کر دیا گیا اور بہ صلحنامہ بتاریخ ۱۳ رمضان المبارک ۱۱۷۲ھ مین ہوا تھا - قطب الدولہ بہادر ایک لاکھ روپیہ سالانہ محاصل کے جاگیرات بعوض وظیفہ حاصل کر گوشہ نشین ہوگئے - ابراہیم بیگ خان دہونسہ کمپنی انگریز بہادر کا ملازم ہوگیا اور فوج انگریزی کی افسری کر رہا تھا -

حیدر علیخان بہادر والی سرینگ پٹن کا حال

حیدر نایک[۵۲] (بہادر کے نام سے مشہور ہوا فتح نایک کا بیٹا تھا یہ موضع دیوان ہلی متصل قصبہ کولار جو بنگلور سے شرقی جانب ۳۵ میل ہے دہانکا رہنے والا تھا) ۱۱۲۹ھ مین پیدا ہوا - نایک لفظ سنسکرت ہے - سپہدار کو کہتے ہین فتح نایک حیدر نایک کا باپ دو ہزار پیادہ اور پانسو سوار سے نواب صفدر علیخان حاکم ارکاٹ کے مارے جانیکے بعد تلاش روزگار میسور مین آیا ۱۱۴۰ھ مین معہ ہمراہی فوج میسور کے راجہ کا ملازم ہوا - جب ۱۱۵۰ھ مین فتح نایک فوت ہوا - اسکے دو بیٹے - علی نایک اور حیدر نایک تھے حیدر نایک جمعیت سامان بہم پہنچا کر ریاست سرینگ پٹن کا مستقل رئیس بنگیا - اور گرد و نواح پر فوج کشی کر کے زمیندار و نکو مطیع بنالیا - اور اپنا لقب حیدر علیخان[۵۳] قرار دیکر ساٹھ ہزار کے قریب فوج اپنی جلو مین رکھتا تھا

مادہو راو مرہٹہ رئیس پونہ کا حال

مادہو راو مرہٹہ پسر بالاجی راو اپنے چچا راگھو راو کو قید کر کے ریاست پونہ کا خود مختار حاکم بن گیا اور گوپال ہری اپنے سپہ سالار کو فوج کثیر

---

۵۱ تاریخ نزہل مین دہونسہ کا مفصل حال لکھا ہے دہونسہ کی بقیہ کیفیت صفحہ (۱۲۲) کے نوٹ مین لکھی جائیگی

۵۲ مولف سیر بندر نے لکھا ہے کہ حیدر نایک قصبہ کولہر علاقہ بیدر کا رہنے والا تھا ۱۲

۵۳ از تزک آصفیہ ۱۲

کے ساتھہ حیدر علیخان بہادر کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا - نگر گوپال ہری کو حیدر علیخان بہادر سے مقابلہ کی جرارت نہین ہوئی اسلئے ۱۱۸۵ھ مین مادہو راو نے بہت سی فوج کے ساتھہ سرینگ پٹن پر چڑہائی کی -

لعل کبیری گوپال سنگھ ثالث اور ٹیپو سلطان بہادر سے ملاقات اور ابراہیم بیگ خان دہونسہ سپہ سالار فوج انگریزی سے بمقام کاویری پٹن مقابلہ ہونا

مادہو راو کی سرینگ پٹن مین چڑہائی کرنیکی خبر جب بنگالغالی نواب نظام علیخان بہادر کو ہوئی - اسیوقت اپنی فوج اور توپخانہ کے ساتھہ سرینگ پٹن کے جانب توجہ فرمائی - گوپال سنگھ ثالث اپنی راجپوتی جمعیت کے ساتھہ رکاب مین حاضر تہا - اور یہہ فوج بالاپور تک پہونچی تھی کہ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ مادہو راو اور حیدر علیخان مین صلح ہوگئی اور مادہو راو پونہ کی جانب لوٹ گیا - اور اسکا لشکر بہی بالاپور کے قریب سے گذرا -

نواب رکن الدولہ بہادر نے مادہو راو سے ملاقات کی اور باہمی اتحاد کا عہد و پیمان ہوکر مادہو راو پونہ کی طرف چلا گیا - بندگا لغالی معہ فوج یہان ٹہرے رہے رکن الدولہ بہادر نے راجہ گوپال سنگھ ثالث اور دوسرے سردارون کو سرینگ پٹن کی جانب روانہ کیا -

جب نظام شاہی سردار سرینگ پٹن پہونچے - اور صلح کا اطمینان ہوا تو نواب رکن الدولہ سرینگ پٹن مین داخل ہوے - اور حیدر علیخان اور انکے بیٹے ٹیپو سلطان سے ملاقات ہوئی اور کاویری پٹن پر حملہ کرنیکی تجویز قرار پائی - ٹیپو سلطان بہادر گوپال سنگھ کے ساتھہ بندگا لغالی نواب نظام علیخان بہادر کی خدمت مین پہونچا اور شرف باریابی حاصل کیا یہہ فوج سرحد رکاٹ کی جانب متوجہ ہوئی - حیدر علیخان بہی اپنی فوج لئے ہوئے سرکار عالی کے لشکر مین داخل ہوا یہہ فوج کثیر بہر تسخیر قلعہ کاویری پٹن روانہ ہوئی - ابراہیم بیگ خان دہونسہ سردار فوج کمپنی انگریزی معہ فوج باقاعدہ اور توپخانہ قلعہ کاویری پٹن

سلہ از تزک آصفیہ وسیر سہد ۱۲

مین موجود تہا۔ اسنے آنیوالی فوجکو روکا طرفین کی فوج زیادہ تہی خوب لڑائی ہوئی۔ سرکار عالی کی فوجکا قدم آگے بڑہتا گیا اور قلعہ کادیری پٹن پر قبضہ ہوگیا۔ ابراہیم بیگ خان دہونسے نے ہرچند فوجکو سنبہالنے کی کوشش کی مگر کوئی تدبیر مفید نہین ہوئی۔ اور فوج نے چینا پٹن مین آکر اپنے حواس درست کئے۔ اس معرکہ مین راجہ گوپال سنگہ کی کارگذاری بہی قابل قدر سمجہی گئی۔ اور وہ مورد الطاف شاہی ہوا۔ حیدر علیخان اپنی فوج کے ساتہہ وہین ٹہرا رہا۔ اور سرکار عالی مع فوج کامیابی کے ساتہہ حیدرآباد واپس پہونچے

بیر بہادر پالم کے راجہ کا قندہار کو آنا۔

راجہ بیر بہادر بہیروجی سرکرکا بیٹا ہے۔ اصل وطن اُسکا انا گوندی تہا۔ جو دریاے تنگ بہدرا کے کنارے واقع ہے۔ وطن سے نکل کر کچہہ عرصہ تک بیجاپور کے قریب کسی دیہات مین سکونت اختیار کی۔ بہیروجی کو نیلمراز سندیلے سے قرابت تہی اور سندیہ کو بہت بڑا منصب وجاگیر حاصل تہی۔ سندیہ کے ذریعہ بہیروجی نے نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کے پاس رسائی کی۔ نامبردہ کو منصب جلیلہ کے ساتہہ پرگنہ پالم صوبہ بیدر کی عملداری عطا ہوئی اور اسنے اپنی زندگی تک خدمت سرکاری اچہی طرح نبکنای کے ساتہہ انجام دی۔ اس کے مرنیکے بعد اسکا بڑا بیٹا اکاجی قایم مقام ہوا۔ اور رفتہ رفتہ عہدہ کارگذاری کے صلہ مین ہفت ہزاری منصب

سلہ نواب دالاجاہ والی ارکاٹ نے بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر کو دہونسہ کی سفارش کی اور خود بندگانعالی نے کادیری پٹن پر دہونسہ کی بہادری ملاحظہ فرمائی تہی۔ اس لئے اسکو اپنی فوجمین شریک کرلیا اور وقتاً فوقتاً اس کے بہادرانہ کارگذاری کے صلہ مین ترقی دیکر سرکار کہم و سرکار ایلگندل اور نرسل کی حکومت پر مقرر فرمایا۔ دہونسہ نے تہوڑہی عرصہ مین عزت اور نام آوری کے ساتہہ ضابطہ جنگ ظفرالدولہ بہادر الملک خطاب پایا۔ قصبہ نرسل کو مستقر قرار دیکر بڑا شہر بنیاد دیا تہا کمال عروج مین بتاریخ ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۵ھ کو قلعہ نرسل مین عارضہ سرطان سے انتقال کیا ابراہیم باغ مین پختہ قبر بنی ہے۔ مولف کو سنہ ۱۳۰۷ف مطابق سنہ ۱۳۱۵ھ ماہ شوال مین عملداری سر بورنانڈیر کے دورہ کے جاتے وقت قصبہ نرسل مین ٹہیرنے کا اتفاق ہوا تہا ابراہیم باغ مین ڈیرے لگائے گئے تہے۔ یہہ باغ وسیع اور عالیشان ہے اور اسمین ابراہیم بیگ خان دہونسہ کی پختہ قبر بنی ہوی ہے ۱۲

اور خطاب ابدالی راجہ بیر بہادر سے سرفراز ہوکر پرگنہ پالم کا جاگیردار ہوا۔ راجہ بیر بہادر بغرض زیارت روضہ حضرت حاجی سیاح سعید الدین قدس سرہٗ پالم سے قندھار آیا۔ بعد تشکش نذر وحصول سعادت زیارت مزار مبارک۔ اسی وقت راجہ ممدوح سے ملاقات کی اور ایک شب مہمان رہکر پالم واپس چلا گیا۔ سنہ ۱۱۹۱ھ میں راجہ بیر بہادر نے اپنی جاگیر پالم میں انتقال کیا۔ اس کے دو برس کے بعد راجہ سدھرم اسکا بیٹا جانشین ہوا

مدد ہاجی ہرسنا کی فوج سے مقابلہ

سنہ ۱۱۹۷ھ میں بنگالہ والی نواب نظام علیخان بہادر گلبرگہ کی جانب تشریف فرما ہوئے راجہ گوپال سنگھ ثالث بھی معہ فوج ہمراہ رکاب تھا بتاریخ ۱۰ ذیقعدہ نواب نے گلبرگہ سے کوچ فرمایا اور سیر و شکار کرتے ہوئے دریائے بیمرا کی جانب روانہ ہوئے ۹ تاریخ کو شنکر اجی کہو رپڑہ جو مودہاجی ہرسنا کی فوج کا سپہ سالار تھا تحصیل زر محالات کیلئے معہ فوج جا رہا تھا اوس نے اس غنیمت سے یہ خیال کیا کہ لشکر فیروزی اثر کے عقب میں چلنے والوں کو غارت کرے اور مال اسباب لوٹ لیوے ہراول لشکر ظفر قرین میں راجہ گوپال سنگھ بہادر بھی اپنی جمعیت کے ساتھ موجود تھا۔ شنکر اجی کے لشکر سے مقابلہ ہوگیا ہرچند سرداران فوج شاہی نے مرہٹوں کو چلے جانیکو کہا مگر مرہٹوں نے نہ مانا۔ شنکر اجی کہو رپڑہ مرہٹوں کی فوج کا افسر خود فساد پر تیار ہوگیا اور شاہی فوج پر حملہ کیا۔ سرداران فوج شاہی نے ایسی مرکہ آرائی کی کہ مرہٹے پسپا ہوگئے۔ اور دوسرے حملہ میں مقہور فوج منتشر ہوکر اس بدحواسی سے بھاگی کہ اثاثہ اور سامان کو اٹھانیکا بھی خیال نہوا۔ اور بہت سے اونٹ گھوڑے اور بیل جس پر پیتل اور تانبے کے برتن اور عمدہ عمدہ ریشمی کپڑے اور غلہ لدا ہوا تھا اور بہت سا نقد روپیہ اور رنگ برنگ اور بہت سارا اسباب متفرق تھا فیروزی اثر کے بہادروں کے ہاتھ آیا۔ بعد عرض راجہ ممدوح نواب نے مراحم خسروانہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک پیسے سے لاکھ روپیہ تک غنیمت خوجکو معاف ہے۔ سپاہیان اور افسران فوج مالامال ہوگئے۔ اس معرکہ میں راجہ گوپال سنگھ اور ہمراہی راجپوتوں کو بہت سا سامان غنیمت ہاتھ آیا اس بہادری

سلہ یہ مضمون قلمی بیاض سے اخذ کیا گیا ہے مگر راجہ بیر بہادر کا حال مآثر الامرا کی پہلی جلد میں موجود ہے ۱۲

سلہ از تزک آصفیہ ۱۲

اور کارگذاری کے صلہ مین نواب نظام علیخان بہادر نے راجہ گوپال سنگھ کو ایک اسپ خاصہ معہ ساماں مرحمت فرمایا۔

ہولکر اور سندیہ کی فوج سے مقابلہ

ماہ رمضان ۱۱۹۰ھ مین نواب نظام علیخان بہادر بمقام اورنگ آباد قیام پذیر تھے اس عرصہ مین راگھوبا مرہٹہ فوج ہولکر و سندیہ کو فراہم کرکے دریای نربدا عبور کرکے صوبہ خاندیس مین گھس گیا۔ نواب نے اسکے تعاقب کا قصد فرمایا۔ اور فتح میدان مین خیمے استادہ ہوے۔ راجہ گوپال سنگھ ثالث اور پدم سنگھ راجہ کولاس کی طلبی ہوئی۔ باریابی کے ساتھ ہر ایک کو سرپیچ و جیغہ مرصع مرحمت ہوا۔ اور فوج ظفر موج ۵ ذی قعدہ ۱۱۹۰ھ کو برہانپور داخل ہوئی۔ جب یہ خبر ملی کہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۱۸۸ھ مذکور کو حضرت عمدہ بیگم صاحبہ نے رحلت فرمائی بندگانعالی مغموم ہوکر واپس ہوے مگر لشکر ظفر پیکر جس مین راجہ گوپال سنگھ شریک ہتا راگھوراو کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ غرہ محرم ۱۱۹۱ھ کو راگھوراو کا لشکر شکست کھاکر بھاگ گیا۔ راجہ گوپال سنگھ ثالث کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

چوسر باغ کا جشن

بندگانعالی اورنگ آباد سے دولت آباد مین رونق افروز ہوے نواب وقار الدولہ بہادر نے بتاریخ ۶ شوال ۱۱۹۱ھ چوسر باغ مین محفل جشن ترتیب دی اور جملہ عہدہ داران۔ ہمراہی لشکر ظفر پیکر کو مدعو کیا بندگانعالی تمام عہدہ دارون کے ساتھ رونق بخش محفل ہوے راجہ نرپت سنگھ و راجہ گوپال سنگھ نے معہ برادران اس محفل مین شریک ہونیکی عزت حاصل کی اور قلعہ دہارور تک بندگانعالی کے ہمراہ رکاب رہے۔

عطای خطاب ہمی اندر ہندوپت بہادر

۱۱۹۱ھ مین گوپال سنگھ ثالث اور تیج سنگھ حیدرآباد آئے ۱۷ ذیحجہ ۱۱۹۱ھ کو بندگانعالی بلدہ سے کوہ شریف کو تشریف فرما ہوئے اور وہین دربار فرمایا اور عید کی نذرین لین اور خطابات عطا ہوئے۔ میر فخرالدین پسر قمر الدین خان کو ہمت جنگ خطاب ملا۔ اور سید رودلا در خان کو مظفر الدولہ سیف جنگ خطاب معہ اضافہ منصب سہ ہزاری اور پالکی جمالدار عطا ہوئی۔ اور راجہ گوپال سنگھ ثالث کو خطاب ہمی اندر ہندوپت بہادر و سرپیچ مرصع عطا ہوا

لہ مولا کا پہاڑ حیدرآباد سے ۲ میل جانب شمال و مشرق واقع ہے اور وہان حضرت علی متشکل کشا رضی اللہ عنہ کا چلہ ہے ہر سال ماہ رجب کی ۱۴ سے ۱۸ تک بتقریب عرس بہت بڑا میلہ ہوتا ہے ۱۲

سرفرازی سرپیچ مرصع ماہ محرم ۱۱۹۳ھ مین راجہ گوپال سنگھ آمد کنور درجن سنگھ نے دربار شاہی مین حاضر ہونیکی عزت حاصل کی۔ اور نذر بین گذرانین بندگانعالی نے گوپال سنگھ اور کنور درجن سنگھ کو سرپیچ مرصع دو رقم مرحمت فرمایا۔

راجہ کا نرمل کو جانا اختشام جنگ بہادر خلف مبارزالملک ابراہیم بیگ خان دہولہ نے بغاوت اختیار کی اسکی تنبیہ کے لئے بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر نے ماہ صفر ۱۱۹۷ھ مین کوڑلہ سے ہوتے ہوئے نرمل کے جانب توجہ فرمائی۔ لشکر ظفر پیکر مین گوپال سنگھ مہندر بہادر اور راجہ پدم سنگھ شریک تھے۔ اور طلایہ و خرم و احتیاط فوج شاہی کی نگرانی انکے تفویض تھی۔ لشکر فیروزی اثر دریائے گوداوری کو عبور کرکے حدود نرمل مین پہونچا۔ اختشام جنگ نے فوج و توپخانہ مہیا کرکے مقابلہ کیا۔ پہلے ہی حملہ مین اختشام جنگ کی فوج پسپا ہوگئی۔ اور قلعہ چٹیال مین متحصن ہوگیا۔ غرہ ربیع الاول کو اختشام جنگ نے بذریعہ مشیرالملک بہادر اپنے قصور معافی خواہ ہوکر حاضر ہونیکی اجازت چاہی۔ بندگانعالی نے مراحم خسروانہ سے اسکی درخواست قبول کرلی۔ ابھی صلح کا تصفیہ نہوا تھا کہ یکایک اختشام جنگ کا خیال بدل گیا اور فوج شاہی پر حملہ کیا۔ بہادران لشکر شاہی نے نہایت ثابت قدمی سے باغی فوجکو منتشر کردیا بہرحال دونون جانب سے سخت معرکہ آرائی ہوئی اور ہزارہا آدمی مارے گئے۔ اختشام جنگ قلعہ مین محصور ہوگیا اور نہایت مجبور ہوکر اپنی والدہ کو بندگانعالی کے خدمت مین بھیجکر قصورات کی معافی چاہی اور ۱۴ ربیع الاول کو رومال سے دونون ہاتھ باندھکر بندگانعالی کے حضور مین حاضر ہوگیا۔ بندگانعالی نے اسکا قصور معاف فرمایا خلعت و سرپیچ مرصع عطا کیا۔ اور بدستور اس کے منصبوحنہ تعلقات بحال رکھے۔ اس معرکہ مین طرفین سے فوجی سپاہیون کے علاوہ افسر بہت مارے گئے نواب صولت جنگ بہادر خلف شرف الملک بہادر ضرب گلولہ سے ہلاک ہوئے۔ بعد واپسی سفر بتاریخ ۵ شعبان ۱۱۹۷ھ راجہ مہندر گوپال سنگھ و پدم سنگھ راجہ کولاس کو پاندان[۳] رخصت و سرپیچ مرصع مرحمت ہوا۔ اس مہینے مین نواب رفعت الدولہ بہادر کو سرپیچ و جیغہ مرصع ملا اور نامدیا۔

---

۱ از تزک آصفیہ ۱۲ ۲ از تزک آصفیہ ۱۲ ۳ ملک دکن مین وقت رخصت پان اور عطر دیا جاتا ہے اسکو پاندان رخصت کہتے ہین ۱۲

جانیکی اجازت ہوئی۔

ناگوجی نایک کا واقعہ قندہار سے ۴ میل پر موضع رسن گئی نوعین ناگوجی نامی نایک[1] رہتا تھا جو بڑا دلیر و بنہایت عیار شخص تہا۔ اسکو عہدۂ نایکی تعلقہ پالم و راجورہ و قندہار کا حاصل تہا۔ مالیگانوں کے جاتا کی نگرانی اور دیوتا کے سواری کا انتظام اور جاتریونکی حفاظت مال کی ذمہ داری اسیکی سپرد تہی۔ اور اسکے عوض ہر ایک تعلقہ سے اسکو رسوم مقرر تہے۔ ان تینون تعلقے کے چورو ڈاکو اسکے تابع فرمان تہے رعایا کا امن اسکی توجہ کا محتاج تہا۔ اُسوقت پولس کے پورے اقتدارات اسکو حاصل تہے۔ رقم رسوم کے علاوہ ان تعلقات سے مدد معاش بہی اسکو مقرر تہی راجہ صاحب قندہار اور اس نایک مین قدیم سے رابطۂ اتحاد تہا۔ انہونون موضع وائجرواڑی کا دلیسکہ سرکار سے باغی ہوکر اس موضع کی چہوٹی مگر مستحکم گڈہی مین چند مفسدون کے ساتہہ مقیم تہا جمعیت سرکاری نے عجب خان جمعدار کی ماتحتی مین اس گڈہی کا محاصرہ کیا لیکن کسیطرح گڈہی فتح نہوئی۔ نہ دیسکہ گرفتار ہوا۔ عجب خان افسر نے راجہ صاحب قندہار سے امداد طلب کی۔ مگر راجہ سنتا نہ دیا۔ ناگوجی نایک نے اپنی رسوخ سرکار مین پیدا کرنیکے لئے بلا اطلاع و بلا مشورہ راجہ صاحب جمعیت سرکاری کی مدد دی۔ اور شبانہ شب لقب لگاکر گڈہی کا ایک برج گرادیا۔ سرکاری جمعیت کو کامیابی ہوئی۔ اور دیسکہ وائجرواڑی گرفتار ہوگیا۔ اور اس حسن کارگذاری کے صلہ مین سرکار سے نایک کو کالا پہاڑ لقب ملا۔ اس واقعہ سے راجہ کو یقین کردیا۔ خصوصی پہاڑ کا لقب نایک کے نام کے ساتہہ یہہ ہرگز سننا نہین چاہتا تہا۔ اور اپنے خاندان کی تحقیر کا باعث سمجہتا تہا کیونکہ پہاڑ سنگہ[2] اس راجہ کے جد اعلی گوپال سنگہ کے دادا کا لقب تہا۔ یہہ بہی سنا گیا کہ اندنون فن عیاری کے متعلق نایک اور راجہ مین کچہہ بحث بہی ہوئی اور نایک نے کہا کہ قلعہ قندہار مین گہس آنا کیا بڑی بات ہے۔ اور یہہ ثابت کرنیکے لئے کہ باوجود استحکام قلعہ و سامان حفاظت شب کیطرح

---

[1] نایک لفظ سنسکرت ہے پہہدار کو کہتے ہین نایک کے مارے جانیکے واقعہ کی بہت بڑی مرہٹی زبان مین گیت بنائی گئی ہے جسکو (ناگوجی نایک کا پوانڑا) کہتے ہین۔

[2] مآثر الامرا کی جلد دوم مین راجہ گوپال سنگہ کے سلسلہ کیفیت مین گوپال سنگہ کے دادا کا نام بہادر سنگہ اور بعض نسخہ مین بہادر سنگہ لکہا ہے مگر راجہ کے خاندانی لوگ پہاڑ سنگہ کہتے ہین۔

ناگوجی نائیک راجہ کی خلوت تک پہونچ گیا تہا۔ دوسرے دن رات کی لائی ہوئی راجہ کی انگشتری اجہ کے پاس تحفتہ بہیجدی۔ ان واقعات سے راجہ کو نائیک سے قلبی عداوت پیدا ہوگئی اور نوابو ڈہونڈتا رہا مگر اسکو ناگوجی جیسے نائیک پر قابو پانا کوئی آسان کام نہین تہا ناگوجی ایک بڑا چالاک آدمی تہا وہ راجہ سے دور ہی دور رہا۔ ایکدن راجہ کو خبر ملی کہ نائیک بادشاہی رمنہ مین جو حدود قندہار کے شرقی شمالی جانب ہے موضع پانگری کے راستہ سے بغرض شکار آیا ہے۔ راجہ فوراً وہان پہونچا۔ مگر اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مسلح پاکر راجہ نے اپنی پالیسی بدلدی۔ اور بہت ہی ملایمت سے پیش آیا اور کچہہ ایسے محبت آمیز الفاظ مین تقریر کی کہ نائیک کو راجہ کیطرف سے اطمینان ہوگیا۔ اور دہوکا کہا گیا۔ راجہ اپنے قلعہ مین واپس آکر اس معاملہ کو طرح دے گیا اور اس سخت برہمی کو جو نائیک کی جان لئے بغیر فرو ہونیوالی نہتی ایسا ضبط کیا کہ نائیک کچہہ سمجہہ نہ سکا۔ راجہ کچہہ دنون بعد سیر و شکار کے بہانے موضع انڈکہ مین پہونچا۔ نائیک نے ملاقات کی۔ راجہ نائیک کے ساتہہ ساتہہ رسن گانون مین گیا نائیک راجہ کے پاس بیٹہا باتین کر رہا تہا کہ راجہ کے سپاہیون نے چالبازی سے اسکے گڈہی اور گہر پر قبضہ کرلیا ادہر راجہ کے اشارہ کرتے ہی نائیک گرفتار کرلیا گیا۔ قندہار پہونچتے ہی راجہ نے حکم دیدیا کہ نائیک توپ کے منہہ سے باندہکر اوڑا دیا جاے۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی نائیک نے راجہ سے آخری التجا یہ کی کہ توپ کے منہہ پر چھاتی سے باندہا جاؤن۔ راجہ نے بخوشی کشادہ پیشانی کے ساتہہ نائیک کے التماس کو مان لیا اور نائیک کا سینہ توپ سے باندہا گیا۔ قندہار مین راجہ کی اس بیرحمی نے ایک تہلکہ ڈالدیا۔ نائیک کے طرفدارون کا داؤ ملا تو ایکطرف تماش بینون کی کثرت نے اور دہم مچادیا عمایدین شہر اور معتبر سپاہیون نے راجہ کو اس خیال سے باز رہنیکی بہت نصیحت کی۔ مگر ضدی راجہ کے دلپر ان باتون کا خاک اثر ہوتا

راماجی رنگاری کی حویلی نقل مشہور ہے کہ راماجی رنگاری جو ایک متمول شخص تہا۔ جسکی عالیشان دیران حویلی بداری بیس کے شارع عام پر ہے اسکے مالدار ہونیکا ثبوت دیتی ہے راجہ سے اس نائیک کی جان کے معاوضہ مین اس نائیک کے ہموزن زر خالص داخل کرنیکا وعدہ کرتا تہا مگر ضدی اور ہٹیلے راجہ نے نہ مانا اور اپنے حکم کو واپس لینا اپنی تہتک کا باعث سمجہا۔

ناگوجی نائیک کی موت حق تو یہہ ہے کہ ناگوجی نائیک کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تہا اور اسکو صفو

روزگار مین جان کے بدلے نام چھوڑ جانا تہا وہ چھوڑ گیا - راجہ کے آخری حکم پر محمد سرور گولہ انداز نے توپ سرکردی آتش فشان توپ کے آگے بچارے نائیک کی کیا حقیقت تہی پرزہ پرزہ ہوکر اڑ گیا - گو دادا بائی بڑہی اور رادہا بائی چھوٹی نائیک کے وہ بیبیان تہین خاوند کے چند پریشان اعضا کو جو انہین مل سکے جمع کرکے محبت اور عزت کی لاگ مین اپنے مذہبی رسوم کے موافق جلتی آگ مین جیتے جی جلکر ستی ہوگئین امرت چشمہ کے قریب تالاب مین انکا سمادہ ابتک باقی ہے سمادہ کے پتہر پر ایک مرد اور دو عورتونکی تصویرین کندہ ہین -

ناگوجی نائیک کی حویلی ناگوجی نائیک کا عظیم الشان مکان قندہار مین شرقی وجنوبی حصہ کے فصیل کے اندر چہاری بیس کے قریب تہا - جسکو راجہ نے توڑکر مسمار کروادیا - اس مکان کی نشانی صرف ایک باولی ابتک باقی ہے -

سیتارام کی حویلی قندہار مین یون تو بہت سے پختہ عالیشان مکان ویران پڑے ہوے ہین جنکی اینٹ اور پتہر کی اونچی اونچی دیوارین کہڑی ہوئین ہین لیکن چھتین گر گئی ہین ان اجڑے ہوے کہنڈرون مین سیتارام کی حویلی اس لئے مشہور ہے کہ اسکی دیوارین بہت بلند ہین معرکہ جنگ کے وقت قلعہ کی توپ کا گولہ اس عالیشان مکان کے درمیان سے نکل گیا اور دیوارین سوراخ باقی رہگیا جسکا نشان ابتک موجود ہے اور دیوار قایم ہے سیتارام بہت متمول شخص تہا اور اُس نے یہہ عالیشان اور مستحکم مکان عربی دروازہ (بدواری بیس) کے شارع عام پر بنایا تہا راجہ کے جابرانہ طرز عمل سے سیتارام کے خاندان نے اپنے وطن اور عالیشان مکان کو چھوڑکر بقصد بسبت مین اقامت اختیار کی مکان ویران ہوگیا ۱۲۶۳ھ مین اس ویران مکان کا بڑا چوبی دروازہ نکالکر حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ کے روضہ مین لگادیا گیا ہوا ابتک موجود ہے -

حکیم کالی داس کی موت اس راجہ کی عہد مین ایک عجیب واقعہ ہوا - حکیم کالی داس ایک سیاہ منش آدمی راجہ کا ملازم تہا ہنمائی پورہ مین دل سنگہ کے مکان کے قریب رہا کرتا تہا - اور مصری علاج کیا کرتا تہا - روزانہ راجہ کے سلام کو جانا راجہ کے محلات کا علاج اسی سے متعلق تہا - ایکدن حکیم راجہ کے پاس سے واپس آکر ٹہرا ہی تہا کہ پہر طلبی ہوئی حکیم جی کا ماتہا ٹہنکا کہ غیر وقت

اور خلاف معمول طلبی کیون ہوئی حکیم نے ذرا جانے مین تامل کیا اسوقت اتفاقی طور پر رانی کا مزاج بگڑا ہوا تھا - راجہ نے حکیم کے آنیمین جسقدر جلدی ہو مناسب جانکر اور دو جوان بھیجدئے راجہ کے تلون طبع سے اُسکے ملازمین کو بھی اعتبار نہتا حکیم صاحب کو اور بھی تردد ہو گیا - وہان پہونچنے سے پہلے ہی کے ساتھ دس جوان پہونچ گئے حالانکہ راجہ کو رانی کی علالت مزاج نے تشویش مین ڈالا تہا - اور حکیم کی طلبی مین جلدی کر رہا تہا - اس بات کو حکیم جی کی اُسکی مزاج نے کچھ اور ہی سمجہا یا اتفاق مین کہنے لگا کہ ہمین زندہ نہ چہوڑنگا سپاہی تو تہا فوراً مسلح ہو گیا - دو فرزند اور دو اماد بھی اُسکے شریک ہو گئے اور راجہ کے سپاہیون پر حملہ کر دیا ایک جنگ سا برپا ہو گیا - قلعہ سے جوانون کی امداد پہونچی اور جنگ شروع ہوئی بہرحال یہہ پانچون شخص اسوقت تک تلوار چلاتے رہے جبتک کہ بدقون سے نہ مارے گئے -

ایک کمانی مسجد دل سنگہ راجکی ذیمین ایک راجپوت افسر تہا اُسکا عالیشان مکان ہتائی پورہ مین تہا اس نے ایک محرابی عاشور خانہ پختہ تعزیہ داری کیلئے تیار کیا تہا عشرہ شریف مین بڑی دھوم دہام رہتی تہی دل سنگہ کے مرنے کے بعد اسکا گہر تباہ ہو گیا عاشور خانہ ویران ہو گیا تہا ہتائی پورہ کے مسلمانون نے اسکو ایک محرابی مسجد قرار دی ہے اور اس مین بانگ وصلوٰۃ ہوتی ہے

ہتائی پورہ کی وجہ تسمیہ ہتائی پورہ اس محلہ کا نام ہے مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ کے روضہ کے ملحق جو آبادی ہے اور یہہ قدیم محلہ ہے اس آبادی کا بڑا حصہ بافندون کے مکانات تہے جو عام لوگون کی زبان مین مومن کہلاتے ہین (یہہ) ایک آلہ ہوتا ہے جس سے بافت کے وقت بافندے تار لپیٹتے ہین اسلئے قدیم لوگون نے بہ لحاظ سے ہتائی پورہ محلہ کا نام رکہدیا ہے دلیل یہہ ہے کہ اندر سے آبادی کے جس حصہ مین یہہ (مومن) بافندے رہتے ہین اسکو بھی ہتائی پورہ کہتے ہین بعض لوگ یہہ کہتے ہین کہ راجہ کے ہاتی یہان باندہے جاتے تہے اس لئے ہتائی پورہ نام ہوا

کنور جیسنگہ کی ولی عہدی کا تقرر راجہ مہندر کو ولی عہدی سے نشاط ہر طرح حاصل تہا دولت و ثروت حکومت سب کچہ ہی مگر اولاد کے نہونے سے دل کا ملول رہتا تہا - بڑہاپے کے آثار نمایان ہو رہے اولاد سے اور ناامیدی ہو گئی - اسلئے اپنی جانشینی اور سرپرستی کے لئے اپنے چہوٹے بہائی بیرنی سنگہ کے بیٹے جی سنگہ کو منتخب کیا یہہ تقریب ۱۹۳۴ء مین ہوئی -

دھوم دھام سے ہوئی راجہ صاحب کولاس راجہ صاحب ماہور اور اطراف کے راجہ اور زمیندار نامی شریک جلسہ ہوے۔

ذکر حضرت بیریا شاہ درویش حضرت بیریا شاہ صاحب ایک مجذوب تھے جنکی ذات بابرکات سے عوام کو فیض حاصل تھا۔ اکثر بھیکا شاہ صاحب کابلی کے پاس تالاب کے کنارے رہا کرتے راجہ مہندر کے پاس ترسدی ایک شخص اسکے مصاحبون سے تھا وہ اپنے حصول منفعت کیلئے اکثر اہل دول ملازمین راجہ اور ساہوکارون کو دام تزویر مین پھنسائے رکھتا تھا۔ اور اقسام اقسام کے شعبدہ بازی سے لوگون کو اپنا معتقد بنالیا تھا خود ہی سحر کرتا اور کسیقدر قرار داد کے بعد معالج بنتا۔ جب بیریا شاہ صاحب کے کمالات اور کرامات کی شہرت ہوگئی سب لوگ ادہر رجوع ہوگئے اور شاہ صاحب کی دعا کی برکت سے صحت پاتے چلے ترسدی کو شاہ صاحب سے سخت رنج پیدا ہوا اور اسنے عجب کارسازی و شعبدہ بازی کی جسکا ذکر حضرت مولانا محمد امین الدین صاحب کثرت مرحوم نے اپنی تصنیف مین اسطرح فرمایا ہے۔

بروزے نشستہ مہندر بباغ	دمادم کشیدے بمستی ایاغ
ہمہ نوکران حاضر اندر حصار	ہمہ ملک در دست دہم گیردار
بزیر درختے چو شیرے نشست	بساط غم و درد را در نوشت
کہ ترسدی آمد بصد مکر و فن	بنا کرد در پیش او یک سخن
کہ برخیز اے راجہ زینجا شتاب	کہ از بہر تو می رسد زہر ناب
مہندر ازینجا بہ برخاست زود	کہ آمد یکے منجنیقی فرود
درختے فتادہ بزیر زمین	مہندر ازو گشت درخشم و کین
طلب کرد درویش رازان عقاب	برآورد از سلک دندانش ناب

مہندر نے ترسدی کے کہنے پر بیریا شاہ کو پکڑ منگوایا اور دانت گرادئے شاہ صاحب اسی حالت سے تالاب کے کنارے پر واپس آئے بقیہ رات یہی بہتر سے توڑ ڈالے اور اپنے منہ کا خون آلودہ پانی قلعہ کی جانب پھینکا۔ آپ کے معتقدین جمع ہوے خوف تھا کہ ہنگامہ بپا ہوجائے مگر شاہ صاحب نے منع کردیا۔ اور ماندرہ چلے گئے۔

ارسطوجاہ کی وزارت اور راجہ مہندر کی دولت وحکومت کا زوال اور صدمۂ ذلت سے اسکا انتقال

نواب رکن الدولہ مدار المہام بہادر کا ۲۶ صفر ۱۱۸۹ھ کو ضرب کٹار سے انتقال ہوچکا تہا اور نواب ارسطوجاہ بہادر امورات خدمت دیوانی کو انجام دیا کرتے تہے بتاریخ یکم شوال ۱۱۹۵ھ روز جمعہ بالاستقلال خدمت دیوانی سے سرفراز ہوئے - راجہ مہندر کی بدعنوانیوں کی شہرت ہوچکی تہی اور اس کے خاندان مین نقاض پیدا ہوچلا تہا اور جاگیرات ترکہ اولاد گوپال سنگھ اور ترپت سنگھ کے لحاظ سے متفرق طور پر بٹ گئے اور پرگنہ قندہار بھی چھین لیا گیا اور یہہ پرگنہ بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۱۹۸ھ درعوض تنخواہ رسالہ نواب شمس الامرا ابوالفتح خان بہادر پائگاہ خاص مین دیدیا گیا نظر قصبہ قندہار اور اسکی قلعداری راجہ مہندر کے نام باقی رہ گئی جو دس ہزار روپیہ سالانہ محاصل کی جائداد تہی راجہ کا دل اس صدمۂ ذلت وندامت کی برداشت نکر سکا کثرت رنج والم نے اسے بیمار ڈالدیا اور اسی سال ۱۱۹۸ھ مین فوت ہوا اسکے بنائے ہوئے لعل باغ مین کنول تالاب کے کنارے دو قبرین راجہ مہندر اور اسکی رانی سون بائی کے نام سے مشہور ہین -

راجہ تیج سنگھ بہادر کی عملداری

تیج سنگھ راجہ لعل سنگھ ہندو بیت مہندر بہادر کا چہوٹا بہائی اور قصبہ کنہر کھیڑہ کا جاگیردار تہا راجہ مہندر کے مرنیکے بعد اسکا بیٹا فرزند کنور جی سنگھ مسند نشین ہوا اور پروانہ شاہی مورخہ ۲ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ بعطائے خدمت قلعداری قندہار معہ قصبہ مجمع کامل آٹہہ ہزار چہہ سو بیس روپئے اور خطاب راجہ جی سنگھ کو عطا ہوا کنور جی سنگھ کم سن تہا اسلئے تیج سنگھ کو فوج شاہی مین جی یک رسمی عزت حاصل ہوئی

خاندیس کا سفر اور راگہوراؤ مرہٹہ سے مقابلہ

۱۱۸۸ھ مین تیج سنگھ بہادر ہمراہ رکاب بنگالہ نواب نظام علیخان بہادر آورنگ آباد تک گیا جب راگہوراؤ سے ہولکر اور سندیہا کو فراہم کرکے فوج کثیر کے ساتہہ دریائے نربدا کو عبور کیا اور صوبۂ خاندیس مین پہونچا شاہی فوج نے

تحولات حدیقۂ عالم نے لکہا ہے کہ (معین الدولہ مراد ارسطوجاہ درجمیع مقدمات ملکی ومالی دخیل گشتہ عہدۂ خدمت مدار المہامی بدون آنکہ متعلق شود بخود متعلق گردانیدند ۱۲

اسکا تعاقب کیا تیج سنگھ اس معرکہ مین فوج شاہی کے ساتھ تھا راگھو فوج ظفر موج کی مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گیا۔ نواب نظام علیخان بہادر نے تیج سنگھ کو اس کارگذاری کے صلہ مین سرپیچ و جیغہ مرصع عنایت فرمایا۔

دریاے کرشنا کی سیر اور سفر ۳ محرم ۱۱۹۱ھ کو نواب نظام علیخان بہادر حیدرآباد سے دریاے کرشنا کیطرف بغرض سیر و تفریح روانہ ہوئے اس سفر مین تیج سنگھ اور اسکا بیٹا بیجے سنگھ دونون ہمراہ رکاب تھے جب ۱۷ جمادی الاول کو بعد سیر و شکار واپس ہوکر حیدرآباد داخل ہوے تو مہندر گانغالی نے تیج سنگھ اور بیجے سنگھ کو سرپیچ و دوشالہ مرحمت فرمایا۔

کوہ مولا کی زیارت ۱۱۹۱ھ کو راجہ لعل سنگھ نبیرہ دیپت مہندر بہادر کے ساتھ جب راجہ تیج سنگھ بلدہ حیدرآباد مین داخل ہوا اسوقت بندگانغالی زیارت کوہ شریف کیلئے تشریف فرما ہوے تھے اور یہین قیام تھا دونو راجہ دربار شاہی مین باریاب ہوے اور راجہ تیج سنگھ کو سرپیچ مرصع عنایت ہوا۔

تیج سنگھ اور بیجے سنگھ کا مقابلہ فوج ٹیپو سلطان قلعہ بادامی مین محصور ہوکر رہائی پانا ۱۲۰۰ھ مین بندگانغالی نواب نظام علیخان بہادر نے تیسری جمادی الاول کو پورنا سے عبور کرکے قلعۂ بادامی کا محاصرہ کیا۔ جاے بے موقع تھی دونو جانب بڑے بڑے پہاڑ تھے جس سے غنیم کی فوج کے شبخون مارنیکا خوف تھا اسلئے وہان سے فوج ہٹاکر میدان مین خیمہ زن ہوے راجہ تیج سنگھ و راجہ بیجے بہادر و کنور جوت سنگھ فرزند نرپت سنگھ و نرپت سنگھ فرزند پدم سنگھ قلعدار کو اس ہی ساتھ تھے۔ فوج مین غلہ کی کمی ہوگئی کیونکہ غلہ کسی قریب مقام سے آنہین سکتا تھا لہذا بمقتضاے مصلحت وقت شرف الملک بہادر اور رفعت الملک بہادر و راجہ تیج سنگھ وغیرہ کو اسی ہزار سوار و جرار سے قلعہ کے محاصرہ پر چھوڑ کر بندگانغالی واپس ہوے۔ اس فوج نے قلعہ بادامی کے محاصرین کو گولہ باری سے تنگ کرکے بامن جان قلعہ خالی کرالیا یہ خبر سنکر ٹیپو سلطان بہادر ایک لاکھ پیادہ اور ساٹھ ہزار بار اور چھ ہزار سوار اور تین سو ضرب توپ وگرنال لیکر ۲۶ رجب کو فوج شاہی کے مقابل ہوا تیج سنگھ وغیرہ افسر معہ فوج شاہی قلعہ مین

سلہ تزک آصفیہ صفحہ ۲۳۷ سلہ تزک آصفیہ صفحہ ۲۵۵

محصور ہوکر ٹیپو سلطان بہادر کی فوج سے مقابلہ کرتے رہے اور باوجود محصوری کے مخالف فوج سے ستر سردار اور پندرہ ہزار سوار و پیادہ بضرب تیر و تفنگ ہلاک کر ڈالا ایک مہینہ تک فوج شاہی محصور رہی اس عرصہ مین حیدرآباد سے لشکر فیروزی اثر بہ سرکردگی نواب شمس الملک بہادر و نواب مشیر الملک بہادر محصورین کی امداد کیلئے پہونچا۔ اس لشکر مین راجہ چمنا بہادر اور راجہ پدم سنگھ بہادر اور راجہ راور منہا اور بہت سے نامور افسر و رسالہ دار و منصبدار شریک تھے معرکہ آرائی کے بعد فوج مخالف پسپا ہوئی۔ اور ٹیپو سلطان واپس چلا گیا تیج سنگھ و پدم سنگھ دیگر سرداران فوج شاہی کامیابی کے ساتھ واپس ہوکر مورد الطاف شاہی رہے

جنگ رودرور

اوس زمانہ مین یہ دستور تھا کہ جمعداران و افسران فوجکو جمعیت کی تنخواہ مین تعلقہ یا پرگنہ بطور تنخواہ جاگیر دیدیا جاتا تھا جمعدار لوگ ضرورت کے وقت متفرق لوگون کو فراہم کرکے فوج ترتیب دیکر پیش کردیتے بعد اجرائی کارادن ہنگامی ملازمین کو علیحدہ کرکے محاصل جاگیر ذاتی فائدہ اوٹھاتے نواب مشیر الملک بہادر جب خدمت دیوانی پر مقرر ہوئے انہون نے فوجکی تنقیح شروع کردی اور اس تنقیح مین اکثر جمعدارونکی کارسازی ظاہر ہوئی اس لئے اون افسرونکو یکسالہ رقم حاصل تنخواہ جاگیرات خزانہ سرکار مین داخل کرنیکے لئے حکم دیا گیا۔ موہن راؤ بنگلہ جسکی فوجکی تنخواہ مین پرگنہ رودرور دیا گیا تھا اوس رقم کا عادی تھا کہ ہمیشہ فوج نہ رکھکر تمام حاصل جاگیرات ذاتی تصرف مین لاتا۔ اسنے رقم یکسالہ داخل خزانہ سرکار کرنے سے انکار کیا۔ اور شب کے وقت فوج شاہی سے بھاگ کر رودرور چلا گیا اور وہان مفسدونکو فراہم کرکے آمادۂ فساد ہوا۔ اسلئے اوس باغی کے تنبیہ کیلئے قلعدار اود گیر اور قلعدار نندیار کو حکم دیا گیا اور فوج شاہی بسرداری راجہ بہار امل کی ماتحتی مین پہونچی موہن راؤ بنگلہ تھوڑی سی معرکہ آرائی کے بعد پاگل کیطرح بھاگ گیا اور پرگنہ رودرور خالصہ سرکاری مین شامل ہوگیا یہ واقعہ سنہ ۱۲۰۲ھ کا ہے

۱؎ تزک آصفیہ مین اس لڑائی کی کیفیت مراحمت کے ساتھ لکھی ہے ہمکو صرف تیج سنگھ کی کارگذاری دکھلانا مقصود ہے اس لئے ہم نے ضرورت کے موافق مضمون اخذ کیا ہے۔

۲؎ تعلقہ رودرور تعلقہ بودھن ضلع اندور مین ہے۔ اور یہان کے قاضی شاہ غلام انبیا صاحب ہین ۱۲

۳؎ حسام الدولہ قلعدار اودگیر تھے ۱۲

بیجے باڑی کی آبادی | تیج سنگھ حلیم الطبع اور سمجھدار آدمی تھا۔ نیکنامی اور خوش اسلوبی سے قندہار کی حکومت کی اور رعایا اور ملازمین کو نہایت خوش رکھا ۱۲۰۱ھ میں اور بعض قول سے ۱۲۰۲ھ میں اناجی باڑی کو اپنے بیٹے بیجے سنگھ کے نام سے موسوم کرکے بیجے سنگھ کو جاگیر دی۔

بہوانی دیوی کا مندر | تالاب کے کنارے شاہ قرار کی مسجد کے پیچھے اُسنے ایک بڑا مندر[1] بنوایا تھا وہ ابتک موجود ہے۔

مواضع پرگنہ قندہار پر بالگاہ کا قبضہ | ۱۲۰۵ھ میں مواضع پرگنہ قندہار نواب خورشید الملک خورشید الدولہ غلام بہادر الدینخان امام جنگ شمس الامرا کے تفویض ہوئے اور سات سال بالگاہ کی حکومت اس پرگنہ کے مواضع پر رہی اور قصبہ قندہار پر راجہ تیج سنگھ کی حکومت تھی

مواضع پرگنہ قندہار پر یادہو راؤ کی حکومت | ۱۹ محرم ۱۲۱۲ھ کو رائے رایان راجہ شامراج بہادر بنابت پیشکاری پر سرفراز ہوئے جس زمانہ میں ارسطو جاہ بہادر پونہ میں تھے راجہ شامراج بہادر خدمت دیوانی کو بھی انجام دیتے تھے۔ راجہ صاحب نے مواضعات پرگنہ قندہار راجہ یادہو راؤ کے سپرد فرمایا تھا۔

راجہ تیج سنگھ کی موت | قلعہ اور قصبہ قندہار پر راجہ تیج سنگھ بہادر کی حکومت بدستور رہی اور راجہ رعایا کی نظر و تعین باوقعت رہا ۱۲۱۸ھ کے قحط میں اس نے رعایا کو بہت امداد دی تمسک کھپوا کے غلہ اور نقد روپیہ رعایا اور دوکانداروں کو قرضہ دیا تھا قندہار کے رہنے والوں کو آوارہ اور پراگندہ ہونے نہیں دیا حالانکہ اس راجہ کی حکومت سوائے قندہار کے دوسرے مواضعات پرگنہ پر نہ تھی۔ ۱۲۱۹ھ میں بعارضہ بخار دینا سے کوچ کرگیا لاش جلا دی گئی اُسکا سمادہ اسکے اجدادی قبور کے احاطہ میں بنایا گیا اوسکی تصویر کا پتھر بالاجی کے دیول میں موجود ہے۔

راجہ کی اولاد | راجہ تیج سنگھ کے چار بیٹے تھے پہلا بیٹا بیجے سنگھ بیجے باڑی کا جاگیردار

[1] اس مندر میں ہوانی دیوی کی مورت تھی ہمت سنگھ کے حملہ کے وقت روہیلوں نے وہ مورت توڑ ڈالی تھی اس کے بعد برہمنوں نے دوسری سنگ مرمر کی مورت بنوائی ہے جسکی پرستش جاری ہے ۱۲

جسکی اولاد کا سلسلہ باقی نہین رہا۔ دوسرا موتی سنگھ دابکہ کا جاگیردار۔ تیسرا جے سنگھ قندہار کا جاگیردار و قلعدار۔ چوتھا دیپ سنگھ

راجہ کنور جے سنگھ بہادر قلعدار و جاگیردار قندہار

یہہ راجہ مہندر بہادر کا فرزند متبنیٰ اور راجہ تیج سنگھ کا بڑا بیٹا تہا۔ مہندر کے انتقال کے بعد برائے نام مسند راجگی پر بٹہلایا گیا۔ اور نواب نظام علیخان بہادر کی پیشگاہ سے اگرچہ اسکو خطاب راجگی و تمغۂ جاگیرداری ۱۱۹۹ھ مین سرفراز ہوچکا تہا مگر راجہ تیج سنگھ کل کاروبار کا مختار رہتا۔ جب ۱۱۱۹ھ مین تیج سنگھ راہئی ملک عدم ہوا تو جے سنگھ نے زمام حکومت اپنی قبضہ مین لی۔ اس راجہ کے حکومت سوائے قصبۂ قندہار کے اور کچھہ بہی نہتی مگر اسکا رعب تمام پرگنہ کے رعایا پر چہایا ہوا تہا۔ اس مین شک نہین کہ راجہ شجاع و جری تہا مگر سانہ ہی سخت گیر بہی تہا راجہ گوپال سنگھ کے عہد سے قندہار نہایت امن کی جائے تہی معتبر ساہوکار جمع ہوتے تہے دوکاندارون کی کسی قسم کی سختی کا برتاؤ نہین ہوتا تہا صرف اورنگ پورے مین قریب پانچسو مکان قوم راجپوت کے تہے اسکے علاوہ ہتائی پورہ مین بہی راجپوت اور بیڈرے مقیم تہے اور رنگ پورہ غازی پورہ گولی پورہ کی آبادی تالاب کی چارون جانب سے گہری ہوی تہی۔ **درگاہ** سے **کوٹ** بازار و **پاگاہ** و **لال** نگر تک آبادی کا سلسلہ چلا گیا تہا قلعہ کی مشرقی جانب **مالس پور** جنوبی جانب **بہادر پورہ** و **تلنگ پورہ** اپنی اپنی آبادی کی شان علیحدہ علیحدہ دکہلا رہے تہے اور رنگ پورہ و ہتائی پورہ مین جو راجپوت و بیڈرے مقیم تہے وہ سب راجہ کے ملازم نہ تہے بلکہ خوش باش تہے۔ جنکا ذریعۂ معاش دوسرے علاقون کی ملازمت پر تہا مگر ان کے اہل و عیال یہین مقیم رہتے اور اس آبادی کو اپنا وطن جانتے تہے ایسی آباد اور پرفضا بستی کی حکومت راجہ جے سنگھ کو ملی اس راجہ نے پہلے پہل یہہ سخت گیری کی کہ ۱۲۱۸ھ مین جو قحط سخت واقع ہوا تو راجہ تیج سنگھ نے رعایا اور اوسط درجہ کے ساہوکارون کو معزز اشخاص اور معتبر ساہوکارون کی ضمانت پر تمسکات لکہوا کر غلہ اور نقدی سے امداد دی تہی چونکہ قحط کا اثر بڑے بڑے معزز اور امیر لوگون پر بہی پڑہ چکا تہا انہین بہی تمسکات دیکر غلہ اور نقدی حاصل کرنے کا

اتفاق ہوا قحط کے دور ہونے پر رعایا ابھی سنبھلی نہ تھی مویشی کے مرجانے سے دوسرے جانوروں کے خریدنے اور بذریعہ کاشتکار کامل روپیہ ادا کرنیکی ابھی مقتدر نہ ہوئی تھی کہ جے سنگھ کے وصول قرضہ مندرجہ تمسک بین سختی شروع کی اور یہ رعایا اور ملازمین کی دلشکنی کا باعث ہوا۔ بعض لوگ اس سختی کے متحمل نہ ہو جلاوطن ہونے لگے اس نے متفرق معاشداران کی معاش بھی اپنے ادائی قرضہ میں ضبط کرلی تھی۔

نواب نظام علیخان بہادر کی وفات

نواب نظام علیخان بہادر نے ۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ میں بمقام حیدرآباد انتقال فرمایا صحن کے مسجد میں نواب مستطاب کی والدہ ماجدہ حضرت قدسیہ عمدہ بیگم صاحبہ کے مقبرے کے پاس مدفون کئے گئے اور غفرانمآب کے لقب سے مشہور ہوئے آپ کے آٹھ فرزند تھے (۱) نواب عالیجاہ میر احمد علیخان بہادر (۲) نواب سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر (۳) نواب فرید دکن میر سبحان علیخان بہادر (۴) نواب چاندار جاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر (۵) نواب جمشید جاہ میر جمشید علیخان بہادر (۶) نواب اکبر جاہ میر تیمور علیخان بہادر (۷) نواب سلابت جنگ میر بابر علیخان بہادر (۸) نواب کیوان جاہ بہادر

فرمانروائی نواب میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر

آپ نواب نظام علیخان بہادر کے فرزند تھے سکندر جاہ بہادر آپکا نام تھا مولد رجب ۱۲۰۳ھ میں پیدا ہوئے اور بتاریخ ۲ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ سریر آرائے سلطنت دکن ہوئے

وزارت میر عالم بہادر

۲۸ محرم ۱۲۱۹ھ میں نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ دیوان دکن نے دار فنا بخدا انتقال کیا اور انکے جانشین پر ۲ ربیع الثانی ۱۲۱۹ھ سکندر جاہ نے میر عالم بہادر کو عہدہ دیوانی سے سرفراز ہوئے نواب رفعت الملک بہادر مختار کل کی ذمہ داری پر مقرر رہے۔ دیہات پرگنہ قندہار بہ تغیر یادتہورا نواب صاحب موصوف کے تفویض کردئے گئے ماہ محرم ۱۲۲۰ھ میں راجہ کشور جی سنگھ بہادر نے دربار شاہی میں حاضر ہونیکی عزت حاصل کی اور نواب سکندر جاہ بہادر نے بعطائے سرپیچ جدید سند علداری مصحوبہ جاگیر بدستور سابق بنام راجہ مذکور تحریر فرماری اور راجہ کامیابی کے ساتھ قندہار واپس آیا اور حکمرانی کرتا رہا

ساد ہو ہنمنت راؤ مہاراج کی کیفیت

ہنمنت راؤ قوم کا برہمن رانا جی پنڈت کا بیٹا موضع کانڑ کہیڑ تعلقہ بسمت ضلع پربھنی کا دیسپانڈے تہا۔ راجہ جے سنگھ کے امتیازی ملازمین مین اسکا تعلق تہا اوایل عمر ہی اسمین آثار غربت و خدا ترسی ظاہر تہے شب و روز اپنی اوقات عزیز کو خدا پرستی مین صرف کرتا اکثر راجہ کو اسبات کا تجربہ ہوا کہ جب اسکو بلایا تو سنا کہ راؤ صاحب تو پوجا کر رہے ہین راجہ کو راؤ صاحب کے مخالفین نے برہم کر دیا تہا راجہ کا خیال اس کے تخریب کی جانب لگا رہتا تہا۔ اتفاقیہ طور پر جھکال دروازہ کے باہر راجہ انہین راؤ صاحب کے کمرہ کے پاس آگیا۔ تو دیکہا کہ واقعی راؤ صاحب پرستش مین ایسے مصروف ہین کہ انہین راجہ کے آنیکی خبر نہوئی۔ راجہ نے عتاب سے کہا کہ ہنمنت راو آپ پوجا کرتے کرتے بالکل ساد ہو ہی ہو گئے لفظ ساد ہو کچہ ایسے مناسب وقت پر راجہ کی زبان سے نکلا کہ اسکا اثر راؤ صاحب کے لوح دل پر منقش ہو گیا اور وجد کی سی حالت طاری ہو گئی بیخودی نے غلبہ کر دیا اور لفظ ساد ہو ساد ہو انکے ورد زبان ہو گیا کپڑے اور ہتیار اوتار کر پہنکدے اور اسباب اوسیوقت لٹا دیا ترک وطن کر کے پنڈھرپور کی جانب چل نکلے اور ایک عرصہ کی سیاحی کے بعد اپنے وطن کو واپس آئے تارک الدنیا ہونے انہین ساد ہو مشہور کر دیا اور ان کے معتقدین بہی بہت سے پیدا ہو گئے ساد ہو اکثر مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی خدمت مین حاضر رہا کرتے اور شاہ صاحب بہی انکو دل سے چاہتے تہے ساد ہو کی علمی لیاقت معمولی تہی مگر سنا جاتا ہے کہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے فیض صحبت نے ان مین تقوی کا رنگ بہر دیا تہا اور ان کے خیالات ظلمت کدہ کفر و شرک سے پاک ہو کر وحدانیت کے وسیع میدان مین گہوم رہے تہے۔ ساد ہو نے اپنی بقیہ زندگی عمدہ طریق پر گذار کر تعلقہ عمر کہیڑ مضافات برار مین چیت سدی یکادسی ۱۲۳۱ف کو انتقال کیا قبر عمر کہیڑ مین ہے۔ ساد ہو کے سمادہ کے اخراجات کیلئے سرکار آصفیہ کی جانب سے جاگیر موضع بیل کہیڑ تعلقہ اد پست عمر کہیڑ ضلع باسم علاقہ عملداری برار مین ہے۔ ہنمنت راو ساد ہو کے بعد بالا بہاؤ جانشین ہوا اور ساد ہو کہلایا

سلہ بالا بہاو ساد ہو کے بعد رگہناتھ تاتیا ساد ہو ان کے بعد بالا بہاؤ ثانی ساد ہو ادن کے جانشین ہنمنت باپو ساد ہو ہوئے ۱۲

عشرہ محرم مین ہنگامہ ارائی اور راجہ کی ناراضی ہونا

راجہ جے سنگھ کے عہد حکومت مین سید میر نامی چھوٹے ڈرونہ کے محلہ مین رہتے تھے۔ میر صاحب کے قیام نے اس مقام کو **میر کا دائرہ** مشہور کر دیا۔ میر صاحب اپنے حسن اعتقاد کے سبب عشرہ شریف مین عاشور خانہ کو آراستہ کر کے مجلس کیا کرتے تھے اور بہت ہی پر تکلف اور خوشنما تابوت بنا کر نویں و دسویں تاریخ کی شب مین نہایت دھوم دھام سے قلعہ کی جانب لیجاتے تھے۔ لیکن تابوت بلند ہتا اور قلعہ کی جانب جانیکے لئے ضرور تھا کہ درگاہ پورہ کے شامیانہ کی طناب کھولی جائے جسکی وجہ سے فساد ہونیکا اندیشہ لگا رہتا اسلئے اس تابوت کے ساتھ محلہ چھوٹے ڈرونہ کے بیفکر خوش باش لوگون کے علاوہ گاکیواڑ مرہٹے اور راجپوت ہی رہتے۔ اس سال میر صاحب نے راجہ سے ملکر سرکاری تعزیہ کے ساتھ ہی اپنا تعزیہ سب کے آگے رکھنیکی تحریک کی تھی اور راجہ سے معقول نذرانہ حاصل کرنے کے بعد میر صاحب کو اجازت دیدی۔ سرکاری تعزیہ کے پیچھے ہتائی پورہ کا تعزیہ جو سفید بانون کے چودھری کے عاشور خانہ مین بنایا جاتا ہے جلوس کے روز دستور سابقہ کے مطابق رہا کرتا تھا۔ راجہ نے محمد یوسف چودھری کو بلا کر سمجھا دیا۔ چودھری نیک طینت اور سمجھدار آدمی تھا راجہ کا حکم مان گیا اور اپنے علاقہ کا تعزیہ میر صاحب کے بلند اور خوش نما تابوت کے پیچھے رکھنا قبول کیا لیکن ہتائی پورہ کے محلہ والے اس نئی تجویز کے خلاف ہوئے اور اپنے محلہ کے تعزیہ کو دوسرے کے خلاف دوسرے محلہ کے تعزیہ کے پیچھے رکھنا عار اور اپنے محلہ کے حقارت کا باعث سمجھے اور اس نئی بات نے ان کے بیفکر اور بیکار دلون مین غیر معمولی جوش پیدا کر دیا انہون نے ٹھان لیا کہ کچھ ہی ہو مگر اپنے محلہ کی بات ہیٹی نہو۔ چنانچہ انہون نے ظاہر و باطن خوب تیاریان کین اور وقت کے منتظر رہے جب سرکاری تعزیہ چاوڑی سے اوتارا گیا تو ادہر سے میر صاحب اپنے پر تکلف تعزیہ کو خود مختار جان نثار گروہ کے ساتھ بازار مین لے آئے۔ ہتائی پورہ کا تعزیہ بھی معمول سے زیادہ جمگھٹ اور خود سر فریق کے حمایت مین اپنی مقررہ جا پر پہونچا۔ ہر چند چودھری چلاتا رہا اور سرکاری سپاہیون نے بھی روکا مگر کسی کی نہ مانا

لہ عام اصطلاح مین مومن کہتے ہین ۱۲

فساد کرنے پر ہمہ تن مستعد ہوگئے۔ اس ہنگامہ کی خبر راجہ تک پہونچی۔ راجہ نے حالت غیظ مین اپنی بات بنا بنانے کے لئے قلعہ کے محافظ سپاہی اور شکاری ہاتی ساتھ دیکر ہتائی پورہ والونکو روکنے اور ہنگامہ فرو کرنیکے واسطے بھیجا۔ سرکاری تعزیہ اور ہتائی پورہ کے تعزیہ کے مابین ہاتی خوف دلانیکی غرض سے کھڑا کیا گیا۔ اور سپاہیون نے بھی دھمکی دی تاکہ میر صاحب کا تعزیہ سرکاری تعزیہ کے پیچھے آجائے اور میر صاحب کی دلی تمنا حاصل ہو اس انتظام سے ہتائی پورہ والے خوف ہوگئے تھے لیکن غیرت نے انکے بیٹھے ہوئے دلون کو اوبھارا اور وہ دوبارہ جوش مین آئے یہہ جوش بھی انتہا درجہ کا تھا کہ تھم سکا اور (دولہ یا علی) کہتے ہوے بڑی بڑی لکڑیان اٹھائے ہوئے اون سرکار کی سپاہیون پر پل پڑے وہ تو تھوڑے سے سپاہی تھے ایکطرف ہوگئے مگر ہاتی نہ ہلا اس ہنگامہ مین ایک تیز دست بلوائی نے اپنی پوری قوت بازو سے تلوار کا وار ہاتی کے سونڈ پر چلایا۔ زخم کاری لگا۔ اور ہاتی پلٹ کے چلاتا ہوا بھاگ نکلا۔ فتحمند فیرق نے اپنے تعزیہ کو دستور کے موافق مقررہ جاے پر لیجاکر کھڑا کردیا۔ میر صاحب ناکامیابی کے ساتھ واپس ہوئے ان بلوائیون کا انتظام راجہ سے کچھ بھی نہو سکا۔ تھوڑی سے نذر کی لالچ مین خفت کے علاوہ نقصان کثیر اوٹھانا پڑا۔

نواب رفعت الملک بہادر کا قندہار کو آنا اور ہیبت راؤ نایک کی گرفتاری و رہائی

ہیبت راو نایک رسن گانون جو ناگوجی نایک کا جانشین تھا۔ اس نے پرگنہ قندہار مین دست درازی شروع کردی تھی۔ ناگوجی راؤ نایک کے واقعہ نے جوش انتقام ہیبت راؤ کے رگ پے مین بھر دیا تھا وہ تعلقہ قندہار کے درپے خرابی تھا۔ چونکہ یہہ پرگنہ نواب رفعت الملک بہادر کی تفویض تھا اسلئے انہین اسکی انسداد کی فکر ہوئی اور یہہ انتظام بجز گرفتاری ہیبت راؤ ممکن نہ تھا نواب صاحب کو پرگنۂ قندہار کے دورہ کی ضرورت تھی اس ضمن مین نواب نے اپنے مرشد حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب سے قندہار حاضر ہوکر شرف ملازمت حاصل کرنیکی اجازت چاہی۔ مولانا نے نواب کو حاضر ہونیکی اجازت دی اور راجہ جے سنگھ کو نواب کے ارادہ سے باخبر کردیا۔ گو راجہ کا

منشا نہ تہا کہ نوابصاحب قندہار تشریف لائین کیونکہ راجہ کی تلون طبعی نے اُسکو خون مین ڈالدیا تہا کہ نواب کہین قلعہ نہ چہین لین مگر مولانا کے ارشاد کے سامنے کر ہی کیا سکتا تہا خلاف عرض کرنیکی مجال نہ تہی مولانا کے فرمان کو مان لیا اور خود ہی نواب کیخدمت مین بذریعہ تحریر حضرت مولانا کے منشا سے مطلع کردیا۔ مگر رائس نے اپنے قلعہ کی پوری پوری حفاظت کرلی تہی موجودہ ملازمین کے علاوہ کچہ ہنگامی کچہ امدادی ورعایتی جمعیت سے تمام قلعہ وقصبہ بہردیا تہا نوابصاحب ناندیڑ سے بالا بالا گشت لگاتے ہوئے رسن گانون پہونچے اور محاصرہ کرکے حکمت عملی سے بلاکشت بخون بیت راؤ نایک کو گرفتار کرلیا۔ نایک کی سفاکی مشہور تہی لہذا بخیال دور اندیشی اسکو لوہے کے پنجرہ مین قید کیا نواب قندہار تشریف لائے بہت سے سپاہی سوار پیادہ ساتہ تہے شہر پناہ کے باہر عیدگاہ کے پیچہے نواب معہ فوج خیمہ زن ہوئے یہہ منظر دیدکے قابل تہا۔ راجہ کے سپاہی قلعہ اور قصبہ کے ہر ایک برج پر مسلح ٹہل رہے تہے توپین بار کی گئین تہین۔ گولہ انداز گن لئے ہوئے مستعد تہے قصبہ کے دروازون اور آبادی کے چوراستون پر دکہنی وراجپوت ومرہٹے گایکواڑ وبیدڑ راجہ کے سپاہی جوق جوق کہڑے تہے قصبہ کے فصیل کے برجون پر بہی خوب انتظام کیا گیا تہا۔ نوابصاحب نے اس راجہ کی فوجی انتظام پر جو بیضرورت تہا نظر حقارت ڈالکر تبسم کیا اور فرمایا کہ حضرت پیر ومرشد کے دولت خانہ تک ہم بہی جلوس سے چلینگے۔ دوسرے دن صبح مین جلوس کی سواری کا انتظام ہوا نوابصاحب کی فوج نہایت شان وشکوہ کے ساتہہ آبادی سے گذرنے لگی نواب کے جلوس مین فوج کے ساتہہ وہ لوہے کا پنجرہ بہی تہا جس مین ہیبت راؤ نایک اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کیلئے بند تہا حضرت مولانا کی خانقاہ پر پہونچکر نواب نے سعادت حاصل کی اور حضرت سے ملکر اپنی فرودگاہ پر اسی شان وشوکت سے واپس ہوئے۔ اور تاقیام روزانہ مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے۔ ہیبت راؤ نایک نے بذریعہ مولوی محمد خیرالدین صاحب محتسب قندہار حضرت مولانا شاہ رفیع الدینصاحب کیخدمت مین اپنی رہائی کے لئے تحریک کی اور قابل رحم اور عاجزانہ حالت کا اظہار کیا۔ اس تحریک کے دوسرے دن جب نواب حاضر ہوئے تو

حضرت مولانا نے نائک کی رہائی کیلئے سفارش فرمائی۔ نواب کو اپنے مرشد کے ارشاد کی تعمیل فرض عین تھی تکمیل ضابطہ کیلئے حاضر ضمانت اور فعل ضامنی لینا ضرور رہتا۔ راجہ جے سنگھ نے محتسب صاحب کی تحریک پر نائک کی حاضر ضامنی و فعل ضامنی نواب کے پاس لکھکر بھیجدی نواب نے نائک کو چھوڑ دیا اور ایک ہفتہ کے قیام کے بعد ناندیڑ روانہ ہوئے۔

ہندو مسلمانوں میں جھگڑا

بہادر پورہ کے جانب کمانی دروازہ کے مطحق ہنود کا ایک معبد ہے۔ راجپوتوں نے اس دیوتا کی سیوا نکالی اور شہر میں لے چلے اس سیوا کے ساتھ راجہ کے اکثر راجپوت ملازم بھی ہتے حاکم کے شہر اور اپنی زیادہ گروہ کے غرور میں قاضی محلہ کی مسجد کے روبرو سے باجا بجاتے ہوئے گذرنے کا قصد کیا چونکہ یہہ بات خلاف دستور قدیم تھی مسلمانوں نے روکا راجپوتوں نے اوس روکنیکی پرواہ نکی اور آگے بڑھنا چاہا زبانی بحث شروع ہوگئی اسعرصہ میں طرفین سے جوق جوق آدمی جمع ہوگئے بحث نے طول کھینچا اور ہشت مشت کی نوبت آگئی اور مسلمانوں نے حملہ ہی کردیا اور سیوا توڑ ڈالی اور راجپوتوں کو منتشر اور پسپا کردیا راجپوتوں نے راجہ سے استمداد چاہی راجہ نے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کیخدمت میں اطلاع کی اور مسلمانوں کی زیادتی ثابت کی چونکہ شاہ صاحب کو اسکا بخوبی علم تھا کہ ابتدا ہنود کے جانب سے ہوئی لہذا اسکا کوئی جواب نہ دیئے راجہ کو سوائے سکوت کے کچھہ نہ بن پڑا۔

اورنگ پورہ میں نہال سنگھ کی شادی اور جنون رزی

کیسری سنگھ راجپوت راجہ جے سنگھ کا نسبتی بھائی اورنگ پورہ میں دولت مند اور ذی رتبہ شخص تھا۔ اور اسکا مکان عالیشان۔ اورنگ پورہ کے مسجد کے قریب ہی تھا اپنے کنبہ میں رام سنگھ راجپوت سے اپنی کم سن لڑکی کی نسبت ٹھہرائی تھی۔ رام سنگھ مرہٹوں کے پاس ملازم ہوکر پونہ چلا گیا۔ کئے سال گذر گئے کہ اسکو اپنے وطن آنے کا موقع نہوا۔ لڑکی بالغ ہوچکی تھی کیسری سنگھ نے باجا راجہ صاحب اس لڑکی کو اپنے کنبہ میں دوسرے شخص نہال سنگھ سے منسوب کیا اور شادی کی تاریخ معین ہوگئی۔ اتفاقاً رام سنگھ پونہ سے قندہار کے قریب آیا ہوا تھا۔ اسکو یہہ خبر لگی اس نے پورا پتہ لگایا اور شادی کے عین رسوم کے وقت جو بموجب بیان برہمن منجم کے

رات کے دس بجے کے بعد نیک ساعت قرار دیگئی تھی اور دولہا دولہن ہونیوں کا گانٹھ لگا رہے تھے۔ رام سنگھ اپنے رفیقوں اور مرہٹوں کو ساتھ لیکر اچانک آپہونچا۔ اور حملہ کیا۔ شادی کے گھر والے راجپوت غفلت میں تھے تاہم سنبھلے سنبھلے تک دولہ دولہن کے ارمان بھرے دونوں کی قسمت نے فیصلہ کردیا اور سخت بیرحمی سے قتل کئے گئے قاتل رام سنگھ معہ اپنے ہمراہیوں کے کامیابی کے ساتھ جان بچا کر نکل گیا۔ قندہاری راجپوت بیحد تاسف ملتے رہ گئے۔ اور اس خبر کے سنتے سے راجہ کو بھی صدمہ ہوا۔

قوم راجپوت و بیدڑے کی ناراجی۔

امر سنگھ نامی راجپوت راجہ جے سنگھ کا دیوان اور مالی و ملکی و فوجی معاملات میں پورا دخل رکھتا اسکو جب اسبات کا پورا یقین ہوگیا کہ راجہ کے سپاہی اور اہلکار راجہ کی سخت گیری اور تلون طبع سے شاکی ہیں تو اس نے سب کو ہموار کرلیا دوپہر کے وقت راجہ صاحب استراحت فرما رہے تھے۔ یہہ کل باغی فوج کے ساتھ قلعہ میں گھس گیا۔ پہرہ چوکی والے سب اسی کے طرف دار ہوگئے خندق دروازہ لوہا دروازہ مچھلی دروازہ سے گزر چکا اب صرف مہکالی دروازہ میں داخل ہوا چاہتا تھا کہ راجہ کو خبر لگی۔ فوراً مہکالی دروازہ بند کرلیا گیا جو کچھ ملازمین موجود تھے اون سے مدد لیکر برجوں کے ریکلے[1] اور بڑے بڑے توپ پر چڑھ کر مہکالی اس مرحلہ میں راجہ کی خواصین اور رانیاں شریک تھیں۔ اور خود راجہ نہایت تحمل سے باغیوں کو پسپا کرنیکی کوشش کر رہا تھا باغیوں کو شکست کے علاوہ ندامت ہوئی اور کوئی ٹھہر نہ سکا۔ سب دروازے راجہ کے قبضہ میں آگئے۔ راجہ قلعہ کے برج پر چڑھکر اپنے ہاتھ سے توپیں بھر بھر کر مارتا رہا۔ اسوقت ایسے مشکل کام میں اکثر نازک نازک حنا آلودہ ہاتھ ہی راجہ کے مددگار رہے۔ راجہ نے قلعہ کے برج پر سے اورنگ پورہ کی بڑی بڑی حویلیاں چھوٹی چھوٹی دوکانیں گرا دیں۔ راجپوتانہ تاراج ہوگئے ہزارہا روپیہ کا مال تلف ہوگیا۔ عیال و اطفال کی جان بچانے کے چلا پکار کے سوائے کچھ نہ بنا۔ جو رہ گئے وہ دنیا سے گئے۔ راجپوت اور بیدڑ دن کو چن چن کے مارا۔ قندہار کے راجپوت کچھ تو

[1] ریکلہ ایک قسم کی چھوٹی توپ ہوتی ہے ۱۲

راجہ گوپال سنگھ سے بھی اگلے زمانہ کے تھے۔ اور بعض اونکے عہد مین ایسے تھے جنکی ہزار دن سے بھی زیادہ تعداد ہوچکی تھی اسس راجہ نے انکی بیخ کنی کردی۔

نواب منیر الملک بہادر کی دیوانی ۱۸ ماہ صفر سنہ ۱۲۲۱ھ سے مہاراجہ چندولعل بہادر عہدہ پیشکاری پر سرفراز تھے جب ۲۰ شوال سنہ ۱۲۲۳ھ کو میر عالم بہادر کا انتقال ہوگیا تو اون کے داماد منیر الملک بہادر کو بتاریخ ۱۵ رجب سنہ ۱۲۲۴ھ خدمت نیابت دیوانی ملی تھی مگر امورات دیوانی مین مہاراجہ بہادر دخیل تھے۔ راجہ جے سنگھ نے قندہار کو خاطر خواہ ویران کرکے مہاراجہ کے اجلاس مین یہہ عرضداشت بھیجدی کہ قندہار کے راجپوت اور بیدرکے مرہٹونمین شامل ہوکر سرکاری علاقہ جات مین لوٹ مار کیا کرتے تھے انکو مناسب سزا دیگئی ہے۔ اور اب باقبال سرکار اچھا انتظام ہوگیا ہے

گوڑیا لٹیری کا قندہار پر حملہ قوم راجپوت کے ساتھ راجہ نے جو بیرحمی اور سختی کا برتاؤ کیا تھا اس سے دوسرے قومون مین بھی بیدلی کا اثر پھیلا اور وہ راجہ سے متنفر ہوتے چلے۔ دستور تھا کہ ہر ایک محلہ مین سرکاری حوالہ پہاتی یا جاجکو (ہلکی وسینگہ) کہتے ہین بجاتی ہوئے روز پہرا کرتے تھے۔ محلہ والون نے اسکی مزاحمت کی اس اثنا مین راجہ کو کسی ضرورت پر ماہور جانیکا اتفاق ہوا راجہ کے جاتے ہی چوتھے روز رات کے بارہ بجے گوڑیا ڈاکو اپنے بے تعداد ہمراہیون کے ساتھ قندہار پر ٹوٹ پڑا۔ اور لوٹ مار شروع کردی یہہ ہنگامہ کیسکے سمجھ مین نہ آیا رات کو راجہ کی کارسازی کے قصور نے بدحواس بنادیا کیسکو مقابلہ کی جرات ہوئی بہت سے لوگ شب بھاگ گئے کچھ مجروح ہوئے۔ اس ہنگامی مین مستحکم مکانات کی دولت تو محفوظ رہی مگر متفرق غربا کے مکانات لوٹے گئے تمام شب یہی ہنگامہ رہا۔ صبح کو کامیابی کے ساتھ گوڑیا اپنے ہمراہیون سمیت واپس چلا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۲۲۵ھ کا ہے۔ اور اسی واقعہ مین بھی اکثر قدیم کتب و کاغذ اعادا ران تلف ہوئے جنکا مخبر بعد کو تیار ہوسکے ہین۔

چند روز کے بعد راجہ واپس آیا۔ اسنے رعایا کی دلاسی کی مگر لوگون کے دلون سے یہہ خیال دور نہ ہوسکا کہ اسمین راجہ صاحب کے لوث ہین۔

گلاب باڑی اور سجان باڑی

سنہ ۱۲۲۷ھ مین راجہ نے اپنے دو بیٹون کے نام پر دو باڑیان آباد کین گلاب باڑی اور سجان باڑی جو ابتک اس راجہ کے یادگار ہین دونو آبادیان موجود ہین۔

راجہ جیسنگھ کی موت

راجہ نے اپنی سخت گیری و رعب داب سے اپنی زندگی تک حکومت کی اور سنہ ۱۲۳۲ھ مین بعارضۂ پیچش و بخار فوت ہوا اسی سال مین سخت ہیضہ تمام دکن مین پھیلا ہوا تھا اسکی جلی ہوئی لاش کی باقی ماندہ ہڈیونکی سمادہ تیج سنگھ کے سمادہ کے برابر بنائی گئی ہے۔ اس راجہ کے پس ماندون سے تین بیٹے اور ایک بیٹی اسکی یادگار ہے۔ پہلی رانی دُہرتا بائی سے گلاب سنگھ و سجان سنگھ اور ایک لڑکی تھی اور دوسری رانی چنا بائی سے بیرا سنگھ تھا۔ جے سنگھ کے بعد گلاب سنگھ مسند نشین حکومت ہوا۔

راجہ گلاب سنگھ قلعدار و جاگیردار قندہار

کنور گلاب سنگھ سنہ ۱۲۲۱ھ مین پیدا ہوا اور اپنے والد کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۳۲ھ مین مسند حکومت پر بیٹھا قندہار کی لعل دیوان اور غلام محی الدین خان کارپرداز راجہ کے صلاح کار تھے۔ چونکہ راجہ کم عمر تھا۔ اسلئے راجہ کی مان رانی دُہرتا بائی سے ہی امورات مالی و ملکی مین مشورہ لیا جاتا تھا یہ راجہ خوبصورت و دلیر و تیز فہم چالاک تھا مسند نشینی کے پہلے ہی سال مین اسنے قصبہ کے کچھ فاصلہ پر چندن کہوری کے جنگل مین شیر مارا مسند نشینی کے بعد رسم داشت و نذرانہ بذریعہ وکیل پیش کر کے پیشگاہ حضرت نواب سکندر جاہ بہادر سے خطاب راجگی و سند قلعداری و جاگیرداری قندہار حاصل کی نواب منیر الملک بہادر دیوان دکن اور مہاراجہ چندو لعل پیشکار بہادر کے دفاتر سے پروانۂ حکومت حاصل کر کے قندہار کا باقتدار راجہ بن گیا۔

دوست علیخان جمعدار کی چندروزہ حکومت

راجہ کے جانب سے رقم نذرانہ دیوانی داخل خزانہ سرکاری ہوئی جس کے مطالبہ مین احکامات دیوانی پہونچے مگر راجہ نے اسکی پرواہ نکی۔ نواب منیر الملک بہادر دیوان رہتے مگر مہاراجہ چندو لعل بہادر امورات دیوانی مین پورے پورے دخیل رہتے۔ راجہ قندہار کی بے پروائی سنے مہاراجہ کو اس کے جانب

توجہ دلائی۔ دوست علیخان جمعدار کو دو سو جمعیت سوار و پیادہ علاقہ نواب سالار الدولہ بہادر کا افسر بنا کر قندہار پر قبضہ کرنے کا حکم دیا گیا جمعدار مذکور اوایل سال ۱۲۳۷ھ مین قندہار پہونچا - بہادر راجہ نے پہلے ہی انجام سوچ رکھا تہا اپنے موجودہ سوار و پیادہ جمعیت کے علاوہ کچھ ہنگامی سپاہی بہی رکہہ لئے تہے۔ راجہ تجربہ کار تہا خالصاحب نے اپنے پرانے تجربہ اور حکمت عملی سے راجہ کو عیارانہ دہوکہ دیا چند منتخب سپاہی اور اپنے دو تین فرزندون کے ساتہہ ملاقات کے بہانہ سے قلعہ مین داخل ہو گیا اور راجہ سے ملتے ہی اسکی پیٹہ پر کٹار لگادی اور ہلاک کرنیکی دہمکی دی راجہ کچہہ ایسا بے موقع گہر گیا کہ ظاہرا اسکی زندگی کے کوئی اسباب نہین پائے جاتے تہے اس لئے راجہ کے اہلکارون نے بہی کسی قسم کی مزاحمت و حملہ خلاف مصلحت و باعث ہلاکت راجہ صاحب تصور کیا اور قلعہ خالی کر دیا گیا اور راجہ صاحب معہ اپنے متعلقین کے جمعدار کی نگرانی مین رہے خالصاحب نے قلعہ اور قصبہ پر پورا قبضہ کر کے مہاراجہ بہادر کو بذریعہ عرضداشت کامیابی کی اطلاع دی خالصاحب کی حکومت کو تہوڑے ہی دن گذرے تہے کہ قندہار مین بے امنی پہیل گئی۔ خاندان راجگی کے سچے خیر خواہ رعایا نے بلا دلائے زر تحصیل خود مختاری سے زراعت کا غلہ اوٹہا لیا - اناجی و دہناجی پٹیلان بیجے باڑی نے بہت سے آدمیونکو فراہم کر کے علم بغاوت بلند کیا اور بستی کے معتبر ساہوکار و بقالون نے دوست علیخان کو گاؤن کے لوٹنے جانیکی دہمکی دی - خالصاحب نے دہوکہ کہایا اور حالت غیظ و غضب مین جمعیت موجودہ قلعہ کو باغیون کے مقابلہ کیلئے بہیجدیا اور کچہہ سپاہی حفاظت شہر کیلئے روانہ کر دئے خالصاحب کی جمعیت قلعہ کے باہر گئی اور راجہ صاحب کے لوگ قلعہ مین داخل ہو گئے اور دوست علیخان کو گرفتار کر لیا۔ راجہ صاحب نے کہا کہ میرا کہانا مانوگے تو موت کا مزا چکہاؤنگا غرض اس دہمکی سے رسید مطالبہ لکہالی اور خالصاحب کو قلعہ کے دروازے سے باہر نکالنا منحوس خیال کر کے ایک جہولے مین بٹہا کے فصیل قلعہ سے نیچے اوتارا دوست علیخان نے اپنی ذلت و ندامت کی تلافی مین پہر اپنی جمعیت فراہم کر کے مغربی دروازہ کیجانب سے صبح کیوقت قصبہ پر حملہ کیا۔ مگر راجہ کے سپاہی تو ابہی پہونچے ہی نہتے کہ دروازہ مذکور کے قریب جو قوم

دہیڑ کی جماعت کثیر اندرون فصیل بود و باش رکھتی ہی اونکی عورتین اور مرد باتفاق بالائے فصیل سے حملہ آورون پر سنگ باری مستعدی سے کر رہے تھے۔ لنگو دہیڑ اور سیتی دہیڑ نے اپنی توڑے لامبی لامبی بندقون سے دل کھولکر خوب فیر کئے اس معرکہ نے خانصاحب کی فوجکو آگے بڑھنیکی جرأت ندی۔ اور انکا ہمشیرزادہ نامدار خان شجاعت کے جوش مین فصیل کے حصہ کو طے کرکے دروازہ کے اندر پہونچا ہی تھا کہ گولی سے مارا گیا خانصاحب کی شکست نصیب فوج بہت ہی مایوسی اور ناکامیابی سے شیخاپور کیجانب چلی گئی۔ راجہ نے کامیابی کے بعد پٹیلون کو پگڑیان بندہوائین اور اونکی بہت قدر کی۔ لنگو دہیڑ اور سیتی دہیڑ نے تین تین روپیہ ماہوار پر ملازمت راجہ مین شریک ہونیکی عزت حاصل کی راجہ نے حصہ مین عورات قوم دہیڑ کے نسبت اس معرکہ کے حسن کارگذاری کے صلہ مین یہہ حکم جاری کیا کہ باربرداری بیگار سے قندہار کے دہیڑونکے عورتین مستثنیٰ سمجھے جائین اور صرف دہیڑون سے بیگار لیا جائے اور اس حکم کی بتعمیل عمل جاگیرداری تک برابر ہوتی رہی بہرحال اس راجہ کی عملداری مین دہیڑونکی توقیر بڑھی ہوئی تھی اور راجہ اپنے جلوس مین سواری کے وقت دہیڑونکو ہتیارون سے مسلح بناکر ساتھ رکھا کرتا۔

حضرت محمد نجم الدین صاحب کی نقابت

اسی سال ۱۲۳۷ھ مین مولوی محمد نجم الدین صاحب فرزند کلان حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے بعارضہ بخار انتقال فرمایا یہہ صاحب بہت عالم و فاضل تھے۔ ان کے انتقال نے مولانا شاہ صاحب کو دلی صدمہ پہونچایا آپ کا مزار قاضی محلہ کی مسجد مین ہے۔

فتح اللہ خان اوگہڑ کا قندہار آنا اور راجہ سے ملاقات

فتح اللہ خان اوگہڑ دکھنی سرکار نظام کے ایک نامور ملازم تھے کئی مہینے سے اونکی اور ہمراہی سوارون کی تنخواہ نہ ملی تھی۔ مہاراجہ بہادر نے ۱۲۳۷ھ مین خان مذکور کی تحریک پر راجہ گلاب سنگہ کے نام حکم لکھدیا جسکا یہہ مضمون تھا کہ منجملہ رقم سرکاری بابتہ کاہ و دانہ چوتھہ جو تمہارے ذمہ واجب الادا ہے اوسمین سے بارہ ہزار روپیہ فتح اللہ خان اوگہڑ کو رسید لیکر دیدئے جائین خان مذکور قندہار پہونچے۔ اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے خانقاہ مین فروکش ہوئے۔

خان صاحب کو حضرت ممدوح کے مریدین مین شامل ہونیکا پہلے ہی سے فخر حاصل تہا - اپنے مرشد کیخدمت مین حاضر رہے اور احکام راجہ کے پاس بہیجنے کی کوشش کی راجہ کو بذریعہ اپنے وکیل کے اثبات کا علم ہو چکا تہا اس نے اور اسکے کارپردازون نے ایسا انتظام کردیا کہ راجہ کے پاس خانصاحب کا کوئی آدمی نہین پہونچ سکا چھ مہینے گذر گئے اندنون حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا مزاج علیل تہا راجہ اس بہانہ سے شاہصاحب کی خانقاہ پر جہ اپنے آزمودہ کار سپاہیون کے بغرض عیادت پہونچا - خانصاحب سے ملاقات ہوئی پہلے حضرت کی عیادت اور مزاج پرسی سے فراغت حاصل کرکے خانصاحب کے جانب متوجہ ہوا جب معلوم ہوا کہ خانصاحب کو آئے ہوئے چھ مہینے کا عرصہ گذرا تو راجہ نے تاسف ظاہر کیا فرمان کی تعظیم کی - اور رکھ لیا خانصاحب پہلے ہی سے جھنجھلائے ہوئے تہے زیادہ بگڑ گئے اور اپنا دلی منشا ظاہر کردیا - کہ راجہ بجز رقم ادا کئے نہا سکینگے - راجہ کے ساتھ ہی بہت سے جان نثار تہے - اور خانصاحب کے ہمراہی پچاس سوار موقع کے منتظر تہے کچھ زبانی بحث ہوتے ہوتے ہاتہا پائی کی نوبت فتح اللہ خان اور راجہ مین آنیوالی تہی کہ راجہ نے دہوکہ مین اچانک دہکا دیکے خانصاحب کو چت گرادیا مگر پست ہمتی سے بدحواس ہوکر شاہصاحب کے بنگلہ پر تیزی سے چڑہ گیا - شاہصاحب نے ہر دو کی تفہیم کرکے اوس فساد کو جسکی وجہ سے بہت سی جانین تلف ہونیوالی تہین دفع کردیا اور بارا ہزار روپیہ سالیانہ فیصلہ ہنایت بادیانتی اور عزت دہی طرفین پر راجہ سے ایما کے موافق اسکے کارپرداز قندہاری لعل نے کیا خانصاحب کے - چھ مہینے کے قیام مین اکادن گہوڑے کے کاہ و دانہ کا خرچ اور پچاس سوار اور خانصاحب کے خانگی ملازم وغیرہ کے احزاجات غلہ وغیرہ مین پورے دس ہزار روپیہ ہنایت عزت دہی اور بے رضا نہ طریق پر گران نرخ بتلا کر دفع کرلئے - باقی ایکہزار روپیہ نقد دئے گئے اور ایکہزار کا ذمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے اپنے سر لیکے اس شروفساد کو رفع فرمادیا فتح اللہ خان اور کچھ کامیابی اور کچھ ناکامیابی کے ساتہہ بلدہ حیدرآباد کی جانب چلے گئے راجہ نے اصل رسید خان صاحب کی اپنے وکیل کے ذریعہ سے مہاراجہ کے ملاحظہ مین بہیجدی -

مسٹر ایرسکن سدرلینڈ ناظم اضلاع مرہٹواری کا دورہ اور برہمن کہن ہٹ کے سرتہ کی تحقیقات

نوجوان راجہ گلاب سنگہ بہادر پرلے درجہ کا عیاش اور مصرف تہا بسمت اور ناندیڑ کی طوائفین ہمیشہ راجہ کے دربار مین حاضر رہتین اور خوب ہاتہہ رنگتی تہین - راجہ کا مزاج ہی فضول خرچ واقع ہوا تہا خوب دولت لٹاتا - اور عیش مناتا تہا راج محل مین دن اور رات عیش کا سامان مہیا رہتا - ماہ جبینان پری تمثال کے جلوہ نے محل کو پرستان کا نمونہ بنا دیا تہا جس مین دلبران طناز ہر وقت سرگرم ناز رہتی تہین - راجہ بہی ان پریون کے جہرمٹ مین راجہ اندر کیطرح زندگی کے مزے اڑاتا تہا - ہولی کے دنون مین راج محل کے حوض کو رنگ ارغوانی سے لبریز کرتا اور لالہ رخون کے ساتہہ خوب رنگ رلیان مناتا - بزم عشرت آراستہ ہوتی تو مئی گلگون کے جام چلتے اور وحشت رز کے متوالے عقل و خرد سے ہاتہہ دہو کر مست ہو جاتے - گلرخون کی اور بن آتی ہوش و حواس کے ساتہہ نقد وجنس کی قسم مین سے جو کچہہ ہاتہہ لگتا چہین لیتی تہین - راجہ کی طبیعت جو قدرتی طور پر سیر چشم اور بلند حوصلہ واقع ہوئی تہی اپنا اثر دکہلاتی اور پانی کیطرح روپیہ بہایا جاتا تہا - پچہلے راجاون نے محنت اور جانفشانی سے جو کچہہ سرمایہ جمع کیا تہا اس راجہ نے بہت آسانی سے سب کا سب برباد کر دیا راجہ کی کم توجہی سے آمدنی کے ذرایع روز بروز کم ہوتے جاتے تہے - اور خرچ کی کوئی انتہا نہ تہی سچ کہا ہے عالی ہمت سدا مفلس - نوبت یہان تک پہونچی کہ قرضہ دینے سے ساہوکارون نے ہاتہہ روک لیا خرچ کی تنگی نے جب راجہ کو بہت ہی مجبور کر دیا تو کہن ہٹ برہمن سے جو ایک معمول شخص تہا قرضہ طلب کیا کہن ہٹ برہمن جانتا تہا کہ راجہ اسبات کا عادی ہے کہ جس سے قرضہ لیا پہر ادا نہین کرتا اور دے کبوکر بہی دستی اور اصراف - برہمن نے قرضہ دینے سے پہلوتہی اور صاف انکار کیا کچہہ عرصہ گذرا تہا کہ اسکے مکان پر ڈاکہ پڑا اور اسکا کئی ہزار روپیہ کا اثاثہ لوٹا گیا - برہمن نے اس ڈاکہ کا باعث راجہ کو قرضہ ندینا خیال کیا - اسی قوی احتمال سے بلدہ حیدرآباد پہونچا - اور راجہ راے رایان چنا راجہ رام بہادر کے ذریعہ سے سرکار مین عرضداشت پیش کی - جسپر مسٹر ایرسکن سدرلینڈ ناظم اضلاع مرہٹواڑہ یکے

۱؎ بعض کاغذات مین صدرلین لکہا ہے ۱۲

نام تحقیقات کا حکم دا سر مذکور قندہار پہونچا۔ اور سراغ رسانی شروع کی۔ شیخ جی و محمد مراد و شیخ امام و سید جی دہیڑ گرفتار کئے گئے مجرمین نے جرم سے اقبال کیا۔ اور اس واردات مین راجہ صاحب کے مصاحبین کا بھی شامل ہونا ثابت ہوا۔ صاحب بہادر نے مال برآمد کرکے مدعی کو دلوادیا۔ اور راجہ کو نیک روی اختیار کرنیکی ہدایت دی اور کہن بہٹ کو قندہار سے رخصت کردیا یہ کہن بہٹ موضع لوہا مین سکونت پذیر ہوا۔

محمد حیر الدین صاحب محجب قندہار کی وفات

بتاریخ ۱۱ رمضان ۱۳۲۰ھ مولانا محمد حیر الدین صاحب ابن مولانا محمد فاضل صاحب محجب قندہار کا حیدرآباد مین انتقال ہوا سید برہان اللہ صاحب کے تکیہ مین آپ کا مزار ہے آپ کے فرزند مولانا محمد رحیم الدین صاحب بموجب سند محمد یار خان بہادر مورخہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ بمنصب محجبی پر مقرر ہوئے۔

مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ کا وصال

۱۳۴۱ھ مین بتاریخ ۵ رجب اور بقول بعض ۱۲ رجب کو مولانا حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے کئی روز کی علالت کی بعد شربت وصال جاوید اتی سے سیرابی حاصل کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

گولی کی سزا راجہ کی بیرحمی

بارش کے اخیر حصہ مین ہندو نکی عید ہوتی ہے اور اس عید کا نام دیہات مین پولا مشہور ہے اس روز بیل دگائی و بیلونکو نہلا کے ان کے سینگون کو رنگین بناتے ہین اور ان کے گلون اور سینگون مین پھوندنے آرائش کیلئے لگاتے ہین۔ یہ پھوندنے (مٹائی) درخت پلاس کے جڑ کی چھال سے بنتے ہین ۱۳۴۴ھ مین اس تقریب کے وقت پھوندنے بنانیکی غرض سے بدقسمت دلو باگولی نے قندہار کے تالاب کے اوپر کی جانب سے جہان سے ہاتی نالہ کا پانی آتا ہے زمین کھود کے پلاس کی جڑ نکالی۔ راجہ کو خبر مل گئی۔ گولی بلوایا گیا اور اسکے ہاتھ کی پنجہ پر بیرحمی سے ایسی سخت سزا دیگئی جس سے اسکی ایک انگلی بیکار ہوگئی الزام یہ لگایا گیا کہ حد سے اوکھاڑ نے اندر مین کے کھودنے سے بارش کے ایام مین وہ مٹی تالاب مین آجاتی ہے جس سے تالاب کے بھر جانیکا خوف ہے۔ راجہ کے عہد مین تالاب کے اوپر کے حصہ کی زمین افتادہ اسی خیال سے بلا کاشت چھوڑ دی جاتی تھی کہ ہل چلانے سے دہانکی مٹی تالاب مین نہ آجائے

لہ دکن مین گوالے کو گولی کہتے ہین۔

نواب سکندر جاہ بہادر کی وفات

۱۷ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ کو نواب سکندر جاہ بہادر نے (۲۶) برس حکومت کرکے ۶۲ سال کی عمر مین انتقال فرمایا۔ اور صحن مکہ مسجد مین دفن کئے گئے اور معفرت منزل آپ کا لقب مشہور ہوا آپ کے نو فرزند تھے (۱) نواب میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر (۲) نواب میر شیر الدین علیخان صمصام الدولہ بہادر (۳) نواب میر گوہر علیخان مبارز الدولہ بہادر (۴) نواب تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ (۵) نواب میر منور علیخان منور الدولہ بہادر (۶) نواب ذوالفقار الدولہ بہادر (۷) نواب میر داور علیخان قمر الدولہ بہادر (۸) نواب میر فتح علیخان مظفر الدولہ بہادر (۹) نواب میر محمود علیخان بہادر۔

فرمانروائی نواب میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر

آپ نواب سکندر جاہ بہادر کے فرزند تھے ۲۴ رمضان ۱۲۰۸ھ مین بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے اور اپنے والد کے انتقال کے بعد بتاریخ ۲ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ کو تخت سلطنت پر جلوس فرمایا راجہ گلاب سنگھ نے پانچ اشرفی اور پانچسو روپیہ نذرانہ اپنے وکیل کے ہاتھ مہاراجہ پشکار بہادر کے خدمت مین ارسال کیا اور مہاراجہ موصوف کے ذریعہ سے نذرانہ داخل دربار ہوا۔ راجہ مورد الطاف شاہی ہوکر اپنی خدمت آبائی پر بدستور ممتاز رہا۔

کاشی رام کا حملہ

کاشی رام خزانہ راجگی کا مورونی خزانہ دار تھا۔ دوست علیخان جب بدرآباد سے سازش رکھنیکی علت مین خدمت سے برطرف کردیا گیا تھا کاشی رام اپنی بہت سی رقم واجب الادا راجہ کے ذمہ قرضہ بتلاتا تھا۔ جب اسکو رقم ملنے سے مایوسی ہوئی تو اس نے از قسم دکنی وغیرہ سکہ دو سو سپاہی فراہم کرلئے اور اچانک مقبرہ قندہار کی چاوڑی پر قبضہ کرلیا اور متفرق طور سے جابجا مورچہ بندی کرکے پورے مقبرہ پر قابض ہوگیا عاشورخانہ روضہ بزرگ پر چند سپاہی متعین ہوچکے تھے۔ صبح کو حسب دستور روزانہ حضرت سید شاہ اعز الحق محمد اکبر حسینی سجادہ روضہ بزرگ فاتحہ کیلئے مکان کے دروازہ سے برآمد ہوئے۔ عاشورخانہ کے اوپر سے سکہ جوان نے سجادہ صاحب پر گولی چلائی۔ سجادہ صاحب کی حیات باقی تھی گولی بازو سے نکل گئی اور محمد شریف صاحب خادم شمع افروز کے کولے اور ناف کے بازو کی حصہ سے

پار نکل گئی سجاد صاحب کے پایون اور روضہ کے خادمون نے حملہ کرکے سکھون سے مورچہ خالی کرالیا شمع افروز صاحب کا شمع زندگی بادحوادث روزگار سے گل ہونے نہ پایا حافظ حقیقی نے اپنے دامان حفاظت مین لیلیا۔ علاج سے زخم کا اندمال ہوا مگر ناسور باقی رہ گیا تھا۔ اسعرصہ مین راجہ گلاب سنگھ نے ناندیڑ سے منڈائی والے پٹھانون کو بلواکر جدید جمعیت بہرتی کرلی حنیف مقابلہ ہوا کاشی رام کے چھ سکہ مارے جاتے ہی اسکی ہنگامی فوج منتشر ہوگئی اور راجہ کامیاب ہوا۔

حضرت سید شاہ اغراق محمد اکبر حسینی صاحب سجادۂ روضۂ بزرگ کی وفات

آپ قندہار سے حیدرآباد تشریف فرما ہوئے تھے علالت ترقی ہوئی اور ۱۲۴۵ھ مین آپنے وفات پائی۔ لاش سپرد کی گئی تھی کچھ عرصہ گذرنے پر قندہار سے سید شاہ یوسف الحسینی شایخ گلبرگہ شریف اور مذکر شاہ صاحب درویش وچند خادمان روضہ بزرگ بلدۂ حیدرآباد سے لاش مبارک کو قندہار لائے جمادی الاول کے ۲۶ تاریخ ۱۲۴۶ھ مین اندرون احاطہ روضہ بزرگ مسجد کے روبرو کے چبوترہ پر اپنے چچا سید شاہ عبدالنبی صاحب سجادہ کے مزار کے قریب دفن کئے گئے اور مسند سجادگی پر آپ کے فرزند سید شاہ راجو محمد محمد الحسینی بٹھائے گئے۔

شیر کا شکار

۱۲۴۷ھ کے موسم گرما مین سلیمان ٹیکڑی کے قریب گودڑ کے مٹھ مین کہین سے شیر چلا آیا اور اسی پہاڑ کے شگاف مین اپنا مسکن مقرر کرلیا۔ کئے جانور رعایا کے مار ڈالے راجہ نے اپنے شکاریون سے اس مسکن کا پتہ پایا۔ مقابل ہوکر گولی سر کی۔ مگر شیر ہٹ گیا اور گولی اوسکے سر پر سے نکل گئی۔ شیر نے راجہ کو شکار بنانا چاہا۔ دوسری گولی چلی مگر کارگر نہوئی کچھ اچٹتی اچٹتی ہوئی سید ہے پیر کو لگی۔ مگر شیر اپنی عادت کے موافق اپنے قاتل کے جانب جھپٹا۔ اگر راجہ اپنی تلوار سے کام نہ لیتا تو جان بر ہونا سخت دشوار تھا تلوار کام کرگئی اور شیر مارا گیا اور راجہ سلامت رہا۔

مہکالی کا مندر اور راجہ کے تلوار کی صفائی

قلعہ مین مہکال دروازہ کے قریب مہکال دیوی کا مندر راجہ کے بزرگون کا بنایا ہوا ہے۔ سالانہ دسہرہ کے وقت اس دیوال کے روبرو بھینسا مارا جاتا ہے گلاب سنگھ نے یہہ کام اپنے ذمہ لیا تھا گاؤ مقصاب کے چوہدری سے

سالانہ جاموش بلا قیمت اس کام کے لئے لیا جاتا تھا راجہ کی تاکید تھی کہ ایسا بنیا ہو جو اپنے قاتل پر حملہ کر سکے اور صیقل گر کو تلوار کی صفائی کے بارہ مین ہدایت کی تھی کہ تلوار بہت ہی صاف اور تیز کی جائے۔ راجہ اپنے ہاتھ سے جاموش پروا کرتا اگر جاموش کمزور ہوتا یا تلوار کی صفائی مین نقص پاتا تو ان بدقسمتون کو سزا کا مستحق ٹھہراتا ایکبار راجہ نے گاؤ نقاب کو اس جرم مین سزا دی تھی۔ چونکہ راجہ کا ہاتھ ہمیشہ اسی صفائی سے کرنیکا عادی تھا شمشیر کے مقابلہ مین بھی کامیاب ہوا۔

لال پگڑی باندھنیکی ممانعت قلعہ کے شمال رویہ فصیل پر ایک چھوٹا سا پرفضا محل ہے جو راجہ گلاب سنگھ کے قیام کیوجہ سے گلاب محل کے نام سے مشہور ہے۔ اس محل سے دور دور کوہستانی سبزہ زار خوب بہار دکھاتا ہے اور بہت ہی پرلطف منظر نظر آتا ہے۔ خندق کنارہ کنارہ باہر کے حصہ پر قندہار اور مالش پورہ کا شاہراہ عام ہے۔

راجہ اپنے محل پر تنہا کھڑا ہوا تھا۔ راستہ سے شیخ لعل موذن اور رنگ پورہ جا رہا تھا اتفاقاً اسکے سر پر سرخ رنگین دستار تھی۔ راجہ نے ذرا معمول سے زیادہ سخت آواز مین پوچھا کون جا رہا ہے موذن نے انکساری سے جواب دیا کہ مین لعل ہون۔ اسکا لفظ لعل کہنا راجہ کو ناگوار گذرا بے ساختہ راجہ کے زبان سے یہہ الفاظ نکل گئے کہ حیدرآباد کا لعل راجہ چندو لعل ہے اور قندہار کے راجہ لعل کبیری سنگھ کا مین لعل ہون۔ یہہ تیر لعل پگڑی والا کون لعل ہے پکڑ لاؤ مؤذن کو راجہ کے ملازمین نے گرفتار کر لیا جب راجہ دربار مین آیا تو یہہ ناکردہ گناہ قیدی پیش کیا گیا۔ سزائے جرمانہ پر موذن کو رہائی ملی۔ راجہ نے ممانعت کروادی کہ آیندہ سے کوئی شخص سرخ رنگ کی دستار یا شملہ سر پر نہ باندھا کرے راجہ کی زندگی تک اس حکم کی برابر تعمیل ہوئی اور کسیکو لعل پگڑی باندھنی نصیب نہوئی۔

ہندو مسلمان مین دوبارہ جھگڑا عملداری راجہ جے سنگھ کے وقت قاضی محلہ کی مسجد کے روبرو ہنود کے دیوتا کی لیجا بیکے وقت باجا بجانے پر جھگڑا ہوا تھا اور مسلمانون نے ہنود کو مغلوب کر دیا تھا اسکے بعد سے ہنود حسب عملدرآمد قدیم مسجد کے روبرو باجا نہین بجاتے ہین بلکہ خالی سیدا لیجایا کرتے ہین ۱۲۵۳ھ مین پھر راجپوتون نے خلاف دستور قدیم مسجد کے

سامنے باجا بجایا۔ مولانا شاہ علیم الدین صاحب فرزند شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ اور مولوی محمد افضل الدین صاحب نے ہرچند سمجھایا مگر ہندوؤں نے نہ مانا۔ اوسوقت مصلیان مسجد موجود نہ تھے مسلمان اپنے کام کاج مین بیٹھے ہوئے تھے۔ آخر یہہ سیوا بازار تک پہونچ گئی۔ بتائی پورہ کے مسلمان جمع ہوچکے تھے اور اونکے دلون نے سخت چوٹ کہائی تھی کہ ہنود کامیابی سے باجا بجاتے ہوئے چلے گئے۔ رہ رہکر مسلمانون کو غیر معمولی جوش ہونا شروع ہوا۔ آخر الامر برداشت نہوسکی اور یہہ مشورہ قرار پایا کہ اب سیوا قلعہ کے جانب روضۂ گلان کے روبرو سے جائیگی وہان روکنا چاہیے ابہی انگادیوتا برہمنی گہاٹ کے قریب کاغذ ساز کے مکان کے پاس پہونچا ہی تہا کہ مسلمانون نے چڑہائی کی اور مسلمانان درگاہ محلہ بہی شامل ہوگئے اتفاق عجب چیز ہے جب دو محلہ کے مسلمانون نے اکٹہا ہوکر راجپوتون پر حملہ کیا تو اونکی ہمت پست ہوگئی۔ سندی فتح نے آگے بڑہ کے سیوا پر ہاتہہ چلایا تہوڑے سے غیر معمولی ہنگامے کے بعد پریشان ہوکر راجپوت تالاب کے کنارے سے ہوتے ہوئے قلعہ مین چلے گئے۔

اور مسلمان کامیابی کے ساتہہ واپس ہوئے دوسرے سال سے مناسب انتظام ہوگیا مسجدون کے روبرو سے باجہ بند کردیا گیا اسکے بعد عمل جاگیرداری تک کبہی مسلمانون اور ہندوؤن مین قضیہ نہین ہوا۔

کہٹن باغ قندہار سے ناندیڑ کے راستہ مین حضرت محی الدین صاحب کے مزار کے آگے آم کے درخت ہین۔ یہہ کہٹن باغ کہلاتا ہے کسی زمانہ مین اس باغ کے بہارین دور دور مشہور تہین عمدہ باغ اور مشہور مقام تہا۔ راجہ جی ایک خوبصورت نازک اندام طوائف تہی حسن صورۃ کے علاوہ خوش گلوئی کے آوازے سنے بسمت اور ناندیڑ سے نکال کر راجہ کبیری سنگہ کے محلون تک پہونچایا اس راجہ کے قبضہ مین پرگنہ قندہار کے جملہ گانون تہے۔ راجہ جی نے اس جاے کو پسند کرکے راجہ سے مانگ لیا اور وہان ایک باغ لگایا۔ راجہ جی کے دو بیٹیان تہین ایک لالن جی دوسرے خوبان جی جب راجہ لعل سنگہ اور تیج سنگہ کا زمانہ گذر گیا تو راجہ کے ساتہہ راجہ جی کی قدردانی کا آفتاب بہی ڈہل گیا۔ اور کنور جے سنگہ قندہار کا راجہ ہوا۔ اون دونون لالن جی کے باغ حسن کیلئے موسم بہار تہا۔ چنانچہ نوجوان راجہ کی انجمن خلوت مین اسکی شعاع حسن شمع محفل تہی جسکے جلوہ سے راجہ کا دل سیر نہوتا تہا نوجوان راجہ

اور رسہ جبین لالن کی رنگینی طبع نے جوش مارا تو اس باغ کو اور ہی آراستہ کیا گیا۔ تاکہ دلچسپ مقام دلی کھول کر لطف زندگی حاصل کریں جہان عیش کے بندے سامان طرب کا انتظام کریں وہاں کی آسایش اور آرائگی کیا پوچھنا چاہئے غرض انکی آبیاری کی توجہ سے باغ کی بہاریں بھی حد کمال کو پہونچ گئیں۔ آم کے درخت بہت لگائے گئے بادلی بنی۔ لالن جی نے راجہ سے کہکر باغ کا بیعنامہ بمہر خاص قاضی صاحب وبدستخط زمیندار ان اپنے نام حاصل کر لیا اب تو خوب ہی جلسے اور جشن باغ میں ہونے لگے اگرچہ لالن جی اور اسکے مصاحب شوق سے اس باغ کو لالن باغ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے مگر عوام نے بلحاظ لالن جی کے موروثی پیشہ کے اسکو کنچنی کا باغ مشہور کر دیا جب زمانہ نے دوسرا رنگ بدلا۔ کنور جے سنگھ کا انتقال ہو گیا اور لالن جی کی بہار حسن پر بڑھاپے کی خزان آگئی تو پیرانہ سالی نے باکی جی کے مرتبہ کو پہونچا دیا اور اسکی جگہ اوسکی نوچی (جانوجی) محفل عشرت کی صدر نشین بنی۔ اور سر گلاب سنگھ اپنی [illegible] کی جگہ جانشین ہوا۔ یہ اپنے باپ دادا سے زیادہ عیاش تھا۔ اس نے جانوجی کو درجہ خاندانی کے لحاظ سے اپنی داشتہ بنایا اور اسکو سب باغ بدستور جانوجی کے قبضہ میں رہا۔ راجہ گلاب سنگھ کی بداعمالیوں نے اسکے اقتدار گھٹا دئے تھے اس موقع پر دیسپانڈیہ ناوندی پالم پت موضع بھوگی اس زمین کے متعلق دعوی دایر کیا اس مقدمہ نے یہاں تک طول کھینچا کہ قضیہ مہاراجہ چندولعل بہادر کے ملاحظہ تک پہونچا اور جانوجی نے مقدمہ جیت لیا اور باغ پر قابض ہو گئی +

× جب راجہ گلاب سنگھ مر گیا اور جانوجی بسمت [illegible] چلی گئی تو دیسپانڈیہ نے میدان خالی دیکھکر اس باغ پر اپنا قبضہ کیا اور اسکی اصلی حیثیت بگاڑ دی جب جانوجی بی بی لالن جی ثانی نے ہوش سنبھالا تو دولت حسن اور متاع خوش گلوئی کے سبب بہت سے خریدار جمع ہو گئے اور اس باغ کے حاصل کرنیکی پیروی شروع ہوئی اور بہت کوشش سے لالن جی ثانی کا قبضہ اس اجڑے باغ پر ہو گیا۔ جب لالن جی ثانی بہت سے ارمان اپنے دل میں لئے ہوئے دنیا سے گذر گئی تو اس زمین پر اسکا بھائی شیخ مدار قابض ہو گیا۔ یہ نیک نیت اور خوش عقیدہ تھا حضرت شاہ محمد قاسم المعروف شیخ جی صاحب قدس سرہ جبکا روضہ حیدرآباد میں بہ محلہ اردو پر ان کے خاندان میں مرجع ہے گیا اور اس زمین کو حضرت موصوف کے روضہ مقدس کی نذر کر دیا۔

اب حضرت عبدالصمد صاحب [illegible] گاہ شریف کے قبضہ میں ہے۔ اس زمین کا پچیس روپیہ سالانہ مال حاصل ہے اور موسم برسات میں آمدنی ہوتی ہے اور مولانا سید شاہ محمد حسین صاحب ان باغ کے منتظم ہیں

سید شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ کی وفات

۱۲۵۵ھ مین ۳ شعبان کو سید شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت سانکرمائے سلطان کا انتقال ہوا انکی جائے پر ان کے فرزند سید شاہ پیران حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے۔

شہر آشوبی اور راجہ گلاب سنگھ کی موت

ملہار پنڈت قندہار کے راجہ کا دیوان معزول ہوکر موضع لوہا مین مقیم تہا۔ اسکے بیٹے جیون راؤ کو موضع مذکور کی پٹواری گری کیونکہ مت تہی اس نے موضع لوہا کے علاقہ کی زمین افتادہ بعنوان مقطعہ حاصل کرکے دہیل باڑی آباد کیا۔ ان دنون قندہار مین گلاب سنگھ کے جابرانہ حکومت سے کاتہ بار رعایا مین بدنظمی پھیل گئی تہی راجہ سے رعایا کو دلی تنفر پیدا ہوگیا تہا اکثر لوگ اپنے قدیم مسکن قندہار کو نہایت حسرت سے چہوڑ کر موضع لوہا اور دہیل باڑی مین جا بسے۔ موضع لوہا کے پٹیل اور پٹوارین خلاف تہا۔ اور پٹواری اون پٹیلون کے درپئے تخریب ہوگیا پٹیلون نے مصلحت وقت کے لحاظ سے قندہار مین آکر پناہ لی اور راجہ نے انکو اپنا ہمرنگ پاکر بہت دلجوئی کی قندہار کے اطراف مین رہزنی اچہی طرح ہونے لگی خصوص لوہے کا راستہ اور کڑوڑی کی گہاٹی ایسا خوف ناک مقام بن گیا تہا کہ مسافر بغیر مناسب بدرقہ کے اس راہ سے نہین گذر سکتے تہے۔ جیون راؤ پٹواری اور اسکا فرزند بہاؤ راؤ پٹواری اسی راجہ کے استیصال کے درپئے ہوگئے تہے۔ اور سرگرم تجاویز رہا کرتے تہے اور اسی شہر آشوبی کی حالت مین گوپالیہ کوتوال کی سازش سے سادہو مہاراج کے یہان چوری ہوگئی۔ اور بہت سا اثاثہ جاتا رہا اسی رنجش اور خوف سے جانشین سادہو مہاراج موضع شیخی پور مین مقیم تہے۔ راجہ کے استیصال کے تجاویز ابہی پورے نہوے تہے کہ عیاش راجہ بہت سے امراض خبیثہ مین مبتلا ہوگیا اور مرض بہگندر نے راجہ کو بے قابو کردیا روز بروز حالت ابتر ہوتی گئی۔ آخر ۱۲۵۵ھ مین کیفر کردار کی جو ابدی کے لئے حاکم حقیقی کے روبرو جانا پڑا لاش جلادی گئی اور اسکی قبر کی علامت راجہ گوپال سنگھ کی قبر کے احاطہ مین موجود ہے۔

لہ بعض لوگون کا بیان ہے کہ رانی نے راجہ کا خاصہ دودہ پینے کا بچا ہوا جس سے ایک ہاتہی مرگیا تہا راجہ کے خیال مین رانی کے ہاتہ کا بنا ہوا کھانا کھلایا گیا تہا جس مین زہر آلود کیا گیا تہا۔ اتفاقاً یہ ہاتہی راجہ کے سامنے آگیا اور وہ مسموم ہوکر مرگیا ۱۲

راجہ سجان سنگہ جاگیردار قلعدار قندہار

سجان سنگہ راجہ گلاب سنگہ کا حقیقی چھوٹا بھائی گو مخبوط الحواس تہا مگر خوش اخلاق اور نیک نیت بہی تہا۔ رانی بسنت کور راجہ گلاب سنگہ کی بی بی کا منشار تہا کہ اپنے رشتہ دار کے لڑکا مہنی لیکر مسند راجگی پر بٹہایا جائے مگر رانی دہرپتا بائی سجان سنگہ کی ماں نے اسکی ایک نہ چلنے دی اور اپنے چہوٹے بیٹے سجان سنگہ کو مسند پر بٹہایا۔ اور اسی ۱۲۵۵ھ مین پیشگاہ اعلیحضرت بندگانعالی سے سند جاگیرداری و قلعداری حاصل ہوگئی۔ رانی دہرپتا بائی کے مشورہ سے کام انجام پاتا رہا۔ اور قدیمکا رپرداز بدستور مامور رہے اس عملداری مین رعایا کو ہر طرح کا امن ملا۔ تین سال کی حکومت کے بعد راجہ نے قضا کی لاش جلانیکے بعد اسکا سمادہ بہی گلاب سنگہ کے سمادہ کے پاس بنایا گیا

رانی دہرپتا بائی کی حکومت

راجہ جے سنگہ کی بیاہتا بی بی رانی ہیرا بائی کے بطن سے کوئی اولاد نہ تہی دہرپتا بائی ایک معزز مرہٹے کی بیٹی تہی جو موضع باچوئی[1] مین رہتا تہا۔ اس لڑکی نے حسن و جمال کے بدولت ایسی شہرت پائی کہ راجہ تک اُسکی خبر پہونچی اور محبت کی کشش نے باچوئی سے نکالی کر جے سنگہ کی محلونکی رانی بنادیا حسن خداداد کے ساتہہ اسمین حسن سیرت اور اخلاق حسنہ کے جوہر بہی قدرت نے کوٹ کوٹ کر بہرے تہے۔ طبیعت مین بلا کی تیزی ذکاوت تہی ہشیاری کا یہہ عالم تہا کہ غیر بہی اسکے گرویدہ تہے۔ اسپر عقل اور دور اندیشی نے ایسا رنگ چڑہایا تہا کہ اسکی وقعت اور رعب کے آگے اور دنکی کچہہ حقیقت نہ تہی۔ اسکے بطن سے دو بیٹے۔ گلاب سنگہ اور سجان سنگہ تہے۔ مگر افسوس ہے کہ یہہ دونو نونہال عین عالم بہار ہی مین مرجہا گئے اور چند روز ہی اونکو راجائی نصیب ہی چہوٹی خواص چمپا بائی کے بطن سے ہیرا سنگہ تہا جو میراث آبائی کا ہر طرح مستحق تہا مگر

[1] موضع باچوئی قندہار سے جانب شرق ۴ میل ہے ۱۲

دہرپتا بائی نے اسپر کنیز ک زادگی کا دھبہ لگاکر قدیم کارپردازونکی حمایت سے امورات راجگی مین اسکو دخیل نہونے دیا۔ اور ایسی نگرانی رکہی کہ ہرانگہ اپنی سرفرازی کیلئے انتظام نکرسکے اور خود کاروبار جاگیر انجام دیتی رہی ہیرآ نگہ کے حیدرآباد پہونچکر مہاراجہ بہادر کے پاس سرفرازی کیلئے تحریک کی تہی۔ مگر کامیابی نہین ہوئی۔

راجہ بنی سنگہ قلعدار کولاس کی فوجکشی اور رانی دہرپتا بائی کی چولی کا نشان

راجہ بنی سنگہ قلعدار کولاس جسکا جدی تعلق رجایان قندہار سے ہے۔ قندہار کے راجگی بے سروسامانی کی کیفیت سنکر ۱۲۵۹ف مین سوار و پیادونکی مناسب فوج لیکے ساتہہ بغرض تسخیر قلعہ قندہار موضع باچوٹی کے قریب پہونچا۔ دہرپتا بائی نے اسپنے موجودہ سپاہیون کے علاوہ کچہہ ہنگامی جوان مقرر کرکے قلعہ اور بستی کی حفاظت کا انتظام کرلیا۔ اور قلعہ کے قدیم ابراہیمی برج پر راجاؤنکی عملداری سے گیروی رنگ کا نشان لگایا جاتا تہا۔ اسکو اوتار کر بجائے نشان کے اپنی انگیا (چولی) کو ایک اونچی لکڑی پر باندہکر بلند کردیا۔ اس نشانی سے یہہ مراد تہی کہ عورت فوجی مقابلہ کیلئے مستعد ہے۔ کولاس کی فوج باچوٹی سے آگے بڑہی۔ رانی کی جمعیت نے پہول ملہ اور رودمنیارہ کی مینڈ کے مقام پر تہانیم کی فوج کو روکنیکی کوشش کی مگر فوجکی تعداد جو صرف قریب تین سو سوار و پیادونکے ہی مدرک سکی۔ رودناگ جہری پرمالس پوری کے آگے رانی کے سپاہیون نے بندوقین چلائین اور قلعہ پر سے بہی توپین سر ہونے لگین۔ راجہ بنی سنگہ نے اپنی فوجکو لعل باغ کے راستہ سے بہوانی کی ٹیکڑی پر لیجاکر مورچہ قایم کیا چہوٹی عنبر شاہی کی گولہ کی صدمہ سے ایک سوار و ایک پیدل سپاہی راجہ کی فوج کا ضایع ہوا۔ جب راجہ بنی سنگہ کی نظر چولی کے نشان پر

۱؎ گوپال سنگہ کو پیشتر راجہ ابی چند گور انکے فرزند راجہ پدم سنگہ قلعدار و جاگیردار پرگنہ کولاس پدم سنگہ کے دو بیٹے بڑے بیٹے نرندر سنگہ المعروف سوائے پدم سنگہ۔ دوسرے بیٹے روپ سنگہ۔ روپ سنگہ لاولد تہے انکی رانی نے بنی سنگہ فرزند بنی سنگہ کو بتنے کیا۔ اور موضع پرکور جاگیر مین پایا۔ سوائے پدم سنگہ کے دو بیٹے لچھمن سنگہ لاولد فوت ہوئے۔ دوسرے بنی سنگہ جو قلعہ قندہار پر فوج کشی کرکے ناکام واپس ہوئے۔ بنی سنگہ کے دو بیٹے۔ دیپ سنگہ اور بنی سنگہ۔ دیپ سنگہ کے بیٹے درجن سنگہ انہین اولاد نہین تہی انکی بی بی رانی سون کنور بائی کولاس پر حکمران ہے ۱۲

پڑی تو اسکے بہادروں نے عورت پر فوج کشی کرنا پسند نہین کیا اور جمعیت کی واپسی کا حکم دیدیا اور کولاس کو واپس چلا گیا۔

ف مجھکو مسٹر سی لاڈر ناظم پٹہ خانجات سرکار عالی کے ساتھ کولاس جانیکا اتفاق ہوا ہے یہ قلعہ پہاڑ کے بلند حصہ پر نہایت مستحکم ہے قلعہ کے نیچے پہاڑ و نہین ہوتے ہوئے آبادی قصبہ اور قلعہ کے مابین ایک ندی بہتی ہے جسکے قلعہ کے شرقی و شمالی جانب پہاڑ کے دامن مین قلعہ کے برج کے نیچے آموں کے درخت نہین ہتے۔ رانی سون کنور بائی نہایت لایق اور منتظم ہے اسنے اپنی چھوٹی سی ریاست کو سلیقہ کے ساتھ آراستہ رکھا ہے اسکے کارپردازی باسلیقہ اور لایق پائے گئے۔ ہمارے کیمپ کا انتظام خوش اسلوبی سے کیا گیا تھا۔ مین پہلے روز ناظم صاحب کے ساتھ رانی صاحب سے ملاقات کو گیا تھا۔ دربار کا مکان کشادہ اور قدیم طرز کا تھا بڑی پھاٹک سے مکان کے دروازہ تک جوانان بے قاعدہ دو طرفہ صف بستہ تھے فوجی عہدہ دار جس مین اکثر راجپوت تھے قدیم لباس اور ہتیار کے ساتھ صحن مکان مین کھڑے تھے نقیب و چوبدار نقرئی ملمع کاری عصا لئے ہوئے ترقی عمر و دولت کی صدا لگا رہے تھے مالی عہدہ دار بھی اسوقت حاضر تھے شہ نشین پر چلمن پڑی ہوئی تھی اور اسپر سرخ بانات کا پردہ تھا رانی کے ماموں پورن سنگھ ٹھاکر اور دوسرے تراہتدار چلمن کے دونو جانب بیٹھے تھے ہمارے پہونچنیکے بعد رانی صاحبہ چلمن کے اندر برآمد ہوئین اور اپنے ماموں کے توسل سے حیریت پرسی اور ہمارے آنیپر خوشنودی ظاہر کی۔ ملاقات کے دوسرے دن رانی صاحبہ کیجانب سے دعوت کا سامان خیمہ پر بھیجا گیا۔ یہان دس مقام کئے گئے تھے اور ناظم صاحب نے یہان کے پہاڑون مین مادہ شیر کا شکار کیا۔

ف تاریخ قندہار مرتب ہو چکی تھی مین نے اس کتاب کے اخیر حصہ کو جسمین راجہ گوپال سنگھ سے راجہ بہار سنگھ تک کیفیت درج ہے رانی صاحبہ کے ماموں ٹھاکر پورن سنگھ کو سنایا جب ٹھاکر صاحب نے اس کا ذکر رانی صاحبہ سے کیا تو دوسرے دن رانی صاحبہ نے مجکو خاص طور پر اپنے مسکن مکان مین بلوایا اسوقت ٹھاکر پورن سنگھ موجود تھے رانی صاحبہ نے متوجہ ہو کر راجایان قندہار کے جملہ حالات سنے چونکہ رانی صاحبہ کا تعلق اس خاندان سے ہے بعض واقعات مندرجہ کی انہون نے تصدیق اور راجونکی نام کی تصحیح کی خصوص راجہ بہار سنگھ اور راجہ گوپال سنگھ اور راجہ اجی چند گور کے حالات سنکر بہت ہی خوش ہوئین۔ بہار سنگھ کا نام پہاڑ سنگھ بیان فرمایا ۱۲

گنبد چلہ دار ملک | داؤ ہوئی نے جو قندہار کا رہنے والا تھا اپنی بھائی کو ساتھ لیکر تلاش معیشت مین مسافرت اختیار کی حیدرآباد اور مختلف مقامات مین رہکر سرمایہ کافی حاصل کرکے قندہار واپس ہوا ان دونون بھائیون کو اولاد نہ تھی اور ان کے پاس دو ہزار روپیہ سے زاید سرمایہ موجود تھا انہون نے رانی دہرپتا بائی کو دو سو روپیہ نذرانہ دیکر اپنے مکانون کے پاس حضرت سائگڑھ سلطان کے روضہ کیجانب میر کے دائرے کے روبرو شارع عام پر دلوار ملک کا چلہ تعمیر کیا اور اسپر خوش نما گنبد بنوایا یہ گنبد بابن جی لسپر گنیش نلگیا ساہوکار کی اہتمام سے ۱۲۵۹ھ مین تیار ہوا ہے۔

راجہ ہیرا سنگھ جاگیردار و قلعدار

راجہ ہیرا سنگھ ایوان راجگی قندہار کا جھلملاتا ہوا آخری چراغ تھا اسکی سوتیلی مان دہرپتا بائی نے اسکے فروغ نہ پانیکی بہت تجاویز سوچ رکھے تھے مگر راجہ کی خیرخواہ ابھی کامیابی کی کوشش مین مصروف تھے

راجہ رام بخش بہادر کی پیشکاری | اسعرصہ مین ۱۱ شعبان ۱۲۵۹ھ کو نہار راجہ چندولعل بہادر خدمت پیشکاری سے علیحدہ ہوئے اور اسی تاریخ راجہ رام بخش بہادر پیشکاری کی خدمت پر سرفراز ہوئے اس عزل ونصب کی سپرایہ مین راجہ کے سچے خیرخواہونکی کوشش کارگر ہوگئی اور ۱۲۶۰ھ مین پیشگاہ اعلیحضرت نواب ناصرالدولہ بہادر نظام الملک نظام الدولہ میر فرخندہ علیخان فتح جنگ آصف جاہ بہادر سے بمہر نیابت دیوانی راجہ رام بخش بہادر پیشکار سند جاگیرداری و قلعداری سرفراز ہوئی۔ ہیرا سنگھ مستقل راجہ ہوگیا یہ راجہ نہایت سنجیدہ اور حلیم الطبع تھا اسنے اپنی سوتیلی مان دہرپتا بائی اور دونو متوفی بھائیون کے بیویان رانی لبسنت کنور بائی ورانی سیوسندر ابای کے ساتھ عمدہ سلوک کیا اور انکی اطاعت گذاری مین سرمو فرق نکیا

رانی دہرپتا بائی کی موت | بوڑھی دہرپتا بائی کو دو جوان بیٹون کے مرنیکے غم کے علاوہ سوتیلے بیٹے کو راج کرتے ہوئے دیکھکر سخت صدمہ ہوا۔ اور وہ بیمار ہوگئی اور ایک سال تک عارضہ تپ دق مین مبتلا رہکر ۱۲۶۱ھ مین دنیا کو چھوڑا اسکا مقبرہ بھی راجاؤن کے احاطہ کے پاس ہے۔

ہیرا سنگھ کی عملداری مین بھولے سنگھ کوتوال شہر اور امان پوریت جی کارپرداز مقرر ہوئے

شیخ لاڈلے دیکھہ اور بندہ علی دونو صاحب امتیازی ملازمین مین شامل تھے جلال بیگ۔ گولہ انداز میر آتش مقرر ہوا جملہ کارخانجات کے ملازمین بدستور اپنی اپنی خدمتون پر کارگذار رہے

راجہ پر پہلا قاتلانہ حملہ

دھرتا بائی کے مرنیکے بعد بھی راجہ کو خانگی جھگڑون سے فرصت نہ ملی بعض راجپوت بسنت کنور بائی زوجہ راجہ گلاب سنگھ کے طرفدار رہنے ہوئے رانی کو ہیرا سنگھ کا مخالف بنانے کی کوشش کر رہے تھے اور یہہ خیال تھا کہ اگر ہیرا سنگھ مسند راجگی سے اٹھہ جائے تو رانی کو خود مختار حاکم بننے رہنے کا حق حاصل ہو۔ یا نہین تو وہ اپنے بھائی ہین سنگھ کو راجہ بنا سکتی ہے انہین خیالات والے طرفدار راجپوتون نے موقع پاکر راجہ پر قاتلانہ حملہ کر دیا مگر عین موقع پر راجہ کے خیرخواہ ملازمین بھی پہونچ گئے طرفین سے تلوارین کھنچین۔ راجہ کو کسیطرح کا گزند نہین پہونچا مصلحتاً راجہ نے اپنی بہادری سے صفائی حاصل کر لی اور اس کی اطاعتگذاری مین کوتاہی نکی۔

راجہ پر دوسرا حملہ

پہلے واقعہ کو گذرے ہوئے ابھی ایک سال پورا نہ ہوا تھا کہ ایک روز عین دوپہر کے وقت اپنی بہادوج بسنت کنور بائی کی طلبی پر راجہ گلاب محل مین گیا۔ وہان بجاے بسنت کنور بائی کے رتن سنگھ راجپوت کو مسلح پایا۔ راجہ اس راجپوت کی تیوری بدلی ہوئی دیکھکر واپس ہوا چاہتا تھا کہ راجپوت نے راجہ پر وار کر دیا۔ راجہ پہرتی سے دار خالی دیکر دروازہ کے باہر ہوگیا۔ راجہ کے زندہ بچ جانے سے راجپوت پر خوف کے آثار نمایان ہوگئے راجہ کے حکم سے فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ کچہری مین راجہ نے اپنے معزز ملازمین اور عام پبلک کو جمع کرکے اس راجپوت کے چالبازی اور بیوفائی سے سبکو مطلع کیا۔ اور اس کے سیدھے ہاتھہ کے پانچ انگلیون مین مشعل باندھکر جلوا دیا اور قلعہ سے نکالدیا اس سزا نے دوسرے مخالف گروہ کے دلپر خوف پیدا کر دیا پھر کسیکو راجہ کے خلاف سازش کرنیکی جرأت نہین ہوئی۔

مستان شاہ صاحب کا وصال

بتاریخ ۷ شوال ۱۲۶۱ھ حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب کا قاضی محلہ کی مسجد مین انتقال ہوا آپکی لاش نیلی گہاٹ کے پاس تالاب کے کنارے دفن کی گئی ہے۔

قوم روہیل کا حملہ اور ہمنت سنگھ کی حکومت

ہمنت سنگھ دابکہ کا جاگیردار راجہ اجی چند گور راجۂ قندہار کے اولاد سے تھا خاندان راجگی کے خانگی جھگڑے ضعف حکومت اور رعایا کی بددلی کے واقعات سن سن کر قندہار کے راجگی کی ہوس اسکو پیدا ہو گئی۔ مگر اس خیال کو پورا کرنیکے لئے زر کی ضرورت تھی اور اسی ضرورت نے اسکے دلی جوش کو روکدیا۔ اسعرصہ مین اجی راؤ محرر و بہاؤ راؤ پٹواری لوہاگماشتہ دیسکھ جنکو گلاب سنگھ کے عہد حکومت سے خاندان راجگی کے ساتھ دلی عداوت تھی ہمنت سنگھ کے پاس پہنچے اور راجہ کی بے سروسامانی کی حالت سے خبردار کرکے قلعہ قندہار پر حملہ کرنیکی ترغیب دی اور کامیابی تک اخراجات جمعیت کے خود کفیل بننے کا وعدہ کیا۔ ہمنت سنگھ کے خیال کو اس غیبی تائید نے بااثر بنا دیا اور اسنے نہایت خوشی کے ساتھ اپنی مستعدی ظاہر کردی یہہ وہ غیر اطمینان زمانہ تھا کہ اضلاع مرہٹواڑی مین قوم روہیل اور پنڈارے لٹیرے غول کے غول لوٹ مار کرتے ہوئے گشت لگاتے پھرتے تھے۔ اور ان لٹیرے سرغنونکی یہہ عین خواہش ہوتی ہے کہ کوئی سرپرست مل جائے اور وہ اپنے ناجایز حقوق کیلئے کسی تصبہ کے راجہ اور دیسکھہ پر حملہ کرے تو یہہ جماعت ان کے لوٹنے اور بستی کو تاراج اور برباد کرنے مین شامل ہو اجی راؤ اور بہاؤ راؤ نے اپنی کفالت پر لیسین خان جمعدار روہیل کے توسط سے قریب پانسو روپیہ کے فراہم کرلیا اور بیقاعدہ جمعیت دابکہ کو جمع ہوئی اس مشورہ سے گوبند پڑوائی اور فتا من بچھوار ساہوکاران قندہار واقف تھے انہون نے اپنا اثاثہ زیورات و نقدی موضع گولی گانون مین جو قندہار سے جانب غربی۔

سلہ راجہ اجی چند گور کے بیٹے تیج سنگھ ان کو چار بیٹے۔ بیجے بہادر لاولد فوت ہوئے (۲) موتی سنگھ جاگیردار دابکہ (۳) کنور جی سنگھ جاگیردار قندہار (۴) دیپ سنگھ لاولد فوت ہوئے۔ موتی سنگھ جاگیردار دابکہ کے دو فرزند ایک ہمنت سنگھ جن نے قندہار پر فوج روہیل کی حمایت مین قبضہ کرکے قید کی سزا پائی دوسرا کندن سنگھ اور کندن سنگھ کے بیٹے فتح سنگھ اور ان کے فرزند سوتے سنگھ جاگیردار دابکہ ہین، شوال ۱۳۱۵ھ آمین بمقام کولاس مجھہ سے ملاقات ہوئی ہے خوش اخلاق ملنسار وخوبصورت ہین عمر تخمیناً بیس سال ہوگی ۱۲

چار میل پر ہے - نیلکنٹھ بہاؤ دادا آلیسونت راؤ وکیل لیسیکھ کے اطمینان پر رکھوا دیا تھا -
غرہ صفر ۱۲۶۲ھ مین یہہ فوج ہمنت سنگھ کی اخیری سے شب کے اول حصہ مین چاری دروازہ سے
قصبہ قندہار مین داخل ہوئی - بھولے سنگھ کو تو ال بہاؤ راؤ پٹواری سے ملا ہوا تھا جمعیت کی
آمد آمد کی خبر سنکر راجہ کے علاقہ کے جوانون کو چاوڑی سے اوٹھا لیا اور قلعہ مین چلا گیا -

سید علی صاحب کی شہادت سید علیصاحب راجہ کے قدیمی ملازم اور نہایت جری و عالی حوصلہ شخص تھے - اگرچہ بڑھاپے نے اپنا پورا پورا اثر کر لیا تھا تاہم انکی جرأت اور بلند ہمتی مین فرق نہ آیا تھا ان کے دو فرزند سید دلی اور سید محی الدین راجہ کے پاس فوجی ملازم تھے دروازہ شہر پناہ کی نگرانی اور شہر کی گشت ان کے سپرد تھی - اتفاقاً اس روز یہہ دونون سپاہی راجہ کے پاس شہر کی امن کی رپورٹ دینے گئے تھے - راجہ نے انہین اپنے پاس قلعہ مین رکھ لیا تھا فوج روہیل کی داخل آبادی ہونیکی خبر سید علی صاحب کو ملی - اس بزرگ نے قیاس کیا - کہ ضرور دروازہ شہر پناہ پر اپنے دونو بہادر بیٹون سے مقابلہ ہوا ہوگا اور یہہ بھی اطمینان تھا کہ اون دونون کے زندہ رہتے تک ممکن نہین کہ یہہ فوج آگے بڑھ ہی ہو بیٹون کی مارے جانیکا یقین ہو گیا - رنگار نگی کے قریب آپ نے تلوار کھینچکر روہیلون پر حملہ کیا روہیلون نے ہر چند منع کیا اور ہٹانا چاہا لیکن آپ نے نمانا ایک تو حیدری شجاعت کا غلو دوسرے بیٹون کی مارے جانیکا غم بھلا کب ہٹ سکتے تھے - وار آپنے شروع کر دئے یہہ بیچارے تنہا اور وہ پانچسو روہیل کا گروہ کیا ہو سکتا تھا سید تو بہتے ہی شہادت[1] نصیب ہوئی روہیلون کا تسلط تمام شہر مین ہو چکا - ہمنت سنگھ راجہ بنے ہوئے تھے ان کے دو مشیر واجی راؤ محرر و بہاؤ راؤ پٹواری دستور سمین و دستور لیا رلبنی پر حکومت کر رہے تھے قلعہ مین ہیرا سنگھ اپنی تھوڑی سی فوج سے محصور ہو گیا اسوقت مین سنگھ ٹھاکر رانی بہنت کنور بائی کا بھائی موضع تلیگانون مین تھا ہیرا سنگھ نے اسکو بلوایا روہیلون نے بھی پڑاؤ کی پیادہ اور مناسب مقامات پر ناکہ بندی کی - اور قلعہ مین رسد نہ پہونچنے کا بندوبست کیا اگرچہ کسی پر ظلم و زیادتی نہین کیگئی - مگر ان کے خوف سے رعایا و خوشحال لوگ دوسرے بستیونکو چلے گئے -

[1] آپ کا مدفن عیدگاہ کی جانب کمانی دروازہ کے اندر ہے ۱۲

محمد امین الدین صاحب کثرت کی وفات

ادہر تو یہہ ہنگامہ برپا تہا کہ دوسرا سانحہ یہہ پیش آیا ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۶۲ھ کو مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب المتخلص کثرت برادر محتسب قندہار کا بعارضہ بخار انتقال ہوا۔ آپ مشہور شاعر و عالم و فاضل تہے۔ آپکی علمی لیاقت و فضایل کمالات کی وجہ سے تمام روہیل آپ کے معتقد ہوگئے تہے بہت تکلف سے آپکی لاش قاضی محلہ کی مسجد مین دفن کیگئی۔

قلعہ قندہار کے محاصرہ کو پانچ مہینے گذر چکے۔ راجہ بیر اسنگھ کی ہمراہی محصوری سے تنگ آگئے۔ رسد ختم ہوچکی ادہر ہمنت سنگھ بہی روہیل کی تنخواہ کے تقاضہ سے متردد ہوگیا تہا۔ بیرا سنگھ اور ہمنت سنگھ نے صلح کرلی۔ ہمنت سنگھ قلعہ مین داخل ہوگیا۔ اور زمام حکومت اسکے قبضہ مین آگئی روہیلون کو ماہوار ملی۔ ہمنت سنگھ بہی طرح دیگیا۔ روہیلونکا تقرر واجی راؤ اور بہاؤ راؤ کی کفالت پر ہوا تہا۔ روہیلون نے ان دونو افسرونکو گرفتار کرلیا۔ اور تنخواہ کے طالب ہوئے جس قدر انکی اطاعت کی تہی اسیقدر انکے ساتہہ سختی اور مخالفت شروع کی۔

غارتگری اور قوم ہنود کی تباہی

قندہار کے معتبر ساہوکارون کے مکان لوٹے جانا اور اہل ہنود کو اقسام کی اذیت پہونچانا اور انکی عورات کی بیحرمتی ہونا۔ اسکا الزام گروہ روہیل پر نہین آتا اس کو بانی وہی دونو مفسد واجی راؤ محرر و بہاؤ راؤ پٹواری ہین۔ روہیلون نے مطالبہ تنخواہ مین ان دونو کو پکڑلیا اور اذیت رسانی شروع کی۔ ان مفسدون نے معتبر ساہوکارون اور برہمنون کے مکانات کی نشاندہی کی جب غارتگری اور لوٹ شروع ہوگئی تو روہیلونکی خصوصیت باقی نرہی سبہی قوم کے لیڈر جمع ہوگئے اور اطمینان کے ساتہہ سارا گانون لوٹ لیا انہین خوفناک دنو مین گوبندجی بہاٹک کا اجدادی دفینہ جسکی تعداد چوسٹھ ہزار نو سو ستانوے روپیہ چار آنے بیان کی جاتی ہے بہت مشکل اور اذیت رسانی سے نکلوایا گیا۔ منا بہاٹک کا بہی چار ہزار کا دفینہ سوا سے اٹاوہ روپیہ کے لوٹا گیا۔ انہین پر منحصر نہین ہے سبہی مہاجن بقال و برہمن لوٹے گئے باوصف اسقدر غارتگری کے روہیلے اپنی تنخواہ از روی حساب ان دونون افسرون سے مانگے جاتے تہے

گرلے گانون کی ناراجی

روہیلون کی تنخواہ کے تصفیہ کیلئے واجی راؤ اور بہاؤ راؤ نے ہیبت رائو نائک جانشین ناگوجی راؤ نائک متوفی سے مشورہ لیا۔ انہین یہہ خبر تہی کہ قندہار کے مہاجن کا اثاثہ

وفقدی کو لیگا لونمین پوشیدہ کیا گیا ہے۔ نایک نے اسکی نشان دہی کردی اسلئے ہمنت سنگھ کے جانب سے نیلکنٹ بہاؤ راؤ کو لکھا گیا کہ جو کچھ قندہار کے ساہوکاروں کا مال بنظر حفاظت وہان رکھا گیا ہے بھیجدیا جاوے۔ ورنہ جبراً چھین لیا جائیگا۔ نیلکنٹ راؤ نے موجود گی۔ مال سے انکار کردیا اسلئے ہمنت سنگھ کے حکم سے شیوپرشاد کارپرداز و مہتاب سنگھ وجیت سنگھ جمعدار سکھان و یٰسین خان جمعدار روہیل نے اپنی اپنی جمعیت کے ساتھ گولیگا لونن پہونچکر گڈہی کا محاصرہ کرلیا۔ گڈہی نہایت مستحکم تھی اور اسکے حفاظت پر دکنی اور کوئی سپاہی متعین تھے انہون نے گولی چلائی روہیلے زخمی ہوئے مگر روہیل کا گروہ زیادہ تھا گڈہی پر سخت حملہ کیا گیا۔ ایک کوئی سپاہی نے اپنی بندوق سے بارہ روہیلے مار ڈالے تاہم روہیلون نے گڈہی فتح کرلی نیلکنٹ بہاؤ راؤ اور اسکے ہمراہی موقع پاکر بھاگ گئے۔ فتحیاب گروہ نے خاطر خواہ تمام بستی کو لوٹ لیا اور اسکی بربادی مین کوئی کمی نکی۔ روہیلے پھر قندہار مین جمع ہوگئے اور تنخواہ کا تقاضا پھر اپنے افسرون پر شروع کردیا۔

نواب اعتضاد جنگ بہادر کا تسلط اور روہیل کا اخراج

نواب سراج الملک کی وزارت ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۶۲ھ چارشنبہ کے روز نواب سراج الملک بہادر عہدہ دیوانی پر ممتاز ہوچکے تھے اور پیشکاری کی خدمت بدستور راجہ رام بخش بہادر کے سپرد تھی۔ اور پرگنہ قندہار کے دیہات و تعلقہ دیگلور وغیرہ کی تعلقداری کی خدمت نواب اعتضاد جنگ بہادر کے تفویض ہوئی گولے گاتون کے لوٹے جانے سے ساہوکارون نے نواب صاحب کے خدمت مین عرضیان پیش کین نواب نے عالیجناب مدارالمہام سے روہیلون کے اخراج کے لئے جمعیت کی امداد چاہی۔ اسعرصہ مین وقایع نگارون نے قندہار کی تاراجی اور روہیل کے ظلم و زیادتی کی کیفیت دربار مدارالمہامی تک پہونچائی۔ روہیل کے اخراج کیلئے دفتر دیوانی سے نوابصاحب کے نام حکم پہونچا۔ اور جمعیت بھی امداد کے لئے ملی۔ نوابصاحب موصوف چارسو جمعیت پیدل علاقہ دیوانی اور دوسو پچاس سوار اور دو توپ ساتھ لئے ہوئے فایز قندہار ہوکر عیدگاہ کے قریب جنگ زن ہوئے۔ ہمنت سنگھ نے روہیلون کو قلعہ مین جمع کرلیا اور مقابلہ کیلئے تیار ہوگیا نواب کی امداد

کے لئے مسٹر جان پنگلس کپتان مرفخاص کے علاقہ کے چار سو جوانان لین باقاعدہ جگیر سنگھ صوبیدار ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۲ھ مین داخل قندہار ہوئے۔ اور نواب صاحب نے مورچہ عیدگاہ کی ٹیکری پر جانب غربی وجنوبی قلعہ بمقابل دشمن توڑ توپ قایم کیا اور گولہ اندازی شروع ہوگئی۔ اندلون فوج کنجنٹ متعینہ چاؤنی ہنگولی سرکوبی رداہل اور پنڈارے ولٹیرے کیلئے اضلاع مرہٹواری مین گشت لگایا کرتی تہی۔ سرکار عالی کے حکم سے باقاعدہ لین کی چار کمپنیان اور چار توپ بیل گاڑی بسرکردگی کپتان ایڈے صاحب بہادر داول رسالہ کا ایک اسکوارڈن یعنے دو سو ار حسمین مرزا واحد علی بیگ جمعدار بہی تہے۔ قندہار پہونچین۔ کنجنٹ کی فوج نے تالاب کے کنارے پر بمقابلہ عنبر شاہی توپ مورچہ قایم کیا۔ اور توپین استوار کرکے چھ گولے بم کے مسلسل قلعہ مین اوتارے چار گولے تو بیکار گئے مگر دو گولے قلعہ کے بیچ مین اوترکر اپنی عادت کے موافق پھٹے محصورین کو ضرر نہین پہونچا قلعہ کے محفوظ مقامون مین لوگ چھپے ہوئے تہے مگر اونکی مہیب آواز نے قلعہ والون کے دلون مین ہیبت ڈالدی ہمنت سنگھ نے اپنی فوج کو ہیبت زدہ دیکھکر صلح کا سفید جھنڈا عنبر شاہی برج پر کہڑا کیا۔ تمام لشکر مین امن وصلح کی شہرت ہوگئی اور جگیسر سنگھ صوبہ دار لین نے قلعہ مین جاکر ہمنت سے صلح کی شرایط پیش کئے۔ فوج افغان وسکہہ نے بعوض عطائے تنخواہ بقایا قلعہ خالی کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ نواب صاحب نے تنخواہ دینے کا وعدہ کرلیا۔ روہیلے اور سکہہ قلعہ کے باہر ہوگئے۔ نواب نے ہمنت سنگھ کے فوجکی کل تنخواہ کا تصفیہ کرکے اُنکا اخراج کیا۔ راجہ ہیرا سنگھ وہمنت سنگھ۔ جان پنگلس کے لین کے ساتہہ جگیسر سنگھ کی نگرانی مین حیدرآباد بہیجے گئے کنجنٹ کی فوج معہ افسر اپنے مستقر پر واپس ہوگئی۔ نواب صاحب کا قبضہ قلعہ پر ہوگیا۔ نواب صاحب نے قندہار کے مسلمانونکی دعوت تکلف کے ساتہہ براے محل مین کی۔

راجہ ہیرا سنگھ کا دوبارا قبضہ

ہمنت سنگھ کے غاصبانہ قبضہ اور قندہار کی غارتگری کی تحقیقات اجلاس مدار المہامی مین شروع ہوئی۔ قندہار سے شریعت پناہ اور معزز ساہوکار بلوائے گئے اگرچہ خدمت تفتیش

قاضی غلام محمد صاحب مولانا غلام علی صاحب کے بیٹے اور محمد سراج الدین صاحب کے پوتے کے نام تھی مگر بذات خود قاضی سراج الدین صاحب اور محمد رحیم الدین صاحب محتسب قندہار حیدرآباد آئے اور نیز رام مہاجن علاقہ ہر یاجی مہاجن دستیہ جیس مہاجن دبالاجی سیٹیہ وناگوجی مقدم وامرت راؤ پٹواڑی پانڈری دیہا دیو راؤ پٹواری کالی شہادت مین حاضر ہوئے اس دریافت کا سلسلہ چھ مہینے تک جاری رہا۔ مہنت سنگھ پر جرم ثابت ہوا اور وہ مقید کر دیا گیا اور اسکی جاگیر موضع دابکہ بالعوض رقم ہرجانہ ہیرا سنگھ کے تفویض کر دیگئی رقم تنخواہ رواہل واخراجات فوجکشی اٹھارا ہزار روپیہ ہیرا سنگھ کی جانب واجب الادا ٹھہرائے گئے اور اس رقم کی ادائی پر دوبارا قبضہ قلعہ قندہار پر دلانیکا حکم ہوا۔ ہیرا سنگھ نے بذریعہ اودے سنگھ ٹھاکر جمعدار چمنی لعل گماشتہ ساہوکار سے بہ کفالت محاصل مالگذاری قبضہ قندہار قرض حاصل کیا اور رقم خزانہ سرکار مین داخل کر دیگئی اور راجہ ہیرا سنگھ دوبارہ خدمت تعلقداری وجاگیرداری سے سرفراز ہوکر قندہار واپس آیا اور موضع دابکہ کے ضبطی کی تاکید مورخہ غرہ رجب ۱۲۶۳ھ راجہ ہیرا سنگھ کو ملی مگر موضع مذکور پر مہنت سنگھ کا بھائی گنڈن سنگھ قابض رہا۔ قندہار پر چمنی لعل گماشتہ ساہوکے جانب سے محمد عبداللہ ولد محمد حسین نائب مقرر ہوا

سید شاہ حامد حسین صاحب سجادہ کی وفات

۱۲۶۴ھ مین ۱۰ ذیحجہ کو سید شاہ صاحب پیران حسینی صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ نے وفات پائی آپکو کوئی اولاد نہ تھی اسلئے آپ کی اہل برادری سے سید شاہ حیدر رضا ابن سید شاہ غلام علی صاحب مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے۔

سندھیون کا ابتدائی قبضہ اور راجہ ہیرا سنگھ کا انتقال

ہیرا سنگھ کو دوبارہ راج پائے ہوئے تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ بقایائے رقم دربار خرچ وچوتھہ وقانون گوئی کا تقاضا دفتر مال کیجانب سے شروع ہوا۔ اور دفتر مال راجہ رام پرشاد لالہ بہادر سے متعلق تھا اور سندھیون کے سررشتہ کا تعلق ان کے بھائی راجہ اجاگر چند رائے بہادر سے تھا۔ اسلئے راجہ محمد بچل خان رسالدار سندھیو کو حکم دیا کہ رقم بقایائے مذکور کے وصول کیلئے ہیرا سنگھ جاگیردار قندہار پر جوانان سندھی سزادل کئے جائین۔ رسالدار کے حکم سے فتح محمد جمعدار معہ دس جوان سندھی قندہار پہونچے۔ اور ادائے رقم کا تقاضا کیا اسوقت راج کی حالت ابتر تھی ساہوکار کا

کارپرداز محمد عبداللہ مالگذاری کی تحصیل پر پورا قابض تہا۔ اخراجات معینہ کے سوائے ہیرا سنگہ کو جاگیر سے کچھ ہی نہین ملسکتا تہا اپنے خاندانکی پرورش بہت کفایت اور تنگی سے کیا کرتا اس سنے تقاضے اور جہانان سزاولی کے اخراجات سے پریشان ہوگیا اور بدرجہ مجبوری بامتصواب راجہ صاحب موصوف محمد بچل خان رسالدار سے قرضہ لیکر جمنی لعل کی استصوابی رقم دیدی صرف اکیسو روپیہ ماہوار اپنے خاندان کی پرورش کیلئے لیا کرتا اور قلعہ قندہار مین اپنے بزرگون کے پرانے مکانون پر قبضہ کئے ہوئے زندگی کے دن پورے کر رہا تہا نیابت قندہار پر ملک محمد جمعدار و سرہنگ راؤ پشکار منجانب محمد بچل خان رسالدار مقرر تہے۔ بڑے لطف سے زندگی بسر کرتے ہوئے راجہ کو زیادہ سال نہ گذرے تہے کہ اسکا مزاج علیل ہوگیا۔ اور تمام جسم پر آبلے پیدا ہوگئے اور ان آبلون مین بلا کی سوزش ہوتی گئی۔ آخر جون اسقدر بڑہ گئی کہ اسکے مقدمہ سے راجہ جانبر نہو سکا اور ۱۲۶۵ھ مین مرگیا اس آخری راجہ کے جلی ہوئی راکھ کی سمادہی اسکے بزرگون کے دائرہ قبور مین بنائی گئی ہے۔

محمد بچل خان سندہی رسالدار کا قبضہ

ہیرا سنگہ کے مرنیکے بعد ٹہاکر مین سنگہ نے اپنی بہن بنت کنور بائی زوجہ گلاب سنگہ کو مالک بنا کر خود اسکی جانب سے حکومت کرنی چاہئی۔ مگر اس تمنا کے پورے ہونے کیواسطے روپیہ کی ضرورت تہی۔ اور روپیون کا اس خاندان مین قحط تہا تاہم مین سنگہ رسالدار کے خلاف سازشون مین شریک تہا اور جو معاہدہ ہیرا سنگہ اور محمد بچل خان مین ہوا تہا ٹہاکر مین سنگہ نے اسکے خلاف عمل کرنا چاہا۔ اس لئے ماضیہ زمانہ کے طرز پر مصلحت وقت کے لحاظ سے رسالدار نے مین سنگہ کو تلقین داد دیا اور راجہ پر بہی نگرانی رکہی کہ وہ کسی سے ملنے اور مشورہ کرنے نپائین۔ اس جاگیر کی کفالت پر رسالدار بہت سا روپیہ قرضہ دیچکا تہا اسکے وصول کے علاوہ ایسی زرخیز جاگیر دشہور قلعہ کو واپس دینا کب پسند ہو سکتا تہا۔

راجہ رام بخش بہادر کی دوبارہ سرفرازی	۱۲۶۵ھ راجہ رام بخش بہادر بعد معزولی دوسرے مرتبہ ۲۳ شوال

مین خدمت دیوانی پر سرفراز ہوچکے تھے - رسالدار کو مناسب موقع مل گیا -

تبدیل سند جاگیر اور اسنے کوشش کرکے سند جاگیرداری و قلعداری بشمول خرچ احشام و تنخواہ جوانان سندہیان بہ مہر نیابت دیوانی راجہ بہادر موصوف ۱۹ دیجہ ۱۲۶۵ھ کو اپنے بیٹے عمر خان ثانی کے نام پر حاصل کی - رسالدار کیجانب سے ملک محمد جمعدار نائب قلعہ قندہار مین مقیم تھا - اور سرینواس راؤ بدستور پیشکاری کی خدمت ادا کرتا تھا ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۸۴۵ء تک ملک محمد جمعدار نے نہایت دیانت داری سے اپنی خدمت کو انجام دیا -

محمد عمر خان کلان رسالدار سندہی کا مامنہ حال محمد عمر خان ضلع لاڑ سندہ حیدرآباد کا رہنے والا ابتدا مین دوسو جوانان سندہی سے دکن مین آیا - اور سرکار نظام کے زمرہ ملازمین مین شامل ہوا اون ایام مین قلعہ کہم کے زمیندار نے بغاوت کی تھی اور اسکی گرفتاری کیلئے فوج شاہی متعین ہوچکی تھی مگر وہ گرفتار نہین ہوسکتا تھا - محمد عمر خان نے اپنے علاقہ کے منتخب سترہ[1] سپاہیونکو ساتھ لیکر قلعہ مین گھسکر زمیندار کو پکڑ لیا اس کامیابی کیوجہ سے محمد عمر خان کو رسالداری ملی اور رفتہ رفتہ اٹھارہ سو پاہیونکا افسر ہوا - رسالدار کو کوئی اولاد نرینہ نہ تھی - محمد بجل خان اسکا ہمشیرہ زادہ اور داماد تھا رسالدار کے انتقال کے بعد یہی وارث قرار پایا -

لاکھنا کا سندہ سے آنا اور سندہیون مین نفاق پیدا ہونا اسعرصہ مین مسمی لاکھنا سندہی رسالدار مرحوم کا برادر زادہ[2] وطن سے آکر اپنے حقوق کا خواستگار ہوا اور سندہیون مین خانہ جنگی کی نوبت پہونچی اور یہہ معاملہ مہاراجہ بہادر کے روبرو پیش ہوا اور مہاراجہ بہادر نے عطائی خدمت رسالداری کیلئے ایک لاکھ روپیہ نذرانہ سرکاری پیش کرنیکا حکم دیا - محمد بجل خان نے ساٹھ ہزار روپئے فوراً نذرانہ کے داخل کردئے اور چالیس ہزار بعد دینے کا وعدہ کرلیا اسوجہ سے جمعیت سندہیون کی رسالداری کیخدمت اونکو سرفراز ہوئی اور حسب الحکم مہاراجہ بہادر رسالدار مرحوم کے جائداد سے دسہزار روپیہ مسمی لاکھنا سندہی کو دیکر اسکے وطن کو واپس کردیا گیا اور محمد بجل خان جملہ ملک و املاک پر قابض ہوگیا - اور چالیس ہزار روپیہ بقایا ئے

---

[1] محمد عمر خان رسالدار سندہی کا حال تاریخ گلزار آصفی مین لکھا ہے ۱۲

[2] بعض لوگ ہمشیرہ زادہ بیان کرتے ہین ۱۲

نذرانہ سرکاری بھی مہاراجہ بہادر نے معاف فرمادیا - باوجود اس تصفیہ کے بعض متعصب سندہیون نے رسالدار مرحوم کی بڑی بی بی کو کچھ کا کچھ سمجھا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ رسالدار مرحوم کا لاکہنا سندہی برادر زادہ ہے اور اسکے حقوق بہ نسبت محمد بچل خان کے زیادہ ہین اسکو ملک و املاک کا مالک بنایا جاے - چنانچہ بڑی رسالدارنی اور محمد بچل خان رسالدار مین کیقدر رنجش بھی پیدا ہوگئی تہی - اس لئے سندہیونمین دو فریق ہوگئے کچھ تو مرحوم رسالدار کی بی بی کے طرفدار تہے اور کچھ محمد بچل خان کیجانب دار رہتے - یہہ خانگی مناقشہ کی چھیڑ ہوچکی تہی مگر محمد بچل خان رسالدار سنجیدہ اور دوراندیش شخص تہا - اسنے مرحوم رسالدار کی بی بی سے مخالفانہ برتاؤ نہین کیا ملایمت سے پیش آتا رہا - اس لئے فریق مخالف کا پورا داؤ نہ چل سکا - رسالدار نے حکمت عملی سے مفسدون کے استیصال کی راہ نکالی اور ایک ایک کرکے کام سے علیحدہ کرتا گیا -

ملک محمد جمعدار کی بغاوت ملک محمد جمعدار کے مخالفین نے اس موقع پر رسالدار کو سمجہا دیا کہ ملک محمد بہی فریق مخالف سے ملا ہوا ہے اور اسکے ساتہہ یہہ بہی ظاہر کر دیا کہ ملک محمد رقم سرکاری اپنے ذاتی مصارف مین لاتا ہے اور راجی نسبت کنور بائی سے سازش رکہتا ہے مخالفین کی پر اثر تقریر نے رسالدار کے خیال کو ملک محمد کیجانب سے پلٹایا اور اسنے بدگمان ہوکر میری لو اس راؤ پیشکار کو معہ دفتر بغرض تفہیم حساب طلب کیا فریق مخالفین نے پیشکار پر سات سو روپیہ کی بدر نکالی اور اسکی اذیت رسانی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکہا مگر پیشکار نے جمعدار کے خلاف کچہہ بہی نکہا - آخر پیشکار کو مقید کرکے ادخال رقم بدر کیلئے قلعہ قندہار مین بہیجدیا -

غلام محمد نائب کا تقرر خدمت نیابت اور پیشکاری قندہار پر غلام محمد[1] سکنہ آمدول کا تقرر ہوا اور اسنے دیوان باڑہ مین اپنی کچہری قایم کی - مالی و عدالتی اختیار نائب کو حاصل تہا - ملک محمد کے جملہ اقتدار سلب کر دئے گئے اور وہ بحیثیت ایک فوجی افسر کے قلعہ مین تہا - سر بیو اس راؤ نے ملک محمد کو خبردار کر دیا اور رسالدار اور انکے طرفدارونکا جو کچہہ اونکی نسبت خیال تہا وہ بہی بیان کیا - ملک محمد صاحب عزت آدمی تہا اقتدار کے چہن جانے سے اوسکو سخت خفت ہوئی - علاوہ اسکے پیشکار کے

[1] دیوان باڑہ آبادی قندہار مین ایک سرکاری مکان ہے راجاؤن کے دیوان اور کارپرداز اس مکان مین رہکر سرکاری کام انجام دیا کرتے تہے ۱۲

خوف دلانے سے اوسکو خیال ہوا کہ کہین رسالدار کے ہاتون آبرو ریزی نہو اسنے رانی لبنت کنور بائی اور ٹہاکر مین سنگہ سے مشورہ کیا ان دونون نے اوسکو اپنے مفید مطلب خیال کرکے خوب بہرکایا اور رسالدار کی برائیان اور بدعہدی اور خودغرضی جتاکر بغاوت کرنیکی ترغیب دی مین سنگہ نے تسلی آمیز الفاظ مین ناندیڑ سے سکہون کی جمعیت بلوانے اور بذات خود مقابلہ کیلئے مستعد رہنیکی حامی بہری - اور یہہ بہی کہا کہ مرحوم رسالدار کی بی بی کے طرفدار سندہیون کو اپنی جانب کرکے باقی سندہیون کو قلعہ سے نکال دیا جاوے - بعد کامیابی اس قلعہ اور جاگیر کے مختار رسالدار کی بی بی اور اوسکا فرزند تبنی لاکہنا سندہی ہو سکتا ہے -

قلعہ پر سکہون کا قبضہ اور ٹہاکر مین سنگہ کی حکومت

ملک محمد کے دل پر رانی لبنت کنور بائی اور ٹہاکر مین سنگہ کے خیرخواہانہ مشورہ نے پورا اثر کیا اور مین سنگہ کو سکہون کے طلب کرنیکی اجازت دیدی اور انجام کچہہ نہ سوچا - سکہونکے قلعہ قندہار مین داخل ہونیکی تاریخ ۳ چیت بدی ۱۷۷۵ سمت مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۱۷۶ھ سہ روز چہارشنبہ اوایل حصہ شب قرار پائی - مین سنگہ نے تاریخ اور وقت درج کرکے ڈیڑہ سو سکہون کیلئے بقرارداد تنخواہ بارہ پندرہ روپے ماہانہ سنگہ جمعدار سکہان ناندیڑ کو خط لکہا - اور ملک محمد کا مہری خط بہی اپنے خط کی تائید مین ملفوف کیا - یہہ خط مہتی جی پٹیل موضع مانپورے کے ذریعہ صیغہ راز مین بہیجا گیا تہا - ملک محمد جمعدار نے اپنے مشورے مین سید حسن علیشاہ سندہی اور بقادارشاہ سندہی کو بہی شریک کرلیا تہا - جن لوگون پر اعتماد نہ تہا انہین رخصت دیکر مکانون کو جانیکی اجازت دیدی - تہوڑے سے سندہی قلعہ مین رہ گئے تہے - تاریخ مقررہ کے لوبجے شب کو ڈیڑہ سو سکہ برسرگدی سدا سکہہ امرتسری ناندیڑ سے آکر قلعہ کے قریب جامع باغ مین ٹہرے رہے ملک محمد کو اسکی خبر پہونچادی گئی - قلعہ کے پچہمی جانب سے کمندین لگاکر قریب اکیسو سکہ کے اندر بلوالئے گئے باقی سکہ وقت کے منتظر باغ مین جمع رہے - جب ملک محمد جمعدار کو سکہون کی فوج سے اطمینان ہوا اسنے سندہیون کو جمع کرکے اپنا منشا ظاہر کردیا - ناواقف سندہی یکایک اس واقعہ کو سنکر اور سکہون کو دیکہکر سخت متردد ہوے - محمد سمرن و محمد علی نازی اور چند اشخاص اس

تجویز سے ناراض ہو گئے۔ ملک محمد جعدار نے انہین قلعہ سے نکالدیا۔ اور مین سنگھ کی بیڑی کاٹکر بتیار دے قلعہ پر سکھون کا قبضہ ہو گیا۔

مین سنگھ نے مخالف سندھیون کو قلعہ کے باہر بھیجکر دروازون پر سکھون کے پہرے لگادئے رات کے بارا بجے کا وقت تہا۔ اسیوقت مین سنگھ قلعہ کے باہر نکلا عظیم خان روہیلے نے اسپر حملہ کیا۔ سکھون نے اسکو زخمی کردیا۔ اسواقعہ کے بعد دوسرے سندھی جو مقام جنبی کے پہرہ پر متعین تہے منتشر ہوکر چپ چاپ چلدئے۔ سکھ لوگ جو جام باغ مین ٹہرے ہوئے تہے مین سنگھ کے پاس حاضر ہوئے اور وہ بیہ چھوٹی سی فوج لیکر بہادر پورہ کو جو قلعہ سے تہوڑے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے پہونچا۔ رعایا کے مکانون اور ساہوکارونکی دوکانون سے جسقدر غلّہ فراہم ہو سکا اٹہوا کر قلعہ مین بہیجدیا۔ اس ضروری کام سے اطمینان حاصل کرکے آبادی قصبہ کیجانب متوجہ ہوا اور درگاہ محلہ مین شیخ حسین و محمد موسی کے مکان کا محاصرہ کیا کیونکہ اون سے اسکو دلی عناد تہا مگر وہ نکلے وہان سے دیوان بارطے پر غلام محمد نائب کی گرفتاری کی غرض سے پہونچا۔ اس کے قبل ہی نایب اور سید احمد ڈنڈیہ بہاگ گئے تہے جب مین سنگھ کو انکا پتا نچلا تو چاوڑی پر پہونچا چاوڑی کے محافظ سندھی بہی چلدئے تہے مین سنگھ نے سکھون کو انکا پیچھا نہ کرنے دیا۔ صبح ہو چکی تہی ہٹاکر مین سنگھ ملک محمد کے عمدہ گہوڑے پر سوار ہوکر سکھون کی فوج جو مین لئے ہوئے نہایت تمکنت کے ساتہہ تمام بستی مین پہرا اور مناسب جائے دیکھ دیکھکر ناکہ بندی کردی قلعہ اور بستی پر ہٹاکر مین سنگھ کی حکومت اور سکھون کی عملداری ہو گئی ملک محمد منہہ دیکھتا رہگیا

غلام محمد نائب قندہار نے مین سنگھ کے ہاتون جان بچاکر حیدرآباد کی راہ لی اور محمد بخل خان رسالدار کے پاس پہونچکر پورا واقعہ بیان کیا قندہار سے گئے ہوئے سندھی قصبہ لاٹ تعلقہ سارا بارا مین جمع ہوئے اور اپنی درد آمیز کہانی رسالدار کو لکھی۔

سراج الملک کی وزارت | راجہ رام بخش بہادر ۱۲ ذیحجہ ۱۲۶۶ھ کو خدمت دیوانی سے معزول ہوگئے تہے۔ اور نواب سراج الملک بہادر ۲۸ شعبان ۱۲۶۷ھ مین دیوان بنائے گئے تہے محمد بخل خان

لہ راجا دنگر عملداری مین ڈنڈیہ اس کامدار کو کہتے تہے جو چاوڑی پر حاضر رہکر ہر ایک کام کیا کرتا تہا جیسا کہ آئندہ صفحہ مین مذکور ہوتا ہے ۱۲

رسالدار نے وثیقہ جاگیرداری نواب موصوف کے ملاحظہ مین پیش کرکے مین سنگھ کی خودسری اور غاصبانہ قبضہ کی کیفیت اور سکھونکی زیادتی اور رعایا کی پریشانی کا حال عمدہ الفاظ مین نواب موصوف سے عرض کیا اور مین سنگھ سے مقابلہ کرکے قلعہ واپس لینے کی تحریری اجازت چاہی نواب صاحب نے رسالدار کی خاطر خواہ احکام لکھدیے حکم کے ساتھ ہی رسالدار نے اپنے آور دہ سندہیون اور سواردن کو جو متفرق مقامات پر متعین تھے قصبۂ لاٹ پر جو قندہار سے (۸) میل ہے جمع ہونیکا حکم دیا ڈونگر سنگھ کے علاقہ کے پچیس راٹھور دس دس روپئے ماہوار پر ملازم رکھلئے اور طرۂ بازخان جمعدار و نورخان رسالدار رداہل کی علاقہ سے چار سو روہیلے لیکر یہہ معاہدہ کیا گیا کہ قلعہ قندہار پر قبضہ ہونیکے بعد پانچہزار روپیہ دئے جائینگے یہہ سب کی سب فوج قصبہ لاٹ پر پہنچی گئی جسکی تعداد بشمول پیدل و سوار دو ہزار تھی اور یہہ فوج جیون خان جمعدار سندہی کے ماتحت آخر حصہ ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۸ھ مین لاٹ سے سمت قندہار پر پہونچی۔

سندہیون اور سکھون کا فوجی مقابلہ | مین سنگھ کو سندہیون کے ارادہ کی خبر مل چکی تھی اس لئے قلعہ مین رسد بہم پہونچانیکا مناسب انتظام کرلیا اور سکھون کو توپین سر کرنے اور ریکلے چلانیکی اس تھوڑی سی مہلت مین اچھی طرح تعلیم کی۔ اور اس مختصر مگر دل والی فوج کو ترتیب دیکر قلعہ اور شہر کی حفاظت کا انتظام کرلیا۔ جب سندہیونکی فوج قندہار کے قریب پہونچی گول ٹیکری کے پاس سے اس فوج کے دو گروہ ہوئے۔ گروہ سواران امرت کنڈ و تالاب شہر کے قندوازی دروازہ کے جانب رجوع ہوا اور دوسرا گروہ پیدلون کا اور نگ پورہ کی فصیل کی نیچی نیچی ہوتے ہوئے کوٹ بازار تک پہونچا۔ سواردن کی فوج باغی نالہ عبور کرکے دامن تالاب مین پہونچی۔ قلعہ سے گولہ باری شروع ہوگئی مگر سوار بہت تیزی سے میدان کنارۂ تالاب سے نکل گئے توپ کے گولون سے انہین کسیطرح ضرر نہین پہونچا البتہ ایک حجام کا لڑکا یا بو سوار اردن سوار فوج کے پیچھے چلا آرہا تھا توپ کا گولہ اپنی قوت زایل ہونیکے بعد زمین بوسی کو جھک رہا تھا یا بو کی پیٹھ کے پچھلے حصہ کو دھکا دیتا ہوا آگے بڑھ کے گر گیا اس صدمہ سے یا بو تو مر گیا مگر سوار محافظ حقیقی کے حفاظت مین رہا۔ اور اوٹھہ کر چلدیا۔ سواردن کی فوج فصیل کے قریب

فتح برج کے مقابل پہونچی سکھون نے بندوقین سر کین - ادہر سے بہی جواب ملا - آنے والی فوج نے تیزی سے آگے بڑہتے ہوئے جلد جلد بندوقین دغر کین تعداد بہی زیادہ تہی - آخر سکھون کو برج چہوڑنا پڑا - سب سکھون نے جمع ہوکر بدواری دروازہ پر غنیم کے سوارون کو روکنیکی کوشش کی مگر بیکار گئی - سوار بالکل قریب پہونچ گئے اسقدر توپ کے روبرو تہوڑے سے سکھونکا مقابل ٹہرنے رہنا قرین مصلحت نتہا - جان بچاکر چاوڑی کے متعنہ سکھون کو ساتہہ لیکر قلعہ کیجانب چلدیے سندہیون نے بستی پر قبضہ کرلیا شاہ قرار کی مسجد اور چاوڑی کے مابین سلکی سونکر کسی سکہہ کی گولی سے مارا گیا پیدل سندہیونکی جماعت کا جو کوٹ بازار تک پہونچ گئی تہی بنین سنگہ کے ساتہہ مقابلہ ہوا - اور اس معرکہ مین عمر سندہی داماد جیون خان اور اللہ رکہا سندہی و محمد ہاشم سپاہی مارے گئے اور سندہی آگے بڑہتے چلے بنین سنگہ سکھون کو قلعہ کے نزدیک ہٹا لایا سندہی بستی مین گہس گئے - قصبہ پر سندہیونکا قبضہ ہوگیا اور سکھون نے قلعہ سنبہالا -

ان تینون سپاہیون کے لاشین توپون کے زد مین پڑی ہوئی تہین ان نعشون کے مطالبہ کیلئے جیونخان جمعدار نے محمد پیر خادم درگاہ و مذکر شاہ درویش کو بنین سنگہ کے پاس بہیجا بنین سنگہ نے اپنی فوجکی تعداد مین بہی تین سکھونکی کمی پائی اونکی نعشین مسلمانون سے طلب کین - جب بستی مین سندہیون نے سکھون کی تلاش کی وہ تینون سکہ سری چند ساہوکار کی حویلی مین چہپے ہوے تہے زندہ دستیاب ہوئے - سندہیون نے اون تینون سکھون کو قتل کرکے نعشین بنین سنگہ کے پاس بہیجدین اور سندہیون کے تین نعشین سکھون سے لیکر دفنادین -

سندہیون نے قلعہ کے اطراف دور دور تک ناکہ بندی کرکے رسد روکدی تہی - بنین سنگہ نے کئی بار سکھونکی جمعیت لئے ہوئے قلعہ سے باہر نکال کر سندہیون پر حملہ کیا مگر اسکو کامیابی نہین ہوئی - جب محاصرہ مین دن زیادہ گذر گئے - بنین سنگہ اپنی بہن بسنت کنور بائی کو ساتہہ لیکر سکھونکے مختصر جماعت کے ساتہہ رات کیوقت قلعہ سے باہر نکل گیا اسکا یہ قصد تہا کہ ناندیڑ جاکر سکھون کو فراہم کرکے اپنی جمعیت کی تعداد بڑہائے اور بہن کو حیدرآباد لیجاکر وراثت اور حق رسانی کی دادخواہی کرے اندہیری رات نصف کے اوپر گذر چکی تہی مگر وہ پہلے و سندہیون نے اس مختصر جماعت کو گہیر لیا اور آگے بڑہنے نہدیا - چالاک بنین سنگہ اپنی بہن کو سنبہالے ہوئے قلعہ مین واپس آگیا اس معرکہ مین

سندھیون کے ہاتون دو سکھ مارے گئے۔

قلعہ پر سندھیون کا تسلط راجہ کے خاندان کی بربادی اور محمد بچل خان سندھی رسالدار کی عملداری۔

چھ مہینے کے محاصرہ نے سکھون کو تنگ کر دیا اور غذا کے نہ ملنے سے انہین مون کے درخت کی جڑین اور مختلف چیزین کھانے پڑین۔ بیمار ہوتے چلے مختلف قوم و پیشہ کے لوگ جو قلعہ مین جمع تھے غذا نہ ملنے سے باہر نکل گئے۔ بلا ہتیار رکھنے والونکی سندھیون نے مزاحمت نہ کی۔ قلعہ مین بنن سنگھ اور خاندان راجہ کے لوگ اور سکھ سپاہی رہ گئے تھے۔ جیون خان کی تحریک پر محمد پیر صاحب خادم روضہ بزرگ اور مذکر شاہ درویش نے صلح کار بنکر سکھون کو سمجھایا سکھون نے تنخواہ کے دئے جانے پر قلعہ خالی کر دینے کا وعدہ کر لیا۔ اور جیون خان نے سکھون کی تنخواہ دلوادی۔ سکھ قلعہ سے نکل گئے۔ ٹھاکر بنن سنگھ کو سندھیون نے قید کر کے قلعہ مین روک لیا اور رانی لبنت کنور بائی بنن سنگھ کی بہن اور راجہ گلاب سنگھ کی بی بی سندھیونکی حراست مین محمد بچل خان رسالدار کے پاس بھیجدی گئی۔ رانی روپ کنور راجہ سجان سنگھ کی بی بی اور اوسکی لڑکی شام سندر اور رانی چمپا بائی ہمیر اسنگھ کی مان موضع بیوسی مین جاکر سکونت پذیر ہوئے۔ اور اس خاندان کے باقی سب لوگ موضع دابکہ کو چلے گئے ملک محمد جمعدار کو سندھیون نے ہر چند تلاش کیا مگر اسکا پتا نچلا۔ اتنی خبر ملی کہ کئی دن آگے ہی وہ قلعہ سے نکل گیا[1]۔ سندھی اور روہیلے قلعہ پر قابض ہو چکے جیون خان جمعدار نے روہیلون کو قلعہ سے علیحدہ کرنا چاہا اور پانچہزار روپئے وعدہ کے موافق طرہ باز خان اور نور خان کے پاس رسالدار نے بھیجے مگر روہیلون نے اس عذر پر روپیہ لینے سے انکار کر دیا کہ محاصرہ قلعہ مین چھ مہینے گذر چکے اور چار سو روہیلے اس مدت تک تسخیر قلعہ کے لئے جان لڑاتے رہے۔ اس صورت مین پانچہزار روپیہ خرچ کیلئے کافی نہین ہین آخر یہ طے ہوا کہ چار سو روہیلون کی تنخواہ چھ مہینے تک

[1] رانی لبنت کنور بائی حیدرآباد مین کچھ دنون رہکر پھر موضع دابکہ کو واپس آئی اور ۱۳۱۱ھ مین مر گئی۔

رسالدار سے دلادی گئی۔ اور وہ قلعہ سے نکل گئے۔ جب سندہیوں کا پورا تسلط ہوگیا تو جیو جی جمعدار اپنی اصلی خدمت جمعداری پر واپس ہوا امدادی فوج اور دوسرے تعلقات کے متبعین سندہی اپنی جگہ روانہ ہوگئے

احمد خان نائب محمد بچل خان رسالدار نے حفاظت قلعہ اور خدمت نیابت پر احمد خان کو مقرر کیا صرف دو مہینے تک اسنے کام انجام دیا۔ رسالدار نے احمد خان کو حیدرآباد بلوایا

محمد عثمان نائب احمد خان کی علیحدگی کے بعد محمد عثمان جمعدار کا تقرر ہوا۔ آدمی دیانت دار اور نرا سپاہی تھا سندہ سے آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ ملکی زبان سے بھی ناواقف تھا نیابت جاگیر کا کام پیشکار کے اطمینان پر چلتا تھا۔

ٹھاکر بھین سنگھ کا محبس سے فرار ہونا مچھلی دروازہ سے آگے مہکال دروازہ کے مقابل دیوار شمالی سے راستہ جنوب تک چار کمانین پختہ لداوی ہین۔ جن مین سے ایک کمان کھلی ہوئی ہے۔ اور تین بند ہین قدیم سے اسکو انبار خانہ کہتے ہین اون بند کمانون مین سطح زمین سے پانچ گز بلندی پر ایک ہاتھ عرض و طول کے تین دریچے تھے۔ بھین سنگھ اس انبار خانہ مین قید تھا دروازہ سنگ و خشت سے بند کردیا گیا تھا۔ اور دریچہ مین سے اسکے ہم قوم آدمی کے ہاتھ سے پانی اور غذا جس مین آٹا کم اور نمک زیادہ ہوتا دیجاتی تھی۔ یہہ مضبوط قیدی کبھی کبھی ہوا کھانیکے لئے اوس دریچہ سے سر نکالا کرتا۔ اس مصیبت مین چھ مہینے گذر گئے ۱۲۶۹ھ مین رات کا نصف حصہ گذرنیکے بعد جوانان پہرہ کو غافل پاکر دریچہ کے تہرونکو نکال لیا جو کئی دن آگے سے ہی ان تہرونکو اور اینٹون کے علیحدگی کا سامان فراہم کرچکا تھا قید خانہ سے نکل کر شمال رویہ خندق کے جناب جہان پانی کی خزانہ کا ستون ہے پہونچا اور کنگرہ دیوار پر کوٹ سے اپنی پگڑی باندہی۔ اور اسکے سہارے سے پانون مین زنجیر پہنے ہوئے خندق مین اوتر رہا تھا کہ پگڑی ٹوٹ گئی اور وہ دھم سے خندق مین گر پڑا اس دھماکی کی آواز سے خندق دروازہ کے پہرہ والے ہشیار ہوئے مگر انہون نے اسوجہ سے توجہ نہین کی کہ اکثر بڑی بڑی مچھلیان شب کیوقت خندق مین اوچھلا کرتی ہین خندق مین پانی کمر سے زاید تھا بھین سنگھ خندق کے حصہ کوٹے کرکے باہر آگیا اور قلعہ سے تھوڑے فاصلہ پر جانیکے بعد بیڑی توڑ ڈالی اور

موضع پھول بیل کے جنگل مین ایک شبانہ روز پوشیدہ رہا۔
یہان عثمان خان جمعدار کو صبح خبر ہوئی جوانان محافظ حراست مین سہکے گئے۔ رسالدار کو رپورٹ کیگئی۔ مین سنگہ صحرائے پھول بیل سے ناندیڑ گیا۔ منسا سنگہ جمعدار سکھون کے پاس چند روز رہا۔ پھر حیدرآباد آگیا۔ سندہیون نے مختلف وقت اسکی گرفتاری کی کوشش کی اور گھیر بھی لیا۔ مگر مین سنگہ اونکے ہاتہہ نہ آیا۔ جب مین سنگہ کو ہر طرح سے ناکامیابی ہوئی تو اپنے خاندان کے ساتہہ موضع ڈابکہ مین رہنے لگا۔
مین سنگہ کے فرار ہونے سے غفلت اور لاپروائی کا وہہ محمد عثمان جمعدار کے نام سے مٹ نہین سکتا تہا اور ملکی زبان نہ جاننے سے جاگیر کے انتظام مین خرابیان پیدا ہوگئی تہین۔ اس لئے رسالدار نے خدمت نیابت جاگیر و حفاظت قلعہ پر امام بخش جمعدار سندہی کا انتخاب کیا۔ ۱۲۶۹ھ کے اوایل حصہ مین امام بخش جمعدار نے جائزہ خدمت حاصل کیا اور جمعدار کی ماتحتی مین غلام محمد کارپرداز مقرر ہوا۔

وزارت نواب سر سالار جنگ بہادر و پیشکاری مہاراجہ نرندہر پرشاد بہادر

۱۲۶۹ھ مین ۷ شعبان کو پنجشنبہ کے دن نواب سراج الملک بہادر نے رحلت فرمائی اور ۲۲ شعبان سنہ مذکور کو نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر شنبہ کے دن خدمت دیوانی و وکالت سے سرفراز ہوئے اور اسی تاریخ مہاراجہ نرندہر پرشاد بہادر عہدہ پیشکاری پر ممتاز ہوے۔

امام بخش جمعدار نایب قندہار

امام بخش جمعدار ایک سپاہی منش اور دلیر آدمی تہا گو لکہنے پڑہنے مین مہارت نہ تہی مگر معاملہ فہم خوب تہا۔ قندہار مین قلعہ کے اندر راجاؤن کے محل مین رہتا تہا اسکی طرز حکومت کا طریقہ

۱؎ مین سنگہ کو مولف نے دیکہا ہے گندمی رنگ مایل بسیاہی اوسط قامت چوڑی سینہ والا مضبوط شخص تہا اسنے لڑائی کے واقعات جنو سا ہو کا سکے مکان پر میرے روبرو بیان کئے تہے۔ اور اپنے جسم سے دو ہرا انگرکہ نکالکر متعدد زخم کے علامات دکہلائے تہے اور یہہ بہی ذکر کیا تہا کہ سندہیون نے قید مین بہت تکلیفین دین اور غذا مین ایک حصہ آٹا اور دو حصہ سنک دیا جاتا تہا مین سنگہ ۱۲۳۱ھ مین بمقام ڈابکہ فوت ہوا ۱۲

راجاؤن کی عملداری کیطرح رہا گو انداز اور کمند انداز (جو قلعہ کی دیوارونکی گہائس اور جھاڑیون کو صاف کرتے ہین) بدستور مامور رہے - قلعہ کی مسجد مین بدستور پنج امام اور موذن کا تقرر ہوا۔ اور پنج وقتہ بانگ وصلوٰۃ پابندی کے ساتہ ہونے لگی -

نقارخانہ جدید | نقارخانہ قدیم جو قلعہ کے اندر تہا امام بخش نے قلعہ کے لوہے دروازہ پر قایم کیا جسمین حسب عملدرآمد قدیم پانچ وقت نوبت بجائی جاتی تہی -

جوگنی دیوی | راجاؤن کے عملداری مین قلعہ کے دروازہ کے پاس جنبی کے سفالپوش مکان کے سامنے پیپل و نیم کے درخت کے نیچے پتہرونکے تراشے ہوئے بت بہت سے رکہے تہے اور سب بتون کے بیچا بیچ ایک خراب صورت زنانی مورت تہی - کسی قدیم بت تراش نے بہت ہی صفائی سے بنایا تہا اس دیوی کا نام جوگنی تہا اور راجپوت اسکی پرستش کیا کرتے تہے - امام بخش نے سب کے سب لوڑہ کے پہنکدئے - البتہ مہکالی دروازہ کے پاس مہکالی دیبی کا چبوترہ قایم رکہا - اور قدیم عملدرآمد کے موافق ہنومان کی عید دسہرہ کے روز اس دیبی کے پاس پٹیل و پٹواری وغیرہ جمع ہوکر بہینسہ قتل کروایا کرتے -

تبدیل نشان قلعہ | راجاؤن کی عملداری مین قلعہ کے برج پر سالانہ دسہرہ کے روز گیروا رنگ کا نشان کہڑا کیا جاتا تہا - امام بخش نے اپنی عملداری مین سبز رنگ کا نشان بنوایا -

عاشورخانہ ڈہال منانا | امام بخش جمعدار نے جنبی کے روبرو ایک عاشورخانہ بنوایا ہے - تالاب کے مینڈہ پر ایک پرانی مسجد کالے اسوہ دیوں کے پاس تہی مسجد کی چہت گرگئی تہی صرف دیوارین کہڑی تہین - جمعدار نے اون دیوارون کے پتہر منگواکے اس عاشورخانہ کی دیوارونمین لگائے اور بہت ہی سرگرمی سے اسکو تیار کیا - ماہ محرم مین پانچوین تاریخ ایک چوڑی سپر کو سیدی سیف پیچ مین اور دو تیغے دو بازو اور اسکے قریب دو جمیہ باندہکر علم اتارکیا - جسکو عوام ڈہال صاحب کا علم کہنے لگے اسکے قریب مٹی کا شیر بہی بنایا تہا اور جدید لقارخانہ بہی تیار کیا تہا بہرحال عشرہ شریف کے تکلف اور سوانگ کو اونہون خوب ترقی دی -

ہرن کے سینگ و نگا برآمدہ | جمعدار کو نشان اندازی کی پوری مشق تہی شکار کا بہت شوق تہا اسکی

---

* ۱۲۷۷ھ مین اس ہی نمونہ کا علم بنایا گیا ہے جسکو سنتو لوہار نے تیار کیا وہ ابتک موجود ہے ۱۲

ہاتون سرزمین قندہار کے اسقدر ہرن شکار ہوئے کہ ہرن کے سیگونکو فراہم کرکے بجاے چوبی کلچیون کے سیگون سے چھوٹا سا برآمدہ تیار کیا گیا تہا۔

سید حیدر علیصاحب کی وفات ۱۲۷۱ھ مین ۲۷ شعبان کو حاجی سید حیدر علیصاحب کا انتقال ہوا یہ مشائخین قندہار سے تہے جنکا مکان عقب روضہ بزرگ ہے آپکے پانچ فرزند ہوئے (۱) سید شاہ ولی اللہ صاحب (۲) سید اکبر علیصاحب جو اپنے والد کے روبرو وفات کرگئے (۳) سید شاہ صاحب حسینی صاحب بہت ہی لائق حلیم الطبع ونیک نفس ہین آپ سررشتہ پٹہ سرکار عالی مین بسمت جنوبی وسمت شمالی کے مہتمی کی خدمت پر مامور رہے اب قندہار مین مقیم ہین کتاب نغمہ پیر آپ ہی کی تصنیف کی ہوئی ہے (۴) سید شایخ حسینی صاحب آپ بسمت مین رہتے ہین اور اپنے خالہ زاد بہائی سید شاہ عفیف الدین قادری کے جانشین اور ان کے معاش پر قانع ہین (۵) سید پیران حسینی صاحب حیدرآباد مین مقیم ہتے اُنکا انتقال ہوگیا۔

رحلت نواب ناصر الدولہ بہادر ماہ رمضان شریف کی ۲۲ تاریخ ۱۲۷۳ھ مین نواب ناصر الدولہ سیر فرخندہ علیخان بہادر نے انتقال فرمایا عمر آپکی ۶۶ برس کچھ مہینونکی تہی۔ ۲۸ برس دس مہینے پانچ روز بادشاہت کی۔ بعد انتقال کے غفران منزل آپکا لقب مشہور ہوا صحن مکہ مسجد حیدرآباد مین آپکا مقبرہ ہے آپ کے دو فرزند تہے۔

فرمانروائی نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر

افضل الدولہ بہادر نواب ناصر الدولہ کے فرزند ہین سلخ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ مین پیدا ہوئے

لہ جنکو اہل دہلی ولکہنو کچھیان کہتے ہین ۱۲ سید شاہ ولی اللہ صاحب گلبرگہ شریف کی مشایخ سید شاہ عزالدین صاحب اولاً حضرت قطب العالمین سید شاہ سلم الدین حسینی تیغ بریہنہ قدس سرہٗ کی لڑکی منسوب ہتی اور آپ مرید وخلیفہ اپنے سسر شاہ عزالدین صاحب کے تہے بہت دنون تک آپنے حیدرآباد مین رہکر عروج حاصل کیا بہت سے لوگ آپکے مرید ہوئے کہتے ہین کہ سیدی عنبر خان سامان علاقہ نواب مختار الملک مرحوم آپکے زمرہ مریدین مین شامل ہوا تہا تاریخ ۲۲ رجب ۱۲۸۱ھ آپکا انتقال ہوا آپکی قبر آپکے مکان کے صحن مین ہے آپکا انتقال کے چار روز پہلے ۱۸ رجب کو آپکی بی بی مریم بی بی صاحبہ کا انتقال ہوا تہا دونو قبرین برابر بنی ہوئی ہین ۱۳ ایک نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر (۲) نواب میر جہانگیر علیخان ولد ثانی الدولہ

بعد انتقال اپنے والد کے ۲۴ رمضان ۱۲۷۳ھ کو تخت پر جلوس فرمایا۔

اظہار اردہیلونکے مارے جانیکا واقعہ

اسی ۱۲۷۳ھ مین روہیلون کی قوم نے بانسری محبوب خان جمعدار روہیلہ اضلاع مرہٹواڑی کے مختلف مقامات پر خوب لوٹ مار مچای اور بہت سے بستیان ویران و رعایا کو تاراج کر دیا۔ مقامی جمعیت سے اسکا انتظام نہو سکا۔ روز بروز روہیلون کی ظلم و زیادتی بڑھتی چلی اسلئے لٹیری جماعت کی سرکوبی کیلئے فوج کنجنٹ متعینہ ہنگولی کو کرنل ولڈم صاحب بہادر نے تعلقات مرہٹواڑی پر گشت کرکے روہیلونکو گرفتار کرنیکے لئے مقرر کر دیا تہا۔ ضلع ناندیڑ کے تعلقات کے انتظام کیلئے چار کمپنیان مقرر کیگئی تہین سید علی و رام دین لالہ و سرنام سنگہ چہتری و مسٹر ٹاماسرل یہہ چارون کمپنی کے صوبہ دار دو ضرب توپ کے ساتھہ ہنگولی سے سندگی ہوتے ہوئے ناندیڑ پہونچے۔ وہان سے مانجرم و سلگرہ آئے۔ سلگرہ مین شب کیوقت توپ کی گاڑی کے چار بیل چوری ہوگئے۔ دوسرے بیل اسی موضع سے تجویز کرکے یہہ جمعیت ناندیڑ واپس ہوا چاہتی تہی کہ اس اثنا مین خبر ملی کہ قصبۂ بارا ہلی کی گڈہی پر روہیلون نے قبضہ کرلیا ہے بلغار رہونچکر فوج نے گڈہی کا محاصرہ کرلیا۔ روہیلون نے مقابلہ کیا بہت سے مارے گئے تہوڑے سے مجروح ہوکر گرفتار ہوئے اور باقی موضع لنگی کی جانب بہاگ گئے۔ اس معرکہ مین فوج کنیجنٹ کا ایک سوار مارا گیا موضع لنگی کا محاصرہ کرکے فوج نے روہیلون کو گہیر لیا جمعدار محبوب خان اور اوسکے ہمراہی روہیلے گرفتار ہوگئے اون قیدیونکو ناندیڑ مین لاکر بمقام سراکنارہ رود گنگ رکہا گیا اس عرصہ مین جو فوج دہارور کے روہیلونکی گرفتاری کیلئے متعین تہی قیدیونکو لیکر ناندیڑ پہونچی بارش کا موسم شروع ہوچکا تہا۔ پندرہ ۱۵ روز تک یہہ فوج سکہون کے باغ مین ٹہری رہی۔ پیشگاہ سرکار سے قیدیون کو محبس قندہار مین رکہنے کا حکم پہونچا لہذا قیدیون کو عربونکے تفویض کرکے فوج کنیجنٹ ہنگولی کیجانب چلی گئی۔ عربونکی حراست مین یہہ روہیلے قیدی قندہار پہونچے۔ امام بخش جمعدار نایب قندہار نے اون قیدیونکو قلعہ کے محبس مین جو ایک خوفناک اور محفوظ مقام ہے مقید کر دیا قیدیونکی نگرانی پر سرکاری عربونکا پہرہ متعین تہا۔ ایکدفعہ

بہہ قیدی محبس قلعہ مین رہے۔ دوشنبہ کے روز قصبہ مین ہفتہ واری بازار ہوتا ہے۔ خرید و فروخت کیلئے اطراف دیہات سے آدمی جمع ہوتے ہین۔ اوس دن اتفاقاً عروب محافظ سب کے سب بازار چلے گئے۔ صرف ایک عرب اطمینان کے ساتھہ مسمی کیرد باجام کے روبرو بیٹھا ہوا سر کے بال کٹوا رہا تہا۔ روہیلے موقع پاکر محبس کا دروازہ توڑ کر نکل گئے۔ حجام تو بہاگ گیا مگر اس سپاہی کو روہیلون نے پتہر سے مار ڈالا۔ اور قہوہ خانہ مین گہس کر عربون کے ہتیارون پر قبضہ کر لیا اور قلعہ کے دروازہ کیجانب بڑہے اوسوقت امام بخش جمعدار کچہری مین بیٹھا ہوا تہا حجام غل مچاتا ہوا بدحواس پہونچا روہیلے بہی قریب ہی آچکے تہے۔ جمعدار نے حواس قایم رکہکر قلعہ کا دروازہ بند کروادیا۔ اور نہایت بہادری اور جرأت سے ابراہیمی برج کے راستہ سے گلاب محل پر چڑہ گیا۔ اس عرصہ مین محبوب خان جمعدار اور اوسکے ہمراہی روہیلے کچہری کے روبرو پہونچ گئے محبوب خان روہیلون کے جمعدار نے دروازہ قلعہ کیجانب بڑہنے کا قصد کیا۔ محمد امام بخش جمعدار سندہی بلند اور محفوظ مقام پر پہونچ چکا تہا اوپر سے تاک کر محبوب خان کو گولی ماردی مجروح محبوب خان زخم خوردہ شیر کیطرح قاتل کیجانب جہپٹا۔ مگر امام بخش نے اتنی مہلت ندی۔ مسوا اوسکے رہا محبوب خان اور چند روہیلے مارے گئے باقی روہیلے بفصیل قلعہ کیجانب پلٹ گئے اور خندق مین کود کر نکل کر جانیکی کوشش کرنے لگے اس عرصہ مین تیدیون کے فراری کی کیفیت مشہور ہوگئی محافظ عرب و جوانان سندہی جمع ہوگئے اور روہیلون کو گہیر لیا بہرحال اس ہنگامہ مین اٹہارہ روہیلے مارے گئے اور باقی مجروح و گرفتار ہوکر داخل محبس ہوے۔

عمر باڑی سنہ ۱۲۷۴ھ مین سرزمین قندہار مین دو باڑیان آباد ہوئین۔ سانیا جنگم میرسونی نے ایک آبادی قایم کی۔ اور اسکا نام عمر باڑی رکہا گیا کیونکہ جاگیردار قندہار محمد عمر خان رسالدار تہا اوس کے نام پر یہہ آبادی قایم ہوئی۔ پٹیلگی کی سند سانیا جنگم کے نام۔ ۱۱ رمضان سنہ ۱۲۷۴ھ کو منجانب جاگیردار لکہدیگئی۔ اور اس مزرعہ کا محاصل (۵۰۵ روپیہ)

---

[1] سندہیونکی عملداری بدل جانے سے باڑی کا نام بہی بدل گیا ہے بجاے عمر باڑی جنگم باڑی کے نام سے مشہور ہے ۱۲

قرار دیا گیا۔ اسکی حد بندی اسطرح پر ہوئی مغرب کی جانب زراعت گراجی پٹیل اور مشرق کے جانب سرحد باچوٹی اور جنوب کے جانب سرحد پھول بیل اور حد شمالی پر مینا ڈنڈی ہے۔

امام باڑی | ۱۲۷۴ھ میں مزرعہ دھنگر باڑی کا نام امام بخش کے نام کے لحاظ سے امام باڑی قرار دیا گیا۔ اور سند ٹیپگی کی ۵ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ کو منجانب جاگیردار لکھدی گئی اور مزرعہ کا محاصل دو سو پچاس روپیہ قرار پایا حد بندی اسطرح پر کیگئی جانب مشرق پہاڑ اورنگ پورہ شمال کیجانب۔ موضع بہوسی کی کہنڈی جنوب میں باقی نالہ مغرب کی سرحد راستہ دہر ماپوری۔

تین قیدیونکو پھانسی کی سزا | گولی پورہ کے پاس کرڑوڑی کے راستہ پر املی کے پانچ درخت تھے جسمیں سے اسوقت تین درخت باقی ہیں حکامان سلف خونی قیدیون کو اسمقام پر پھانسی کی سزا دیتے تھے اور راجاؤنکی عملداری میں بھی وہی مقام قصاص گاہ تھا۔ امام بخش جمعدار کے عمل میں تین ڈاکو خونی۔ لڈم صاحب کے گرفتار کئے ہوئے بغرض حفاظت قلعہ قندہار کی مجلس میں ناندیڑ سے بھیجے گئے تھے جسمیں ایک مرہٹا اور ایک روہیلہ اور ایک دکھنی سپاہی تھا ۱۲۷۹ھ میں انکے جرایم کی تحقیقات کی تکمیل ہوی۔ اور مثل مقدمہ نواب سر سالار جنگ بہادر مدار المہام سرکار عالی کے ملاحظہ میں پیش ہو کر ان کے قتل کا حکم جاری ہوا اور یہہ حکم بتوسط محمد بچل خان رسالدار امام بخش جمعدار کے پاس پہونچا۔ جمعدار نے قدیم دستور کے موافق ان درختون میں تینون قیدیونکو پھانسی دیدی

قاضی محمد سراج الدین صاحب کی وفات | شریعت پناہ قاضی محمد سراج الدین صاحب ثانی ابن محمد بدر الدین ۱۲ دیسمبر ۱۲۷۶ھ میں انتقال ہوا۔ آپ مولوی محمد فیض الدین صاحب محتسب قندہار کے نواسے اور مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے داماد تھے آپ کے دو فرزند ہوے (۱) بڑے فرزند قاضی غلام علیہ صاحب استاد نواب فرزند رشید جاہ بہادر تھے انکے دو فرزند قاضی غلام محمد اور نور الحسین دونو اللہ کے روبرو قضا کر گئے (۲) شریعت پناہ کے چھوٹے فرزند مولوی حافظ محمد شجاع الدین صاحب تھے آپ کے دو فرزند بڑے فرزند مولوی حافظ محمد انوار الدین بہادر استاد حضور پر نور دام جبرہ بلند اقبال مدظلہ العالی آپ کے فرزند قاضی عبد القدوس تھے جو عین عالم شباب میں مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے حافظ محمد شجاع الدین صاحب کے چھوٹے فرزند مولوی محمد امیر الدین صاحب ہیں جو اسوقت مسند قضارت پر جلوہ افروز ہیں۔

تقرر عبدالقادر منشی دبتادار پیشکاسان جاگیر

۱۲۷۸ھ - مین امام بخش جمعدار نے غلام محمد منشی کی شکایت مین رسالدار کے پاس رپورٹ پیش کی - جسپر منشی مذکور خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا - اور عبدالقادر ساکن بسمت کو وہ جائے ملی - اور راجیسر راؤ پیشکار کا تقرر ہوا دو سال تک راجیسر راو کار گزار رہکر ۱۲۷۹ھ - مین امام بخش جمعدار کی تحریک پر خدمت سے موقوف کیا گیا اور اس جاے پر رامراؤ پیشکار مقرر ہوا -

سید شاہ سید رصاحب سجادہ کی وفات اور سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب کی سجادہ نشینی -

۱۲۷۸ھ مین سید شاہ حیدر صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہٗ نے رحلت فرمائی آپ لاولد تھے اسلئے اپکی اہل برادری سے سید شاہ رحمت اللہ حسینی سجادہ نشین ہوئے سید رحمت اللہ حسینی صاحب سید شاہ برہان اللہ حسینی کے فرزند تھے برہان اللہ حسینی صاحب کا ۵ محرم ۱۲۷۰ھ مین انتقال ہو چکا تھا اسلئے سید رحمت اللہ حسینی صاحب نے خلافت و اجازت سید شاہ بدیع الدین صاحب ابن سید شاہ غلام محمد صاحب سے حاصل کی اور سجادہ نشین ہوئے سید شاہ بدیع الدین صاحب مشایخین روضہ حضور اور حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کی اولاد سے ہین -

درویش بالنوا اور اہل طبقات کا جھگڑا

بتاریخ ۱۹ رجب ۱۲۷۹ھ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے عرس مین فقراے بالنوا اور اہل طبقات مین بڑی لڑائی ہوئی - قدیم سے دستور ہے کہ عرس کے ایام مین دور دور سے ہر ایک طریقہ کے فقیر جمع ہوتے ہین - اور روضہ مقدس کے

---

۱ سید شاہ بدیع الدین صاحب کا بتاریخ ۵ محرم ۱۳۰۹ھ بمقام حیدرآباد انتقال ہوا شاہ صاحب موصوف رفیع کے حقیقی ماموں تھے آپ کے دو فرزند اور ایک دختر بڑے فرزند سید شاہ عنایت اللہ صاحب المعروف صاحب عالم اور چھوٹے فرزند سید شاہ ہدایت اللہ صاحب المعروف سید یعقوب صاحب دختر کا نام روشن بی بی صاحبہ تھا اور وہ مولف کے برادر کلان مولوی محمد امین الدین صاحب سے منسوب ہوئی تھین ۵ جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ مین عارضہ ہیضہ سے انہون نے قضا کی قبر قندھار کے قاضی محلہ کی مسجد مین ہے -

۲ سید شاہ غلام محمد صاحب کا ۴ شوال ۱۲۷۳ھ ہجری مین انتقال ہوا آپ کی قبر حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کے گنبد کے پیچھے ہے -

بیرونی خانقاہ میں جو فقیر دنکا چوک کہلاتا ہے قیام فرماتے ہیں ناندیڑ میں فقیروں کے دو گروہ ہیں - ایک بالوا فقیر کی جماعت ہے جس میں قادریہ چشتیہ وغیرہ طریقے کے فقیر شامل ہیں اور انکے سرگروہ کا مستقر ناندیڑ ہے ۱۲۷۹ھ میں بالوا گروہ کے سرگروہ انگارہ شاہ صاحب درویش تھے دوسری جماعت اہل طبقات کی ہے جس میں مداری فقیر شامل ہیں - اور ناندیڑ گروہ اہل طبقات کا بڑا مقام ہے یہاں حضرت شاہ میران مکہاولی قدس سرہ کا مزار ہے اور اسپر بہت بڑا گنبد بنایا گیا ہے - حضرت مکہاولی صاحب فرقہ عاشقان نوروزی اہل طبقات سے ہیں اور حضرت عبد الغفور داد اکپور گوالیاری کے طریقی پوتے اور حضرت شاہ مرتضے دین پناہ قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں - جنکا سلسلہ طریقت حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ سے ملتا ہے اور حضرت شاہ میران مکہاولی کے خلیفہ و جانشین جو یکے بعد دیگرے گذرتے ہیں وہ اپنی عمر عالم تجرد میں صرف کرکے "ناڑہ بند" کہلاتے ہیں - ان کا جانشین ان کا مرید و خلیفہ ہوتا ہے اسوقت شاہ جعفر صاحب درویشان اہل طبقات ناندیڑ کے پیشوا تھے گروہ بالوا کے سرگروہ کا دستور رہے کہ جب کسی بزرگ کا عرس ہو - اپنی جماعت کے ساتھ ہر چوک و چوکنڈی پر تشریف فرما ہوتے ہیں - اور ان کے جلوس کے ساتھ جو لوازمہ فقرائی رہتا ہے اگر اسکو شاہانہ نزک کہا جاے تو نامناسب نہوگا - نقیب و چوبدار و کوتوال و خزانہ دار یا بخشی جسکو بھنڈاری کہتے ہیں انکے ہمراہ رہتا ہے ضرورت کے وقت یہ اپنے ماتحت فقیروں پر فوجداری عمل کرنیکے بھی بطور خود مقتدر ہیں - سب فقیران کے حکم کو واجب التعمیل جانتے ہیں کسی فقیر کو گروہ فقرا سے علیحدہ و خارج کرنیکا انکو حق حاصل ہے

بناے فساد اہل بالوا و اہل طبقات

ماہ ذیحجہ ۱۲۷۸ھ میں عید کی نماز ادا کرنیکے لئے شاہ جعفر صاحب پالکی میں سوار ہوکر اپنے گروہ اہل طبقات کو ساتھ لئے ہوے عیدگاہ جا رہے تھے - اور انکی

۱؎ حضرت میران مکہاولی صاحب کا بتاریخ ۱۲ محرم ۱۱۵۱ھ وصال ہوا انکے خلیفہ حضرت شاہ فتح اللہ صاحب نوری قدس سرہٗ ۱۱۶۲ھ میں علت فرما ہوے ان کے خلیفہ شاہ عبد الصمد صاحب ۱۱۱۶ھ میں وفات پائی اور انکے خلیفہ حضرت شاہ عظمت اللہ صاحب ۱۱۴۵ھ میں انتقال کیا - ان کے خلیفہ شاہ عبد الملک صاحب نے ۱۱۶۲ھ میں وفات پائی ان کے خلیفہ حضرت شاہ سرور صاحب نے ۱۱۸۰ھ میں دنیا کو چھوڑا - انکے خلیفہ قایم شاہ صاحب ۱۲۳۰ھ میں ملک جاودانی کو سدھارے انکے خلیفہ شاہ جعفر صاحب جنکے وقت میں گروہ اہل بالوا سے بمقام قندہار تنازع واقع ہوا تھا ۱۲۷۹ھ میں جنت نصیب ہوے ان کے خلیفہ حضرت حاجی شاہ امیر الدین صاحب ناندیڑ میں موجود ہیں ۱۲

سواری کے ساتھ نقیب بولتا جارہا تھا۔ اُن دنون قلندر شاہ نامی باتوا در ویش قادریہ طریقہ کا حضرت میٹھے شاہ صاحب حیدرآبادی کے زمرۂ مریدین سے اتفاقیہ طور پر ناندیڑ آگیا تھا اسنے اہل طبقات کے ساتھ نقیب کا رہنا سخت اعتراض کی نظر سے دیکھا اور اسکو یہ طریقہ خلاف طریق فقر نظر آیا۔ اور اسیوقت درویشان اہل باتوا سے مخاطب ہوکر کہا کہ اہل طبقات نقیب ساتھ رکھنے کے مجاز نہین ہین اور نقیب اہل باتوا کیلئے مخصوص ہے اس تقریر کو کچھ ایسے سرشار الفاظ مین ادا کیا کہ بہت سے درویشان باتوا اسکی جانب دار ہوگئے۔ جب قلندر شاہ نے اپنی جماعت کو مستعد دیکھا تو غیظ وغضب کے جوش مین مختصر سی جماعت کے ساتھ اہل طبقات کے نقیب پر حملہ کیا مگر فریق مقابل کی تعداد زیادہ تھی یہ کوشش بیکار ہی نہین گئی بلکہ خفت وندامت بھی اوٹھانی پڑی قلندر شاہ اسکی تلافی قندہار کے ایام عرس پر منحصر رکھکر حیدرآباد چلا گیا اور اس فساد نے ہر فریق کے دلون مین عداوت کا بیج بو دیا ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوگئے ۱۲۷۹ھ مین جب عرس کا میلہ ہوا۔ اور ہر یک طریق کے فقرا جو کہ مین جمع ہوئے شاہ جعفر صاحب بھی گروہ اہل طبقات کے ساتھ پہونچے اس روز قلندر شاہ موجود نہ تھا اسلئے کوئی نئی بات نہین ہوئی دوسرے روز (چراغون کے دن) قلندر شاہ حیدرآباد سے داخل چوک درویشان ہوا۔ باتوا فقیر ونمین ایک تازہ جوش پیدا ہوا اور وہ ہمہ تن مستعد ہوکر وقت کے منتظر رہے۔ تیسرے روز جب حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے قل کی فاتحہ ہوچکی تو شاہ جعفر صاحب بغرض زیارت روضہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ پالکی مین سوار ہوکر جارہے تھے انکے نقیب کی صدا کے ساتھ ہی قلندر شاہ اور درویشان باتوا کا جوش موج زن ہوا۔ اور انہون نے نقیب اور شاہ جعفر صاحب کی پالکی پر حملہ کر دیا ادہر بھی جماعت برابر کی تھی دونون فریق کے فقیرون نے دنیا دارون کے طرح خوب دل کھول کر ہاتا پائی کی اور لکڑیون اور لاٹھیون سے لڑائی مین کام لیتے گئے اس ہنگامہ مین شاہ جعفر صاحب کی پالکی کی لکڑی ٹوٹ گئی جب بلوہ عظیم ہوگیا تو سید شاہ راجو حسینی صاحب سجادہ روضہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم برآمد ہوئے اور امام بخش جمعدار بھی موقع واردات پر پہونچ گیا۔ اور یہہ ہنگامہ فرو ہوگیا اور شاہ جعفر صاحب اس واقعہ کے دوسرے دن جانب ناندیڑ روانہ ہوے

انکا تو اسی سال انتقال ہوگیا مگر انکے جانشین حاجی شاہ امیر الدین صاحب قندہار کی چوک پر نہین ہے[1]

وفات محمد رحیم الدین صاحب محتسب قندہار

مولانا مولوی محمد رحیم الدین صاحب محتسب قندہار کا بتاریخ ۹ ربیع الثانی ۱۲۷۸ھ انتقال ہوا انکے فرزند حاجی مولوی بہاء الدین صاحب سنہ ۱۲۸۰ھ مین جب سلسلہ بہ جناب محی الدولہ محمد یار خان بہادر صدر صوبہ جات دکن مورخہ ۱۵ ذیحجہ شکریہ خدمت محتسبی قندہار پر مقرر ہوے جو اسوقت مسند عہدۂ احتساب پر رونق بخش ہین

ضلعبندی

نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر مدار المہام سرکار عالی نے ملک کی قدیم انتظام کی اصلاح کے متعلق اسکیم تیار کی اور قدیم آئین ضلع داری و نیابت کو جدید قواعد و ضوابط سے بدل دیا۔ ملک کے حصون کو چودہ ضلع پر تقسیم کیا۔ اور ہر ضلع مین کئی تعلقہ ضرورت کے موافق قرار دئے ممالک محروسہ مین ضلعبندی کا زبردست بندوبست قایم ہوگیا[2] اور سنہ ۱۲۸۳ھ مین ناندیڑ مستقر ضلع قرار پایا۔ اور مسٹر برڈوجی ویکاجی اول تعلقدار ضلع ناندیڑ مقرر ہوکر آئے اور انہون نے باضابطہ جدید قواعد جاری کئے۔ اس نئے انتظام کے لحاظ سے پرگنہ قندہار ایک تعلقہ تحت ضلع ناندیڑ مقرر ہوا۔ چونکہ قصبہ قندہار رسالدار سندہی کی جاگیر تھی اور محمد بخل خان رسالدار کا مدار المہام سرکار عالی کے پاس رسوخ تھا۔ اسلئے تحصیل کچہری کا مستقر قصبہ مکھیڑ قرار پایا اور مرزا علی اکبر بیگ اس تعلقہ کے تحصیلدار ہوے اور نیا قانون جاری ہوا۔

رحلت نواب افضل الدولہ بہادر

۱۲۸۵ھ مین تیرہ ذیقعدہ کو جمعہ کے دن نواب افضل الدولہ بہادر نے رحلت فرمائی۔ آپکی عمر (۴۲) سال کی تھی ۱۲ سال ایک مہینہ ۲۰ روز بادشاہت کی بعد انتقال کے مغفرت مکان آپ کا لقب مشہور ہوا۔ صحن مکہ مسجد حیدرآباد مین دفن کئے گئے۔

---

[1] مجھکو حاجی شاہ امیر الدین صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے آپ نہایت متقی اور پابند صوم و صلوٰۃ حلیم الطبع اور خوش اخلاق ہین آپکی سواری کا جلوس بھی مین نے دیکھا ہے جلوس مین سب سے پہلے اونٹ پر نقارہ بج رہا تھا اور مداری فقیر ڈنکا جھنجھٹ خوب ہی بجا رہا تھا نشان فقیری یا بوبرا سوار جلو مین تھا آپکی پالکی کے آگے ماہی مراتب تھا اور نقیب ہی صدائین لگا رہا تھا۔

[2] مولانا رحیم الدین صاحب کا مزار قاضی محلہ کے مسجد مین ہے۔

[3] از تاریخ مختار الاخبار

تخت نشینی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلداللہ ملکہ

ماہ ذیقعدہ کی ۱۶ تاریخ کو اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر[1] فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ بہادر خلداللہ ملکہ اپنے باپ کی جائے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے۔

اجرائی جریدۂ اعلامیہ و تقرر صدر المہامان و صدر تعلقداران

۲۶ رجب ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء کو جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی جاری ہوا اور قدیم مجلس مالگذاری برخاست کیگئی۔ اور چار صدر المہام مقرر ہوئے۔ ایک صدر المہام مالگذاری۔ دوسرے صدر المہام کوتوالی۔ تیسرے صدر المہام عدالت۔ چوتھے صدر المہام متفرقات اور ملک کے پانچ سمت قرار دیکر پانچ صدر تعلقدار کا تقرر ہوا صدر تعلقدار سمت غربی کا مستقر بیدر رہا۔ ضلع ناندیڑ اسی سمت مین شامل ہوا۔ اسی سبب سے تعلقہ قندہار صدر تعلقدار سمت غربی مستقر بیدر کے ماتحت ہوگیا۔ مولوی محمد عبدالکریم صاحب صدر تعلقدار اور مولوی آلادادخان صاحب صدر مددگار عدالت بتقریب دورہ قندہار تشریف لائے تھے۔

غلام جیلانی صاحب کی وفات

۱۲۸۶ھ مین غلام جیلانی صاحب کا انتقال ہوا مادہ تاریخ وفات دغمگی ہے آپ مولانا محمد امین الدین صاحب کثرت کے منتخب شاگردون سے بڑے عالم تھے بہت سے لوگون نے آپ سے تعلیم پائی شہر استاد آپ کا لقب مشہور رہا آپکے فرزند حسین الدین صاحب بہت خوبرو آدمی تھے علمی لیاقت آپکی اچھی تھی آپ نے بھی خوب مدرسی کی انکا انتقال ہوگیا ان کے فرزند غلام حامد صاحب موجود ہین۔

وفات شاہ راجو حسینی صاحب و مسند نشینی شاہ اسداللہ حسینی صاحب

۲۵ ربیع الثانی ۱۲۸۸ھ کو حضرت سید شاہ راجو حسینی صاحب سجادہ روضہ بزرگ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ العزیز نے دنیائے فانی سے رحلت فرمائی اور آپ کے بڑے فرزند حضرت سید شاہ اسداللہ محمد الحسینی نے مسند سجادگی کو رونق بخشی۔

تغیر و تبدل پیشکاران قندہار

محمد بچل خان رسالدار نے رامراؤ پیشکار کی جائے پروتپل راو کا تقرر کیا اس تقرر کو ایک سال گذرا تھا کہ وہ ناقابل ثابت ہوا اور انند راو کا تقرر کیا گیا۔

---

[1] نواب میر محبوب علیخان بہادر بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ شنبہ کے دن پیدا ہوئے ۱۲

امام بخش کا تبدل اور محمد باگو کا نیابت قندہار پر تقرر

نواب سر سالار جنگ بہادر کی مدبرانہ طرز حکومت اور روشن خیالی نے قانون اور ضابطہ سے امن وچین کی روشنی تمامی ملک وسرکار نظام خلد اللہ ملکہ مین پھیلادی تہی - ہر ایک موضع کی رعایا کی نظرون سے پہلی جابرانہ طرز حکومت کی تاریکی مٹگئی تہی اور اون کو عدالت اور انصاف کے دروازے کھلے نظر آنے لگے تہے اور آزادانہ زندگی بسر کرنے کا مزا مل چکا تہا - جب دیہات خالصہ سرکار کا تعلقہ قندہار کے رعایا کی زندگی اطمینان سے بسر ہونے لگی تو اسکا اثر خاص قصبۂ قندہار کی رعایا اور ساہوکارون پر پڑا - اور اونکو امام بخش جمعدار کی جابرانہ حکومت کی برداشت نہو سکی رعایا اور ساہوکارون مین کشمکش پھیل گئی باوجود اس کے امام بخش جمعدار نے اپنا طرز عمل نہ بدلا - قدیم آدمی تہے قدیم رواج کے پابند رہے - آخر انکی سخت گیری کا یہ نتیجہ نکلا کہ تمامی رعایا و ساہوکاران قندہار ایکدل ہوکر بعرض استغاثہ جاگیردار کے پاس حیدرآباد روانہ ہوئے - محمد بجل خان رسالدار نے ساہوکارون اور رعایا کو سمجھایا اور دلاسا دیا اور امام بخش جمعدار کو تبدیل کرو دیا اور نیابت قندہار پر محمد باگو - عرف بابو میان مقرر ہوکر آئے جو محمد بجل خان رسالدار کے لنبھی بہائی تہے گو تحریر سے عاری تہے مگر تیز فہم ہشیار و ذکی تہے - باوجود تلگنت کے پڑا شر تقریر مین ساہوکارون اور رعایا کی دلجوئی اور اظہار ہمدردی کیا کرتے - خلیق اور حلیم الطبع تہے - نیابت جاگیر کا کام بہت ہی خوبی سے انجام دیکر نیکنام رہے - انکے عمل مین پیشکاری قندہار کی جاے بہاؤ راؤ کو ملی

محمد بجل خان رسالدار کا قندہار آنا -

قندہار کی خوبی اور جنگی قلعہ کے اوصاف اور بزرگان دین کے مقدس مزارونکی زیارت کے شوق مین محمد بجل خان رسالدار قندہار ۱۲۸۰ھ مین آئے قندہار سندہیون نے اپنے سلیقہ کے موافق شہر اور قلعہ کے صفائی کا اہتمام کیا اور رسالدار کو بڑی دھوم دھام و فوجی احتشام کے ساتھہ آبادی قندہار سے گذرتے ہوے قلعہ مین لیگئے رسالدار نے

لہ قندہار پر ضبطی سرکاری ہونے کے بعد امام بخش جمعدار آکر قیام پذیر ہوے جب خالصہ سرکاری ہوگیا تو امام بخش یہین مقیم رہے معمولی حیثیت سے رہا کرتے تہے قندہار مین انتقال ہوا کوٹ بازار کے پاس انکا مزار ہے ۱۲

اطمینان کے ساتھ قلعہ کی سیر کی۔ اور بزرگان دین کے مقدس قبور کی زیارت سے مشرف ہوکر۔ ہر ایک روضہ مین غلاف و نذرانہ پیش کیا کچھ دنون قندہار مین رہکر پھر حیدرآباد واپس چلے گئے۔

تقرر پٹہ خانہ متصدی کا تقرر ہوا۔ ایک سال گذرنیکے بعد دے ماہ الہی ۱۲۸۶ف کو یہان مستقل پٹہ خانہ مقرر کیا گیا

محمد لشکر یخان کی حکومت

محمد لشکر یخان محمد بجل خان رسالدار کے چھوٹے بیٹے تھے۔ بغرض تفریح اپنے متعلقین کے ساتھ یہان آئے۔ اور قلعہ کے گلاب محل مین سکونت اختیار کی مگر جب یہانکی آب و ہوا موافق آئی اور حکومت کا مزا ملا تو آپنے یہین قیام فرمایا ان کے عمل مین دیوان بابُرے کی مرمت کروائی گئی اور اونہون نے شیخا پور کے جانب ندی کے کنارہ کی زمین سیتلی کو انعام دیدیا تھا محمد باگو برادر نام نائب تھے۔ محمد لشکری خان نے عیش و حکومت کا لطف خوب ہی حاصل کیا۔

محمد بجل خان کا انتقال قندہار پر سرکاری ضبطی

بتاریخ ۱۰ رجب ۱۲۹۱ھ محمد بجل خان رسالدار کا حیدرآباد مین انتقال ہوچکا تھا۔ انکے خاندان مین خانگی تنازع پیدا ہوگئی۔ مگر دو سال تک انکے بیٹے محمد عمر خان کا قندہار پر قبضہ رہا اور محمد باگو اور محمد لشکری خان قلعہ قندہار مین بدستور رہے۔ دو سال کی بعد بموجب احکام سرکار مورخہ ۲۸ صفر ۱۲۹۳ھ شامراؤ رامچندر تحصیلدار تعلقہ قندہار اور سید علی موسی رضا صاحب اول تعلقدار نے قبضہ قندہار کو ضبط کرلیا اگرچہ محمد لشکر یخان کو قبضہ دینے مین تامل تھا اور بمقابلہ سرکار آمادۂ فساد تھے مگر ان کے بھائی محمد عمر خان رسالدار نے انکو بلوالیا۔ وصول مالگذاری کیلئے پانڈورنگ راؤ و بھاگوت راؤ ضبطی کارکن مقرر ہوئے مگر جابرانہ حرکات کیوجہ سے زیادہ روز نہ رہ سکے انکے بعد تلونت راؤ ضبطی کارکن مقرر ہوا ۱۲۹۴ھ مین بسبب اسماک باران قحط ہوا اور صدہا جانین تلف ہوئین۔

ملہ ڈاکنی ۔

سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات اور سید شاہ برہان اللہ حسینی صاحب کی سجادہ نشینی

۱۲۹۵ھ مین ۲۲ جمادی الثانی کو دوشنبہ کے دن سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب سجادہ روضہ حضرت سانگڑے سلطان نے ۲۶ سال تین مہینے کی عمر مین انتقال کیا آپ کے فرزند سید شاہ برہان اللہ حسینی صاحب کم عمر تھے اپنے باپ سے بیعت اور خلافت حاصل نہ کرسکے اس لئے سید شاہ عالم صاحب سے خلافت حاصل کرکے بتاریخ ۱۶ رجب ۱۲۹۵ھ سجادہ نشین ہوئے جو اسوقت تک مسند سجادگی پر متمکن ہین

سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات اور شاہ محمد حسینی صاحب کی مسند نشینی

۱۲۹۶ھ مین ۲۲ رجب کو سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب سجادہ روضہ بزرگ حاجی سیاح سرور مخدوم نے عالم جوانی مین دار فانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرمائی آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی جنے میان سید شاہ محمد حسینی صاحب سجادہ مقرر کئے گئے۔

تقرر مدرسہ سرکاری

اسی ۱۲۹۶ھ مین مدرسہ سرکاری قایم ہوا اور سید لعل صاحب مدرس مقرر ہوکر آئے اور کچھ دنون کے بعد شیخ حسین صاحب مدرس کے مددگار مقرر ہوئے تو مدرسہ کو ترقی ہوئی۔

تقرر مجلس امتحان طلبا مدرسہ

ماہ جمادی الثانی ۱۲۹۸ھ مین بموجب مراسلہ مہتمم صاحب مدارس و معتمد صاحب صدر تعلقات سمت غربی مدرسہ قندہار کے طلبا کے ہر سہ ماہی امتحان کیلئے ایک مجلس مقرر ہوئی جسکے ارکین حسب ذیل تھے۔ تحصیلدار صاحب سیر مجلس محمد سالار صاحب کلکٹر ممتحن۔ سید صاحب حسینی صاحب معتمد۔ غلام محی الدین صاحب رکن محمد عبدالواحد صاحب رکن شاہ غلام انبیا صاحب رکن۔ ضبطی کا رکن رکن۔ کوتوال قصبہ رکن۔

صوبہ بیداری اور رنگ آباد کا تعلق

جب ۱۲۹۸ھ کے اواخر اور ۱۲۹۹ھ کے اوایل مطابق ۱۸۸۱ء مین محکمہ صدر تعلقداری سمت غربی تخفیف ہوا۔ ضلع ناندیڑ اور ہمارا قندہار صوبہ بیدار صوبہ اورنگ آباد کے تحت ہوگیا بلونت راو ضبطی کا رکن نے کوئی دو سال کام کیا۔ اسکے بعد

سید شاہ عالم صاحب ابن سید شاہ عبدالقادر صاحب مشایخین روضہ خورد اور حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کی اولاد سے تھے آپ کا انتقال ۲۲ رجب ۱۳۰۲ھ کو ہوا آپکی کوئی اولاد نہین ہے ۱۲

بالکشن راؤ ضبطی کارکن کا تقرر ہوا - اس کے ایک سال بعد ۱۳۰۱ھ مین نارائن راؤ کو ضبطی کارکنی کی خدمت ملی -

سر سالار جنگ مختار الملک کا انتقال

۱۳۰۰ھ مین نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر کا ۲۹ ربیع الاول کو بروز پنجشنبہ انتقال ہوا - مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر شیکار منصرمانہ خدمت مدار المہامی کا کام انجام دیتے رہے - اسی سنہ مین دنبالہ دار ستارہ آسمان پر نمود ہوا تہا -

جلوس فرمان روائی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

۱۳۰۱ھ مین اعلیحضرت ہند گانا نعالی متعالی مدظلہ العالی کی عمر ۱۹ سال کی ہوئی اور اسی سنہ کی تاریخ ۱۶ ماہ صفر کو آپنے کلکتہ کا سفر کرکے لارڈ رپن گورنر جنرل سے ملاقات کی اور گورنمنٹ ہند کیطرف سے ریاست کے نظم ونسق کے کل اقتدارات عطا ہوئے آپنے تخت نشینی کی تقریب مین شریک ہونیکے لئے لارڈ صاحب بہادر کو دعوت دی اور ۷ ماہ ربیع الاول روز شنبہ ۱۳۰۱ھ کو آپ بڑے تکلف سے تخت شاہی پر جلوہ فرما ہوئے - لارڈ صاحب بہادر اس تقریب مین شریک ہتے - اور گورنمنٹ ہند کیطرف سے حضرت کے کمر مین تلوار باندہی اور مبارکباد کے ساتہ اقتدار ریاست آپکے سپرد کئے اس جلسہ کا تکلف اور شان وشکوہ شاہانہ طریق کے موافق قابل دیدتہا

وزارت نواب لایق علیخان بہادر

اعلیحضرت نے زمام اقتدارات شاہی قبضہ مین لیتے ہی نواب میر لایق علیخان بہادر کو عہدۂ دیوانی پر سرفراز فرمایا انکے عہد مدار المہامی مین ہمارا قندہار بدستور ضبطی سرکار مین رہا - نارائن راؤ ضبطی کارکن کی معزولی کے بعد سیتا رام چندر منصرمانہ کام کرتا رہا - آخر ۱۳۰۲ھ مین پانڈورنگ راؤ ضبطی کارکن مقرر ہوا - اور مناسب طور پر جملہ کام انجام دیتا رہا -

وزارت نواب سر آسمانجاہ بہادر

سنہ ۱۳۰۴ھ مین ۲۴ رجب کو نواب میر لایق علیخان بہادر سالار جنگ مختار الملک عماد السلطنت بہادر خدمت دیوانی سے سبکدوش کیے گئے - اور نواب محمد مظہر الدینخان رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر سر آسمانجاہ بہادر ۲۴ شوال سنہ ۱۳۰۵ھ مین خدمت دیوانی پر ممتاز ہوئے - قندہار ضبطی سرکار مین تہا اور پانڈورنگ راؤ ضبطی کارکن سنہ ۱۳۰۵ھ تک کارگذار رہا اسکے بعد مادہو دیوراؤ کا تقرر ہوا

قندہار شریک خالصۂ سرکاری ہوگیا

ضبطی قندہار کی مثل نواب مدار المہام سرکار عالی کے زیر ملاحظہ تہی - بعد تحقیقات یہہ ثابت ہوا کہ قصبہ قندہار در عیوض تنخواہ جوانان سندہی محمد بچل خان رسالدار سندہیان کے قبضہ مین دیا گیا تہا چونکہ سندہی جوانون کی تنخواہ کا تعلق محکمۂ نظم جمعیت سے متعلق ہوگیا تہا اس لئے محمد بچل خان کی اولاد کے حقوق اس جاگیر پر ثابت نہین ہوئے اسکے متعلق تفصیلی گذارش بذریعہ نواب مدار المہام سرکار عالی اعلیحضرت بندگانعالی کے ملاحظہ مین پیش ہوئی اور پیشگاہ سرکار سے قصبہ قندہار شریک خالصہ کرنے کا حکم نافذ ہوا اس عرصہ مین نواب مقتدر جنگ بہادر صوبہ دار صوبہ اورنگ آباد بہ تقریب دورہ قندہار تشریف فرما ہوئے تہے - سنہ ۱۳۰۸ف مین بموجب حکم سرکار قصبہ قندہار نے شریک خالصہ ہونیکی عزت حاصل کی - لا بشیشر ناتہہ تحصیلدار اور سید امر اللہ شاہ صاحب اول تعلقدار نے حکم فرمان سرکار کا اعلان کیا اور ضبطی کارکن کو علیحدہ کرکے کاروبار قصبہ پٹیل و پٹواری کے سپرد کردیا - آبادی مین چاوڑی پر نصف جوق کوتوالی کا تہانہ قایم رہا - قلعہ ویران اور بیچراغ ہوگیا

بدلدیتا ہے اپنا رنگ دم بہر مین جہان کیا کیا
دکہا دیتے ہین نیرنگی زمین و آسمان کیا کیا

وہی گلشن جو تہا پہولا پہلا اپنی بہار دن سے
ہوا ہے دیکہتے ہی دیکہتے وقف خزان کیا کیا

انقلاب زمانہ

زمانہ کا رنگ عبرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے کہ دنیا کی عروج و زوال کا چکر نہ صرف انسان بلکہ دنیا کی تمامی افراد کے ساتھ برابر لگا ہوا ہے۔ وہ قندہار جو ایک زمانہ میں عروج و شان کے آسمان کا آفتاب تھا جسکا جنگی قلعہ اور بہادر سورما شہرہ آفاق تھی۔ جسکی دولت و سطوت اور سامان عیش کی انتہا نہ تھی۔ جسمیں بڑے بڑے نامور بہادر بڑی بڑی لایق صاحبدل بزرگ اچھے اچھے علما و فضلا اور بڑے بڑے امرا جلیل القدر رہتے تھے جنکی سامان عیش و رنگ لیان راجہ اندر کی محفل کا نمونہ تھیں جس شہر کی وسعت سرسبزی اور جسکی باغات کی خوبی اور دلفریبی دیکھکر جنت صبا یاد آتی تھی۔ آج وہ مقام وہ نزہت گاہ ایک چھوٹا سا قصبہ اور برائے نام تعلقہ ہے۔ جسکے باغات کے نشان اور عمارات کے نقش صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں جو باقی ہیں وہ بھی چند روز میں مٹے جاتے ہیں کوئی جانتا بھی نہیں کن اولوالعزم ہاتھوں نے انکو راستہ کیا۔ اور کن معماران نے انہیں بسایا تھا۔ قندہار کی خاک میں کیسے کیسے لایق و فایق اشخاص ملے ہوئے ہیں اور ان میں کا ہر ایک ذرہ اور ہر ایک کنکر کسی ایسی پرانی عمارت کا جزو ہے کہ اگر حرف ہوتا تو اپنی گذشتہ عظمت کی کارنامے خود ہی ظاہر کرتا یہ عظیم الشان قلعہ سیاہ رنگ کے مضبوط پتھروں کی کالی وردی پہنے ہوئے استقلال اور عظمت و شان سے اپنے بہادروں کے دل بڑھاتے اور ضرورت پر انکی حفاظت کا کفیل اور ذمہ دار بننے رہنیکے لئے مستعد کھڑا تھا اب ان بہادروں اور جوانمردوں کے چل بسنے سے وہی قلعہ بھیانک صورت بنائے ہوئے غبار آلود حالت میں پڑے پڑے ہرے ہرے درختوں اور سوکھے گھاس کی چادر کے تودہ کے تودہ خجالت سے اوڑھے ہوئے اونچی اونچی دیوار و کنگرہ سے گردن اوٹھا اوٹھا کے محرابوں اور روزنوں کی آنکھوں کو پھاڑ پھاڑ کر اپنے بنانے والے اور اپنے لئے جان فدا کرنیوالے بہادروں کو دیکھ رہا ہے مگر افسوس ہے کہ ایسے برے وقت میں کوئی قدردان نظر نہیں آتا۔ زمانہ کے ہاتھوں وہ گردنیاں کہاں کہ جا بجا سے چولیں اوکھڑ گئیں۔ اور صورت بگڑ گئی افسوس ہے کہ جو قلعہ ایک زمانہ میں وسیع آبادی اور بہادر سپاہیوں اور لایق علما و فضلا کے جان کی حفاظت کرتا تھا۔ آج بے سروسامانی اور زمانہ کی کایا پلٹ سے خود ہی اپنی حفاظت کا محتاج ہے۔



قندہار کی سرزمین نہ صرف بہادر اور شیر دلوں کی رزم گاہ ہی بلکہ بہت سے مقدس اور صاحبدل ہی اسکی لیکن بخش خاک کے دامن مین استراحت فرما ہین اور بہت سے ایسے بے بہا اور انمول جواہر مدفون ہین جنکی نظیر اب شاید ہی مل سکے بستی کے آباد اور ویران حصے اور اس کے حدود کے باہر جابجا اُن بزرگواردن کے چھوٹے بڑے شاندار پُرانوار اور خوبصورت مزار اسبات کا پتا دیتے ہین کہ ان کے تقدس اور پاک باطنی کے کرشمون نے یک زمانہ کو اپنا معتقد اور مسخر بنالیا تھا اور اب تک بھی عوام الناس اُن کے روحانی فیوض سے محروم نہین ہین کچھ حضرات تو حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ کے پہلے روشن اور نور ہوئے اور اکثرون نے آپکی تشریف فرمائی کے بعد اس مقدس سرزمین کو باعث انوار برکات خیال فرما کے ہمیشہ کے لئے استراحت فرمایا ان حضرات نے دنیائے فانی سے نفور رہکر اپنی شہرت نہ چاہی اور اپنے طرز عمل کو بالکل پوشیدہ رکھا جیسا کہ اولیاء باخدا لوگون کا عام طریقہ ہے یا شاید حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ کے دینی کمالات اور دینوی فیض و کرامت اور عام شہرت کے مقابلہ مین انکو فروغ نہ ہوسکا یہانتک کہ ان بزرگواردن سے کسی کے ملفوظات اور ان کے حالات کا ذخیرہ قندہار مین باقی نہین رہا۔

ہماری اس تحریر کے ایکسو آٹھ سال پہلے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ نے قدیم بیاضون اور اپنی قوت کشف واشراق سے چند بزرگوار دکنکے مختصر حالات اور بعض کے نام وقبور کا پتا کتاب انوار القندہار مین تحریر فرما دیا ہے اور یہہ بات مان لی گئی ہے کہ قندہار کی تاراجی کے باعث بزرگان دین کے ملفوظات برباد ہوگئے انوار القندہار فارسی مین لکھی گئی ہے جو ابتک چھپی نہین اس لئے ہم اپنی کتاب کے آخیر حصہ مین تیمناً وتبرکاً بزرگان دین اور اولیاء کاملین کا تذکرہ لکھدیتے ہین کتاب انوار القندہار کے علاوہ دوسرے قدیم بیاضون اور کتابون سے جو کچھ کیفیت ملگئی ہے وہ بھی درج کردیجاتی ہے۔

حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین رفاعی کفار بہنجن[1] قدس سرہٗ

آپ حسینی سادات سے ہین آپکا شجرۂ نسب (۴۲) واسطون سے جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔

شجرۂ نسب | حضرت سید سعید الدین ابن حضرت سید ابراہیم نجم الدین رفاعی ابن حضرت سید محمد رفاعی ابن حضرت سید یحیی رفاعی ابن حضرت سید عبد اللہ رفاعی ابن حضرت سید ابراہیم الاغرب قدس سرہٗ ابن حضرت علی العسکران رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید السادات سید احمد کبیر معشوق اللہ رفاعی قدس سرہ العزیز ابن حضرت سید ابی حسن علی نور الدین مکی ابن حضرت سید یحیی ابن حضرت سید ثابت ابن حضرت سید حازم ابن حضرت سید ابی علی ابن حضرت سید حسن معروف سلطان مہدی ابن حضرت سید ابو القاسم محمد ابن حضرت سید حسین ابن حضرت سید احمد الاسد ابن حضرت سید موسی الثانی ابن حضرت سید ابراہیم مرتضی المشہور بالمحاق ابن حضرت امام موسی کاظم رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ابن حضرت

[1] بہنجن لفظ سنسکرت ہے جسکی معنی توڑنا یا توڑنیوالا ہے قدیم محاورہ مین لفظ بہنجن بجاے لفظ کشندہ کے کہا جاتا تھا یعنے کفار کش چنانچہ ابتک بہنجن کے لقب سے آپکو یاد کیا کرتے ہین ۱۲

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ ابن سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت حضرت خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین ابوالقاسم حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مخدوم کا سلسلہ خلافت

آپ کا سلسلہ خلافت اسطرح ہے آپ مرید اور خلیفہ اپنے پدر بزرگوار حضرت سید ابراہیم نجم الدین کے ہیں اور وہ خلیفہ اپنے بھائی حضرت سید شمس الدین یحیی کے وہ خلیفہ اپنے بھائی حضرت نجم الدین عبدالرحیم کے وہ خلیفہ اپنے خالو حضرت تاج الدین محمد کے اور وہ خلیفہ اپنے چچا حضرت شمس الدین احمد کے اور وہ اپنے بھائی حضرت نجم الدین احمد کے وہ اپنے چچا حضرت قطب الدین ابی حسن علی کے اور وہ اپنے بھائی حضرت سید محی الدین ابراہیم کے۔ (بعض کتاب میں فخر الدین لکھا ہے) وہ اپنے چچا حضرت سید مہذب الدین عبدالرحیم کے وہ اپنے بھائی حضرت سید سیف الدین علی کے وہ اپنے خالو حضرت سید السادات سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔

حضرت سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ خلافت

۱ حضرت سید احمد کبیر رفاعی ۲ حضرت شیخ علاء الدین علی القاری الواسطی ۳ حضرت ابی الفضل محمود بن کامح ۴ حضرت شیخ ابی علی المعروف بالعلام ۵ حضرت شیخ علی لبانہ ہادی ۶ حضرت شیخ مجلی العجمی ۷ حضرت شیخ ابوبکر محمد شبلی ۸ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی ۹ حضرت شیخ ابی عبداللہ سری السقطی ۱۰ حضرت شیخ معروف الکرخی ۱۱ حضرت امام علی موسی رضا ۱۲ حضرت امام موسی کاظم ۱۳ حضرت امیر المومنین جعفر صادق ۱۴ حضرت امام باقر ۱۵ حضرت امام زین العابدین ۱۶ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۱۷ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ۱۸ حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

حضرت سرور مخدوم کا مادری نسب نامہ

حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ نے آپ کا نسب نامہ مادری اسطرح لکھا ہے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بی بی بنت شیخ المشائخ حضرت فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ ابن حضرت سلیمان ابن حضرت شیخ محمد ابن حضرت شیخ قاسم ابن حضرت شیخ عبداللہ ابن حضرت فرخ شاہ ابن حضرت

ابو محمد واعظ ابن حضرت قاسم ابن حضرت عبداللہ ابن حضرت سالم ابن حضرت عبداللہ ابن حضرت امیرالمومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اختلاف کتاب اخبار الاحبار۔ وکتاب تذکرہ مشایخ مین حضرت گنج شکر قدس سرہٗ کی دختر حضرتہ فاطمہ بی بی صاحبہ کا عقد بدرالدین اسحاق سے ہونا بیان کیا ہے۔

حضرت شیخ المشایخ شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا ذکر

مولا بخش چشتی نے کتاب تذکرۃ المشایخ مین اور نیز مولف مناقب المحبوبین نے بحوالہ بیان حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی لکھا ہے کہ حضرت گنج شکر کے بہت سی حرم تھین۔

۱ شیخ کے بڑے فرزند کا نام نصیرالدین جنکے والدہ کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ہندو تھین (بعضون کا قول ہے کہ ام کلثوم) جو ایک بیوہ شیخ کے نکاح مین آئی تھین انکے پہلے شوہر سے نصیرالدین ہین جنکو شیخ نے بمنزلہ اپنے فرزند کے پرورش کیا ہے۔

۲ دوسرے فرزند شیخ کے شہاب الدین ہین جنکے پانچ لڑکے ہوئے۔ ۳ تیسرے فرزند بدرالدین سلیمان تھے انکے چھ لڑکے۔ اور پانچ لڑکیان تھین۔ انکی اولاد قصبہ تاج سرور مین مقیم ہے ۴ چوتھے فرزند شیخ کے نظام الدین انکے دو بیٹے ہوئے۔ ۵ پانچوین فرزند شیخ یعقوب یہہ سب سے چھوٹے اور اپنے باپ کے محبوب اور منظور نظر تھے انکے بھی دو بیٹے تھے حضرت شیخ فرید شکر گنج کی تین دختر تھین۔

۱۔ پہلی دختر کا نام بی بی مستورہ یہہ شیخ عمر صفوی سے منسوب تھین انکو ایک فرزند ہوا جسکا نام شیخ محمد تھا ۲ دوسرے بیٹی کا نام بی بی شریفہ تھا جو عین جوانی مین بیوہ ہوگئین اور پھر دوسرا نکاح نہین کیا۔ ان کے شوہر کا نام کتاب اخبارالاخیار مین مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے شیخ علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ بتلایا ہے ۳ تیسری دختر شیخ کی فاطمہ بی بی تھین جنکا عقد سید بدرالدین اسحاق سے ہوا تھا ان کے دو فرزند ہوئے ایک خواجہ محمد دوسرے خواجہ موسیٰ یہہ دونو حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مرید تھے۔

بی بی عایشہ صاحبہ بنت حضرت شیخ فرید شکر گنج

کتاب تذکرۃ المشایخ اور مناقب المحبوبین مین حضرت

گنج شکر کے اولاد کا جسقدر حال لکھا ہے اوپر بیان کر دیا گیا لیکن بی بی عائشہ صاحبہ بنت حضرت شکر گنج کا ان کتابون مین ذکر نہین ہے اس کتاب کی تالیف کیوقت مجھکو قدیم کتب اور بزرگان دین کے پرانے ملفوظات کی تلاش تھی اور اس شوق کی تکمیل کے لئے بہت سے قدیم قلمی کتابون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جب مجھے یہہ کیفیت ملی کہ جناب رونق علیصاحب صدر مدرس مدرسہ سرکاری خلد آباد - بزرگان عظام واولیاء کرام خلد آباد کا تذکرہ لکھہ رہے ہین اور قدیم ملفوظات کا ان کے نزدیک بڑا ذخیرہ جمع ہے تو مین خلد آباد گیا اور صاحب موصوف سے ملا آپ نہایت وسیع معلومات کے ذی علم لایق وفاضل ہین اور اعلی درجہ کے خوش اخلاق وذیمرتبت ہین آپ نے خلد آباد کے بزرگان دین کا تذکرہ بہت عمدہ طرز پر مرتب کیا ہے آپ کے جمع کئے ہوئے ذخیرہ مین فتوح اولیا ایک قدیم کتاب دیکھی گئی جسمین حضرت سید علاء الدین بنیرہ حضرت بی بی عائشہ صاحبہ بنت حضرت شیخ فرید شکر گنج کا حال لکھا ہے اس مین شک نہین کہ یہہ کیفیت دلچسپ ہے مگر طوالت کے لحاظ سے اور نیز اس خیال سے کہ میری اس کتاب سے اسکو چندان تعلق نہین ہے مین پورا واقعہ بیان کرنا ضرور نہین سمجھتا البتہ اسکی خلاصہ کیفیت عرض کئے دیتا ہون -

حضرت برہان الدین غریب نے جب دولت آباد کے جانب ارادہ کیا تو ان کے مرشد نظام الدین اولیا نے ارشاد فرمایا کہ پیرزادی صاحبہ (عائشہ بی بی) دولت آباد مین ہین انکی اطاعت اور خدمت گذاری کیا کرنا حضرت برہان الدین غریب دولت آباد پہونچنے کے بعد مرشد کے ارشاد پر بی بی عائشہ صاحبہ کے خدمت مین جمعہ کی نماز کے بعد حاضر ہوا کرتے تھے اور بی بی صاحبہ کو خواجہ صاحب کے مانند تصور کر کے حق خدمت بجا لاتے تھے - بی بی عائشہ صاحبہ کی صاحب زادی چہاردہ سالہ عابدہ وزاہدہ تھین اور سیاہ لباس مین رہا کرتی تھین ایکروز شاہ برہان الدین غریب کی نگاہ صاحب زادی صاحبہ پر پڑی - آپ نے تبسم فرمایا بی بی صاحبہ نے برہان الدین غریب سے ملتانی زبان مین کہا (اسان - دہے - سکے - دسن - جی - ضرورت - کیڑہنی - آہے) جسکا یہہ مطلب تھا کہ " میری لڑکی کے طرف دیکھنے کی ضرورت کیا ہے شاہ برہان الدین غریب کے

جسم مین لرزہ پڑ گیا اور آپ نے معافی چاہکر عاجزانہ لہجہ مین عرض کیا کہ صاحب زادی صاحبہ کے بطن مبارک سے ایک ولی مادر زاد پیدا ہوگا اور یہ تبسم حیرت آمیز اسلئے تہا کہ صاحبزادی کا ارادہ نکاح کرنے کا نہین ہے پھر وہ ولی کسطرح پیدا ہوگا۔ صاحب زادی صاحبہ نے استخارہ کے بعد دوسرے دن والدہ کے اصرار پر فرمایا کہ عنقریب ایک شخص اس شکل و شمایل کا آنے والا ہے میرا نکاح اس سے ہوگا۔ حاصل یہہ کہ حضرت ضیاء الدین شاہ صاحب تشریف فرما ہوئے اور بی بی صاحبہ نے گھر سے کہنہ بوریا بھیجکر بہت خاطر سے دروازہ کے باہر بٹھایا برہان الدین غریب تشریف لائے اور کشف باطنی سے انکو پہچانا اور بی بی صاحبہ سے مشورہ کرکے نکاح کا وقت مقرر کیا بی بی صاحبہ نے صاحبزادی کا سیاہ لباس نکالکر برہان الدین غریب کو دہونے کے واسطے دیا اور مولانا اسکو دہونے کیلئے لے چلے تہے مگر اس عرصہ مین مریدین جمع ہوگئے اور انکو واپس لائے بعد ازان سامان نکاح فراہم کرکے صاحبزادی کا عقد حضرت ضیاء الدین صاحب سے کردیا تین روز تک دولہا دولہن ملکر رہے اس کے بعد صاحبزادی صاحبہ عبادت مین مشغول ہوئین اور ضیاء الدین صاحب سیاحی کو نکل گئے۔ صاحبزادی کی بطن سے مدت ختم ہونے کے بعد حضرت سید علاء الدین صاحب مادر زاد ولی پیدا ہوئے جنکو خرقہ خلافت و نعمت حضرت خواجہ رکن الدین گجراتی قدس سرہ سے ملا ہے آپ کے گرامی خلفا مین سید نظام اورئیس ہتے موضع پٹن مین انکی قبر ہے حضرت سید علاء الدین صاحب کا مزار موضع روضہ پڑا رطہ تعلقہ انبہ ضلع اورنگ آباد مین ہے بی بی عائشہ اور انکی صاحبزادی کی قبر خلد آباد کے حصار کے باہر گوشہ غرب و جنوب مین امیر حسن صاحب شاعر دہلوی کے مزار سے جنوب کے طرف واقع ہے۔

مضمون بالا نقل کرنے سے میری یہہ غرض ہے کہ حضرت مولانا شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کثیر العیال تہے اہل تصانیف کو جو کچھ حالات کی صحت ہوتی ہے وہ اپنے کتاب مین درج کردیتے ہین اس لئے اکثر کتب مین لکہا ہے کہ انکی تین صاحبزادیان تہین مگر مولف فتوح اولیا نے چوتہی دختر کی بہی نشاندہی کی ہے جسکا ذکر اوپر بیان ہوچکا ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے جو حضرت سرور مخدوم کو حضرت شیخ فرید شکر گنج کا نواسہ لکہا ہے تعجب نہین کرونگی اسی قسم کی قدیم کتاب آپ کے نظر سے گذری ہوگی آپ نے اس سے مضمون لیا ہے لیکن

اس وقت وہ کتاب ہمیں نہیں ملی کہ مولانا صاحب خود حضرت مخدوم سے ملے تھے البتہ انہوں نے تحقیقات اور اطمینان کے بعد ہی لکھا ہوگا

حضرت سرور مخدوم کے حالات آپ کے بزرگ ملک عراق۔ اور بصرہ کے رہنے والے تھے پھر ہندوستان آکر دہلی کی اقامت اختیار کی۔ حضرت مخدوم کو سیاحی کا شوق بتا بہت سے ملکوں کی سیر کرکے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں کچھ عرصہ تک اقامت فرمائی پھر دہلی میں تشریف لائے اگرچہ آپکو خرقۂ خلافت اپنے والد بزرگوار مولانا ابراہیم نجم الدین قدس سرہ سے ملا ہے مگر حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر استفادہ حاصل کیا

واقعہ از مکتوبات حضرت مخدوم حضرت مخدوم قدس سرہ نے ایک موقع پر اپنے مکتوب میں یوں تحریر فرمایا ہے کہ میں ایک روز حضرت شیخ الاسلام نظام الحق والدین قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا دیکھا کہ بہت سی مخلوق خدا خدمت میں حاضر ہے۔ اور ہر ایک آگے بڑھ بڑھ کے آپ کی قدمبوسی کی سعادت حاصل کر رہا ہے حضرت شیخ الاسلام نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے حاجی سعید الدین جانتے ہو یہ ہجوم خلق کیوں ہے میں نے عرض کیا کہ یہ مریدین درگاہ حضرت سے حاضر ہوئے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ہر ایک شخص کا آنا غرض سے خالی نہیں مگر اہل ارادت بہت ہی کم ہیں۔ اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد جب حضرت شیخ کا وصال ہوا تو میں روضہ میں اسی مقام پر ٹھیرا ہا تیسرے روز بوقت اخیر شب مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک محافہ آسمان سے زمین پر اترا۔ میں نے اس محافہ کے نزدیک جاکر دیکھا تو حضرت شیخ محافہ میں بیٹھے ہیں میں نے اپنے قدیم عادت کے موافق سلام ادا کیا شیخ نے بھی قدیم رسم کے موافق خوشخبری دی اور فرمایا کہ اے حاجی سعید الدین مجھکو تم لوگ تین وضو کرلو میں نے حضرت کی بازو سنبھال کے صحرا میں اتارا اور وضو کرا دیا اور نماز پڑھا یا گویا کہ شیخ نماز سے فارغ ہوئے میں جب میں نے دوسری جانب پلٹ کر دیکھا تو اس پر فضا صحرا میں ایک عمدہ مکان شش دری کی وضع پر نظر آیا میں متحیر کھڑا تھا کہ شیخ نے نماز کے نیچے سے کنجی نکالی اور مجھکو دیکر فرمایا کہ جاؤ اس گھر کا دروازہ کھول کر دیکھو کہ اس میں کیا ہے جب شیخ کے حکم کے موافق میں نے اس مکان کا دروازہ کھولا دیکھا کہ اس مکان میں نئی نئی چھوٹی چھوٹی دیگچیاں ایک پر ایک رکھی ہوئی ہیں۔ جنکا سلسلہ

مکانکی ہیبت تک لگا ہی جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا شیخ نے فرمایا کہ ہاں اور دیکھ کہ اُن دیگچیوں میں کیا رکھا ہے جب ارشاد دیگچیوں کو کھولکر دیکھا تو وہ تمام خالی ہیں شیخ سے عرض کیا کہ وہ سب خالی ہیں شیخ نے فرمایا کہ دروازہ بند کر دے مین نے دروازہ بند کر دیا اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہو گیا۔ ارشاد فرمایا کہ محافہ مین سوار کرا دے۔ مین نے حضرت کو محافہ مین سوار کرا دیا اور عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو بندہ بھی ہمراہ چلے اسپر ارشاد فرمایا کہ (ابھی تجھکو کام ہے اسلئے ساتھہ آنے کی اجازت نہین دیجاتی) یہ سنکر مین اسیطرح کھڑا رہ گیا شیخ کا محافہ آسمان کی طرف چلا گیا دیکھہ رہا ہون کہ حضرت کے محافہ سے بہت آدمی لپٹ گئے ہین اور محافہ بکڑے ہوئے لٹک رہے ہین۔ جیسے جیسے محافہ بلند ہوتا گیا ایک ایک شخص اس محافہ سے جدا ہوکر گرنے لگا اسیطرح بہت سے شخص نیچے گر پڑے اور بہت ہی کم اس محافہ کے ساتھہ چلے گئے۔ جب مراقبہ سے ہوش مین آیا تب مجھکو حضرت کا وہ ارشاد یاد آیا جو حضرت نے فرمایا تھا کہ (اہل ارادت معدودے چند ہین) مین نے خیال کیا کہ وہی اہل ارادت کامل تھے جو شیخ کے محافہ کے ساتھہ چلے گئے اور وہی لوگ رہ گئے جو خالی دیگچیون کی طرح جمع تھے۔ اس مکتوب کے مضمون سے آپکا دہلی مین قیام پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے

دکن مین تشریف آوری اور قندہار مین قیام

جب ۷۲۵ھ ہجری مین حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کا دہلی مین وصال ہوا۔ اور اسی سال غیاث الدین تغلق کا بھی انتقال ہوا اور اسکے بیٹے سلطان محمد تغلق نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا۔ اس بادشاہ نے دکن کی جانب توجہ کی اور دیوگیر کا نام دولت آباد رکھہ کر اسکو اپنا دارالسلطنت بنایا اور تمام دہلی کے باشندون کو دولت آباد جانے کا حکم دیا اسی زمانہ مین حضرت مخدوم حضرت شیخ ابراہیم سپہ سالار کے ساتھہ دہلی سے نکل گئے اور ملتان پنجاب اور مختلف مقامات پر فوج اسلام مین شامل ہو کر کفار کے ساتھہ آپ نے جہاد کیا اسوقت دکن مین مسلمانون کی ابتدائی عملداری تھی۔ راے بیجن مہاراجہ کرناٹک کی فوج اور مختلف راجاؤن کے چھوٹے چھوٹے گروہ اسلامی فوج پر حملہ کرتے تھے جب آپ دکن مین آے تو اپنی ذاتی بہادری سے مخالف فوجوں کے نامور افسرون کو قتل کر کے ان کے لشکر کو پریشان اور منتشر کر دیا اسلئے آپ کا لقب **کفار ہنجن** یعنے کفار کش مشہور ہو گیا۔ آپ کے کرامات اور خرق عادات کو

دیکھکر بہت سے کافرون نے اسلام قبول کیا - انہین دنون مین حضرت سید یوسف حسینی المعروف شاہ راجو قتال قدس سرہٗ حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ کے والد ماجد اپنے کنبے کے ساتھ فایز دولت آباد ہو چکے تھے - اوسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۴ سال کی تھی - اور حضرت شیخ الاسلام شیخ بابو قدس سرہ بھی دولت آباد مین موجود تھے - حضرت سرور مخدوم مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے اپنے کنبے کے ساتھ دولت بخش قندہار ہوئے اور اپنے قیام گاہ کیلئے اس مقام کو پسند فرمایا اور شیخ ابراہیم سپہ سالار نے بھی حضرت کے ساتھ یہین اقامت اختیار کی اسوقت قندہار راجہ ورنگل کے قبضہ سے نکل چکا تھا - اور قندہار - بیدر - دولت آباد وغیرہ پر سلطان محمد تغلق شاہ کی جانب سے قتلغ خان صوبہ دار مقرر تھا قندہار ہندو کا معبد تھا یہان مہادیو کا بہت بڑا مندر تھا بعض کہتے ہین کہ دیول کی عمارت راجہ ہماڑپت کے وقت کی تھی - بعض لکھتے ہین کہ گنپتی دیو راج مہاراجہ ورنگل نے یہ مندر بنایا تھا - اس مندر کے علاوہ سیاہ پتھر کا بہت بڑا دیوتا مانس پور کے قریب بنا ہوا تھا جسکے مختلف اعضا کے ٹکڑے اس مقام پر ابتک موجود ہین حضرت کے فیض قدوم نے اون سب بت خانون کو ویران و تباہ کردیا اور انوار کرامات نے یہانکی ظلمت کفر کو نور اسلام اور فیض و برکات سے منور کیا - حضرت مخدوم نے اوس مہادیو کے پنڈ کو نکال کر اسی مندر مین قیام فرمایا جب آپکے کشف و کرامات کی شہرت ہوئی تو معتقدین اور ارادتمند ہر طرف سے جمع ہونے لگے ہزارہا مخلوق کو ذات بابرکات سے دولت دارین حاصل ہوتی رہی -

حضرت مخدوم کا وصال اور دفن

جب آپ کا وقت وصال قریب پہونچا تو اپنے چہوٹے بڑے پوتے سید شاہ نجم الدین کو پاس بلاکے اپنے سر کا عمامہ انکے سر پر رکھا اور تسبیح مسواک - مصلی - عصا مرحمت کیا - اسلئے شاہ نجم الدین کی اولاد مین سجادگی کا سلسلہ جاری ہے اور بڑے پوتے سید سراج الدین کی اولاد معاش و جاگیر پر قابض رہی اور سجادگی سے اونکو کوئی تعلق نہ تھا - ۷۳۵ھ ہجری ۱۲ ماہ رجب مین آپکا وصال ہوا - کتاب انوار القندہار مین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ نے اور کتاب تحفۃ الاحمدی مین مولانا محمد بن -

---

یہ دیوتا بدھ مذہب والون کے عہد کا پایا جاتا ہے ۱۲

سید حسینی احمدی رفاعی نے انکی تاریخ وفات (۱۷) ماہ رجب ۷۳۶ھ لکھی ہے۔
(خلیل اللہ) مادہ تاریخ وفات ہے ۔ آپ کے فرزند نے جسم مبارک کو غسل دیا اور
مریدین و معتقدین کے ساتھ نماز پڑھی اور اس پرانے مندر سے چند قدم فاصلہ پر دفن
کیا مزار مبارک پر خوش وضع عالیشان گنبد تیار کیا گیا۔ اور اوس قدیم مندر کی مسجد
بنائی گئی جسمین حضرت نے ابتدا اقامت فرمائی تھی چنانچہ ابتک اس مسجد مین جو اپنی پرانی
مندر کی وضع پر ایک مستحکم عمارت ہے پنجگانہ نماز باجماعت ادا ہوا کرتی ہے۔
مادہ تاریخ وفات گنبد کے دروازہ کے پتھر پر (خلیل اللہ) کندہ ہے جب اس تحریر کو
کوشش کے ساتھ بغور دیکھا گیا تو حروف کسی شکل حسب ذیل نظر آئی کیونکہ امتداد زمانہ
کیوجہہ سے اکثر حروف گھس گئے ہین (بابا ماسی خلیل ۷۳۶ھ ۱۹ رمضان)

حضرت مخدوم کی اولاد کا ذکر

حضرت مخدوم کے دو فرزند تھے (۱) بڑے فرزند سید شاہ زین الحق جنکا کم سنی
مین انتقال ہو گیا (۲) سید شاہ عزیز الحق المعروف عزیز الدین صاحب جو
صاحب خلافت ہوئے۔

حضرت عزیز الدین صاحب کے تین فرزند (۱) حضرت سید شاہ زین الدین صاحب
(۲) حضرت سید شاہ سراج الدین صاحب (۳) حضرت سید شاہ نجم الدین صاحب۔ صاحب
حضرت شاہ زین الدین صاحب نے اپنے والد کے روبرو انتقال کیا۔ حضرت شاہ سراج الدین صاحب
اور حضرت شاہ نجم الدین صاحب یہہ دونو صاحب خلافت ہوئے۔

سید شاہ سراج الدین صاحب کی اولاد

حضرت سید شاہ سراج الدین کے دو فرزند۔ بڑے فرزند حضرت
شاہ شمس الدین صاحب۔ چھوٹے فرزند حضرت سید فتح شاہ بابو صاحب*

حضرت شمس الدین صاحب کے فرزند حضرت سید قاسم شاہ مخدوم صاحب۔ انکے فرزند
حضرت سید شاہ نجم الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ قمر الدین صاحب ان کے
فرزند حضرت سید شاہ تاج الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ الہین صاحب انکی

* سید فتح شاہ بابو صاحب کی اولاد ناندیڑ مین مقیم ہے اور جاگیر موضع یلگا لونن سے
حصہ پاتی ہے۔

فرزند حضرت سید شاہ محمود صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ محمد صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ علاء الدین صاحب تھے۔

حضرت سید شاہ علاء الدین صاحب کی ایک لڑکی تھی جسکا نام عائشہ سلطان بی صاحبہ تھا وہ حضرت شاہ قطب عالم صاحب سے منسوب ہوئین ان سے ایک فرزند حضرت شاہ باجن* صاحب اور تین لڑکیان پیدا ہوئین (۱) حضرت خونجانی صاحبہ ۲ حضرت سلطان بی صاحبہ۔ ۳ حضرت بادشاہ بی صاحبہ انکے بعد اس خاندان کا سلسلہ ختم ہوگیا۔

سید شاہ نجم الدین صاحب کی اولاد

حضرت سید شاہ نجم الدین صاحب کے فرزند حضرت سید شاہ میان یوسف اللہ صاحب۔ انکے فرزند حضرت سید شاہ محمد صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ ارشد الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ برکت اللہ صاحب ان کے دو فرزند تھے۔ بڑے فرزند حضرت سید شاہ ارشد صاحب ثانی۔ اور دوسرے حضرت سید شاہ اسمعیل صاحب۔ سید شاہ اسمعیل صاحب کی ایک لڑکی بی بی فتح شاہ صاحبہ تھین جو لاولد رہین حضرت سید شاہ ارشد صاحب ثانی کے فرزند حضرت سید شاہ شیخ بڑے حقانی تھے انکی اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک لڑکی حضرت بنہنی بی بی صاحبہ تھین جو حضرت سید محمد بندگی شاہ صاحب سے منسوب ہوئین۔ سید بندگی شاہ صاحب مشایخین گلبرگہ کے اور حضرت سید محمد صاحب گیسو دراز قدس سرہ کی اولاد مین تھے۔

سید بندگی شاہ کی اولاد

حضرت سید بندگی شاہ صاحب کے فرزند حضرت سید شاہ محمد رضا صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ سعد اللہ صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ ابراہیم صاحب لکلوٹ ان کے فرزند حضرت سید شاہ درویش غزالحق صاحب انکے دو فرزند تھے۔ ایک حضرت سید شاہ ابراہیم المعروف دیوان صاحب دوسرے شاہ غلام نبی صاحب جنکی ایک لڑکی حضرت سلطان بی صاحبہ تھین حضرت سید شاہ ابراہیم صاحب کے ایک فرزند اور ایک لڑکی تھین جو سجادہ نشین صاحب

---

*حضرت باجن صاحب کا مزار قندہار کے محلہ ہمائی پورے مین ہے ۱۲

*کتاب انوار القندہار مین (سید شاہ محمد انکے فرزند شاہ سعد اللہ) لکھا ہے مگر اس خاندان کے شجرہ نسب مین (شاہ محمد سعد اللہ) ایک ہی نام درج ہے۔

بیجاپور سے منسوب ہوئین اور لڑکا جنکا نام سید شاہ اعزالحق تہا۔ یہہ بارا سال کی عمر مین سجادہ نشین ہوا۔ مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے کہ رسالہ انوار القلوب کی تالیف ۱۲۱۳ھ ہجری مین ہوئی اسوقت سجادہ نشین شاہ اعزالحق صاحب کی عمر چودہ سال کی تہی۔ حضرت شاہ اعزالحق محمد اکبر حسینی صاحب کا عرف صاحب بادشاہ تہا بتاریخ ۲۰ ذیحجہ ۱۲۴۵ھ ہجری بمقام حیدرآباد آپکا انتقال ہوا آپکی لاش سونپ دیگئی تہی پہر بلدہ سے قندہار مین لاکر ۲۶ جمادی الاول ۱۲۴۶ھ مین حضرت مخدوم کے روضہ کے احاطہ مین دفن کیگئی آپ کے فرزند سید شاہ راجو محمد محمد الحسینی سجادہ نشین ہوئے۔ اور ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۸۸ھ مین رحلت فرمائی۔ آپ کے دو فرزند تہے بڑے فرزند حضرت سید شاہ اسد اللہ محمد محمد الحسینی جو اپنے والد کی جگہ مسند نشین ہوئے جب انکا ۲۲ ماہ رجب ۱۲۹۶ھ مین انتقال ہوا تو آپکے چہوٹے بہائی بنے میان سید شاہ محمد محمد الحسینی سجادہ نشین ہوئے۔ ۱۱ شعبان ۱۳۱۵ھ مین آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کے دو فرزند تہے پہلی بی بی فاطمہ بی کے بطن سے سید شاہ احمد محمد الحسینی جو مجذوب صفت ہین اس لئے چہوٹی بی بی صفیہ بیگم صاحبہ دختر مولوی یعقوب علی ابن مولوی حیدر علی صاحب کی بطن سے جو فرزند سید راجو محمد محمد الحسینی معمر دو سالہ تہا مسند نشین کیا گیا مگر کم سن سجادہ نشین کا ۱۰ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مین انتقال ہوگیا۔ اس خاندان مین سوائے سید شاہ احمد محمد الحسینی مجذوب کے دوسرا شخص مستحق سجادہ نشینی کے نہ تہا اسلئے تمام عمائدین قندہار اور احکام ضلع نے حضرت مجذوب ممدوح کو بتاریخ ۱۶ رجب ۱۳۱۷ھ سجادہ نشین کردیا جو اسوقت تک سجادہ نشینی پر متمکن ہین۔

حضرت سید فتح شاہ بابو صاحب کے اولاد کا ذکر

سید سراج الدین صاحب کے دو فرزند تہے بڑے فرزند شاہ شمس الدین صاحب جنکی اولاد کا ذکر اوپر بیان ہوچکا ہے اور چہوٹے فرزند سید فتح شاہ بابو صاحب تہے شاہ بابو صاحب کے فرزند سید عبد اللہ شاہ میر انتقا ان کے فرزند سید برہان الدین شاہ صاحب ان کے فرزند سید محمد صاحب ان کے فرزند سید عبد اللطیف صاحب ان کے فرزند سید سراج الدین صاحب ثانی تہے۔

سید سراج الدین صاحب کی سجادہ نشینی اور انکا اخراج

جب حضرت شمس الدین صاحب کی اولاد کا سلسلہ نو واسطون کے

بعد ختم ہوگیا اور حضرت سید شاہ نجم الدین کی اولاد میں سجادگی کا طریقہ بدستور جاری رہا حضرت سید شاہ شیخ بڑے حقانی سجادہ کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک لڑکی حضرت بہنی بی صاحبہ تھیں جو حضرت سید شاہ بندگی صاحب سے منسوب ہوئیں سید سراج الدین صاحب ثانی۔ آبائی حقوق کے لحاظ سے حضرت شیخ بڑے حقانی کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے اس تقریب سے موجودہ کارخانہ میں بہت انقلاب پیدا ہوگیا قدیم خاندان سجادگی کے خیرخواہ و ہمدرد لوگ نئے سجادہ صاحب کے طرز عمل سے بالکل ناراض ہوگئے اور اس قضیہ نے یہاں تک طول کھینچا کہ عام لوگ بھی سجادہ صاحب کے خلاف ہوگئے اور بلوہ عظیم برپا ہوگیا کہتے ہیں کہ سجادہ صاحب پر مذہب امامیہ کے پیرو ہونے کا الزام لگایا گیا یہ روشن زمانہ ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر کی شہزادگی کا تھا اور شہزادہ کی توجہ دکن کے اصلاح کے جانب مبذول ہو رہی تھی سجادہ صاحب کے خلاف محضر پیش ہوئے اور مشائخین گلبرگہ شریف کے تجاویز اور سعی کارگر ہوئی اور زور غالب آگیا۔ سید سراج الدین صاحب کے اخراج کا حکم ہوا سید سراج الدین صاحب ناندیڑ کے جانب روانہ ہوئے اور سید بندگی شاہ صاحب داماد سید شاہ شیخ بڑے حقانی سجادہ کے قایم مقام ہوکر حضرت سرور مخدوم کے روضہ اور جاگیرات و مکانات پر قابض ہوگئے۔ سید سراج الدین صاحب نے اپنے کنبے کے ساتھ ناندیڑ میں اقامت فرمائی اور بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوکر الزامات منسوبہ سے آپ کو بری ثابت کیا عالمگیر نے بمجملہ جاگیر مواضع کے جو تحت روضہ حضرت سرور مخدوم قدس سرہٗ تھے دو موضع ایک پلیگانون پرگنہ ناندیڑ اور دوم موضع دہانور من مضافات صوبہ ظفرآباد سیادت مآب شیخ سراج الدین ولد سید لطیف کی وجہ معاش میں قبل از دو سال جلوس عطا فرمایا اور سند لکھدی سید سراج الدین صاحب ناندیڑ میں مقیم رہکر ہر دو مواضعات پر اپنی زندگی تک قابض رہے اور قندہار کے جانب کبھی توجہ نہیں فرمائی۔

سید سراج الدین صاحب ثانی کے دفن کا واقعہ

سید سراج الدین صاحب کے دو فرزند تھے سید حیدر صاحب اور سید ابراہیم صاحب جب سید سراج الدین صاحب نے انتقال فرمایا تو انکے

ملہ ۱۰۷۵ھ ہجری میں عالمگیر نے جلوس فرمایا ۱۲

دونون لڑکے مسلح سپاہیون کی کثیر جماعت کے ساتھہ خان زادون کی حمایت مین سید سراج الدین صاحب کی نعش کو قندہار لے آئے اور ایسا معقول انتظام کیا کہ اسکی خبر قندہار مین کسی کو کانون کان نہ ہوئی اور تیاری قبر کے لئے پتھر اور چونہ اور معمار وغیرہ جملہ اشیاء ساتھہ لیتے آئے یہ جماعت اچانک شب کے وقت قندہار پہونچی اور اس تیزی سے تھوڑے سے ہمت والے اشخاص روضہ کے پچھلے جانب کے دو کانون پر سے احاطہ مین سے گھس آئے اور دروازہ کھولدیا اور اس جماعت نے روضہ کے اندر داخل ہوتے ہی۔ دروازہ بند کرلیا اور احاطہ کے اندر غربی چھوٹے دروازہ کے مقابل مسجد کے دیوار کے ملحق اطمینان کے ساتھہ سید سراج الدین کی نعش کو دفن کردیا اور پختہ سنگ بست قبر بہت ہی پھرتی اور تیزی کے ساتھہ مستحکم تیار کردی جب صبح ہوئی تو بلوہ عظیم ہوا چونکہ سید شاہ بندگی صاحب کا وصال ہوچکا تھا اور سید شاہ محمد صاحب کم عمر تھے اپنے ملازمین کو لئے ہوئے مکانات ملحقہ روضہ کی حفاظت مین مصروف رہے مگر تمام بستی والے سپاہ پیشہ اور درگاہ محلہ کے باشندون نے معرکہ ارائی پر کمربستہ ہوکر خانزادون کی جماعت کو گھیر لیا قریب تھا کہ طرفین سے تلوار کھینچ جائے مگر عمائدین شہر نے سید حیدر صاحب و سید ابراہیم صاحب کو سمجھایا اور خانزادونکا قبضہ مقدس روضہ سے اٹھوادیا اور یہ مقدمہ صدارت پناہ شرافت دستگاہ مولانا عبدالرحمن صاحب صدر کے سامنے پیش ہوا حاصل کلام بہت سی کاروائی کے بعد سید حیدر صاحب اور سید ابراہیم صاحب سے اقرارنامہ لکھوالیا گیا کہ وہ اور آیندہ انکی اولاد حدود پرگنہ قندہار مین داخل نہ ہون اور بموجب فرمان بمہر محمد معظم شاہ بن عالمگیر بادشاہ غازی بدستخط خاص سہ طغرائی برنگ سرخ بتاریخ ۹ شعبان سنہ جلوس ہر دو جاگیرات موضع بلیگانون و دہانورہ کی سند محمد عثمان دیوان صوبہ نے بنام سید حیدر صاحب و سید ابراہیم صاحب فرزندان سیادت مآب شیخ سراج الدین صاحب ولد سید لطیف صاحب اولاد زبدۃ الواصلین سید سعد الدین مشہور حاجی سیاح قدس سرہ لکھدی اور وہ ہر دو موضع قابض رہے۔ خانزادہ برادری اور کاغذات کی بربادی کے وجہ سے موضع دہانورہ تو شریک خالصہ سرکاری ہوگیا لیکن موضع بلیگانون پر اب تک آپ کی اولاد قابض ہے



ف سید حسین صاحب اور سید شریف اللہ صاحب کے گنج بخش مشہور ہونیکی وجہ یہ ہے کہ خواجہ سید معروف شاہ گنج بخش جو سید اسمٰعیل مرد صالح کی اولاد سے فرقہ امامیہ کے عالم مجتہد تھے اور مقبرہ نرمل مین رہا کرتے تھے نواب ضابطہ جنگ ظفر الدولہ مبارز الملک میر ابراہیم بیگ خان دہلوی خواجہ صاحب کے مرید و معتقد تھے خواجہ صاحب نے سید حسین صاحب اور سید شریف اللہ صاحب کو نرمل بلوا کے اپنی دو لڑکیان فاضل بی صاحبہ اور بادشاہ بی صاحبہ کی شادی ۱۹ رجب سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین دونو سیدون سے کر دی اس تقریب سے ہر دو مخدوم زادے فرقہ امامیہ مین شامل ہو کر اپنے سسرے کے معزز لقب سے ملقب اور مشہور ہوئے۔

و۲ سید احمد بابا صاحب گنج بخش نے لاولد انتقال فرمایا انکی دو بی بیان تہین ایک حاجی بیگم صاحبہ میر دوست ارعلیصاحب کی بیٹی جو نہایت سخی اور عالی حوصلہ مشہور تہین دوسری مدار بی صاحبہ تہین اس خاندان کے کتب اور قلمی بیاض اور کاغذات کا ذخیرہ ان کے پاس تہا اور یہہ نرمل مین رہتی تہین مولف کو نرمل جانیکی ضرورت ہوئی ان کے پاس کاغذات بذریعہ سید عبدالکریم صاحب ابن سید احمد صاحب احمد نگری الخامدار دیکھے گئے اور اپنی ضرورت کے موافق اس سے مضمون لیا گیا۔

و۳ سید چراغ علیصاحب ابن سید عسکر علی صاحب ناندیڑ کے محلہ فتح پرج مین رہتے ہین اور حضرت سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ کی اولاد کہلاتے ہین ان کے پاس کے کاغذات دیکھے گئے انکا شجرۂ نسب اسطرح لکھا ہے کہ سید عبداللطیف صاحب کے چار فرزند تہے ۱ سید سراج الدین صاحب سجادہ معزول جنکا ذکر اوپر بیان ہوچکا ہے ۲ سید حسن صاحب ۳ سید بڑے صاحب ۴ سید فتح صاحب۔ سید حسن صاحب کی اولاد مین چراغ علیصاحب ہین۔ سید چراغ علیصاحب بن سید عسکر علیصاحب بن سید محمد صاحب بن سید سیدن صاحب بن سید پیر صاحب بن سید میران صاحب بن سید حسن صاحب سید حسن صاحب کے اوپر کا سلسلہ بیان ہوچکا ہے۔

حضرت سید شاہ شیخ علی سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ

آپ حضرت سید السادات قطب الاقطاب حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کی اولاد سے ہین اس لئے آپکا اور حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین رفاعی قدس سرہٗ کا سلسلہ جدی حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ سے ملتا ہے آپ کے جد اعلیٰ یعنے حضرت سیدی شیخ ابراہیم سپہ سالار حضرت سید سعید الدین قدس سرہٗ کے ہم عصر رہتے اور ان دونو بزرگوار دن نے مدت تک دہلی مین رہ کر حضرت مولانا نظام الدین اولیا قدس سرہ سے فیض پایا ہے۔

شیخ کا لقب مشہور ہونیکی وجہ | حضرت سید ابراہیم سپہ سالار کا لقب شیخ مشہور ہونے

کے نسبت یہہ روایت ہے کہ حضرت شیخ الاسلام نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کی نظر فیض اثر آپ پر زیادہ تھی ہمیشہ انکو شیخ کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے جب حضرت ممدوح کے دربار سے انکو شیخ کا لقب سرفراز ہوا تو آپنے اس لفظ کو اپنے نام کے ساتھہ تعظیماً شامل رکھا اور اوسی نام کے ساتھہ مشہور ہوئے - چونکہ یہہ خطاب ایک اعلی دربار سے عطا ہوا تھا اسلئے اسکی ایسی کچھہ شہرت ہوئی کہ آپ کے اولاد کے نام کے ساتھہ بھی وہی لقب مشہور ہوتا گیا

شیخ ابراہیم سپہ سالار کا دکن مین آنا

حضرت شیخ ابراہیم سپہ سالار بعد وصال حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین قدس سرہٗ کے ساتھہ قندہار دکن مین آئے - حضرت حاجی سیاح قدس سرہٗ نے تالاب کے کنارے شرقی حصہ مین دیول توڑ کر اقامت اختیار فرمائی - اور شیخ ابراہیم سپہ سالار نے تالاب کے کنارے غربی حصہ پر اپنی چھاؤنی ڈالی حضرت سپہ سالار کے فرزند سید محمد تھے جنکو حضرت سرور مخدوم قدس سرہٗ شیخ محمد ذکریا کے لقب سے یاد فرمایا کرتے - کیونکہ سید محمد بچپن ہی سے نہایت ذاکر اور شاغل تھے اور صلاح تقوی کیوجہ سے انکو حضرت سرور مخدوم بہت دوست رکھتے تھے اسلئے یہہ آپکا عطا کیا ہوا خطاب ایسا مقبول ہوگیا کہ سید محمد کے خاندان مین لفظ شیخ - اور ذکریا یہہ دو لقب جزو نام کے ساتھہ مشہور ہوگئے -

شیخ ابراہیم سپہ سالار کا دکن مین انتقال ہوا اور پرگنہ کلیانی مین دفن ہوئے - شیخ محمد ذکریا اور انکے فرزند شیخ احمد ذکریان دونو بزرگون کے مزار قندہار مین ہین آپکے مزارون پر گنبد یادگار ہوا تھا مگر بہوت عرصہ کے بعد ٹوٹ گیا - حضرت شیخ احمد ذکریا کے فرزند حضرت شیخ علی سانگڑے سلطان قدس سرہٗ ہین آپکا مولد و مدفن قندہار رہے آپ نے بہت سیاحی کی ہے اور خراسان پنجاب - سندہ وغیرہ مین مدت تک قیام فرمایا -

سانگڑے سلطان لقب مشہور ہونیکا باعث

آپکا لقب سانگڑے سلطان مشہور ہونے کا یہہ سبب بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ پنجاب - اور سندہ کے جانب تشریف لیگئے اور کچھہ عرصہ تک منصورہ سانگڑہ مین مقیم رہے تو سانگڑے قوم کے لوگ آپ کے کشف و کرامات دیکھہ کر حسن عقیدت سے جوق جوق زمرۂ مریدین مین شامل ہونے لگے - اونکے حسن عقیدت نے

پہ موثر اثر دکھلایا کہ حضرت کا نام لیکر جو کچھ دنیوی معاملات مین استمداد چاہتے حق تعالیٰ جل شانہ انکے دلی مقاصد کو پورے کر دیتا۔ یہان تک کہ جوش مسرت اور کمال محبت مین نہایت خوش اعتقادی سے آپ کو سانگڑے سلطان کے لقب سے یاد کرنے لگے اقوم سانگڑے فرقہ اہل اسلام سے ہین ممالک سندھ اور پنجاب مین۔ جانگڑے۔ رانگڑے۔ کانگڑے متفرق قومین بستی ہین **دوسری وجہ** یہہ مشہور ہے کہ قلعہ دیوگڈہ یعنے دولت آباد مین سنگڑ نام کا ایک شخص رہتا تھا جو سیر نجات کے باعث مشہور رہتا۔ اور بہت سے لوگونکو بدعقاید بنا رکھا تھا آپ نے اوسپر غلبہ پایا اور وہ مارا گیا۔ اس لئے آپ کا لقب سانگڑے سلطان مشہور ہوا قلعہ دولت آباد پر ایک چھوٹا سا مکان ہے جو راجہ رام دیو کے عہد مین گنپتی نگر یوں کہلاتا تھا۔ آپنے اس دیوتا کو توڑ کر اوس جگہ اقامت اختیار کی اور عرصہ تک اسی مقام پر چلہ کش رہے اس لئے وہ مقام اب تک سانگڑے سلطان کے روضہ کے نام سے مشہور ہے **تیسری** روایت یہہ ہے کہ آپ سپاہی منش تھے اور ورزش کا زیادہ شوق تھا جہاد کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے اور جب راہ چلتے تو آپ کے دونو ہاتون مین دو (۲) سانگ رہا کرتے اور اسکے پہرانے اور اوسکے زدوضرب کے قواعد دانی مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے اس فن کے بڑے بڑے استادون نے آپکی شاگردی سے فخر حاصل کیا تھا۔ سب دکھنی سپاہیون نے آپکو (سانگڑے سلطان) بنالیا۔ یہہ دونو (سانگ) ابتک آپکے مزار کے پاس موجود ہین۔

شجرہ نسب سید شاہ شیخ علی ابن سید شیخ احمد ابن سید شیخ محمد ابن سید شیخ ابراہیم رفاعی سپہ سالار ابن سید برہان الدین رفاعی۔ ابن سید شریف ابن سید احمد رفاعی۔ ابن سید تاج الدین رفاعی۔ ابن سید احمد رفاعی ابن سید نجم الدین رفاعی۔ ابن سید محمد رفاعی۔ ابن سید ابراہیم رفاعی۔ ابن سید مہذب الدین رفاعی۔ ابن سید احمد کبیر رفاعی[۳] (یہانتک آگے سلسلہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ کے بیان مین لکھا جا چکا ہے ملاحظہ فرمایا جائے)

---

[۱] ۱۳۱۵ھ آمین مولف نے اس مقام کو دیکھا ہے ۵۲ سانگ برچھی کی وضع پر ہوتا ہے ۱۲

[۲] حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ ۵۰۰ھ ہجری مین پیدا ہوے اور ۲۲ جمادی الاول ۵۷۸ھ روز پنجشنبہ وقت ظہر یا عصر وفات پائی۔

سلسلہ طریقہ قادریہ

حضرت سید شاہ شیخ علی سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ کو ہر چار طریقہ - رفاعیہ - قادریہ - چشتیہ - سہروردیہ - مین خلافت اور اجازت حاصل تھی - رفاعیہ طریقہ مین تو آپکو مسلسل لسنبتی خلافت حضرت سید سلطان احمد کبیر قدس سرہٗ تک برابر حاصل ہے مگر قادریہ وغیرہ طریق مین حضرت شاہ برہان الدین اولے کے بعد سے شجرہ خلافت قادریہ علیحدہ ہے اسمین قادریہ طریقہ کے خلفائے مقدس کے نام اسطرح مندرج ہین ۱ حضرت عاشق بے ریا سید شاہ شیخ علی سانگڑے سلطان مشکل آسان حسینی الموسوی الرفاعی القادری قدس سرہٗ ۲ حضرت سید شاہ احمد ذکریا قادری قدس سرہٗ ۳ حضرت سید شاہ محمد ذکریا قادری ۴ حضرت سید شاہ ابراہیم سپہ سالار قادری ۵ حضرت سید شاہ برہان الحق والدین قادری ۶ حضرت سید شاہ نجم الدین قادری ۷ حضرت سید شاہ شمس الدین قادری ۸ حضرت سید شاہ محمد تاج الدین قادری ۹ حضرت ابو نصر محی الدین قادری ۱۰ حضرت سید شاہ عماد الدین ابو صالح نصر قادری ۱۱ حضرت سید شاہ عبد الرزاق قادری ۱۲ حضرت سید السادات سلطان الاولیا محبوب سبحانی معشوق ربانی میران محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ ۱۳ حضرت خواجہ مصلح الدین ابو سعید بن مبارک المخزومی قدس سرہٗ ۱۴ حضرت خواجہ شرف الدین ابو الحسن علی بن احمد بن یوسف القریشی ۱۵ حضرت خواجہ صدیق ابو الفرح محمد بن عبد الواحد الطرطوسی ۱۶ حضرت خواجہ ابو الفضل شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز ۱۷ حضرت خواجہ ابو بکر عبد اللہ شبلی ۱۸ حضرت خواجہ جنید بغدادی ۱۹ حضرت خواجہ سری السقطی ۲۰ حضرت ابو الفضل خواجہ معروف بن فیروز الکرخی ۲۱ حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ عنہ ۲۲ حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ ۲۳ حضرت امیر المومنین امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۲۴ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ۲۵ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ۲۶ حضرت امیر المومنین امام حسین رضی اللہ عنہ ۲۷ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ۲۸ حضرت سید المرسلین خاتم النبین حبیب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم -

سلسلۂ خلافت طریقہ رفاعیہ

طریقہ رفاعیہ مین حضرت سانگڑے[1] سلطان قدس سرہ سے آپکے والد بزرگوار حضرت احمد ذکریا رفاعی[2] سے بیعت اور خلافت حاصل کی ہے۔ اور حضرت احمد ذکریا نے اپنے والد حضرت محمد ذکریا رفاعی[3] سے اور انہون نے اپنے والد شیخ ابراہیم[4] سے سالار سے بیعت اور استفادہ حاصل کیا تہا اور انکو اونکے والد سید شاہ برہان الدین رفاعی[5] اور انکو انکے والد سید شریف محمد سے۔ اور اونکو اونکے والد سید احمد[6] سے اور اونکو اونکے والد۔ سید تاج الدین[7] سے۔ اور اونکو اونکے والد سید احمد[8] سے۔ اور اونکو انکے والد سید نجم الدین[9] اور اونکو انکے والد سید محمد[10] سے اور اونکو اونکے والد سید ابراہیم[11] سے اور اونکو اونکے والد بزرگوار سید مہذب الدین[12] سے اونکو اپنے والد سید السادات سید سلطان احمد کبیر رفاعی[13] قدس سرہ سے خلافت ملی تہی۔ ابتک آپکے خاندان مین خلافت طریقہ رفاعیہ کے شجرہ مین حسب بالا مقدس اسما درج ہوا کرتے ہین۔

کتاب مطلوب الطالبین مین مولانا حضرت شاہ ضیاء الدین عبد الکریم صاحب بیابانی نے یہی سلسلہ لکہا ہے۔ شاہ ضیاء الدین صاحب آپکے ہمشیرہ زادے اور خلیفہ تہے اور کتاب انوار القندہار* مین مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ نے بہی نسباً آپکا سلسلہ خلافت حضرت احمد کبیر رفاعی رح تک بتلایا ہے۔

حضرت کا وصال اور گنبد کی تعمیر

قندہار مین حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم کے مقدس مزار کے بعد آپکا مزار پر انوار باعث نزول برکات و مستجاب الدعوات سمجہا جاتا ہے وہ بڑا روضہ۔ اور یہ چہوٹا روضہ مشہور ہے۔ آپ نے ۸ صفر ۸۴۶ ہجری مین رحلت فرمائی آپکے انتقال کا مادہ تاریخ (مشکل کشا دین و دنیا) ہے بعض لکہتے ہین کہ (مشکل کشائے دین و دنیا) ۸۵۶ ہے غرض آپکی کرامت سے مادہ تاریخ مین بہی آپکی کمال فضیلت اور ولایت کا ثبوت ہے آپکی گنبد۔ خانقاہ و مسجد کو آپکے مریدین یا معتقدین مین سے ایک متمول

* مولف انوار القندہار نے آپ کا نسبی سلسلہ حضرت سید احمد کبیر تک برابر تحریر فرمایا ہے مگر یہ بہی لکہا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ آپ شیخ تہے لیکن یہ معلوم نہین کہ فاروقی تہے یا صدیقی شاید آپ حضرت بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کے اولاد سے ہونگے ۱۲

تاجر نے بنوایا ہے کہتے ہین کہ وہ تاجر سمندہ کا رہنے والا قوم کا ساگڑ جہاز مین چلا جارہا تھا اتفاق سے اسکا جہاز طوفان مین آگیا تاجر نے آپکی استمداد چاہی فضل الٰہی سے اوس جہاز کو طوفان سے نجات ملی۔ چنانچہ بعد وفات آپکے اوس تاجر نے گنبد اور خانقاہ[1] مسجد[2] تیار کیا۔ اس تاجر کی قبر سنگ بست آپکے روضہ کے شمالی جانب تالاب کے کنارہ پر موجود ہے۔

آپ کے ازواج اور اولاد آپ کے دو بی بیان تہین حضرت جمال بی بی صاحبہ بڑی بی بی۔ اور حضرت تارا بی بی صاحبہ چھوٹی بی بی تہین تارا بی بی صاحبہ سے کوئی اولاد نہ تھی۔ مگر بڑی بی بی صاحبہ سے تین فرزند ہوئے۔

شاہ دہڑک حضرت کے بڑے فرزند سید عظیم الدین المعروف شاہ دہڑک تھے انہون نے دنیوی حکومت کا بہت لطف اٹہایا کسی بادشاہ کے وزیر رہچکے ہین شاید خطابی نام سلطنت کے جانب سے کچھہ دوسرا ہوگا اسلئے صحیح پتا نہین چلتا کہ آپ نے کہان وزارت کی ہے آپکے عہد مین سلطان احمد بہمنی کی دکن مین بادشاہت تھی اور ہندوستان کے مختلف حصون مین طوایف الملوکی تھی جب آپ امارت کی شان و شوکت سے اپنے پدر بزرگوار کے روبرو حاضر ہوئے تو حضرت نے انکے لئے دعا کی معاً انکے دنیوی خیالات جاتے رہے امارت اور حکومت سے متنفر ہوکر تنہائی اختیار کی اور ذکر و شغل مین مشغول ہوگئے۔ حضرت کی توجہہ اور ذکر و شغل کی برکت سے دل دہڑکنے لگا اور تہوڑے ہی عرصہ مین آپ کا وصال ہوا۔

شاہ کڑک یہ حضرت کے چھوٹے فرزند سید معین الدین شاہ کڑک انکا جلالی مزاج تھا انکی کرامات سے یہ کرامت بہی مشہور رہے کہ انکے اشارے سے دیوار نے ذی روح کی طرح حرکت کی تھی ان دونون بزرگ زادون کے مزار محلہ غازی پورہ کے پاس ہین جو شاہ کڑک اور شاہ دہڑک کے نام سے مشہور زیارت گاہ ہین۔

حضرت شاہ منجلی چلہ دار آپ حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کے تیسرے فرزند تھے علوم ظاہر و باطن

---

[1] خانقاہ مرمت طلب ہوگئی تہی اور ایک چشمہ بہی گر پڑا تھا شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ نشین نے اوسکی تعمیر کرادی [2] مسجد کی چھت گرگئی تہی اور دیوارین بوسیدہ ہوگئین تہین اسکی مرمت اور تعمیر شاہ عالم صاحب نے اپنے اہتمام سے کرائی ۱۲

پر پورے حاوی اور شغل و اذکار وچلہ کشی مین ثابت قدم تھے اسلئے حضرت مشکل آسان نے خرقہ خلافت واجازت آپکو عطا فرمایا بعد انتقال حضرت قدس سرہٗ کے آپ ہی سجادہ نشین ہوئے۔ چھوٹے روضہ والے جسقدر مشائخ ہین وہ آپ ہی کے اولاد مین سے ہین اور ہر ایک کے پاس نسبی سلسلہ بھی موجود ہے۔ آپکا مزار حضرت مشکل آسان قدس سرہ کی گنبد کی روبرو چھوٹی گنبد مین ہے

سجادگان روضہ مقدس کے نام

حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کی اولاد مین جو جو یکے بعد دیگرے صاحب سجادہ ہوے حسب ذیل اونکے نام ہین۔ حضرت سید شاہ منجھلے[1] چلہ دار کے بعد اونکے فرزند سید معین[2] الدین انکے بعد انکے فرزند سید میران[3] جی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان[4] اللہ حسینی۔ انکے بعد انکے فرزند۔ سید شاہ میران[5] ثانی۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان[6] الدین۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ عبد النبی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ غلام[7] انکے بعد انکے فرزند سید شاہ غلام[8] نبی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ غلام[9] دستگیر انکے بعد انکے فرزند سید شاہ پیران[11] حسینی[10] یہہ لاولد تھے اسلئے انکے بعد سید شاہ حمید[12] صاحب سجادہ نشین ہوئے انکو بھی اولاد نہ تھی اسلئے انکے بعد سید شاہ رحمت[13] اللہ حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان[14] اللہ حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے اور اسوقت مسند سجادگی پر متمکن ہین۔

حضرت حاجی خواجہ قیام الدین شاہ قادری قدس سرہٗ

آپ کا مقدس مزار قلعہ کی خندق مین جنوب مغرب کے طرف ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب انوار القندہار مین تحریر فرماتے ہین کہ آپ قندہار مین حضرت حاجی سرور مخدوم سے کئی سال پیشتر ہی تشریف فرما ہو چکے تھے اور پختہ قلعہ تیار ہونے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہوگیا تھا آپ قادریہ طریقہ کے بزرگ اور حاجی الحرمین شریفین تھے مولانا شاہ صاحب کے بیان کی

---

[1] سید شاہ حمید سجادہ ابن سید شاہ غلام علی ابن سید غلام حمید۔ ابن سید شاہ غلام علی سجادہ نمبر (۸)

[2] سید شاہ رحمت اللہ حسینی ابن سید شاہ برہان اللہ حسینی ابن سید شاہ غلام حسین ابن سید شاہ برہان اللہ حسینی ابن سید شاہ غلام حسین ابن سید شاہ عبد الستار ابن سید شاہ برہان الدین حسینی سجادہ نمبر (۶)

تصدیق ایک قدیم بیاض کی تحریر سے بھی ہوتی ہے کہ جب دہلی کے شاہان خلجیہ کی توجہ دکن کے جانب ہوئی اور قندہار اور بیدر اور ورنگل پر مسلمانوں کا غلبہ ہوگیا تو اس زمانہ مین آپ قندہار تشریف فرما ہوئے اسوقت قلعہ اینٹ اور مٹی کا تہا اور قدیم قلعہ کا دروازہ جنوب مغرب کیجانب تہا جب آپنے رحلت فرمائی تو قلعہ کے دروازہ کے روبرو دفن کئے گئے۔ جب دہلی کی سلطنت شاہان خلجیہ سے نکلکر شاہان تغلق کے قبضہ مین آئی اور محمد شاہ تغلق دکن پر مسلط ہوگیا تو قلعہ اوسہ اور قلعہ قندہار کی تیاری کا حکم دیا چنانچہ قندہار مین پختہ قلعہ بنایا گیا اور اوسکا دروازہ دہلی کے جانب شمال کیطرف رکہا گیا قلعہ کے اطراف گہری خندق کہودی گئی اور آپکے مقابس مزار کا پختہ چبوترہ اس خندق مین مستحکم اور خوش وضع تیار ہوا جب خندق مین پانی بہرتا ہے تو یہ منظر دیدکے قابل ہوتا ہے زایرین اس چبوترہ پر کہڑے ہوکر فاتحہ خوانی کرتے ہین مقبرے تک جانیکے لئے خاص اہتمام سے لکڑیون کو رسیون سے باندہکر کشتی کا کام لیا جاتا ہے چبوترہ پر خوش وضع چاردیواری ہے اسمین آپکا اور آپکے استاد کا مزار ہے اسی چبوترہ پر مقبرہ کے دروازہ کے روبرو برق انداز خان قلعدار کی قبر ہے۔ اقتدار زمانہ کی وجہ سے چبوترہ تقریبا تمام طلب ہوگیا تہا محمد بچل خان رسالدار سندہی کی عملداری مین انکے نائب امام بخش جمعدار نے مرمت کروائی آپ کا عرس آٹہوین اور نوین محرم کو ہوتا ہے میر حقیقی بہائی محمد فخر الدین صاحب برادر محتسب قندہار اس روضہ کے منتظم ہین سالانہ بہت تکلف سے عرس کیا کرتے ہین۔

حضرت پیر جلال قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاء قندہار سے چشتیہ طریق کے مقدس بزرگوار گذرے ہین آپکا مزار قلعہ کے پاس جانب راہ مالس پور جام باغ مین واقع ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہین کہ جسوقت آپ مکہ معظمہ سے قندہار تشریف لائے آپکے پاس ایک سبز پتہر تہا جو آپکے مرشد نے یہ کہکر دیا تہا کہ جس جگہ یہ پتہر تم سوا اٹہہ نہ سکے وہان تم اپنی قیام کی جگہ سمجہنا چنانچہ جب آپ قندہار پہونچے تو یہان وہ صورت پیش آئی ہر چند آپ نے اس پتہر کو اٹہانا چاہا اوٹہہ نہ سکا۔

آخر قندہار ہی مین آپ نے ہمیشہ کے لئے قیام فرمایا یہہ پتھر آپ کے مزار پر لگایا گیا ہے آپکا عرس، ربیع الثانی کو ہر سال ہوا کرتا ہے مزار کے متصل چھوٹی اور بڑی دو قبرین ہین شاہ صاحب لکھتے ہین کہ شاید ان کی بی بی اور فرزند کے یہہ دونو مزار ہونگی

حضرت حاجی مکی قدس سرہٗ

حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ سے پہلے آپ مکہ معظمہ سے قندہار شریف مین تشریف فرما ہوئے اور یہین انتقال فرمایا آپ نقشبندیہ طریقہ کے پیرو تھے آپکا مزار پر انوار تالاب کے کنارہ پر حضرت سرور مخدوم کے مقدس روضہ کے روبرو کچھہ فاصلہ سے نہایت نورانی نقشہ مین سادگی کے ساتھہ سر راہ پر فضا جگہہ پر واقع ہے آپ نہایت اہل کمال و صاحب باطن بزرگ تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب آپکے کرامات کی بیان کے سلسلہ مین تحریر فرماتے ہین کہ بارہا آپ کے مزار پر پانی کے چراغ روشن کئے گئے جو روغن خالص کیطرح جلتے رہے۔

حضرت سید السادات قدس سرہٗ

معلوم نہین آپ کا اصل نام کیا ہے سید السادات کے مقدس لقب سے مشہور ہین جو راستہ حضرت سرور مخدوم کے روضہ سے حضرت سانگڑے سلطان کے روضہ کے جانب جاتا ہے اوسی راستہ مین آپکا مزار ہے۔ انوار القندہار مین صرف اسیقدر آپکا ذکر ہے جو بیان کیا گیا۔

حضرت سید صاحب قدس سرہٗ

آپ کا مزار حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہٗ کے روضہ کیجانب ہے جسکے پوربی طرف کے چبوترہ کا ایک ہی پتھر ہے آپ بہت باکرامت صاحبدل بزرگ تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ یہہ مشہور ہے جو جانور بیمار ہو آپ کے قبر کا طواف کرادینے سے وہ اچھا ہو جاتا ہے

حضرت پیر پالکی قدس سرہٗ

آپ بھی ایک مشہور اولیا رقندہار سے ہین شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ کے باغ مین آپکا مزار ہے اور مزار کے پاس پتھر کی پالکی خوش وضع فرشی ہوئی رکھی ہوئی ہے مشہور ہے کہ چودہ سو اولیا کی پالکیان جب دہلی سے دکن مین آئین آپ بھی انہین پالکی سوارون مین سے ہین مزار نہایت پر فضا مقام پر ہے۔

حضرت پیر اوجالے اور حضرت پیر موسی قدس سرہما

کمانی دروازہ کے باہر عیدگاہ کے راستہ پر بہادر پورہ کو جاتے وقت بائین جانب ان دو بزرگون کے قبرین ہین پیر اوجالے کے مزار کا تعویذ ملکی سفید پتھر کا ہے اور پیر موسی کے قبر کا تعویذ سیاہ پتھر کا ہے یہہ ٹوٹا ہوا اور بوسیدہ قبر کا چبوترہ اپنی قدامت کی شہادت دیتا ہے یہہ بھی قدیم بزرگان قندہار سے ہین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین فصیل شہر سے قریب پہلی قبر پیر اوجالی کی ہے اور اوسکے کچھہ فاصلہ پر پیر موسی کی قبر ہے۔

حضرت پیر شمس الدین قدس سرہٗ

آپ مشہور و معروف اولیا رقندہار سے ہین اپ کا مزار جامع مسجد کے صحن مین ہے قبر کا تعویذ نہایت خوش رنگ اور بڑا ہے۔ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ جو نقل حضرت پیر جلال قدس سرہٗ کے قبر کے پتھر کے نسبت مشہور ہے وہ نقل آپ کی قبر کے تعویذ کے لئے بھی مشہور ہے ہم نے فلعداروں کے سلسلہ مین آپ کا ذکر کر دیا ہے۔

حضرت شاہ سبحہ قدس سرہٗ

موضع بہوسی کے راستہ کے جانب گول ٹیکری ایک نہایت خوش نما پہاڑی ہے اور بہت ہی پر فضا اور دلچسپ مقام ہے آپ کا مزار اس پہاڑی پر زیارت گاہ خلایق ہے۔

حضرت شاہ سلیمان قدس سرہٗ کا حال اور سلیمان ٹیکری کا ذکر

قندہار کے مغربی دروازہ کے باہر جسکو (بدہ واری بیں) کہتے ہین سلیمان ٹیکری ایک پہاڑی ہے اسپر شاہ سلیمان کا مزار ہے اس مزار کے علاوہ اس پہاڑی پر ایک مٹی کا چبوترہ بھی بنا ہوا ہے جو حضرت سلیمان پیغمبر کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے عوام کا خیال ہے کہ حضرت سلیمان کا ہوا در کچھ دیر اس پہاڑی پر ٹھہرا تھا جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ اس پہاڑی کے اطراف کے جنگل اور زراعتون مین بارش کے ایام مین اکثر لوگون کو خصوصاً زراعتونکی گہاس وغیرہ صاف کرنے والے مزدورونکو سلیمانی تسبیح کے منکے دستیاب ہوتے ہین گویا وہ پہاڑی سلیمانی تسبیح کے دانونکی کان ہے اور ہر سال منکے ملتے ہین مزدور لوگ اسکو فروخت کیا کرتے ہین مین نے بھی بہت سے سلیمانی دانے خرید کئے ہین حیرت اسبات کی ہے کہ ان دانون مین سوراخ کیا ہوا ہوتا ہے اور اسکے کئی اقسام اور کئی رنگ ہوتے ہین کوئی لمبا ہوتا ہے جسکو جیبہ کہتے ہین کوئی مدور رہتا ہے کسیکا سیاہ اور کسیکا سرخی مایل رنگ ہوتا ہے اسپر خوش نما لکیرین ہوتی ہین کتاب انوار القندہار مین جو ۱۲۱۳ھ مین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے تصنیف فرمائی ہے لکھا ہے کہ انکے دادا کے زمانہ مین شاہ سلیمان صاحب موجود تھے اور وہ ابتدا مین ایک سپاہی پیشہ تھے مولد آپکا قریہ سے پایا جاتا ہے کہ قندہار ہی گا تلاش معیشت مین قندہار سے کسیطرف تشریف لیجا رہے تھے راستہ مین سلیمان ٹیکری کے پاس آپکے سوار کا گھوڑا بیٹھ گیا ہر چند آپنے کوشش کی مگر اوٹھا نسکا آپکا خیال ایکایک دنیوی تعلقات سے پلٹ گیا سب سے قطعہ تعلق کرکے اور تمام مال و اسباب راہ خدا مین لٹا کر کامل فقیر ہوگئے اور سلیمان ٹیکری پر اقامت پذیر ہوئے تنہا پہاڑی پر رہا کرتے تھے آخر ایک خونخوار شیر کے پنجہ سے آپنے شہادت کا رتبہ حاصل کیا آپ بہت بڑے فضیلت بزرگ تھے۔

حضرت پیر بہاو الدین قدس سرہٗ

قندہار کے قاضی محلہ کی مسجد ملک عنبر نے ۱۰۳۲ھ مین تعمیر کروائی ہے اس مسجد کے صحن مین۔

آپ کا مقدس مزار پر انوار بوسہ گاہ خلایق ہے۔

حضرت یتیم شاہ مجذوب قدس سرہٗ

آپ نہایت پرجوش مجذوب تھے ہمیشہ دلی جوش اور مستانہ حالت سے ہر طرف بڑ لگائے پھرتے تھے ہفتہ مین ایک دفعہ آپ بازار تشریف لاتے اور جو کچھ جنس غلہ و ترکاری وغیرہ ملتا وہ سب کا سب ایک ہانڈی مین ڈالکر پکاتے اور اول بلیوں کو جو ہمیشہ آپ کے پاس رہتی تھین کھلاتے اور پھر دوسرے آدمیون کو تقسیم کرتے اور کچھ خود بھی کھاتے تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ مین نے اپنے بچپن مین شاہ صاحب کو دیکھا ہے لوگ کہتے تھے کہ شاہ صاحب کی دیوانی ہانڈی کا کھانا بہت ہی بامزہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص آپکے واسطے کھانا عمدہ پکوا کے لاتا تو اسکو لکڑی سے مارتے اور گالیان دیکر سامنے سے نکال دیتے۔

حضرت مدار شاہ درویش قدس سرہٗ

حضرت یتیم شاہ مجذوب کے پاس مدار خان نامی سپاہی حاضر رہا کرتا اور مجذوب صاحب کا بہت معتقد تھا کسی وقت آپ سے علیحدہ نہین ہوتا ہر چند اسکو جھڑکتے مارتے گالیان دیتے مگر وہ آپ کے پاس سے نہ جاتا تھا مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ اتفاقاً ایک رات مدار خان نیند سے ہشیار ہوا دیکھا کہ شاہ صاحب کی جگہ پر ایک مہیب صورت قوی ہیکل شیر بیٹھا ہوا ہے بہت خوف زدہ ہوا اور یہ سمجھ لیا کہ یہ جنگلی شیر شاہ صاحب کو کھا گیا ہے اور اسیطرح خوف سے سکتے کی حالت مین پڑا رہا تھوڑی دیر کے بعد نظرون سے شیر کی شکل غایب ہوگئی اور شاہ صاحب کو اپنی جگہ پایا۔ مدار خان شاہ صاحب کے قدمون پر گر پڑا شاہ صاحب نے اسکو سینہ سے لگایا۔ مدار خان کی حالت مین تغیر پیدا ہوا اور اوس نے سب دنیوی تعلقات چھوڑ دیے اس لیے مدار شاہ درویش لقب مشہور ہوگیا۔ اور شاہ صاحب کے انتقال کے بعد ان کے جانشین مدار شاہ ہوئے یتیم شاہ صاحب مجذوب اور مدار شاہ صاحب درویش کے قبرین حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہٗ کے روضہ کے جانب شمال مین جو مسجد ہے اس مسجد کے صحن مین ہین

حضرت پیر بہاوالدین خان قدس سرہٗ

آپ کا مقدس مزار نانڈیڑی دروازہ کے جانب کوٹ بازار کی آبادی کے قریب ہے قلعدار دکے ذکر مین آپ کا حال جتنے جو کچھ معلوم ہوا لکھدیا ہے چونکہ انوار القندہار کے بزرگوارونکی فہرست مین آپ کا اسم مبارک آگیا ہے اسلئے ہم نے اس موقع پر بھی آپکا نام مبارک درج کردیا ہے

حضرت پیر غیب

انوار القندہار مین لکھا ہے کہ مانس پور مین کوئی ہندو دیوار کا پایہ کھدوا رہا تھا پایہ مین ایک قبر دکھائی دی جب اسکے پتھر نکالے گئے تو صحیح وسالم لاش سفید کفن مین لپٹی ہوئی نظر آئی جسکو پھر اسیطرح بند کرکے قبر کی علامت بنا دیگئی ہے۔

پنج پیر

مانس پورہ کی آبادی کے پاس مسلسل پانچ قبرین ہین جو پنج پیر کے نام سے مشہور ہین انوار القندہار مین ان قبور کے متعلق یہہ نقل لکھی ہے کہ ایک پیرزن صالحہ نے پانچوں برقعہ پوش سبز لباس پہنے ہوئے اور ہاتھون مین نیزے لئے ہوئے اس مقام متبرک پر کھڑے ہوئے دیکھے ان پانچون برقعہ پوش سوارون نے نیزون کو اطمینان کے ساتھہ زمین پر گھڑا کیا اور کچھہ دیر کے بعد غائب ہوگئے اسلئے اس جائے پر احاطہ کھینچ کر پانچ قبرین بنا دی گئین اور پنج پیر کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت پیر سالار قدس سرہٗ

قندہار سے چھہ میل موضع ہڈگی جو قاضی صاحب اور محتسب صاحب قندہار کی جاگیر ہے وہان حضرت پیر سالار قدس سرہٗ کا ایک پختہ چبوترہ پر مزار بنا ہوا ہے بہت پر فضا اور دلچسپ مقام ہے اور مزار مبارک پر نہایت رونق ہے۔

حضرت پیر بالو قدس سرہٗ

موضع دہامن گاؤن مین آپ کا مقدس مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔ گاؤن کے سب ہندو آپ کے معتقد ہین اور آپ کا اسقدر رعب ان لوگون کے دلو پر جما ہوا ہے کہ وہ دوسرے موضع کیطرح ہنومان کا بت جو مرہٹواری کے ہر ایک موضع مین رہتا ہے اس موضع مین استادہ نہین کر سکتے۔

خواجہ کلان و خواجہ خورد قدس سرہما

موضع ہیرلی پرگنہ قندہار مین دونون بزرگ آغوش لحد مین استراحت فرما رہے ہین کہتے ہین کہ دونون صاحب اس موضع کے جاگیردار تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ان ہر دو بزرگوان کی قبر دنکی زیارت سے عجیب کیفیت اور حلاوت حاصل ہوتی ہے عام طور پر آپ پیر کالے کے نام سے مشہور ہین۔

(انوار القندہار مین جن بزرگان دین کے نام درج ہین انکا تذکرہ ختم ہو چکا ہے)

حضرت شاہ اسمعیل صاحب طبقاتی قدس سرہٗ

آپکا گنبد حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم قدس سرہٗ کے روضہ کی روبرو تالاب کے کنارہ سروری گہاٹ سے ملا ہوا ہے آپکا زمانہ متصل کا ہے آپ حضرت شاہ مرتضیٰ دین پناہ قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے اور حضرت شاہ میران کھہاولی صاحب قدس سرہٗ کے پیر بھائی اور ہمعصر رہے آپ کا سلسلۂ خلافت حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ سے ملتا ہے[1]

---

[1] شاہ مدار کے والد کا نام ابو اسحاق ہے، وطن آبائی ملک شام ہے حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد مین ہین آپ ۱۶ھ مین پیدا ہوئے اور آپکی والدہ نے بغرض تعلیم حدیقۂ شافی آپ پر دکیا اس نے توریت و انجیل وغیرہ پڑھائی اور علم ریمیا و کیمیا وغیرہ سب سکھا دیا جب آپکو والد کا انتقال ہوگیا تو آپ ملک شام سے مکہ معظمہ مین تشریف فرما ہوئے اور یہان خوب علم پڑھا پھر مدینہ تشریف لیگئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس روضہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور پھر نجف گئے وہان سے ہندوستان آئے چند روز گجرات کی سیر کی پھر اجمیر شریف تشریف لائے اور پہاڑون مین چند سے قیام فرمایا پھر مکن پور تشریف لیگئے اور یہان آپکا وصال ہوا آپکو سید عبد اللہ سے فیض حاصل ہوا ہے بعضے کہتے ہین کہ طیفور شامی کے مرید ہین شب جمعہ ۱۸ جمادی الاول ۸۴۰ھ مین وفات پائے مکن پور مین مزار ہے آپکی عمر ایکسو چھ ۱۰۶ مین برس کی تھی از اخبار الاخیار و کتاب آئینہ تصوف ۱۲

حضرت راجہ باگھہ سوار قدس سرہٗ

قلعہ کے وسط مین راجاؤن کے محلات کے پاس ہیرا محل سے ملا ہوا ایک چھوٹا سا گنبد ہے اس گنبد کی بلندی تخمیناً دس گز ہوگی اور اس کا عرض ۷ گز ہے اور اس گنبد مین پتھر کا تعویذ پونے دو ہاتھہ لمبا ہے گنبد تو زیادہ پرانا دکھائی نہین دیتا مگر قبر پرانی معلوم ہوتی ہے قلعہ مین سوائے اس قبر کے اور کوئی قبر نہین ہے اس قبر کے نسبت یہہ مشہور ہے کہ راجہ باگھہ سوار کا چلہ ہے۔ قدیم گنبد گر گیا ہتا راجہ ہیرا سنگھہ نے ۱۲۶۱ھ مین تعمیر کروایا گنبد پختہ طور پر تیار ہوا ہے مگر اسپر چونہ کی استر کاری اور صفائی کا کام باقی رہگیا ہے ہیرا سنگھہ اس قبر کا زیادہ معتقد تہا اور سالانہ عرس بہی کیا کرتا ہتا راجہ باگھہ سوار سے مراد حضرت سید شاہ تاج الدین صاحب شیر سوار قدس سرہٗ سے لیجاتی ہے جنکا مقدس مزار اور عالیشان گنبد قصبہ کلیانی ضلع گلبرگہ مین ہے اور جنکی سالانہ عرس کا میلہ بہت دھوم دہام سے ہوتا ہے۔ مولف تاریخ خورشید جاہی نے ایک نقل لکہی ہے کہ شاہ ندیم اللہ حسینی ابن حضرت سید شاہ بدا اللہ حسینی سات سال کی عمر مین بچون کے ساتہہ گلبرگہ مین حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ کے خانقاہ کے باہر کہیل رہے تہے راجہ باگھہ سوار شیر پر بیٹہے ہوئے حضرت گیسو دراز کی ملاقات کے لئے تشریف لائے حضرت شاہ ندیم اللہ حسینی صاحب نے جب راجہ باگھہ سوار کو دیکہا تو ایک پرانی دیوار پر سوار ہوکر دیوار کو حکم دیا کہ چل دیوار چلنے لگی راجہ شیر سوار نے دریافت کیا یہہ لڑکا کون ہے جو بیجان شئے پر حکم چلاتا ہے دوسرے لڑکون نے کہا کہ یہہ خواجہ بندہ نواز حسینی کے پوتے ہین راجہ باگھہ سوار حیران رہے اور یہہ خیال کیا کہ جب پوتے مین یہہ کشف و کرامات ہین تو انکے دادا کی کیسی کچھہ حالت ہوگی وہین سے کلیانی کے طرف واپس ہوگئے اور حضرت خواجہ گیسو دراز سے نہین ملے جب یہہ کیفیت خواجہ صاحب کو معلوم ہوئی تو آپنے اپنے پوتے کو عتاب کی نظر سے دیکہا ندیم اللہ حسینی صاحب کو بخار آگیا اور بتاریخ ۲۱ شعبان ۸۱۷ھ کو آپکا انتقال ہوگیا اس لئے حضرت ندیم اللہ حسینی صاحب کو غالب کرامات کہتے ہین بعض کا بیان ہے کہ یہہ چلہ حضرت سید تاج الدین شیر سوار نارنولی کا ہے۔ کتاب اخبار الاحبار مین اور کتاب جلالا مین حضرت سید تاج الدین نارنولی کا ذکر یون لکہا ہے۔

سید تاج الدین شیر سوار قدس سرہٗ۔ حضرت شیخ قطب الدین منور ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے

مریدین سے ہین سید صاحب نے بڑی بڑی ریاضتین کی ہین کہ جانوران صحرائی آپ کے مطیع ہو گئے تھے کہتے ہین کہ آپ اپنے پیر کی زیارت کے لئے ہانسی کو جب تشریف لیجاتے تھے تو آپ جنگل سے شیر پکڑ لیتے تھے اسپر سوار ہو کر سانپ کا کوڑا ہاتھ مین لئے ہوئے جاتے تھے جب ہانسی مین پہونچتے تب پیادہ پا ہو جاتے ایک روز آپ بیخودی کی حالت مین اسی طرح سے شیر پر سوار مرشد کے حضور مین پہونچ گئے شیخ قطب الدین منور آپ کے مرشد اسوقت دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے جب انہون نے آپکو شیر پر سوار دیکھا تو فرمایا کہ۔ سید صاحب حیوان جاندار ہوتے ہین مردان خدا اگر چاہین تو مٹی اور پتھر کی دیوار چلا سکتے ہین یہہ فرماتے ہی دیوار جنبش کرنے لگی شیخ نے دیوار کو چلنے سے روکا اور کہا کہ تیرا چلانا مجھے منظور نہین ہے سید صاحب نے مرشد سے عذر خواہی کی اور پھر شیر پر سوار نہین ہوئے سید تاج الدین صاحب شیر سوار کی قبر نارنول علاقہ پٹیالہ مین واقع ہے۔

حضرت محی الدین صاحب قدس سرہٗ

آپ سوداگر پیشہ حیدرآباد کے رہنے والے تھے ہاتیونکی خرید و فروخت کیا کرتے راجہ آجی چند گور اور راجہ نرپت سنگھ کے عہد مین ناندیڑ کے راستہ سے ہاتی لیکر قندہار آرہے تھے جب سرحد قندہار کے پاس پہونچے تو ہاتی نے آپکو مار ڈالا آپ نہایت متقی و نیک نفس پابند صوم و صلواۃ تھے مشہور تو یہہ ہے کہ آپ راجہ کے فیلبان تھے راجہ رمنہ کے پاس بغرض شکار ہاتی پر سوار آیا تھا راجہ ہاتی سے اتر کر شکار مین مصروف ہوا ہاتی مست تھا آپکو مار ڈالا لہذا اسی مقام پر قصبہ قندہار کے سرحد کے پاس دو پہاڑون کے درمیان سر راہ آپکو دفن کر کے پختہ قبر بنا دیگئی ہے کہتے ہین کہ مست ہاتی ہی آپ کی قبر کے پاس آکر اسوقت مر گیا قبر کے پاس مٹی کا بڑا ٹیلہ ہے وہ ہاتی کی قبر ہے یہہ مقام عوام مین (محی الدین صاحب کی کہنڈی) کے نام سے مشہور ہے۔

سیاح جی باوا قدس سرہٗ

سلیمان ٹیکرا ی کے عقب پہاڑ کے درے مین املی کے چند درخت ہین وہان ایک قبر ہے اور

اسپر تپہر کے چھوٹے چھوٹے دو تعویذ ہین وہ جبر سیاح جی باوا کے نام سے مشہور ہے اس پہاڑ کے اطراف کے زراعت پیشہ لوگ سالانہ غلہ حاصل کرنیکے بعد آپکی نیاز کیا کرتے ہین آپکو بعض لوگ کن پھٹے جوگی اسلئے کہتے ہین کہ آپ گیروے رنگ کا لباس پہنتے تھے اور دونون کانون مین بڑے سوراخ تھے۔

حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب قدس سرہٗ

آپ خدا رسیدہ مجذوب تھے ۱۱۹۵ھ مین سیاحی کرتے ہوئے قندہار پہونچے۔ اور قاضی محلہ کی مسجد مین اقامت اختیار کی آپ کا جسم کہلا رہتا تھا ایک تہہ بند سے ستر چھپائے رہتے کسی سے بات نہ کرتے اور نہ کچھ مانگتے جب تک دوسرا شخص اپنے ہاتھ سے کھانا نہ کھلائے اور پانی نہ پلائے آپ نہ کھانا کھاتے اور نہ پانی پیتے خواہ کتنے ہی دن گذر جائین زیادہ اشتہا کی ضرورت پر بلا امداد ہاتون کے سر منہ سے نہر کی گیلی مٹی کھالیا کرتے تھے پوچھنے پر بھی جواب نہ دیتے البتہ جذب کی حالت مین جو کچھ بیان کرتے وہ بلا سلسلہ و بلا خطاب جو چاہیئے فرمائے تمام دن بستی کی گلی کوچہ اور دور دور اطراف کے جنگلون مین گشت لگا کرتے اور شب کو اسی مسجد مین لیٹے رہتے آپکو مسکرات سے پرہیز نہ تھا اسلئے مصلیون نے آپکو مسجد سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی مگر آپ نے کسی کی نہ سنی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب سنے آپ کے سچے حالات پر باطنی کشف سے واقفیت حاصل کر کے مسجد کے شمالی جانب کا ایک حصہ مکتب صاحب متولی مسجد سے کہکے آپ کے لئے چھوڑ دیا تھا چند ہی روز مین آپ کے کرامات اور کرامات نے مشائخین اور عمائدین بستی کو اپنا معتقد بنا لیا ہندو خصوصاً رنگریز آپکے زیادہ معتقد تھے اور ہر وقت آپ کے خدمت مین حاضر رہا کرتے راجہ میر انگد نے ازراہ اعتقاد بدر الدین مہتون کو بتین روپیہ تنخواہ ماہانہ پر آپکے خدمت کیلئے مقرر کیا تھا بدر الدین کے بعد نور الدین نے اس خدمت کو انجام دیا اور یہ ماہوار آپ کی زندگی تک فاتحہ دین کے نام جاری رہی آپ کی عمر ستر سال سے تجاوز کر چکی تھی عارضہ بخار مین ایک مہینے تک علیل رہے ضعف زیادہ ہو گیا تھا مسجد مین اپنی قدیمی جائے پر لیٹے رہتے تھے، شوال ۱۲۶۱ھ

کو آپ کا وصال ہوا ہتائی پورہ والے معتقدین جس محلہ کے قریب یہ مسجد واقع ہے اور مصلیان مسجد نے آپ کے دفن کے لئے مسجد کے شمالی دیوار کے نیچے جائے تجویز کی مگر آپکے معتقدین اہل ہنود اور دوسرے محلہ والون نے وہ جائے ناپسند کی درگاہ محلہ کے چند اشخاص جنکو حضرت کے ساتھ دلی محبت اور خالص اعتقاد تھا موقع پاکر بلا اطلاع مصلیان و اہل محلہ آپکی نعش کو درگاہ محلہ مین اٹھا لیگئے اور باتفاق معتقدین اہل اسلام و اہل ہنود سنے تالاب کے کنارہ پر تیلی گھاٹ کے پاس دفن کیا ہر جمعرات کو ہنود سالانہ عرس کیا کرتے ہین۔

(مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ واصل بحق ہوئے چونکہ آپکا مختصر ذکر ہے اسلئے پہلے لکھدیا گیا)

حضرت مولانا مولوی شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ

مولدہ مدفن آپکا قندہار رہے آپکے والد ماجد مولانا محمد شمس الدین ابن مولانا محمد تاج الدین قصبہ بہوکر کے قاضی اور دہانتورہ کے جاگیر دار رہتے چونکہ قصبہ قندہار علما و فضلا کا مخزن تھا اس لئے مولانا تاج الدین صاحب نے قندہار مین ایک عالیشان مکان محلہ ہتائی پورہ مین قاضی محلہ کی مسجد کے روبرو تعمیر کرواکے اپنے کنبے کے ساتھ قیام فرمایا تھا۔

ولادت | آپ پنجشنبہ کے دن صبح کی نماز کے بعد ۹ جمادی الثانی ۱۱۶۳ھ مین پیدا ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ صالحہ و عابدہ تھین اور طریقۂ قادریہ مین بیعت ہی حاصل کر چکی تھین آپ کے تولد ہونیکے تھوڑی دیر قبل نماز صبح سے فارغ ہوکر تلاوت مین مشغول تھین جب وہ تلاوت ختم کر چکین آپ تولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد طریقہ رفاعیہ کے پیرو اور حضرت سرور مخدوم حاجی سیاح سید سعید الدین رفاعی کے زیادہ تر معتقد تھے۔ اور حضرت سرور مخدوم نے عالم رویا مین اونکو بشارت دی تھی کہ تجھکو فرزند باکمال و صاحب باطن پیدا ہوگا۔ اسلئے آپکے والد نے آپ کا نام غلام رفاعی رکھا جسکا عرف رفیع الدین ہوا۔

سلسلۂ نسب محمد[1] رفیع الدین - ابن محمد[2] شمس الدین - ابن قاضی محمد[3] تاج الدین - ابن قاضی عبد الملک[4] ابن قاضی محمد تاج الدین[5] کلان - ابن قاضی کبیر[6] - بن قاضی محمود[7] بن قاضی کبیر بن قاضی محمود[8] - بن قاضی احمد[9] بن شیخ محمد[10] بن شیخ یوسف[11] بن زین الدین[12] - بن نور الدین[13] - بن محمد شمس الدین[14] بن شریف جہان[15] بن صدر جہان[16] بن شیخ اسحاق[17] بن شیخ مسعود[18] بن بدر الدین[19] بن محمد سلیمان[20] بن شیخ شعیب[21] بن شیخ احمد[22] بن شیخ محمد[23] بن شیخ یوسف[24] بن شیخ شہاب الدین فرخ شاہ[25] کابلی بن محمد اسحاق[26] بن شیخ مسعود[27] بن عبد اللہ[28] واعظ اصغر بن عبد اللہ[29] واعظ اکبر بن[30] ابو الفتح[31] بن شیخ اسحاق[32] بن شیخ ابراہیم[33] بن شیخ ناصر[34] بن شیخ عبد اللہ[35] رضی[36] بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تعلیم وسیاحت آپ قدرتی طور پر نہایت ذکی تھے اور طفلی سے ہی آثار بزرگی نمایاں تھے آپ نے اپنی تعلیم کی کیفیت اور استادوں کے نام کتاب انوار القندہار میں صراحت سے تحریر فرمادئے ہیں۔ یہاں صرف اسقدر لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ (۱۴) سال کی عمر تک آپنے اپنے والد ماجد اور نیز علماء سے قندہار رہ سے تعلیم پائی اور پھر اورنگ آباد کا قصد فرمایا وہاں کچھ عرصہ تک رہکر مولانا فخر الدین صاحب سے علم عربی وفارسی میں استفادہ حاصل کیا پھر شہر سورت کی سیر کی اور قاضی شیخ الاسلام خان سے علم عربی کی پوری تکمیل کرکے مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور وہاں سے مدینہ منورہ میں بہت دنوں تک رہکر فراغت اور حدیث کی سند حاصل کی۔

تحصیل علم باطنی اورنگ آباد کے قیام کے وقت آپکو شاہ محمد عظیم الدین بلخی سے طریقہ علیہ نقشبندیہ میں نعمت حاصل ہوئی اسکے بعد حضرت فخر الدین اورنگ آبادی سے اوسی طریقہ علیہ نقشبندیہ میں آپ نے نعمت پائی اور ذکر و اشغال کے طریقے سیکھے۔ وہاں سے آپنے سیاحت اختیار کی اور مرشد کامل کی تلاش میں شہر ارکاٹ پہونچے

حصول خرقۂ خلافت شہر ارکاٹ میں حضرت شیخ المشایخ وحید عصر حاجی رحمت اللہ نائب رسول اللہ قدس سرہ تشریف فرما تھے اور آپکے کشف وکمالات وکرامات کی بہت کچھ شہرت تھی اور مخلوق کو آپکی ذات بابرکات سے فیض حاصل ہو رہا تھا

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ایک سال تک شیخ کی خدمت مین حاضر رہکر علم سلوک مین مشغول رہے۔ اور طریقۂ علیہ نقشبندیہ و قادریہ و رفاعیہ و چشتیہ و سہروردیہ و شطاریہ و مدآریہ وغیرہ معہ اصول و فروع مین بیعت و مصافحہ حاصل کرکے اور تمامی اشغال و اعمال طریق موصوفہ مین پوری تلقین و توجہ پاکر خرقہ خلافت و اجازت عامہ سے مستفیض ہوئیکے بعد باجازت مرشد حیدرآباد کی جانب واپس ہوئے۔

سلسلہ طریقہ قادریہ

۱۔ حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد رفیع الدین نقشبندی قادری قدس سرہٗ۔

۲۔ حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ

۳۔ حضرت سید علوی بردم قدس سرہٗ

۴۔ حضرت شاہ علی رضا قدس سرہٗ

۵۔ حضرت سید علوی بردم قدس سرہٗ

۶۔ حضرت عبداللہ بالفقیہ قدس سرہٗ

۷۔ حضرت شیخ احمد القشاشی قدس سرہٗ

۸۔ حضرت شیخ محمد یوسف قدس سرہٗ

۹۔ حضرت امین الدین المراجی قدس سرہٗ

۱۰۔ حضرت شیخ سراج الدین عمر قدس سرہٗ

۱۱۔ حضرت شیخ عبدالقادر الیمانی قدس سرہٗ

۱۲۔ حضرت شیخ مہند بن احمد الیمانی قدس سرہٗ

۱۳۔ حضرت احمد بن موسیٰ الشرعبی قدس سرہٗ

۱۴۔ حضرت ابی بکر بن اسلامی الیمنی قدس سرہٗ

۱۵۔ حضرت شیخ اسمعیل بن صدیق الجبرتی قدس سرہٗ

۱۶۔ حضرت شیخ مزاجی الیمنی قدس سرہٗ

۱۷۔ حضرت شیخ اسمٰعیل ابن ابراہیم الزبیدی قدس سرہٗ۔

۱۸۔ حضرت شیخ سراج الدین الیمنی قدس سرہٗ

۱۹۔ حضرت شیخ فخر الدین احمد بن محمد الاسدی قدس سرہٗ

۲۰۔ حضرت شیخ فخر الدین بن ابی بکر بن نعیم قدس سرہٗ

۲۱۔ حضرت شیخ محمد بن احمد الاسدی قدس سرہٗ

۲۲۔ حضرت شیخ احمد بن عبداللہ الاسدی قدس سرہٗ

۲۳۔ حضرت عبداللہ بن یوسف الاسدی قدس سرہٗ

۲۴۔ حضرت عبداللہ بن علی الاسدی قدس سرہٗ

۲۵۔ حضرت غوث الثقلین قطب الدارین شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ۔

(اسکے اوپر کا سلسلہ حضرت مشکل آسان کے تذکرہ سے معلوم ہوسکتا ہے)

سلسلہ طریقہ رفاعیہ

۱۔ حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد رفیع الدین صاحب رفاعی قدس سرہٗ۔

۲۔ حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ

۳۔ حضرت سید علوی بروم قدس سرہٗ

۴۔ حضرت سید عبداللہ ابن احمد بروم قدس سرہٗ

۵۔ حضرت سید محمد بن عبدالخضر قدس سرہٗ

۶۔ حضرت عبدالخضر قدس سرہٗ

۷۔ حضرت سید رجب الرفاعی قدس سرہٗ

۸۔ حضرت سید شعبان قدس سرہٗ

۹۔ حضرت سید صالح قدس سرہٗ

۱۰۔ حضرت سید عبدالرحمن قدس سرہٗ

۱۱۔ حضرت سید عبداللہ قدس سرہٗ

۱۲۔ حضرت سید حسن قدس سرہٗ

۱۳۔ حضرت سید حسین قدس سرہٗ

۱۴۔ حضرت سید رجب قدس سرہٗ

۱۵۔ حضرت سید محمد قدس سرہٗ

۱۶۔ حضرت سید القطب سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ۔

(اسکے اوپر کا سلسلہ حضرت سرور مخدوم کے ذکر میں درج ہے)

سلسلہ طریقہ چشتیہ

(حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ رفیع الدین صاحب چشتی قدس سرہٗ۔

۲۔ حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ

۳۔ حضرت علوی بروم قدس سرہٗ

۴۔ حضرت سید عبداللہ بروم قدس سرہٗ

۵۔ حضرت عبداللہ بالفقیہ قدس سرہٗ

۶۔ حضرت احمد القشاشی قدس سرہٗ

۷۔ حضرت شاہ صبغۃ اللہ قدس سرہٗ

۸۔ حضرت شیخ وجیہ الدین قدس سرہٗ

۹۔ حضرت شیخ محمد غوث قدس سرہٗ

۱۰۔ حضرت شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہٗ

۱۱۔ حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہٗ

۱۲۔ حضرت شیخ قاضی قدس سرہٗ

۱۳۔ حضرت شیخ میران زاہد قدس سرہٗ

۱۴۔ حضرت محمد بن عیسیٰ جیون پوری قدس سرہٗ

۱۵۔ حضرت شیخ فتح اللہ قدس سرہٗ

۱۶۔ حضرت صدرالدین قدس سرہٗ

۱۷۔ حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ

۱۸۔ حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ

۱۹۔ حضرت شیخ فریدشکر گنج قدس سرہٗ

۲۰۔ حضرت شیخ مسعود بن سلیمان فاردقی قدس سرہٗ

۲۱۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی قدس سرہٗ۔

۲۲ حضرت خواجہ معین الدین حسینی حسن سنجری قدس سرہٗ

سلہ مناقب شجاعین میں یہ نام لکھا ہوا مگر دوسرے چشتیہ طرین کی تجرے سے اسکی مطابقت نہیں ہوتی ۱۲

۲۳- حضرت عثمان ہارونی قدس سرہٗ
۲۴- حضرت حاجی شریف زندانی قدس سرہٗ
۲۵- حضرت مودود چشتی قدس سرہٗ
۲۶- حضرت خواجہ یوسف چشتی قدس سرہٗ
۲۷- حضرت ابی محمد چشتی قدس سرہٗ
۲۸- حضرت احمد چشتی قدس سرہٗ
۲۹- حضرت شیخ ابی اسحاق شامی قدس سرہٗ
۳۰- حضرت ممشاد دینوری قدس سرہٗ
۳۱- حضرت ابی اسحاق ہبیرۃ البصری قدس سرہٗ
۳۲- حضرت حذیفہ المرعیشی قدس سرہٗ
۳۳- حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی قدس سرہٗ
۳۴- حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہٗ
۳۵- حضرت عبدالواحد بن زید قدس سرہٗ
۳۶- حضرت خواجہ حسن البصری قدس سرہٗ
۳۷- حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
۳۸- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلہ طریقہ نقشبندیہ

۱- حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد رفیع الدین نقشبند قدس سرہٗ۔
۲- حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ
۳- حضرت سید علوی بردوم قدس سرہٗ
۴- حضرت سید اشرف مکی قدس سرہٗ
۵- حضرت سید عبداللہ بردوم قدس سرہٗ
۶- حضرت شیخ محمد طاہر قدس سرہٗ
۷- حضرت سید عبداللہ حداد قدس سرہٗ
۸- حضرت شاہ محمد قدس سرہٗ
۹- حضرت سید محمد قدس سرہٗ
۱۰- حضرت شرف الدین مقبل قدس سرہٗ
۱۱- حضرت سید عبداللہ قدس سرہٗ
۱۲- حضرت آدم بنوری قدس سرہٗ
۱۳- حضرت سید الشیخ قدس سرہٗ
۱۴- حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ۔
۱۵- حضرت سید عبداللہ قدس سرہٗ
۱۶- حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ
۱۷- حضرت سید جعفر قدس سرہٗ
۱۸- حضرت خواجہ اکلکی قدس سرہٗ
۱۹- حضرت رفیع الدین احمد البخاری قدس سرہٗ۔
۲۰- حضرت خواجہ درویش قدس سرہٗ
۲۱- حضرت حمید الدین المرواحی قدس سرہٗ
۲۲- حضرت خواجہ محمد زاہد قدس سرہٗ
۲۳- حضرت خواجہ قاضی الانوار قدس سرہٗ
۲۴- حضرت خواجہ عبداللہ احرار قدس سرہٗ
۲۵- حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ

۲۶۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ
۲۷۔ حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ
۲۸۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ
۲۹۔ حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ
۳۰۔ حضرت خواجہ محمود بالخیر فغنوی قدس سرہٗ
۳۱۔ حضرت خواجہ محمد عارف ریرگیری قدس سرہٗ
۳۲۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ
۳۳۔ حضرت خواجہ یوسف الہمدانی قدس سرہٗ
۳۴۔ حضرت ابوالعلی فارمدی قدس سرہٗ
۳۵۔ حضرت ابی الحسن خرقانی قدس سرہٗ
۳۶۔ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ
۳۷۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۸۔ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۹۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۰۔ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
۴۱۔ حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

حیدرآباد کا قیام ارکاٹ سے تشریف لانیکے بعد حیدرآباد مین آپنے قیام فرمایا حضرت کے کمالات کی بہت شہرت ہوئی اور آپکی ذات بابرکات سے طالبین نے بہت فیض پایا اکثر عمائدین شہر نے آپسے بیعت قبول کی۔ نواب امیر کبیر بہادر اور نواب رفعت الملک بہادر نیز بہت سے امرا زمرۂ مریدین مین شامل ہوئے۔ آپکے فیض کمالات نے ہزارہا مخلوق کو آپکے دیدار کا مشتاق بنا دیا۔ خاص وعام کے اژدہام اور مریدین کے ہجوم سے متنفر ہوکر قصبہ شمس آباد[1] مین چندے قیام فرمایا۔ نواب امیر کبیر بہادر نے قصبہ شمس آباد کو بطور جاگیر نذر کرکے اسکی سند ملاحظہ مین پیش کی آپنے جاگیر لینے سے انکار کیا۔ اور سند چاک کرکے پھینکدی۔

مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کا سفر پھر آپ نے مکہ معظمہ کا ارادہ فرمایا اور بعد الفراغ حج مدینہ منورہ کی زیارت اور اس ملک کی سیاحت مین تین سال گذار دئے۔ مختلف علوم مین آپکی تصنیفات بھی موجود ہین۔

تصانیف شراۃ الملک جو مکہ معظمہ کے حالت قیام مین لکھی ہے اور اسکی تمہید مین اس سفر کے

[1] یہ وہی شمس آباد ہے جہان حضرت خواجہ احمد صاحب چیندی مرحوم کا مزار ہے ۱۲

حصول استفادہ کا ذکر کیا ہے آپکی ایک مستقل تصنیف موجود ہے۔ یہ کتاب علم حقایق و سلوک مین نہایت جامع اور مستند و مفید ہے اسکی دو جلدین ہین جو بڑی شمراہ اور چھوٹی شمراہ کے نام سے مشہور ہین۔

دوسری انوار القندہار جو حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ اور حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کے مختصر حالات اور دوسرے بزرگان دین جو قندہار مین گذرے ہین اون کے بعض حالات جو اپنے کشف بتور کے ذریعہ سے معلوم کئے اونکے مختصر تذکرون کا مجموعہ ہے سوا اسکے قادریہ نقشبندیہ چشتیہ۔ رفاعیہ وغیرہ طریقون مین آپنے جو اپنے معلومات اور اسکے اصول کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ متعدد چھوٹی چھوٹی رسالون مین موجود ہے۔

مذاق شاعری | آپ علم عروض سے پورے واقف تھے اور شاعری مین مشق حاصل تھی فارسی اشعار کہا کرتے اور محمد قدرت اللہ صاحب بلیغ سے تلمذ تھا آپکے شعر نہایت بامزہ ہوتے جب آپکو مرشد سے نعمت ملی اور خیالات وسیع ہوگئے تو آپنے اپنے قدیم اشعار کو تلف کردیا آپکے اشعار جو مشہور ہین وہ لکھدیے جاتے ہین آپکا تخلص نطقی تھا۔

سپند وار ز سوز تو نالہ ہا کردم	سخن تمام شد و آخر ین سخن باقیست
ز روے لطف بکس بوسہ دادۂ شاید	کہ ہمچو شبنم گل نقش بر دہن باقیست

وطن کی واپسی | مکہ معظمہ کے سفر سے تین سال کی سیاحت کے بعد جب آپ حیدرآباد پہونچے۔ آپ کے فضل و کمال و زہد و تقوے نے اس قدر لوگون کو مسخر کرلیا اور معتقدین کا یہان تک ہجوم ہوا کہ کسی اہل ارادت کا آپ تک پہونچکر دست بوسی کرنا دشوار تھا۔ نواب اعظم الامرا ارسطوجاہ بہادر دیوان دکن نے آپکو بلوایا تھا آپنے ملنے سے انکار فرمایا۔ اسلئے نواب موصوف کے دل مین آپکی جانب سے کدورت پیدا ہوگئی جب اسقدر آدمیون کا ہجوم اور آپ کے معتقدین کا اژدہام ہوا کہ آدمیون کی روک ٹوک اور اسکا انتظام دشوار ہوگیا تو اعظم الامرا ارسطوجاہ نے بندگانعالی نواب

سکندر جاہ بہادر کو سمجھا دیا کہ شاہ صاحب کا حیدرآباد مین رہنا خلاف اصول انتظام ہے اور بلوۂ عظیم ہونیکا خوف ہے۔ اسپر شاہ صاحب کو بلدہ سے چلے جانیکے لئے حکم دیا گیا اسوقت شاہ صاحب ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر مکہ مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے مریدین کا اسقدر ہجوم تھا کہ آپ تک کوئی پہونچ نہین سکتا تھا۔ ایک بڑے شملہ کو ایک جانب سے آپ پکڑے ہوئے تھے اور صدہا ارادت مند اس شملہ کو چھو لینیکی غرض سے مریدین مین شامل ہونیکا فخر حاصل کر رہے تھے جب آپکو حکم پہونچا۔ آپ نے جانماز کاندھے پر ڈالی اور چلدیئے۔ ہزارہا مخلوق آپکے ساتھ ہوگئی۔ جب پرانے پل کے دروازہ سے آپ باہر ہوئے بخوف بلوہ عظیم احتیاطاً دروازہ بند کردیا گیا۔ اور سرکاری پیادونے ساتھ جانیوالی مخلوق کو روکا تاہم بہت سے لوگ متصل کرپھاند کے ساتھ ہوئے۔

حضرت حسین شاہ ولی قدس سرہ کی درگاہ تک ارادت مند و معتقدین کی بہت کثرت رہی وہان آپ ٹھہرے اور کچھ دنون بعد اپنے وطن قندہار کو پہونچے۔

مولف گلزار آصفی نے لکھا ہے کہ آپ کے وطن کی واپسی کے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین اعظم الامرا ارسطو جاہ بہت سے ارمان دل مین لئے ہوئے دنیا سے سدھارے آپکا ذکر تاریخ گلزار آصفی اور تاریخ ترک آصفیہ مین لکھا ہے۔ اور مولانا محمد امین الدین صاحب کثرت نے کتاب سوانح الربیع مین اور مولوی محمد امیر اللہ صاحب نے مناقب شجاعیہ مین آپکا مفصل حال اور کشف و کرامات کا ذکر عمدہ پیرایہ مین بیان کیا ہے۔

حضرت کی وفات آپ کا مزاج بیمار اور ضعف معدہ سے علیل ہوگیا تھا باوجود اس کے آپ ریاضت کے عادی تھے ذکر و اشغال مین بدستور مصروف رہتے۔ نقل ہے کہ آپکی وفات سے کئی روز پہلے حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب نے آپکے دولت خانہ کی دیوار کو توڑنیکی کوشش کی اور اس کوشش مین اپنا بہت وقت صرف کیا ہر چند لوگ مانع ہوئے مگر مجذوب صاحب نے کسیکی نہ مانی اور اپنے شغل مین مصروف رہے۔ جب یہ خبر حضرت مولانا شاہ صاحب کو پہونچائی گئی تو آپنے متبسم کیا۔ اور مجذوب صاحب کو کہلا بھیجا کہ ہان مجھے معلوم ہے اسکا انتظام ہوجائیگا آپکے تکلیف فرمانیکی ضرورت نہین

پہر سن کے مجذوب صاحب چلدئے۔ جب لوگون نے حضرت مولانا شاہ صاحب سے باصرار مجذوب صاحب کی حرکت کا باعث دریافت فرمایا تو آپ نے کہا کہ بہت تھوڑے عرصہ مین اس مکان کی حیثیت بدل جائیگی اور یہان مقبرہ تیار ہو جائیگا۔ آپ کو باطنی کشف سے پیش آنیوالے وقت کی خبر ہو چکی تہی۔ جب ماہ رجب کا چاند آسمان پر نمودار ہوا۔ آپنے شیرینی منگوا کے فاتحہ پڑہی اور سب احباب و مریدین و معتقدین کو تقسیم فرمائی اور روزانہ غربا و مساکین کو کہانا کہلانے اور محتاجون کو نقد اور کپڑے دینے کا انتظام فرمایا۔ اب آپکا مزاج روز بروز مضمحل ہوتا چلا نقاہت بڑہتی چلی ریاضت اور ذکر و اشغال و شب بیداری مین ترقی ہوگئی جو لوگ عیادت کے لئے آتے تہے آپ نہایت استقلال سے وعظ فرماتے اور نیک ہدایتون کی ترغیب دیتے رجب کی پندرہوین تاریخ کو آپ بہت بیچین رہے اور سب احباب و اقربا اور مریدین و معتقدین کو آپنے پاس بٹہلایا دینی معاملات مین ہر ایک کو نیک ہدایتین کرتے رہے اس کے بعد آپ کے نورانی چہرہ پر بشارت کے آثار نمایان ہوئے اور نہایت شوق و ذوق مین آپ فرمانے لگے کہ حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم کا صندل کب ہے حاضرین نے عرض کیا کہ کل ہے۔ جس جس طرح وقت تجاوز کرتا جاتا تہا آپکی صورت پر رونق اور جسم مین طاقت پائی جاتی تہی اور یہ معلوم ہوتا تہا کہ کسیکے ملنے کے لئے آپ منتظر ہین جسمین بیقراری سے آپ جذبۂ شوق مین مستغرق ہوگئے اور ۱۶ ماہ رجب کو سنہ ۱۲۴۱ھ مین حضرت سرور مخدوم کے صندل کے روز آپ کا وصال ہوا آپکی عمر شریف ۷۰ سال کی تہی۔

دفن اور تیاری گنبد جسوقت آپکا انتقال ہوا حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ کے عرس کا سالانہ میلا تہا۔ دور دراز کے مقامات کے لوگ بہت جمع تہے عوام کا ہجوم مریدین اور معتقدین کی اس قدر کثرت تہی کہ آپ کے جنازہ تک پہونچنا دشوار تہا جب آپکو غسل دیا گیا اور لباس پہنایا گیا اور نماز پڑہی گئی پہولونکی چادر ڈالتے وقت آدمیونکا اسقدر ہجوم ہوا کہ چھینا جھپٹی اور کشمکش سے دم گھٹنے لگے۔ راجہ گلاب سنگ کی عملداری تہی راجہ معہ اشٹ اپنے سپاہیون کے ساتھ اسوقت موجود تہا اس سے

لہ کتاب مناقب مجاعیہ اور نیز بعض بیاضون مین ۱۵ رجب لکھا ہے۔

جسقدر ممکن ہوا اس ہنگامہ کے فرو کرنیکا انتظام کیا۔ آپکے ذاتی مکان کے صحن مین جسمین آپکی بڑی بی بی النور بی بی صاحبہ رہتی تہین آپ دفن کئے گئے اور وہ مکان توڑ دیا گیا آپکے انتقال کے بعد نواب امیر کبیر شمس الامرا محمد قمر الدین خان بہادر نے آپکے گنبد کی تیاری کے لئے تیس ہزار روپیہ منظور فرمایا اور حسن خان لاہوری اور عمر خان لاہوری کے اہتمام سے گنبد تیار ہوا آپکی اولاد کی تنخواہ اور سالانہ اخراجات عرس علاقہ درگاہ سے ملتے ہین۔

اولاد کا ذکر آپکی تین بی بیان تہین پہلی بی بی حضرۃ النور بی بی صاحبہ بنت غیاث الدین صاحب قاضی نرسی آپسے چار بیٹان ہوئین۔ انکی اولاد موجود ہے دوسری بی بی حضرۃ قادر بی بی صاحبہ جو قصبہ کوئمگیر کے خاندان قضارت سے تہین آپکے چار فرزند تہے۔ تیسری بی بی حضرۃ پیر بی صاحبہ انکو ایک فرزند اور ایک دختر ہوئی۔

حضرت شاہ نجم الدین صاحب قدس سرہٗ آپ سب سے بڑے فرزند عالم و فاضل تہے علم ظاہر و باطن پر آپ پورے حاوی تہے آپکے دو شادیان ہوئی تہین مگر کوئی اولاد نہین ہوئی۔ عین عالم جوانی مین اپنے والد بزرگوار کے روبرو ۱۲۳۷ھ مین انتقال فرمایا۔ آپکا مزار قاضی محلہ کی مسجد کے صحن مین ہے۔

حضرت شاہ زین العابدین صاحب قدس سرہٗ آپ مولانا شاہ صاحب کے دوسرے فرزند نہایت نیک نیت خدا ترس فقیر منش مشائخ تہے آپنے خرقہ خلافت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا آپ بلدہ حیدرآباد مین تشریف رکھتے تہے سنہ ۱۲۷۱ھ مین ۱۴ شعبان کو حیدرآباد ہی مین وفات پائی آپکا مزار حضرت مولانا مولوی شجاع الدین کے گنبد کی روبرو شرقی جانب مولوی یار محمد صاحب کی جالی کی قبر کے چبوترہ پر ہے آپکے تین فرزند اور ایک دختر تہین ۱۔ بڑے فرزند شاہ محمد تاج الدین صاحب۔ دوسرے فرزند شاہ

۱؎ مولف صاحب مناقب شجاعیہ نے صفحہ (۱۳۱) مین ضمن تذکرہ تیاری گنبد حضرت مولوی شجاع الدین صاحب قدس سرہٗ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا گنبد پچاس ہزار روپیہ کی لاگت مین تیار ہونے کا ذکر کیا ہے

۲؎ النور بی صاحبہ کا مزار قاضی محلہ کی مسجد مین حضرت نجم الدین کے قبر کے بازو مین ہے۔

۳؎ مولانا غیاث الدین صاحب حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے حقیقی چچا تہے۔

محمد ولی الدین صاحب دونون سے لاولد انتقال کیا تیسری فرزند مولوی شاہ غلام انبیا صاحب ہین آپکی دو دختر ہین بڑی دختر میرے حقیقی بڑے بھائی مولوی محمد امین الدین صاحب ابن مولوی محمد سالار صاحب عنبر ابن مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت برادر محتسب قندہار سے منسوب ہوئی اور چھوٹی دختر محمد حمید الدین صدیقی ابن مولوی محمد معین الدین صاحب عرف راحت میان برادر قاضی راجورہ دروال سے منسوب ہے۔

حضرت قیام الحق والدین مولانا قایم شاہ صاحب قدس سرہ

آپ تیسرے فرزند ہین آپنے خرقہ خلافت اور نسبت باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل فرمائی تھی۔ ہمیشہ بلدہ حیدرآباد مین قیام فرمارہے لاریب شہرت حاصل کی آپکے مرید اور معتقد کثرت سے ہے۔ تین مواضع پیلگانون پانگری۔ ڈٹینہ۔ سرکار سے آپکو جاگیرات مین ملے تھے۔ اور روپیہ بھی پاتے تھے۔ آپکی والدہ حضرت قادر بی بی صاحبہ آپکے پاس تشریف رکھتی تھین۔ اور بہت سے عالیخاندان بیگمات آپکے معتقد تھین پیرانی بی بی سے آپ ملقب تھے اور آپکے نام پر یومیہ بھی سرکار سے مقرر تھا جب آپکا انتقال ہوا تو نواب امیر کبیر نے یاقوت پورہ کے دروازہ کے باہر ایک باغ عنایت فرمایا اس مین آپکا مقبرہ ہے جب ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۸۹ھ مین حضرت قایم شاہ صاحب کا وصال ہوا تو اپنی والدہ کے پاس دفن کئے گئے۔ اور پائگاہ امیر کبیر بہادر سے (۴۵۰) بیالیس روپیہ ماہانہ آپکے مزار مبارک کے اخراجات روشنی اور عود و گل کے لئے مقرر ہین آپکے تین بیٹے اور دو بیٹیان ہوئین۔

ف ۱ فرزند اکبر حضرت شاہ محمد شمس الدین صاحب آپنے لاولد انتقال فرمایا۔

ف ۲ دوسرے فرزند حضرت شاہ رفیع الدین صاحب ثانی ہے آپکی دو بیبیان تھین

سلہ مولوی معین الدین صاحب کو پانچ فرزند ہوئے (۱) مولانا مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب معلی آپ نظم پٹہ خانہ کے مددگار رہے اب وظیفہ پاتے ہین نہایت عالم و فاضل اور مشہور شاعر ہین (۲) مولوی غلام محی الدین صاحب انکا انتقال ہوگیا (۳) مولوی محمد ظہور الدین صاحب نہایت خلیق اور نیک نفس ہے۔ غدر مین تھوم پٹھانجات صوبہ ورنگل پر مامور رہے دورہ کیرفت بمقام سدی پیٹھ فالج کے صدمہ سے آپکا انتقال ہوا انکی عمر ۴۰ سال کی تھی (۴) مولوی محمد سعد الدین صاحب (۵) مولوی محمد حمید الدین صاحب داماد شاہ غلام انبیا صاحب

پہلی بی بی سے ایک فرزند اور تین بیٹیان ہوئین ایک بڑے فرزند حاجی شاہ بہاء الدین صاحب المعروف اللہ والے شاہ صاحب جاگیردار پینگانون اور بوسیہ دارہین اور دوسری بی بی حیدرآباد شاہ سعید الدین صاحب المعروف من اللہ صاحب ہین۔

۳ تیسرے فرزند حضرت شاہ عبد اللہ صاحب تھے آپکے دو فرزند اور دو بیٹیان ہین۔

۱۔ بڑے فرزند شاہ غلام دستگیر صاحب المعروف (صاحب حضرت صاحب) جاگیردار اڑ ٹینہ ہین اور چھوٹے فرزند امیر اللہ حسینی صاحب جاگیردار پانگری ہین۔ شاہ عبد اللہ صاحب نے غرۂ ربیع الاول کو سنہ ۱۳۰۲ھ ہین انتقال کیا۔

۴ حضرت قایم شاہ صاحب کی دو صاحبزادیان تہین بڑی بیٹی جو شاہ محمد تاج الدین صاحب سے منسوب تہین اونکو کوئی اولاد نہین ہوئی۔ چھوٹی بیٹی جنکی شادی محمد ہدایت علی صاحب سے ہوئی تھی ان کے فرزند محمد حفیظ الدین صاحب جو اپنے نانا قایم شاہ صاحب کے مکان مین رہتے ہین اور انکا تعلق علاقۂ پانگاہ نواب سر آسمانجاہ بہادر سے ہے مولانا قایم شاہ صاحب کا سالانہ عرس شاہ بہاء الدین صاحب اللہ والے بہت تکلف سے کرتے ہین۔

حضرت شاہ علیم الدین صاحب قدس سرہ

آپ چوتھے فرزند ہین جو اپنے والد بزرگوار کے ہم شبیہ تھے جسوقت آپکے والد کا وصال ہوا آپکی عمر (۹) نو سال کی تھی اپنے والد سے بیعت حاصل کر چکے تھے جب حافظ محمد علی صاحب خیر آبادی جو حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے خلفا سے تھے حیدرآباد تشریف فرما ہوئے تو چشتیہ طریقہ مین

۱؎ مولانا شاہ رفیع الدین کا سالانہ معمولی عرس جو پانگاہ کی احتیاجات سے ہوتا ہے وہ بدستور جاری ہے اسکے علاوہ حاجی شاہ بہاء الدین صاحب نے چند سال سے مولانا ممدوح کے عرس مین ترقی دی ہے روشنی پر تکلف کیجاتی ہے حیدرآباد سے قوال آتے ہین مجلس سماع چشتیہ طریق پر بہت ہی شد و مد سے ہوتی ہے عمائدین شہر اور عام لوگون کو کھانا اچھا کھلایا جاتا ہے اور مسند سجادگی بھی قایم کی ہے بہرحال ان کی توجہ سے عرس کے تکلف مین سال بسال ترقی ہو رہی ہے۔

۲؎ شاہ علیم الدین صاحب کے چھوٹے فرزند شاہ حفیظ الدین صاحب کہتے ہین کہ مولانا کی وفات کے وقت شاہ علیم الدین صاحب کی عمر (۱۱) سال کی تھی اور انکو خلافت و اجازت انکے والد شاہ رفیع الدین صاحب سے ملی ہے۔

آپنے اُن سے خلافت حاصل کی اور نعمت پائی - آپ بلدۂ حیدرآباد مین قیام پذیر رہتے اکثر ماہ رجب مین اپنے والد بزرگوار کے عرس کے لئے قندہار تشریف فرما ہوتے تھے نہایت مقدس بزرگ تھے بتاریخ ۲۰ ذیحجہ ۱۳۱۶ھ حیدرآباد مین آپکا انتقال ہوا - آپ کی دو بیبیان تھین پہلی بی بی سے چار بیٹیان ہوئین اور دوسری بی بی سے دو فرزند ہوئے -

۱ - بڑے فرزند شاہ غلام جیلانی صاحب بہت ہی نیک نفس حلیم الطبع تھے - والد کے روبرو انکا انتقال ہو گیا جنکی یادگار ایک دختر ہے -

۲ - دوسرے فرزند شاہ حفیظ الدین صاحب ہین - ہر مہینے کے ۲۰ تاریخ کو مجلس سماع بطریق پر مقرر کر رکھی ہے اور سالانہ اپنے والد کا عرس بھی کیا کرتے ہین -

حضرت شاہ غلام نقشبند صاحب قدس سرہٗ

آپ پانچوین فرزند ہین تیسری بی بی سے آپ اور آپکی ہمشیر تھین والد کے انتقال کے وقت آپکی عمر سات سال کی تھی اپنے والد سے بیعت حاصل کر چکے تھے لیکن خلافت و اجازت اپنے بھائی شاہ زین العابدین صاحب سے حاصل کی ہے اور سرمایہ علم و کمال کے سبب سے عمدہ لیاقت اور نیک نفسی مین شہرت حاصل کی آپ بسمت نگر مین رہا کرتے تھے ۲۰ شعبان ۱۳۱۷ھ مین وہین آپکا انتقال ہوا آپکے تین فرزند اور تین بیٹیان ہین -

۱ - بڑے فرزند شاہ شرف الدین المعروف مشایخ صاحب ۲ - دوسرے فرزند شاہ محمد اصفیا صاحب ۳ تیسرے فرزند شاہ فصیح الدین صاحب ہین -

خلفاء کے نام

آپکے خلفاؤن کے نام جو ہم کو متفرق بیاضون سے معلوم ہوسکے ہین وہ بیان کر دیئے جاتے ہین ۱ - بڑے صاحبزادے مولانا شاہ زین العابدین صاحب ۲ - چھوٹے صاحبزادے مولانا قیام الحق والدین قایم شاہ صاحب ۳ - حضرت عبداللہ مکی آپ مدینہ منورہ مین تھے ۴ - مولانا مولوی میر شجاع الدین صاحب قدس سرہٗ جنکا عالیشان گنبد حیدرآباد مین میر جملہ کے تالاب کے شرقی جانب ہے ۵ مولانا شیخ مدار صاحب اولاد امام فخر الدین رازی ۶ میر اویس صاحب ۷ سید شرف الدین صاحب ساکن لاندی ۸ - مولانا غلام جیلانی صاحب ابن غلام محی الدین صاحب ۹ نواب محمد فخر الدین خانصاحب

۱۰- مولوی بخاری صاحب ۱۱ حافظ عبد الکریم صاحب ۱۲ سید کبیر صاحب ۱۳ مولوی شہاب الدین صاحب ۱۴ حافظ مولوی محمد شمس الدین صاحب جو آپ کے خاص نواسے تھے ۱۵ جلال شاہ کرنولی ۱۶ مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت

مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت

اگرچہ مولوی امین الدین صاحب کے قابل اظہار حالات بہ حیثیت رکھتے ہیں کہ علیحدہ ایک مستقل کتاب میں جمع ہوں۔ مگر میں نے بایں خیال کہ تذکرہ سے اسموقع پر کام لیکر اُن کے تفصیلی حالات کے بنا سے میں خلل کیا کہ بہت سے حقیقی داد (ہیں شاید عام خیالات اس وضاحت کے نسبت افراط و مبالغہ گمان کریں۔ مگر اسکا کیا مجھے حق ہی نہیں تاہم چونکہ یہ ذکر قندہار ہے ہیں جسپر ان کے برابر انکا تعلق ہی تسلسل کے لحاظ سے ایک امر لازمی سمجھا گیا لہذا میں نے ان حالات کا ایک رمزی پہلو اختیار کیا جو ظاہری معنوں میں پیش آنے رہے باقی دوسرے الوان بالکل احتراز کیا گیا ہے۔

آپکا نام محمد امین الدین اور کثرت تخلص ہے اور اکثر نام محمد فاضل تخلص کثرت جو بقصبہ قندہار کے منسوب ہوتے جیسا کہ اوپر میں شجرہ نسب بتلایا گیا ہے۔ آپ بمقام قندہار سنہ ۱۱۳۳ھ میں پیدا ہوئے (پر شرافت) مادہ تاریخ پیدائش ہے من رشد تکا اپنے والد ماجد کے زیر تربیت تعلیم پائی۔ بعد انتقال والد کے مولانا شاہ رفیع الدین کو اپنے استادی کے لئے منتخب کیا اور مولوی قاضی امان اللہ صاحب المخلص بہ حقہ و مولوی محمد شمس الدین صاحب و شاہ عبد اللہ صاحب سے بھی مستفید ہوئے۔

چنانچہ وہ خود اپنی ایک تصنیف فواید کثرت کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ از آغاز صبح یوم التمیز تا حال کہ سنہ ثانیہ است و قرن ثانی از والد ماجد خود خصوص از بعضے اساتذہ و ملایک تلامذہ مثل بہار گلشن معرفت عندلیب بوستان طریقت شیر بیشہ تقوا و دبیر نیستان اہتدا مربع نشین اریکہ فضیلت و تمکن و چار بالش افادت و افاضت

خورشید آسمان سرایر ربانی مشہباز اوج فیوضات سبحانی شیخ جمیع ارباب حق و یقین
حضرت مولانا شاہ رفیع الدین سلمہ اللہ تعالیٰ جلال کما یلیق بجلالہ الحالیین - وہمچو طراز
آستین ولایت خدائی و فلک معرفت دین چہار نکتہ دانی یگانہ عالم عرصہ وقیت رسمی دور بینی شہسوار
مضمار معالی آفرینی کعبہ مجمع خلقت دستگاہ قاضی اللہ رجحان نور صدیقہ ایزد
متعال دولت و اقبال مرجع بزرگان ملت دین ملاذ ی محمد امین الدین در رواح چمن
رواج شریعت و تقویت طریقت طریقت پناہ دانش انتباہ شاہ عبداللہ
تکمیل ہر اشیاء [illegible]

نور الدین بن بزرگوار رواں کے تلامذہ میں آپ نے مختلف علوم کی اکتساب کیا تکمیل علوم
کے آغاز میں جو تقریباً ۲۱ سال کا تھا رہتا آپ نے بلدہ کا سفر کیا اور وہیں بعض احباب کی
فرمائش پر [illegible] کتاب [illegible] لکھی جو اسی سنہ ۱۲۲۱ھ کا
[illegible] تاریخ ہے چند روز کے بعد آپ اپنے مقام میں کامیاب ہو کر قندھار واپس
[illegible] آپ کے فضائل کمال کی شہرت سے [illegible] والی کی نواب امیر نواز جنگ
بہادر نے آپکو روحانی امداد کے معتقد ہو کر ماوات کا اشتیاق ظاہر کیا اور نامہ تحریر کیا
[illegible] آپ نے [illegible] پر [illegible] ہر آپ از ابتدا صاحب کے ساتھ
[illegible] کر [illegible] کے بعد وطن واپس تشریف لے گئے -

آپکا اجازہ نامہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب سے بعیت حاصل تھی اور انہیں سے
آپ نے خلافت کا اجازہ نامہ پایا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد امین الدین صاحب کے
سلسلہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ان کے حسن باطن کے لحاظ سے ابتدا ہی سے
ایک خاص خلوص تھا بعض بزرگوں کے دیکھنے سے جو انشائے جمیع الجواہر میں مرقوم
ہیں ثابت ہے کہ یہ محبت خاص مولانا صاحب موصوف کے تحریک پر ہوئی ہے چنانچہ
اسکے ثبوت میں ایک رقعہ کا اقتباس جو تحف کیا گیا ہے درج ذیل ہے گو بہ لحاظ
دلچسپی اور نہایت دل پذیر مضمون میں ہے مگر طوالت کے لحاظ سے بتمامہا ہم نقل
نہیں کر سکتے - ہو ابذا -

درین حالت عنایت نامہ نامی مشعر بر حزیت گرامی بصحابت برہان اللہ خان بہادر پر
ورود افگندہ معزز گردانیدہ بود کہ اگر بانوار چراغ بیعت و تلقین باطنی منور
شوند بہتر کہ ایشان را در برادری غنیمت میدانم - یقین است کہ این سبب نسبت پیشیر
داخل جنس حیوان بود چون مخاطب بخطاب غنیمت بودن گردید داخل جنس حیوان ناطق
گشت امید آنست کہ چون در تقبیل آستانہ فیض نشانہ اعزاز یافتہ امتیازے یابد البتہ
مجہول تصوری و تصدیقی قدسبوسی از حصول معلومات و معاوات تصوری و تصدیقی
بروجہ صواب حاصل خواہد کرد و آنچہ ارشاد شدہ بود کہ ہر چہ بفقیر رسیدہ حضور نخواند
کرد آری نسبت قطرہ با دریا است یا قطرہ با دریا نخواہند گفت بلکہ قطرہ بشئے آن دریاست رجا
آنست کہ بتوجہات والا نسبت قطرگی علی الدوام بہ نسبت دریا موندد و در حلقہ
حلقہ بگوشان سحری و چشم بندان زمرۂ باطنی کہ مشرقستان تجلیات گوناگون و
شوارق پذیران فیوضات بوقلمونیست بکشش خورشید توجہ معنوی درآرند زیادہ ظلم مبود
اورجب شاہ رضع الدین صاحب نے آپکو مجموعی اوصاف سے متصف پایا اور آپ مین
ہر طرح کی قابلیت دیکھی تو چار دن طریقہ مین تمغہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔
آپکی متعدد تصنیفین موجود ہین مگر وہ چھپ نسکین گر یہی کتابین آپ کے حلقہ تدریس مین
رہتی ہین اور صدہا شاگردون نے انہین کتابون سے فیض پایا۔

قانون کثرت اس مین فارسی عربی متداولہ لغات کے معنی اور مصادر اردو
زبان مین بتلائے گئے ہین جو مبتدیون کے لئے نہایت مفید ہین۔

دیوان کثرت عروض مین آپکو وہ پایہ کمال حاصل تہا کہ آپ ایک بہت بڑے
مستند شاعر مانے گئے اس فن مین اس سے بڑہکر اور کیا شہرت عام کی دلیل ہو سکتی ہے
کہ عوام الناس کی زبانون نے آپکے کثرت تخلص کو کل خاندان ہی سے متعلق کیا
یہہ دیوان اشعار اور غزلیات کا مثیل بہا ذخیرہ اور آپ کے بلاغت و فصاحت کا
ایک نمونہ ہے چند اشعار اخیر مین نمونتاً نقل کئے گئے ہین۔

جمع الجواہر رفعات کثرت یہہ ایک رقعون کا مجموعہ ہے جو متعلقین اور

عزیز و اقارب کے نام لکھے گئے ہین۔

شرح گلستان۔ گلستان کی شرح ہے اپنے فرزند مولوی محمد سالار عبود کے لئے عام فہم مضمون مین نہایت توضیح سے لکھی ہے۔

کثرت نامہ منظوم سکندر نامہ کے بحر مین لکھا گیا ہے جسمین مختلف حکایتین اور قندہار کے راجاؤنکا ہی حال ہے۔

سوانح الرفیع حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے حالات اور انکے ملفوظات کا ایک مختصر مجموعہ ہے۔

فواید سالار یہ بہی منظوم ہے اور عمدہ عمدہ حکایات درج ہین جسکو اپنے فرزند محمد سالار صاحب کے نام سے موسوم کیا ہے۔

فواید کثرت لغات فارسی عربی وہندی وغیرہ کی بطور نصاب کے نظم مین ایک ضخیم کتاب ہے آپنے اپنی زندگی کے (۷۹) مرحلے طے کر کے ۲۲ ربیع الاول ۱۲۶۲ھ کو سفر آخرت اختیار فرمایا یہہ عین اوس شہر آشوب کا وقت تہا جو ہمنت سنگہ نے روہیلون کے ساتہہ قلعہ قندہار پر چڑہائی کی تہی جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین آپکے انتقال کی خبر بہت جلد تمام شہر مین پہیل گئی اور سارا قندہار امنڈ آیا۔ چونکہ روہیلے آپکے زیادہ تر معتقد تہے سبہون نے ملکر اپنے ہاتہہ سے تجہیز و تکفین کو انجام دیا اور قاضی محلہ کی مسجد کے صحن مین دفن کئے گئے۔ آپکی انتقال کی تاریخ آپکے فرزند مولوی محمد سالار صاحب غیور نے نہایت سوز و گداز سے لکہی ہے۔

جامع علم و حلم امین الدین		چون برفت آن جناب از دنیا	
از سر پای در و شد تاریخ		وای رفت آفتاب از دنیا	
۱۲۶۲ھ			

شجرۂ نسب

حضرت کثرت شیخ فاروقی ہین ۳۸ واسطون کے بعد آپکا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ قاضیان خاندان فاروقیہ کے پاس علی التسلسل جو شجرہ

نسبی چلا آتا ہے وہ ہمارے خاندان مین بھی موجود ہے اس شجرہ کی تصحیح مولوی حاجی محمد ہادی صاحب محتسب کے کاغذات سے کر لیگئی مولانا مولوی رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ کے۔ خاندان مین قاضی محمود تک یہی سلسلہ ہے اور محمد انوار آلہ خان بہادر اور قاضی محمد امیر اللہ صاحب کے شجرۂ نسب مین یہی نام درج ہین البتہ جو شجرہ نسب حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کا حضرت تمیم شاہ صاحب کے پاس دیکھا گیا جسکا ذکر ہم نے حضرت سرور محمود قدس سرہٗ کے مادری نسب نامہ مین کیا ہے کسیقدر ناموں کا اختلاف ہے قاضی عظیم الدین صاحب قاضی دہار رہے سنہ ۱۲۱۷ھ سنہ ۱۲۱۲ھ مین شہر سورت و احمد نگر اور برہان پور کی سیاحت کی ہے اور قاضیان خاندان فاروقیہ کا حال لکھا ہے اس کتاب کے بوسیدہ اور پرانے اوراق اخوی حاجی محمد ہادی آلدین صاحب کے کاغذات مین ملے کتاب نہین ہے تاہم اس سے قاضیان خاندان فاروقیہ کی کچھ کچھ کیفیت معلوم ہوئی ناموں کے سلسلہ مین بعض صاحبون کی کیفیت ہی نوٹ کر دیگئی ہے اور اُن پرانے کاغذات کے تلف ہونے سے اس کیفیت کے مفقود ہونے کا بھی اندیشہ ہے اسلئے مین اپنے دونون برخوردارون محمد عبد الرحیم سلمہٗ اور محمد عبد الغفار سلمہٗ کو معلوم کرنے کی غرض سے بعض ناموں کے ساتھ قدیم نوٹ بھی درج کر دیتا ہون، یہہ بھی فائدہ سے خالی نہین ہے کہ اس کیفیت سے خاندان قاضیان کی محتسبی و خطابت قندہار بھی واقف ہو جائینگے

امیر حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ

آپ بہت بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان صحابی گذرے ہین آپکا بارعب اور شان دار نام دنیا پر محیط ہے جو فاروق اعظم کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ دنیا مین ایسا کون ہے جو آپ کے نام سے ناواقف ہو مین صرف سلسلہ کے لحاظ سے کچھ مختصر حالات آپ کے بیان کرون گا کیونکہ آپکے پاک اور بے لوث زندگی کے حالات جتنے دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہین اور آج دنیا پر حاوی ہین اپنی وسعت مین ایسے ہین کہ خود بخود نہ چھوڑے جائین تو از خود تمام ہونیوالے نہین۔ آپ اشراف قریش سے ہین آپکا سلسلہ نسب آٹھوین پشت پر آنحضرت کے سلسلہ نسب سے ملتا ہے۔

مورخین نے آپکے پیدائش کا سنہ تخصیص کے ساتھ نہیں بتلایا بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سال ولادت سے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔ اور بعض انیس برس کا فاصلہ بتلاتے ہیں اور یہی معتبر تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ ۲۷ سال کی عمر میں سنہ نبوی کے چھٹے سال مشرف باسلام ہوئے۔ آپکا زمانہ خلافت جو ترقی و عروج اسلام کا مبارک دور تھا سارے دس برس کے قریب تک رہا بالآخر عین حالت نماز صبح میں مسجد نبوی کے اندر ابو لولو غلام کے ہاتھ سے محرم کی ۲۶ سنہ ۲۳ کو ۶۳ سال کی عمر میں آپنے درجہ شہادت پایا۔ انگریزی مورخ آپ کی عمر پچپن برس اور بعض تر سٹھ سال کی بتلاتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے پہلو میں آپ مدفون ہیں آپکی چار صاحبزادیاں تھیں حفصہ رقیہ۔ فاطمہ۔ زینب۔ اور نو صاحبزادے تھے۔ عبداللہ۔ عبیداللہ۔ عبدالرحمن اکبر۔ عبدالرحمن اوسط۔ عبدالرحمن اصغر۔ زید اکبر۔ زید اصغر۔ عیاض۔ عاصم۔ چونکہ ہم کو خاص عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے تعلق ہے لہذا ہم انہیں سے سلسلہ شروع کرتے ہیں۔

۱ حضرت عبداللہ بن عمر | آپکی کنیت عبدالرحمن ہے مان زینب مظعون تھیں۔ آپ اپنے باپ کے سب بیٹوں میں افضل تھے صغر سنی میں اپنے والد کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے آپ بہت بڑے مدبر اور بااثر شخص تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معتبر راویوں میں آپ شریک ہیں آپکے فضائل میں متعدد حدیثیں وارد ہیں۔ ایام حج میں ایک نیزہ کا پاؤں آپکے پاؤں میں چبھ گیا اور اسی زخم کے زہر آلود اثر سے آپ نے ۷۳ھ کے آغاز میں بمقام مکہ معظمہ انتقال فرمایا اور یہیں مدفون ہوئے۔

۳ شیخ ناصر	۲ شیخ ابراہیم	۱ شیخ اسحاق	ابوالفتح	عبداللہ واعظ اکبر

۵ عبداللہ واعظ اصغر | حضرت کا اور حضرت کے والد کا عبداللہ نام ہونے کی وجہ قدیم کاغذات میں یہ لکھی ہے کہ عبداللہ واعظ اکبر کا جب انتقال ہوا اسوقت عبداللہ واعظ

اصغر شکم مادر مین رہتے بعد تولد ہونے کے باپ کے نام ہی سے مشہور رہوے اور لوگ واعظ اصغر کہنے لگے حضرت حکیم شاہ صاحب پنجابی جو اولاد حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے ہین انکے شجرہ نسب مین شیخ واعظ اکبر اور انکے بیٹے شیخ اصغر اور ان کے فرزند شیخ عبد الله اور ان کے فرزند شیخ مسعود لکھا ہے۔

۹۔ شیخ مسعود | ہم نے فاروقیہ خاندان کے متفرق شجرے دیکھے بعض مین شیخ مسعود کے بیٹے شیخ شامان اور انکے فرزند محمود المعروف ان کے فرزند شیخ نصیر الدین لکھا ہے مگر قاضیونکے خاندان کے شجرہ مین شیخ مسعود کے بیٹے شیخ اسحاق لکھا ہے۔

۱۰۔ شیخ اسحاق | آپکے دو فرزند تھے بڑے فرزند ادہم بلخی اور چھوٹے شہاب الدین فرخ شاہ کابلی حضرت ادہم بلخی کے فرزند شیخ ابراہیم ادہم بلخی تھے جنکا حال مشہور و معروف ہے کہ انہون نے گدائی کو بادشاہت پر ترجیح دی تھی۔

۱۱۔ شیخ شہاب الدین فرخ شاہ کابلی | شہاب الدین فرخ شاہ کابلی کے خاندان مین سات پشت تک شاہی سلسلہ رہا اور تاریخ فرخ شاہی مین اسکا حال لکھا ہے۔

۱۲۔ شیخ یوسف | آپ کے اسم مبارک کے ساتھہ یہہ نوٹ لکھا ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھہ مکہ معظمہ تشریف لیگئے تھے وہان حضرت بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کی بیٹی سے آپ کا عقد ہوا اور آپ نے حضرت شہاب الدین عمر سہروردی سے استفادہ حاصل کیا ہے حضرت شاہ بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کی بیٹی کے بطن سے شیخ محمد سالار جنکا نام شجرہ قاضیان فاروقیہ مین اور شجرہ حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج مین شیخ محمد لکھا ہے تولد ہوے۔

۱۳۔ شیخ محمد	۱۴۔ شیخ احمد	۱۵۔ شیخ شعیب	۱۶۔ شیخ سلیمان

شیخ سلیمان کے دو فرزند تھے حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج قدس سرہ اور بدر الدین

۱۷۔ شیخ بدر الدین	۱۸۔ شیخ مسعود	۱۹۔ شیخ اسحاق	۲۰۔ شیخ صدر جہان

آپ بغداد شریف مین بمقابلہ قوم ہود عین معرکہ جنگ مین شہید ہوئے

۲۱- شیخ شریف جہان	۲۲- محمد شمس الدین	۲۳- محمد نور الدین	۲۴ محمد زین الدین
۲۵- شیخ یوسف	۲۶- شیخ محمد	آپ کی چار فرزند اور دو بیبیان تہین پہلی بی بی سے دو فرزند شیخ ناصر الدین اور شیخ ابراہیم تہے اور دوسری بی بی سے	

شیخ باقر و شیخ عبد اللہ تہے اپنے کنبے کے ساتہہ مکہ شریف مین رہا کرتے تہے ایک سال حج کے لئے شہر زاد دیقعدہ روم آیا ہوا تہا اور عرب کے بہت سے قبایل جمع ہو گئے تہے کسی بات پر ان قبایل مین باہمی فساد برپا ہو گیا اور معرکہ آرائی شروع ہو گئی اور فوج سلطانی بہی ان کے انسداد کے لئے پہونچگئی اس بدامنی کے زمانہ مین آپ اپنے دونون فرزند شیخ ناصر الدین و شیخ ابراہیم کو ساتہہ لیکر جدہ کو پہونچے اتفاقاً جہاز تیار تہا اسپر سوار ہو گئے اور بندر سورت پر اتر گئے۔ دوسرے دو فرزند شیخ باقر و شیخ عبد اللہ کم عمر تہے وہ وہین رہ گئے۔ بندر سورت مین یعقوب خان حبشی منجانب سلطنت عادل شاہی حاکم تہا شیخ محمد اور ان کے بیٹون کے علم و کمال کی شہرت سنکر بلوایا اور ان تینون حضرات کو حافظ قران و عالم و فاضل پاکر اپنے پاس رکہا اور تہوڑے عرصہ کے بعد شیخ ناصر الدین کو منصب قضاءت شہر سورت پر معرر کیا علی عادل شاہ اسوقت بیجاپور کا بادشاہ تہا۔ قاضی عظیم الدین صاحب قاضی دہارور سنہ ۱۲۱۷ھ مین شہر سورت کو گئے تہے اسوقت قاضی قطب الدین قاضی شہر سورت جو اولاد شیخ ناصر الدین سے ہین سورت مین موجود تہے عظیم الدین صاحب قاضی دہارور سے ملاقات ہوئی اور کچہہ عرصہ تک قاضی صاحب کے مہمان رہے اور شجرہ نسب کی تصدیق ہوئی۔

ف شیخ محمد اور اُن کے دوسرے فرزند شیخ ابراہیم شہر سورت سے احمد نگر تشریف لائے اور حسین نظام شاہ بحری بادشاہ احمد نگر کے دربار مین دونون باپ بیٹے نے باریابی حاصل کی اس عرصہ مین قاضی مرزا محمد بیگ قاضی احمد نگر کا انتقال ہو گیا تو خدمت قضاءت احمد نگر پر شیخ محمد صاحب کا انتخاب ہوا۔

ف شیخ محمد کے چہوٹے بیٹے شیخ ابراہیم کچہہ دنون تک احمد نگر مین باپ کے پاس رہے پہر انکا تقرر خدمت قضاءت برہان پور پر ہوا اور وہین انتقال فرمایا عظیم الدین صاحب

قاضی دہار ور شہر سورت کی سیاحت کے وقت ۱۲۱۷ھ میں برہان پور بھی گئے تھے۔
شیخ ابراہیم کی اولاد میں قاضی سراج الدین صاحب قاضی برہان پور رہتے قاضی عظیم الدین صاحب سے ملاقات ہوئی اور شجرۂ نسب کی تصدیق ہوئی۔

ف مرزا محمد بیگ مرحوم قاضی احمد نگر کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی صرف لڑکیاں تھیں۔ ان میں سے ایک لڑکی کا عقد قاضی شیخ محمد سے ہوا اس لڑکی کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا جنکا نام شیخ احمد تھا اور شیخ احمد کر میر مراد علی خان صدر کی لڑکی منسوب ہوئی اور یہہ دولت اور زر و مال سے مالا مال ہو گئے اس اثنا میں جب اہل سنت جماعت اور فرقہ امامیہ میں فساد عظیم برپا ہوا اور خوب معرکہ آرائی ہوئی تو اسی ہنگامہ میں شیخ محمد شہید ہوئے انکی قبر احمد نگر کے امام باڑے میں ہے شیخ محمد کے انتقال کے بعد شیخ احمد خدمت قضا رت احمد نگر پر مقرر ہوئے ۱۲۱۸ھ میں عظیم الدین صاحب قاضی دہار و احمد نگر گئے تھے اسوقت قاضی شیخ احمد اولاد میں قاضی قمر الدین صاحب قضارت احمد نگر پر مقرر تھے عظیم الدین صاحب قاضی دہار ور سے ملاقات ہوئی اور شجرہ نسب کی تصدیق ہوئی۔

۲۷۔ قاضی شیخ احمد | انکی دو بی بیاں تھیں پہلی بی بی امیر مراد علیخان صدر کی بیٹی تھی اسکے بطن سے قاضی عبد الرحمان قاضی پالتور کی بیٹی فاطمہ بی بی سے انکی شادی ہوئی انکے بطن سے جو اولاد ہوئی وہ پالتور کے قاضی ہوئے۔

۲۸ قاضی محمود | ۲۹۔ قاضی کبیر | ۳۰ قاضی محمد

انکے چار فرزند (۱) قاضی یوسف قاضی باہتری (۲) عبد الرحمن قاضی قندہار اور باڑ باڑ (۳) قاضی کبیر قاضی بسمت نگر (۴) قاضی محمد قاضی قلعہ دہار ور رنجنی۔

ف ۱ قاضی یوسف صاحب باہتری کی بیٹی محمد اسمٰعیل ہے انکے بعد کا سلسلہ قاضیان باہتری کے پاس ہوگا اب ہم کو اس کے بتلانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

ف ۲ قاضی عبد الرحمن قاضی قندہار ہم انہیں کی اولاد میں ہیں اور ہم انہیں کا سلسلہ آگے بتلائے گے

ف ۳ قاضی کبیر قاضی بسمت ہتے انکے دو فرزند ایک قاضی محمود دوسرے قاضی تاج جنکا لقب قاضی القضاۃ قاضی لشکر فیروزی تھا قاضی محمود کے تین فرزند (۱) غلام مصطفےٰ قاضی اونڈہ (۲) قاضی علی قاضی کملنوری دو اڑ ہوند و منٹھہ (۳) قاضی کبیر قاضی اضیٹہ و محلب بسمت نگر بہر حال قدیم کاغذات کی معائنہ سے

لہ بعضے قلمبوری اور بعضے کلہ نوری کہتے ہیں ۱۲

یہ معلوم ہوا کہ قاضی محمود بن قاضی کبیر کے اولاد امین قضارت ونڈیا کلمنوری ہوا ڑ ہونہ ونہٹہ واقعہ بسمت نگر و قضارت نظام آباد اجندہ ہے۔

قاضی تاج کے تین فرزند (۱) قاضی ابراہیم (۲) قاضی ملک (۳) قاضی حسن قاضی ابراہیم کی اولاد امین قضارت بسمت نگر و ناندیڑ و ہنگولی قاضی ملک کی اولاد امین قضارت پالم پرپنی و پھوکر و نرسی و رامگیر و احتساب پالم و خطابت بسمت نگر قاضی حسن کی اولاد امین نظامت اوندہ ہے خدا اور حبیب خدا کی فضل سے ان سب قاضی صاحبوں کی اولاد موجود اور اپنے اپنے وطن اور معاش پر قایم ہے اللہ تعالیٰ آیندہ بھی انکی اولاد کا سلسلہ تا قیامت قایم رکھے۔ اب میں ان قاضی صاحبوں کی اولاد سے معافی چاہتا ہوں کہ اس کیفیت میں اگر کوئی بات مشتبہ اور غیر صحیح معلوم ہو تو اسکی تصحیح فرمالیں کیونکہ قدیم کاغذات سے یہ مضمون منتخب کیا گیا ہے اور سب الغامداروں سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ ہر الغامدار اپنے اپنے کاغذات کی کس قدر حفاظت کرتا ہے خواہ وہ ناکارہ ہی کیوں نہ ہو مگر وہ کبھی دوسرے الغامدار کو نہیں دکھلائیگا پس خیال فرمانیکی بات ہے کہ کسقدر دقت سے یہ واقعات فراہم ہوئے ہونگے

۳۱- قاضی عبدالرحمن بن قاضی محمود ان کے وقت کے اسناد بالکل بوسیدہ اور خراب ہوگئے صرف انہا معلوم ہوتا ہے کہ نظام شاہی اور ملک عنبر کے عہد کے کاغذات ہونگے

۳۲- قاضی ولی بعد شاہ جہان شہنشاہ ولی ۱۰۶۴ھ میں منصب قضارت و جاگیر موضع ہڈولی سے سرفراز ہوئے اسوقت شاہ محمد قلعدار قندہار تھے

۳۳- قاضی صدیق انکے وقت کے اسناد ہم کو نہیں ملے اس لئے معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس سنہ میں یہ مسند قضارت پر جلوہ گر ہوئے مگر اسمیں شک نہیں کہ یہ قاضی ضرور تھے اور مولانا حاجی بہاوالدین صاحب کے پاس جو متفرق کاغذات ہیں اسپر بے نظام ملک عنبر عادل شاہ خان دوران و روہی خان رشید خان و اہتمام خانی دستخطین معلوم ہوتی ہیں مگر سنہ کا پتا نہیں چلتا۔ قاضی صدیق کے دو فرزند ایک قاضی ولی محمد اور دوسرے قاضی خیرالدین یہ دونوں بھائی بموجب فرمان والا شان شہنشاہ ولی مرقوم ۲۱ رمضان سنہ ۱۴ جلوس مطابق سنہ ۱۰۷۹ھ منصب قضارت و احتساب سے سرفراز ہوئے اور علیحدہ قاضی خیرالدین کے نام فرمان خدمت قضارت و خطابت وغیرہ پرگنہ سارٹ بارٹ سنہ ۱۰۷۳ھ میں عطا ہوا اس کے متعلق پروانہ شفیع خان مورخہ ۱۶ جمادی الاول سنہ ۱۴ جلوس بھی ملا ہے قضارت قندہار کا کام قاضی ولی محمد انجام دیتے تھے اور قضارت

ساڑھے بارہ سو اعتساب قندہار کی خدمت قاضی محمد خیر الدین سے متعلق تھی قاضی ولی محمد کے دو بیٹے تھے ایک قاضی محمد سالار اور دوسرے محمد امان اللہ۔

۴ قاضی خیر الدین | انکو پانچ فرزند ہوئے (۱) قاضی محمد امین الدین (۲) قاضی بدیع الدین۔ (۳) قاضی محمد قمر الدین (۴) نصیر الدین (۵) نجم الدین۔

قاضی محمد خیر الدین صاحب کے انتقال کے بعد محمد امین الدین قاضی اور محمد قمر الدین خطیب بموجب اسناد بمہر عنایت اللہ صدر مورخہ ۲۲ رمضان سنہ ۲۵ جلوس و پروانہ قلیچ خان مورخہ غرہ رجب سنہ ۲۵ جلوس قضارت ساڑھا بارہ عثمان نگر پر قابض رہے چنانچہ اب تک انکی اولاد عثمان نگر میں موجود اور اپنے آبائی معاش پر قابض ہے خدمت قضارت اور احتساب قندہار قاضی خیر الدین کے انتقال کے بعد قاضی ولی محمد اور قاضی بدیع الدین قاضی خیر الدین کے دوسرے بیٹے کے نام پر بالاشتراک حسب پروانہ نواب قلیچ خان بہادر سنہ ۲۵ جلوس مقرر ہوئی جب قاضی ولی محمد کا انتقال ہوا تو پھر دوسری سند بالاشتراک قاضی ولی محمد کے بیٹے قاضی محمد سالار اور قاضی بدیع الدین کے نام پر ہوئی اور اسکے متعلق پروانہ محمد معالی کا سنہ ۳۱ جلوس میں ملا جب قاضی بدیع الدین نے رحلت فرمائی تو بدیع الدین کے بھائی قاضی قمر الدین اور قاضی محمد سالار کے نام بالاشتراک خدمت قضارت اور احتساب کی سند اور پروانہ ملا اور بموجب صلح نامہ قاضی ولی محمد اور قاضی خیر الدین کی اولاد معاش پر قابض و متصرف رہے۔

قاضی محمد سالار اور محمد امان اللہ کی اولاد نہ تھی صرف قاضی سالار کی ایک لڑکی روشن بی بی صاحبہ تھیں جو محمد سراج الدین فرزند قاضی محمد تاج الدین قاضی بہو کر سے منسوب ہوئیں ان ایام میں سیورام دیسکھ کی اشتعالک سے جگیٹا ڈاکو نے قندہار پر حملہ کیا تھا اور اولاد قاضی خیر الدین کی خانہ برباد ہو گئی تھی اور اس خاندان کے بعضے بقیۃ السیف سخت پریشانی میں مبتلا تھے اور سند قضارت بجز سفر دہلی حاصل ہونی ممکن نہ تھی سوائے اسکے کل قدیم اسناد اور فرامین قاضی محمد سالار کی بی بی کے پاس رہتے انہوں نے اپنے داماد کے تفویض کر دئے اور ایسے نازک وقت میں قضارت قندہار پر دوسرے کسی غیر شخص کے قابض ہو جانے کا شاید خیال ہو گا اسلئے مصلحت وقت کے لحاظ سے محمد سراج الدین داماد قاضی محمد سالار نے اپنے نام قضارت اور خطابت قندہار کی

سند حاصل کرلی اور قضاوت اور خطابت قندہار پر قابض ہوگئے قاضی سراج الدین کو علاوہ تقسیم معاش جدی قضاوت و احتساب بالمرہ خطابت بسمت گذر و قضاوت ہوکر و نرسی کے علاوہ خاص انکے نام پر سند امتیاب نرسی ہی ہمارے قدیم ماخذات اور بزرگون کے بیانات سے جو کیفیت ہمکو مل گئی ہے ہم نے اکھدیا ہے مگر ہمارے اہل برادری جو قاضی سراج الدین صاحب کی اولاد مین ہین بعض اشخاص یہ بیان کرتے ہین کہ قاضی مذکور سالار کے ایجنگیشاڈا کو کے حملہ کیوجہ سے خاندان قضاوت قندہار پریشانی مین مبتلا ہوا اور قضا کا کام رکسا جو اتہا اسلئے قاضی خلیل کا قضاوت قندہار پر تقرر ہوا قاضی تاج الدین قاضی ہوکر قاضی خلیل کے تغیر کے بعد خدمت قضاوت قندہار پر سرفراز ہوئے منصب قضاوت وخطابت کے ساتھ پنج ہزاری جاگیر بھی ملی انکے بعد انکے فرزند قاضی سراج الدین قندہار کے قاضی ہوئے قاضی خلیل کے قضاوت کے معزول کوئی کاغذ ہمارے نظر سے نہین گذرا اگر یہ بات تسلیم کرلیجائے کہ قاضی تاج الدین کو خدمت قضاوت قندہار سے سرفراز ہوئی تو اسکے ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر تاج الدین قاضی قندہار کے ہوئے تو پھر انکی قضاوت اور خطابت کے معاش سے انکی کل اولاد حصہ پاتی کیونکہ ان کے پانچ بیٹے تھے (۱) قاضی سیف الدین احمد (۲) سید الدین ان دونون کی اولاد نہین ہے (۳) قاضی شمس الدین (۴) قاضی سراج الدین (۵) قاضی ضیاء الدین۔ ان تینون کی اولاد کا حصہ معاش قضاوت قندہار مین ہونا لازمی امر تھا اسلئے ہمارے بیان کی یہ بڑی دلیل ہے کہ قاضی سراج الدین کے نام قضاوت کی سند ملی اور انکی اولاد قضاوت قندہار کے معاش پر قابض ہے ہمین اسمین کوئی بحث نہین ہے کہ قاضی تاج الدین قاضی قندہار رہے یا قاضی سراج الدین ہمکو منتقلی خدمت قضاوت کا واقعہ اپنی اولاد کو بتلانا مقصود تھا کہ قاضی محمد سالار کے بعد قضاوت قندہار قاضی عبد الرحمن کے خاندان سے انکے بھائی قاضی کبیر ثانی کے اولاد مین منتقل ہوگئی اسلئے ہم نے اسکا ذکر کیا ہے اب ہم قاضی سراج الدین کا تھوڑا سا تذکرہ لکھدیتے ہین کیونکہ ہم نے قاضی سراج الدین ثانی کو ضیاء الدین محتسب قندہار کا نواسا بیان کیا ہے اسلئے ہم کو اسکی نسبت اور صراحت کردینی ضرور ہے قاضی سراج الدین کو قاضی سالار کی لڑکی کے بطن سے دو بیٹے ہوئے (۱) برہان الدین (۲) محمد امان اللہ۔ قاضی برہان الدین کے نام قضاوت قندہار اور محمد امان اللہ کے نام خطابت قندہار مقرر ہوئی۔ محمد امان اللہ کو قاضی بہلڈے قاضی نزیل کی لڑکی سکینہ بی بی سے جو تین جگہ کا واقعہ ہم نے تاریخ

ہین بیان کر دیا ہے اس لئے قضا رت شریف قاضی امان اللہ کو ملی مگر انہیں کوئی اولاد نہیں ہوئی قاضی برہان الدین سے جن الدین عرف فیض الدین صاحب قندہار کی لڑکی منسوب تھی جن سے بدر الدین پیدا ہوئے بدر الدین کے بیٹے قاضی محمد سراج الدین ثانی ہوئے جنکے وفات کے ذکر مین انکی اولاد کا تذکرہ بھی لکھدیا گیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ (۱۸۱)

۳۵ قاضی قمر الدین | آپ نے بموجب صلح نامہ قاضی ولی محمد و قاضی خیر الدین با بتہ خدمت محتسبی و نرخ نویسی علیلی پروانہ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر مورخہ ۲۹ محرم سنہ جلوس عہد خلد مکان و علی امان خان و عبد الرحمن و کفایت خان دیوان عظام و شیخ عنایت اللہ صدر اپنے نام حاصل فرمایا اور سند خطابت پرگنہ ساڑ باڑ کی بھی حاصل کی ان کے دو فرزند ایک محمد معین الدین عرف محمد فیض الدین دوسرے محمد نظیر الدین محمد نظیر الدین صاحب کے اولاد تھی مگر اب کوئی باقی نہین ہے۔

۳۶ محمد معین الدین | عرف محمد فیض الدین انکے نام کی سند بن خدمت محتسبی و نرخ نویسی مہر شیخ عنایت اللہ صدر و عبد المجید صدر و شفیع خان و صدارت خان و عبد العظیم خان دیوان ملی ہین جسکی تاریخ ۲۷ جمادی الاول سنہ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۳۶ھ اور علی امان صدر فوج فیروزی کی تحریر مورخہ ۵ رجب سنہ ۱۵ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۴۵ھ ہے اور یحیی خان دیوان صوبہ کی تحریر مورخہ ۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۹ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۴۶ھ ہے اور راجہ گوپال سنگھ جاگیر دار قندہار کی بھی تحریر ہے آپکے ایک فرزند محمد فاضل تھے۔

۳۷ محمد فاضل | آپ کے نام اسناد پروانے محمد عظمت اللہ صدر مورخہ ۲۲ شوال سنہ ۱۲۰۲ھ و محمد جمیل صدر مورخہ ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۱۵۹ھ و راجہ اجی چند جاگیر دار مورخہ ۱۶ ذیحجہ سنہ ۱۱۶۱ھ و کریم الدین صدر صوبہ سے مرقوم ۲۵ شوال سنہ ۱۱۶۹ھ حاصل ہوئے تھے آپکا انتقال حیدر آباد مین ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۴ھ مین ہوا اکمل شاہ کے تکیہ مین پرانے پل کے قریب دفن کئے گئے آپ کے دو فرزند ایک محمد خیر الدین اور دوسرے محمد امین الدین کثرت تھے

بعد انتقال محمد فاضل کے محمد خیر الدین کے نام پروانہ بمہر دیوان صمصام الملک صمصام الدولہ میر عبد الحی خان صمصام جنگ بہادر مرقوم ۱۷ ذیحجہ سنہ ۱۲ جلوس مطابق سنہ ۱۱۹۴ھ و سند محمد جعفر بارہا

صدر فوج فیروزی مورخہ ۷ شوال ۱۱۹۳ھ و کریم الدین صدر مورخہ غرہ جمادی الاول ۱۲۰۱ھ خدمت احتساب و نرخ نویسی کی حاصل ہوئی آپ کی وفات کا ذکر لکھدیا گیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ (۱۴۹) آپ کے فرزند محمد رحیم الدین ہتے جنکے انتقال کا ذکر صفحہ (۱۸۵) مین لکھا گیا ہے۔

محمد رحیم الدین محتسب کے فرزند حاجی محمد بہا والدین محتسب قندہار رہین۔

۳۸۔ محمد امین الدین کثرت | آپ کے فرزند محمد سالار غیور جو جید مولوی اور بڑے عالم و فاضل ہتے اور شعر بہی کہا کرتے تہے جنکا انتقال ۸ محرم ۱۲۱۷ھ مین ہوا قاضی محلہ کی مسجد مین اپنے والدین کی پہلو مین دفن ہوئے آپکے تین فرزند تہے (۱) محمد امین الدین (۲) محمد قمر الدین (۳) شمس الدین المعروف محمد امیر حمزہ مولف تاریخ قندہار و کرن۔

مولوی محمد امین الدین کثرت کے اشعار

عرق چہرہ در آمد چو یار در گلشن
حقیقت گل و شبنم پدید شد بچمن

چو شمع سوختن آغاز کرد روشن شد
بسوز در رہ عشقش کہ تا شوی روشن

بکثرتست خیال محبت ذاتش
چنان غریق کہ شد بیخبر ز نو و کہن

وله

صبا بیار پیام وصال جانانم
گل نشاط بیفشان درون دامانم

ز ہجر یار ز پس پارہ پارہ گشت دلم
بر نگ دامن گل چاک شد گریبانم

بسان برق سراپا طپش بخود دارم
بر نگ آئینہ در عکس خویش حیرانم

بکثرت غم عشقش دلم تر و تازہ
بباغ شوق دمیدست بسکہ ریحانم

وله

شوخئ یار شوخم حیران نمود مارا
در ہای اضطرابی بر دل کشود مارا

روزی ہر انچہ باشد در قسمتم در آید
فکر حصول آن را در دل فرود مارا

رنگ وفا نماندہ بر چہرۂ زمانہ
شوق وصال یارم از مار بر بپارا

یارم نمی کشاید چشمے بحال کثرت
در عشق جور کیشان ای دل چہ سود مارا

وله

بہ بوسہ لعل ما نفزایش روان تازہ رسید ما را
ہوائے دامان و لربایش بدام زلفش کشید ما را

کدام قاتل فسکار افگن خیال عزم شکار دارد
کہ خار تیر جگر نگاہش بہ پہلوی دل خلید ما را

تبسم لعل آن شکر لب بہ رنگ گلہای تازہ دہا
برشحہ اب بقای خود ہا چہ روح تازہ دمید ما را

گل جمالش چو گل بخندہ بکثرت حسن در چمن ہا
بہ رنگ یوسف بیک کرشمہ ہمان بشمار خرید ما را

وله

منعم بمال مست و گدائے بحال مست
ہر سا زنغمہ دارد و ہر نغمہ سازہا

دارم نوائے عشق بساز خیال خویش
آرام دل بود دل ما را بنازہا

وله

چشم باطن بین کشاید پردہائے ظلمت
سینہ کے چون صاف گردد حرف روشن در شود

عمر ضائع گشت در تحصیل نقد مال و زر
چوب تر در آتش آید باد خاکستر شود

کبر را باشد ثمر از سر فتادن بر زمین
از کمال کثرت پیدار مردم خر شود

وله

دمے کہ نالہ ز بزم آسمان سپر گردد
بسوز در دروغم سقر سمندر گردد

ز بسکہ شہرہ اخلاق گشتہ در خلق
باشتیاق جمالت وطن سفر گردد

ہر انکہ نقد دل خویش داد در غفلت
تمام سود دو عالم بدو ضرر گردد

بیا بنوش شراب محبتش ہر دم
بکام جان دو دل عاشقان شکر گردد

درخت خشک تر و تازہ پر ثمر گردد
بکثرت یک نگہ لطف ابر گوہر بار

عرضداشت قلعہ قندہار پیشگاہ حضور

حادثات چمن عالم فانی سے کھلا کچھ بھی جز و بہہ خرابی مری تعمیر نہین

مین اپنی حالت ابتر کا فسانۂ غم زبان حال سے میری موجودہ حالت کی سیر کرنے والے عہدہ دار حضور صاحبجناب اول تعلقدار صاحب اور جناب دوم تعلقدار صاحب و نیز عہدہ داران مقامی تعلقہ قندہار سے عرض کیا کرتا ہون اور مرزا نوشہ حضرت غالب کا یہہ شعر

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

بھی انہین اشارون کنایون مین سنایا کرتا ہون جسکا اتنا اثر تو ضرور ہوتا ہے کہ میری واجب الرحم حالت پر عہدہ دارون کو رحم بھی آجاتا ہے اور میرے آباد کرنے اور محکمہ دوم تعلقداری مستقر دیگلور کو اور تحصیل کچہری اور امین کچہری قصبہ مکھیڑ کو میرے ویران مکانون مین منتقل کرکے اسکے آباد کرنے اور میرے شکستہ اعضاؤن کے معالجہ کرنے ہر ایک عہدہ دار کو جوش اور ولولہ ہوا کرتا ہے مگر میری بدقسمتی سے بہرہ جوش ایکدم سرد ہو جاتا ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ میرے پچھلے واقعات اور میری عظمت و شان سے بہت کم لوگ واقف ہین اسلئے میری التجا پر کسی کی توجہ مبذول نہین ہوتی مگر بقول مومن خان مرحوم۔

بیصرفہ کوششون کا مری کچھ تو ہو حصول محنت کسیکی آجتلک رائگان نہین

اندلون خدا کے فضل سے قندہار کی خاک سے ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے مختصر سے میرے پچھلے واقعات ایسے واضح طور پر بیان کئے جس سے میرے اگلے اوج و رفعت

اور شان و شوکت کا سمان، ہر شناسا اور نا شناسا کی نظرون مین پھر گیا اور یہہ معلوم ہو گیا کہ مین کون تہا اور کیا تہا اور گذشتہ زمانہ مین میری کسقدر توقیر و قدر ہوتی تہی جب سے کہ مین نے خالصہ ہونیکی عزت پائی ہے خلاف امید ترقی معکوس ہو رہی ہے۔

کمند گردون کے موقوف ہو جانے سے مرے جسم پر بڑے بڑے درخت کہڑے ہوکے ہدایت بیرحمی سے اپنے پیر جما جما کر میرے خستہ و شکستہ اعضا کو توڑ مروڑ رہے ہین۔ اگر انکی اسیطرح روئیدگی مین ترقی ہوتی رہی تو ان کے جڑ مین میری ہڈیون کو اکہیڑ دینگی آخر کو میرے ہی نقلات بدن مجھے بیکار کر کے رہینگے عہدہ داران ضلع و تعلقہ کو مجھ سے اکثر ملنے کا اتفاق ہوتا ہے اور وہ اپنے قیام منصب لازم سے میرے اجڑے مکانون کی رونق بڑہاتے ہین آن پوشیدہ نہین ہے کہ مین ولی ایسا پیر کہن سال از کار رفتہ نہین ہون بلکہ جوان ہون اگر جوان نہین تو ادہیڑ ہی ضرور کہا سکتا ہون اگر تہوڑی سی توجہ مجھ پر ہو جاوے تو ایک زمانہ تک مین اسیطرح کر بستہ مستعدی کے ساتہہ ادای خدمت اور اطاعت کے لئے موجود ہون دوسرے قلعون سے طرح میری حالت بیکار نہین ہوئی ہے مین سرکار سے تہوڑی مدد چاہتا ہون ایسی فاتر العقل حالت مین زیادہ اخراجات کا بار سرکار پر ڈالنا نہین چاہتا میرا معروضہ صرف اتنا ہے۔

"جو کمند گرمیری دیوار ون کے درختون کو کہا گئے اور گہاس نکالنے اور بنانے"
"دروازہ ہر رہنے کے لئے مقرر رہتے وہ مقرر کر دئے جائین اور میرے چھوڑ"
"مکانون کی جسمین اکثر بچتہ لہا وغیرہ ہین ترمیم کر کے کچہری تحصیل اور تہانہ"
"اور دفتر مدم تعلقداری یہان مقرر کر دیا جائے۔"

سرکار کی اس امداد سے مجہکو شب و روز کی تنہائی کی پریشانی سے نجات ملیگی اور میرے ویران مکان آباد ہو جائینگے اور قصبہ کی آبادی مین بہی ترقی ہو جائیگی اصل یہہ ہے کہ مین بہت ان ونکی صحبت کا خوگر رہا ہون اس لئے اب تنہائی سے دل بہت گہبراتا ہے۔

اب مین انصاف پرور دریا دل گستر حاکم ضلع سے یہہ عرض کرنیکا تمنا چاہتا ہون کہ میرے بہائی نانہ یڑہ صاحب کو آپ نے اپنی خاص توجہ سے روشن بخشی اور انکے رہنے دینے کی

اسکی آبادی بڑھائی تو کیا ہم اس رعایت کا مستحق نہیں ہیں کیا میں آپکا اتحت نہیں ہوں
آپ صرف نانڈیڑ کے حاکم نہیں ہیں بلکہ صوبہ نانڈیڑ کے حاکم ہیں اور میں بھی اسی صوبہ کا ہوں آپ
تعلقہ ہوں آپ اور جناب صوبہ دار صاحب صوبہ ارنگ آباد و حکام ان ذی اقتدار جملہ ذی
سرکار جبکہ لفظ تعلقہ سے فرماتے ہیں کہ ہمنے مستقر تعلقہ نہیں قرار دیتے کیا میں برخوردار
مکھیڑ اور برادر عزیز ارجمان جہان نگر سے آبادی اور شان و شوکت اور وضعداری میں کم
ہوں کس بات میں میرا ان کا مقابلہ ہے جو نسبت کا دعوے کر سکتے ہیں شاید ساہوکاروں کی
نام سے نکو فخر ہوگا مگر دامن میں میرے یہاں کے ساہوکار اپنی پونجی چھپائے ہوئے موجود
ہیں اور وہ اپنے جان مال کی حفاظت کے لئے یہاں رہنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ
یہاں تو ایک رسالہ ہے اتنی بڑی آبادی کے جان و مال کی نصف جوں کو توالی کیا حفاظت
کر سکیگی ساہوکاروں کا قیام عہدہ داروں اور اہل کچہری اور جوج کے قیام پر منحصر ہے اگر کچہری
تحصیل اور اپیلی کچہریاں منتقل ہو جائے تو پھر ملاحظہ فرمائیے کہ کتنے ساہوکار یہاں جمع
ہو جائے ہیں اور یہ بازار جیسا کچھ ترقی ہو سکتی ہے اور تالاب کے پشتے کے نیچے گرنیان
قیام ہو جائیں اور مسافر یہاں کے چلنے کے لئے بیٹھے ہوا ہو جاتے ہیں متعلقہ ارضات
سابق مرحوم مولوی جناب احمد حسین صاحب کے عہد حکومت میں نانڈیڑ سے یہاں تک
پختہ سڑک تیار ہو گئی ہے اور صدہا روپیہ صرف ہو گیا رستہ کے دونوں جانب سے
مٹی کھود کھود کے بیچ میں ڈالدی گئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کام نامکمل رہا اور یہی راستہ خراب ہو گیا
میرے نام اور میری آبادی کا کچھ بھی لحاظ نہیں ہے اور میرے لینے والوں کے جان و مال و داد
رسی کی تکمیل پیش ہے جو ذی وقار حکام کے ہاتھ میں پڑیگی ہے میں اپنی کس پرس حالات کی تفصیل
عرض کرتا ہوں میرے گذشتہ اقتدار کے سننے سے آپکو معلوم ہو گیا ہے کہ جب سے میرا وجود
یہاں قائم ہوا شریک خالصہ ہونے تک کوئی نہ کوئی جمعیت میری حفاظت کے لئے میرے پاس
رہا کرتا تھا اور میں ہی اسکی حفاظت کیا کرتا تھا مسلمان قلعہ اور اہل اسلام اہلکار کس شان
و شوکت اور جلو کے ساتھ یہاں سے نکلکر عیدگاہ کے جانب تشریف فرما ہوتے تھے کوئی
بازار ایک بڑا وسیع راستہ تالاب کے پشتے کے نیچے سے ہر باغ و مخدوم باغ اور غلام دیگیر

کے باغ کے روبرو سے ہوتا ہوا گذرتا ہتا اتنا وسیع اور قدیم رستہ خالصہ ہوتی ہی بند کرکے شریک زراعت کرلیا گیا مین ہزار سر پٹا کیا مگر کسی نے بمصداق۔

کون سنتا ہے فغانِ درویش قہر درویش بجانِ درویش۔

اعتنا نہ کی اور کوئی پرسان حال نہ ہوا اب خیال فرمائے کس مصیبت کا سامنا ہے کہ اگر غلام دستگیر صاحب کے باغ سے گاڑی نانڈیڑ کے جانب روانہ ہو تو اسکو کمانی دروازہ سے گذر کر بہادر پورہ سے ہوتے ہوئے خندق کے پاس سے کوٹ بازار آنا پڑتا ہے۔ دوسری مصیبت یہہ ہے کہ اکثر حصہ آبادی کے ویران مقامات پر خصوص تالاب کے پشتے دارنگ پورہ وفتح برج کے جانب اور مختلف مقامون پر خاردار چیل سینڈ[1] نے ایسا غلبہ کیا ہے کہ دن دہاڑے اسطرف کے رستہ نے راہرون کو خوف ولا دلا کر گانون کو بدرونق اور ہیبت ناک بنا دیا ہے آپکو غالبًا یہہ نہ معلوم ہوگا کہ مجھکو قدیم لوگون نے رنک کشمیر کیون خطاب عطا فرمایا تھا مین اسکا سبب بیان کرتا ہون کہ مرے اطراف مین بہت سے تالاب تھے اور ان کے بدولت مری سرزمین نہایت سرسبز رہتی تھی اور اقسام اقسام کے میوے یہان پیدا ہوتے اور وہان کی پیداوار خوب ہتی یہی تو سبب ہے کہ مجھکو ہمیشہ صوبہ دار تلنگ کے ماتحت رہنا پڑا تاہتا باوجودیکہ میرے بسنے والے اکثر مرہٹی بات کرتے ہین۔

میرے محسن اور عنایت فرما مولف صاحب تاریخ قندہار دکن نے صرف انہین تالابون کے نام بتلائے ہین جنکا ذکر رپورٹ بندوبست مین ہوا ہے ایک تو میرے خاص قصبہ کا بڑا تالاب دوسرا لال نگر کا تالاب تیسرا بریدشاہی تالاب جسکو ہزاری کا تالاب کہتے ہین چوتھا مکمل تالاب۔ پانچوان برخوردار نوزنظر موضع پانگرہ کا تالاب چھٹا برخوردار لخت جگر موضع کروڑی کا تالاب ان تالابون کا حال ہی مجمل لکھدیا ہے قصبہ کے بڑے تالاب کی مٹی خراب ہو رہی ہے اور موسم بارش مین زراعتون کی مٹی تالاب مین آکر اسکی گہرائی جاتی رہی اور مٹی سے تالاب بھر گیا زیادہ پانی اس مین سما نہین سکتا اسکے انسداد کے لئے قدیم حکامون نے اس تالاب کے اوپر کے حصہ کی زمین بلا کاشت رکھہ چھوڑی تھی لیکن بندہ حرص لالچی راجہ جی سنگہ نے اس تالاب کی

[1] جسکو اہل ہند تھور کہتے ہین ۱۲

دو میل کے ناصلہ پر اپنے سعادتمند بیٹے گلاب سنگھ کے نام پر گلاب باڑی بسائی اور اس قطعہ زمین مین کاشت شروع ہوگئی اور تالاب مین تھوڑی تھوڑی باریک مٹی آنے لگی جب سندھیون کی عملداری شروع ہوئی تو امام بخش صاحب نایب نے تالاب کے اوپر کی جانب امام باڑی بسائی اور تالاب کے باقی نالہ کے اطراف ہل چلنے لگا اور بہت سی مٹی تالاب مین آگئی چلی مگر سندھیون نے موجودہ آمدنی کا خیال کرکے آیندہ تالاب کے مضرت کا خیال نکیا چنانچہ ان سندھیون نے تالاب کا بگاڑنا تو ایکطرف یہ سے قدیم نام کو بھی بگاڑ دیا تھا۔ معزز مسلمانون نے اپنی لیاقت اور فصاحت پسندی سے مجھے کندھار سے قندھار بنایا تھا مگر ان سندھیون نے پھر مجھے اسی قدیم لقب سے یاد فرمایا جتنے ولایتی سندھی تھے سب مجھے بجائے قندھار کے کندار پکارا کرتے تھے اگرچہ مجھے غصہ آتا تھا اور جی ہی کڑھتا تھا مگر انکے حرکات پر ہنسی بھی آجاتی تھی اس تالاب کا کیچڑ تو اب کون نکال سکتا ہے اگر اسکے دہانون کی بھی مرمت ہوجائے اور بارش کے ایام مین جو پانی بسی گا۔ تالاب مین جاتا ہے اسکو روکدیا جائے تو بہ غنیمت ہے کیونکہ آبادی مین سے اور شہر کی راستون وگلیون سے جو پانی بہکر تالاب مین جاتا ہے وہ غلیظ ہوتا ہے بہت سے مکانات تالاب کے کنارے پر ہین ان کے بدرو جو تالاب کے جانب ہین انکا روکنا ضرور ہے اور اسکا انسداد عہدہ داران صفائی کے توجہ پر منحصر ہے۔

ہین تالاب منیار بندی کے اسطرف موجود ہین ایک چچالہ کا تالاب دوسرا ڈھوالہ کا تالاب ان کے پشتے پختہ سنگ بست ہین مگر بند ٹوٹ گئے ہین ڈھوالہ کے تالاب کے اوپر کچہ کل تالاب ہے گو اسکا پشتہ سنگ بست نہین مگر مٹی اور پتھر سے مضبوط بنا ہوا ہے اور ایک تالاب لال باڑی کے اوپر کے جانب رمنہ کے پاس ہے اسکا پشتہ بھی مٹی و پتھر سے بنا ہوا ہے دو چھوٹے تالاب لال نگر کے تالاب کے اوپر ہی ہین یہ سب کے سب بے مرمت ہین ان مین زراعت کیجاتی ہے۔ مین نے عروج وزوال کے بہت سے زمانے دیکھے ہین کیا وہ زمانہ پھر کبھی عود کریگا جو میری تمام تالاب پہلے کی طرح درست ہوجائینگے اور میری سرزمین سرسبز ہوجائیگی اور مین اپنے مالگذاری مین ترقی حاصل کرونگا

میری خندق مین مٹی بہہ رہی ہے خندق ورد ازہ کے بازو کا مسند گر گیا ہے بعض مہاذ قلعہ کی دیوارون پر بھی برا اثر پڑ رہا ہے اب اللہ تعالی ہی مجھے ان سخت مصیبتون سے بچا سکتا ہے جس کے پیش آنیکا مجھکو خوف لگا رہتا ہے۔ اے مصیبت زدون کے ہمدرد سننے والے۔ اے بیکسون کی فریاد سننے والے۔ اے عدل پرور انصاف پسند راست باز عہدہ دار میری حالت ابتر آپ پر پوشیدہ نہین ہے اور یہہ بھی آپکو معلوم ہے کہ اس سرزمین کی مقدس خاک مین کیسے کیسے اولیا عظام و بزرگان کرام استراحت فرما رہے ہین ان بزرگوارون کی کیسی کچھ شہرت رہی اور ہے اور سالانہ حضرت سرور مخدوم کا کتنا بڑا میلہ ہوتا ہے اور اکثر عہدہ داران ضلع و تعلقہ اس میلہ مین شریک بھی رہا کرتے ہین اس سے اندازہ ہو سکتا ہے مجھکو اپنے دوسرے چھپیون برادرون سے ہر طرح فخر اور بزرگی حاصل ہے کیونکہ مین حاجی سیاح سرور مخدوم کا نواسہ کہلاتا ہون۔

مجھے امید ہے کہ بیکسون پر رحم کھانے والے بگڑون کو بنانے والے نیک نفس اشخاص میری درد آمیز کہانی اور غمناک داستان

اعلیحضرت حضور پر نور آصف جاہ نظام الملک نظام الدولہ فتح جنگ

نواب میر محبوب علیخان بہادر سلطان دکن بادشاہ قندہار

خلد اللہ ملکہ و دولتہ

اور عالیجناب معلی القاب راجہ یان راجہ مہا راجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت دام اقبالہ

مدار المہام سرکار عالی

کے گوش گذار فرما کے مری دادرسی کے جانب متوجہ فرمائینگے۔

قطعہ

اے مرے والی رے سلطان عالی منزلت	عہد مین تیرے زمانہ آج گل بیخار ہے
تو ہے سلطان دکن تیری رعایا ہین سبھی	تیرے نخل فیض کا ہر ایک برخوردار ہے
ہے ترے ہی دم قدم سے رونق تاج و نگین	آبیاری سے تری ملک دکن گلزار ہے
فیضیاب بحر بخشش ہین ہوا خواہ حضور	آتش قہر و غضب سے ماعدی فی النار ہے

ہے زمانہ پر ترا ابر کرم سایہ فگن
یک نگر محروم بخشش قلعہ قندہار ہے

یک زمانہ تھا کہ میں تھا امن و ملجا سے خلق
اور اب آفت میں خود ہی میری جان زار ہے

تھی مری پشتی مگر پشت و پناہ بیکساں
دوسرے کی دستگیری اب مجھے درکار ہے

تھا کبھی یک گوشۂ امن و امان میرا حصار
اب مجھی کو امن ملنا کسقدر دشوار ہے

گنگے میرے کبھی تھے ہمسر کاخ فلک
اب یہی جسکی شان کا ہر برج سے اظہار ہے

میں وہی ہوں جسپہ پڑتی تھی زمانے کی نظر
لیکن اب تو گرد شِ قسمت سے مٹی خوار ہے

رحم کے قابل ہے میرا حال زار اب کیا کہوں
یک نگاہِ لطف ہو جائے تو بیڑا پار ہے

گذارش بہ عالیجناب مہاراجہ مدار المہام سرکار عالی

سر مہاراجہ بہادر دہ یمین السلطنت
جو دزیر اعظم شاہ نکو اطوار ہے

وہ مبارک عہد ہے عہد وزارت شاد کا
شادمان جس سے کہ ہر یک بیکس و لاچار ہے

پھر مجھے بھی کیوں نہ ہو امید اسکی ذات سے
اب اگر مٹے یا بنا دے وہ مجھے مختار ہے

ہو خدارا اب تو میری خستہ حالی پر نظر
بس یہی یک التجا ہے قلعہ قندہار ہے

بجناب نواب محمد بہاء الدینخان بشیر نواز جنگ بہادر صوبہ دار صوبہ اورنگ آباد

ذی مرتبت بلند خیال و فلک جناب
جنکا نہیں ہے آج جہان میں کوئی نظیر

نواب نامدار بشیر نواز جنگ بہ
جھکتا ہے آستانہ پہ جنکے سپہر پیر

ہے جن سے صوبہ داری کی رونق بڑھی ہوئی
مدح عدل و داد کا ہے ہر جوان و پیر

چشم کرم ہے جملہ رعایا پہ جس طرح
قندہار پر یہی لطف ہو اے آسمان پیر

بہ جناب مسٹر سہراب جی جمشید جی چینائی اول تعلقدار ضلع بانکاپور

صاحب عدل و سخا سہراب جی جمشید جی
ہیں تعلقدار اول جو بصد شان و حشم

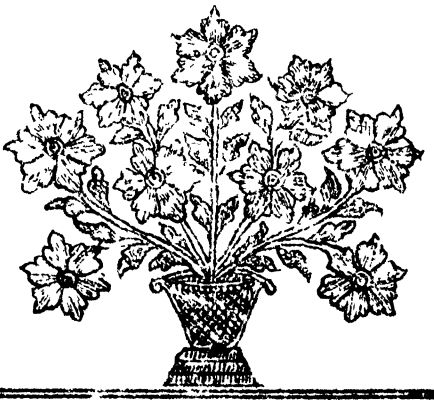
ان کے عدل و داد سے ہی سب رعایا کامران
ایک سان رہتی ہے سب کے حال پر چشم کرم

ذات والا انکی ہے حاجت روائے بیکساں	نام نامی جسکے باعث ہے عالم مین علم
جسطرح ناندیڑ کی رونق بڑہائی آپنے	ہو یونہین قندہار پر بھی لطف اے عالی ہمم

اے جملہ سررشتہ کے معزز عہدہ دارو

مجھکو جو کچھہ عرض کرنا تہا عرض کر دیا اب اپنی دادرسی کا فیصلہ اپنی تقدیر پر چھوڑتا ہون عرض کرنا میرا کام تہا اور یہہ خبر کر دینا ضرور تہا کہ کمند گردون کے موقوف کئے جانے سے جو درخت دیوارون پر بڑہتے جاتے ہین بہہ کمال عروج پر پہونچکر مجہہ ناچیز قلعہ کی قدیم یادگار کو تباہ کر دینگے جسپر اس سررشتہ کو افسوس کرنا پڑیگا جو آثار قدیمہ کے برقرار رکہنے کے لئے سرکار قایم کرنا چاہتی ہے -

عرضیکہ ذرا خاکسار قدیم یادگار قلعہ قندہار





تقریظ از عالیجناب قدردان علم و کمال صاحبجاہ جلال راجہ لچھمن رائے
رائے رایان بہادر دامت دولتہ آصف جاہی و جلالہ الشہنشاہی

نوشتہ ہا نسیہ بر سفید نویسندہ را غیبت فردا امید

دنیا مین تصنیف یا تالیف ہی ایسا ذریعہ ہے جس سے مصنف یا مولف کی یادگار رہدریون تک قایم رہتی ہے زمانہ کا الٹ پھیر یا عالم کا انقلاب اسکو کسی طرح نہین مٹا سکتا اور اگر ایسا ہوتا تو ہم آج طبری۔ صورخ روضۃ الصفا۔ ابن خلکان و صورخ تاریخ فرشتہ کے نام سے بھی واقف نہ ہوتے مگر نہین یہی تصنیف و تالیف ہے جس سے ان مشاہیر مورخونکی زندہ تصویرین ہمارے نگاہون مین پھرتی رہتی ہین۔ اور اسی کا طفیل ہے کہ گذشتہ اولوالعزم شاہنشاہون اور عالی دماغ فلسفیون جنکی ہڈیان بھی اب ڈہونڈے نہ ملینگی کے کارنامے ہمارے دلونمین بیحد جوش پیدا کرتے ہین یہ ایک ایسا مذاق ہے جو اپنی نظیر نہین رکھتا۔ جسکو تصنیف یا تالیف کی جانب توجہ اور اوپر طرہ یہ کہ حب الوطنی کا بھی جوش ہو تو سونے مین سہاگہ کے مصداق ہو اوسکا کیا کہنا ہے

حب الوطنی ایسی شئے ہے جو عیش و غم دونون متضاد حالتونمین اپنا اثر دکھائے بغیر نہین رہسکتی
انسان کو اگر حالت سفر مین عیش و راحت نصیب ہو تو اوس حالت مین ضرور اپنے ابنائے
وطن اور وہانکی خوشگوار زمین کی یاد دل مین ٹہوکے لیتی ہے - بخلاف اسکے اگر سفر مین کسی
مصیبت یا پریشانی کا سامنا ہوا تو بھی اپنے اعزا و احباب اپنے مرز و بوم کی یاد پریشان دلکو
تسکین بخشتی ہے -

حب وطن انسان کی فطرت مین داخل ہے اور اسی فطرت کے تقاضے سے مولوی محمد یوسف صاحب
نایب سررشتہ دار نظم پٹہ خانجات سرکار عالی نے تاریخ قندہار دکن تالیف کی ہے -
مین نے اس تواریخ کو ابتدا سے انتہا تک بہت ہی دلچسپی اور غور سے دیکھا اور مین شک نہین کہ
مولف کی محنت ریزی اور صورتخانہ تحقیق قابل داد ہے - ایک ایسا چھوٹا سا خطہ جو کسی شہر کی حیثیت
نہین رکھتا ہر اوسکی تواریخی حالت کو صحیح طور پر لکھنا بہت ہی مشکل تھا - مگر مولف نے اپنے زبردست
وقت کو ایسے عیش بہا کام مین صرف کیا ہے قندہار ہم پر نہین بلکہ تمام دکن پر احسان کیا ہے کیونکہ
قریب قریب ہر تواریخ مین تمام دکن کے حالات آگئے ہین - مستعد لوازمون اور ہر قسم کی سہولتون
اور تذکرون اور سیر ہائے دور کے قدم کا مدات سے بہا یہ صحیح واقعات جمع کئے ہین اور
سب سے زیادہ داد کا مستحق یہ امر ہے کہ مولف نے یہ تحریر اردو زبان کی لفظ لفظ شیرینی سے پاک کیا
ہے زبان کی صفائی محاورون کی صحت اور مضامین کی چستی زور دار عبارت کی درستی یہ سب
باتین ایسی ہین جو مولف کی لیاقت کا اظہار خوب ہوتا ہے -

یہ امر ہی بہت خوشی کا ہے کہ ہر ضلع کے ہر ہر حکام ہون اور ملیشون سے ایک قابل قدر اور سرمایہ مفاخرت
کارنامہ تیار کر سکے ہین مجھے یہ ہے کہ ملک اس تالیف کی بہت قدر کریگا اور دوسرے ملکی
اہل علم بھی اس کی یاد پیشی کی کوشش کرینگے اور اپنے وطن اور ہم وطنون کی سچی اور
خلوص دل سے خدمت کر سکے اپنے اسلاف کا نام روشن کرینگے اور اسس
بہشی بہا اور قابل قدر تالیف کو اپنا پیش رو بنا کر ہمیشہ اور نئی تحقیق اور
ایجاد علمی مین کارآمد ثابت ہونگے -

از عالیجناب شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مولف الفاروق والمامون والغزالی وملل مکہ وغیرہا ناظم مدرسۂ علوم وفنون سرکار عالی ومعتمد انجمن ترقی زبان اردو

جس وقت تاریخ [illegible] مصنفہ مولوی [illegible] صاحب دیکھی اور اکثر مقامات کو دلچسپی کے ساتھ پڑھا۔ یہ کتاب نہایت سابقہ سے لکھی گئی ہے واقعات کی تحقیق اور تلاش میں جو محنت کی ہے وہ نہایت تعریف کے قابل ہے۔ زبان صاف اور شستہ ہے اور صحیح اردو کی پابندی کی گئی ہے۔ فقط

از عالیجناب مولوی محمد [illegible] صاحب بی۔ اے۔ مولف [illegible]

[illegible] مصنفہ مولوی [illegible] صاحب [illegible] ملک سرکار عالی [illegible] صاحب مولوی [illegible] [illegible] سرکار عالی [illegible] آپ [illegible] کیا ہے کہ اس سے [illegible] آپ کے [illegible] روشن ہوگا بلکہ اردو زبان کے [illegible] میں ایک بیش بہا اضافہ ہوگیا ہے آپ نے اس کے لکھنے میں بہت جانکاہی سے کام لیا ہے نہ صرف پرانی تاریخوں کی ورق گردانی کی ہے بلکہ سرکاری رپورٹوں کی بھی مدد لی ہے اور اس لئے یہ کتاب بہت مفید اور معلومات مضامین ہونے کے وقت نظر اور بھی کارآمد ہوگی [illegible] اگرچہ [illegible] کی تاریخ ہے۔ لیکن اگر در اصل اسکو تمام دکن کی تاریخ کہا جائے تو بجا ہوگا۔ [illegible] جبکہ ملک کے [illegible] سے خراب ہوگیا ہے ایسے زمانہ میں [illegible] اور [illegible] پڑھا لکھنے ہیں ایک اہم ملکی ضرورت ہے اور میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں کہ [illegible] کتاب کل عباسیہ ہی پر زور اور بامحاورہ ہے

از عالیجناب بہادر مشہور ومعروف جادو نگار مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر بالقابہ

مولوی محمد امیر حمزہ صاحب نے قندہار کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کا زیادہ تر مدین نے نہایت

غور سے اور بڑے لطف کے ساتھ پڑھا۔

قندہار کا نام سن کے عموماً اہل ہند کا خیال اس مشہور و معروف شہر کی طرف جائیگا جو افغانستان کے علاقہ میں ہے اور جسکا نام فارسی لٹریچر میں بارہا آیا کرتا ہے۔ مگر ایسے جاننے والے بہت کم ملینگے کہ اس نام کا ایک شہر دولت آصفیہ نظام خلد اللہ ملکہٗ کے علاقہ میں موجود ہے جو اس شمالی و مغربی قندہار سے کبھی کہیں زیادہ با وقعت بتا ہمارا یہہ دکھنی قندہار اگرچہ اب ایک چھوٹے مقبہ کی حالت میں رہ گیا ہے اور زمانے نے اسے اپنی بے توجہی سے گمنامی کے دہندلکے میں ڈالدیا ہے مگر عمر میں اپنے ہم نام افغانی شہر سے بہت زیادہ بڑا اور قابل عزت ہے۔ یہ حضرت مسیح سے پیشتر ایک پر سطوت دار السلطنت تھا جبکہ افغانستان کے قندہار کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

یورپ میں معلومات کی ترقی نے فی الحال یہ صورت پیدا کر لی ہے کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے اور گمنام سے گمنام مقبہ کے حالات میں بھی کوئی نہ کوئی کتاب موجود ملتی ہے بہ خلاف اس کے ہمارے یہاں یہ حالت ہے کہ بڑے بڑے مشہور اور تاریخی مقامات کے حالات بھی ہزار جستجو کی جائے نہیں دستیاب ہوتے۔ ایسی حالت میں ہم اپنے لائق دوست امیر حمزہ صاحب کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے مملکت دکن میں اس اعلیٰ ترقی کا یہہ پہلا نمونہ دکھا کے ہم کو وہ حالات بتا دئے جو ایسے پردۂ خفا میں تھے کہ بہ مشکل معلوم ہو سکتے تھے اور اس کے ساتھ ہی اپنے وطن قندہار کی نہایت معقول مناسب اور مہذب خدمت بجا لائے۔

زیادہ تعریف کی یہ بات ہے کہ زبان نہایت سادی بے تکلف اور واقعہ نگاری کی شان لئے ہوئے ہے۔

مجھے امید ہے کہ لوگ اس بے مثل تاریخ کو جو اپنے نوعیت میں اکیلی ہے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھ کے ہاتھوں ہاتھ لینگے اور سرکار عالی بھی اسکی قدر کرکے مصنف کا حوصلہ بڑھائینگے

از عالیجناب مولوی محمد انوار اللہ خان بہادر اتالا حضور پر نور۔

بندگان عالی و شہزادہ بلند اقبال مظلہ العالی

یہہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ فن تاریخ ہر وقت ہر قوم میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا ہے

کیون نہ ہو اسکے ہدولت گذشتہ صدہا سال کے واقعات ہر وقت پیش نظر ہو جاتے ہین
یہہ بھی فن ہے جس سے عالی خیال اور بلند ہمتون کے نام ہمیشہ زندہ رہتے ہین غرض اسکے
فوائد اور نتایج اگر لکھے جائین تو بجاے خود ایک مستقل کتاب ہو جائے ہمین اسوقت
مولوی سید محمد صاحب کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہون نے اس عمدہ تصنیف کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے
اس کتاب کے دیکھنے سے یہہ بات ... کہ مصنف، سلمہ اللہ تعالی نے اس کتاب کی تصنیف
میں بہت سعی جانفشانی سے کام لیا ہے، جزاہ اللہ خیر الجزا۔

از جناب مولوی سید محمد صاحب قاضی زادۂ قدیم
و مخلص قدیم شہر قندہار دکن

ہزار عزیز العدد، سادات و لیاقت آئین جناب میر حمزہ صاحب مزید لطفہٗ

آپ نے اس رسالہ کے تصنیف میں بہت محنت شاقہ اٹھائی ہے اور صحیح حالات
درج کرنے میں بڑی جانفشانی سے کام لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ آخکل کوئی
کتاب حالات قندہار نہیں پائی جاتی گویا اخبار الاخیار میں صرف حالت بزرگان دین درج ہے
اگلی یہہ کتاب لاثانی اور لاجواب ہے امید کہ آپ محنت کا نیک ثمرہ عطا فرماوے اور خوش
و خرم رکھے۔

از جناب مولوی سید محمد صاحب قاضی تعلقہ قندہار دکن

لایق عزیز مصنف صاحب، سلمہ، قندہار کا شکریہ ادا کرکے یہہ ضرور کہونگا کہ آپنے کئی سال
کی کوشش اور توجہ سے جسقدر قندہار کے گذشتہ راجاؤنکی حکومت کے تاریخی واقعات
اور انکے کمزوریون کے تفصیلی حالات جس ربط مضامین سے تحریر فرمائے ہین
قابل قدر ہین اگر اسطرح اضلاع کے قدیم مشہور مقامات کے تاریخی حالات اور جغرافیہ
مدون ہوتے جائین تو بہت ترقی ملک اور اصلاح حالت تمدن اہل ملک بشرط قدردانی متصور

از جناب مولانا سید شاہ صاحب حسینی صاحب تخلص مشایخ قندہار

حمد و شکر خالق عالم بیچون کو کہ جسنے ایک کلمہ کن سے ارض و سموات شمس و قمر وغیرہ موجودات
پیدا کرکے روز میثاق سے تا قیام کائنات سن و تاریخ شمسی و قمری جہان میں جاری کروایا

اور درود بیحد اوس نور خدا اور رسول ہدا پر کہ ظہور ہوتے ہی کونین کو اپنے جلوہ سے منور فرمایا
یہ فقیر خاکسار سید شاہ صاحب حسینی ابن حاجی سید شاہ حمید علی عرض کرتا ہے کہ عالیجناب فضیلت مآب
شاعر فصاحت شعار بلاغت آگین مولوی محمد شمس الدین عرف محمد امیر حمزہ صاحب نے ایک
عرصہ تک ملاحظہ کتب تاریخی وسیاحی تمام اضلاع ملک دکن مین کرکے جہان سے حالات قندہار
دستیاب ہوسے لیکر دریافت وتحقیقات سے کتاب لاجواب تاریخ قندہار دکن بعد محنت تصنیف
فرمائی - بصرف زر کثیر جیسوائی اس نیازمند نے شروع سے آخر تک ورق ورق دیکھا تاریخی
معنمون مین کہین فرق نہ پایا بلا مبالغہ بلا تفصیل کیفیت مختصر نفس الامر نہایت صحیح طور پر بیان
کیا گیا ہے مصنف صاحب کا فضل وکمال جو شہرہ آفاق ہے تاریخ قندہار خود اسکی مصداق
کیا کہنے کیا کہنے ۔ ازدست گدائے بیوا بنیا یدہیچ - جزانکہ ابصدق دل دعائے بکنند - اللہ تعالیٰ
مصنف صاحب کو جزائے خیر دے - اگر زمانہ اور چند سے ہمارے قندہار کے حال سے بے اعتنائی
کرتا تو یقیناً اسکے نام وعظمت کا جہاز ہی غرق ہوچکا تھا خدا کا شکر ہے کہ مصنف صاحب کی
کوشش سے جنکو دراصل ہم اہل وطن کا محسن کہنا چاہیے سلسلہ وار ایک قدیم آبادی کے
حالات چھپ چکے گویا قندہار کی نہایت خوشنما تصویر کھینچی گئی ہے جو موجودہ وآئندہ یادگار
کے لئے ایک فائدہ بخش چیز ہے - خدا تعالیٰ اس کتاب مسطور کو مقبول ومرغوب
عالم کرے آمین -

قطعہ تاریخ

امیر حمزہ صاحب نیک کردار — نوشتہ اند این تاریخ قندہار
برائے سال ہجری ای حسینی — برآمد میر از تاریخ قندہار
۱۳۲۱ھ

ولہ

از امیر حمزہ صاحب ممتحن — گشت چون تصنیف حالات کہن
عیسوی سن گو حسینی شد طبع - راز کل تاریخ قندہار دکن
۱۹۰۳ء

از جناب مولوی عبد الغفور صاحب فرزند مولوی محمد فرید الدین صاحب برادر قاضی فقیہ درد ال راجورہ

الحمد للہ - آج ان نامور اور اولعزم لوگون کی روح جھکانی لگی جو قندہار کی روح پرور آب وہوا

اور اسکی سرزمین مین پرورش پاکر اپنے مایہ حیات یعنے زندگی کے کارنامونکا پراگندہ دفتر دنیا مین چھوڑ گئے تھے۔ اور انقلاب وامتداد زمانہ کی وجہ سے اسکی صورت صفحہ جہان سے نقش موہوم کیطرح قریب المحو ہوچکی تھی۔

اے خواب عدم کے سونیوالو اوٹھو اور دیکھو کیا یہہ وہی قندہار ہے جو تمہاری آرزوؤنکا مرکز اور خواہشونکا مرجع تھا۔ افسوس آج تم اوسی سرزمین کی آغوش مین میٹھی نیند سو رہے ہو۔ جو کسی وقت مین تمہارے اولوالعزمیون کا تختۂ مشق اور دلی حوصلون کی جولان گاہ تھی زمانہ کی کایا پلٹ اور اس طوفان بے تمیزی کے سخت حادثون نے تم کو کس کنارے لگایا اور تھوڑے ہی عرصہ مین تم مین کسقدر عظیم الشان تغیر پیدا کردیا۔ وہ تمہارے مستقل ارادے۔ ان تھک ہمتین۔ خود مختار حکومتین جنکی آواز مین شہرت اور دنیا مین دہوم تھی کہان گئین۔ اور کسکی نظر بد نے اونکو کھالیا۔ تمہارے شاہانہ کرّ وفر اور خود سر حکومتون کے طمطراق آج جو ہم افغانکے آئینون مین دیکھتے ہین اسمین بجز خیالی تصویر کے اور کچھہ نظر نہین آتا جس آثار قدیمہ کی تم نے بنیاد رکھی آج اس کے دیکھنے سے ثابت ہے کہ کارساز زمانہ نے تمہارے حقوق پر دوسرونکو ترجیح دی اور تم کو صفحہ بین الاعداد کیطرح رکھہ چھوڑا۔ بالآخر حرف غلط کیطرح صفحہ جہان سے مٹا کر رہا۔ آج اسقدر ہی کچھہ بتلا سکتے ہو کہ تمہارے حیرت انگیز سرگذشتین اور عبرت خیز داستانین زمانہ کی دستبرد سے بجنسہ محفوظ رہین یا کچھہ تصرف ومعرض اتلاف مین ہی آگئی ہین۔

علم تاریخ بجائے خود ایک باعظمت اور مہتم بالشان علم اور اس تاریخ نویسی کا منصب اور اس کے فرائض نہایت مشکل اور گران ہین۔ خصوص وہ حالات جو قید سلسلہ سے خارج ہون اور مختلف واقعات سے جرح وتعدیل کے معرکہ مین ایک غیر امتیازی مشکل پیدا کرچکے ہون اسپر وہ لوگ بھی قلیل الوجود بلکہ نایاب ہون جو گذشتہ واقعات دیکھے ہوئے یا بالاجماع۔ صحت کے ساتھہ سماعی حالات بیان کرسکتے ہون اور بعض حالات جو متواتر پہونچے دوسرے واقعات کیوجہ اوسمین کوئی نکوئی علت قادحہ پیدا ہوجانے سے لامحالہ فروگذاشت لازم آجائے جس سلسلہ مین تقاطع کی ایک صورت پیدا ہو۔

مکرم معظم - رموز دان بلاغت - واقف اسرار فصاحت عالیجناب مولانا مولوی محمد امیر حمزہ صاحب
سے جس وقت نظر سے ان پراگندہ و منتشر حالات مین نہایت صحت و استقلا کا
پہلو اختیار کر کے اس تاریخ قندہار کی تالیف مین جو بدرجہ ایک تصنیف کے ہے سعی فرمائی وہ بیشک
قابل صد آفرین اور لایق ہزار تحسین ہے -

تاریخ کیا ہے ایک جام جہان نما ہے اردو زبان کے باعتبار درہ مشخص اور محدود الفاظ مین
کل خطہ دکن بلکہ تقریباً تمامی ہندوستان کے تاریخی واقعات کا ایک لب لباب ہے مختلف
بیانون سے قندہار کے واقعات کی کچھ ایسی صورت بدل دی تھی کہ اسکا پہچاننا نہایت دشوار
تہا باوجود اسکے آپنے اصلی تاریخون سے ضرورتون کے جمع کرنے مین پوری یا جہان تک ممکن
تہی کامیابی حاصل کی اور کوئی بات ایسی نہین بتلائی جو غیر ضروری یا غیر معتبر حد تک بیان
مین بھی نہایت مرتکابی سے کام لیا جہان کہین کسی غیر جگہ کا تذکرہ شروع ہوا ہے اخیر مین
اوسکا تعلق نہایت خوبی کے ساتھ سلسلہ قندہار سے ملا دیا گیا ہے طرز ادا اور اسلوب تحریر
کرنے مین جو انتظام کی پیچیدگیون سے مملو تہا جسقدر جگر کاوی کرنا پڑی ہوگی وہ بجائے خود کامل ہوتی جاتی ہے
آپکی اس محنت و کوشش کا احسان صرف اہل وطن تک ہی محدود نہین بلکہ تمام دنیا پر جاری ہے بیشک نہایت ذہانت
اے قندہار تجکو اپنی خوش قسمتی پر جسقدر ناز ہو اوسکا تو مستحق ہے اور تیرے لئے زیبا ہے تیری پیشانی ہمیشہ اور
گذشتہ جلال کا اثر جو زایل ہو چلا تہا پھر دلون پر محسوس ہو رہا ہے تیری جڑ جو کٹ گئی تہی اور ٹوٹی ہوئی انار نو پھر اور نئی شکل مین جلوہ
دکہایا تیرے عنصر مین آب حیات کا جزو مل دیکہا اور تیرے اولاد ان لوگون مین جو تیرے سر زمین سے ظل حمایت
مین آرام پا رہے ہین اس عمل مسیحائی نے تازہ روح پھونکدی گویا ان مردون کو اس اعجاز بیانی نے
پھر زندہ کر دکہایا تیری عزت و شان کا چراغ جسکا باد حوادث زمانہ نے گل کر دیا تہا اب پھر کچھ ایسی
انتظام و اہتمام سے روشن کر دیا گیا ہے کہ قیامت تک ٹمٹماتا اور خوش ہوگا تیرا نام آفتاب نصف النہار کی طرح
ہمیشہ تک دنیا مین چمکتا رہیگا اب اس دعائیہ فقرہ پر قطعہ تاریخ کے ساتھ مین اپنی تقریظ کو ختم کرتا ہون کہ
خدا تعالیٰ مولف صاحب کی قابل قدر سعی کو حسن قبول سے منکر فرمائے قطعہ تاریخ ؎

حمزہ معجز بیان نے فضل سے — ذکر قندہار دکن لکہے ہین خوب
طبع کا سن دل نے خوش ہمدم کہا — جملہ حالات وطن لکہے ہین خوب

۱۳ ۲۱

از خاکسار محمد عبدالحمید مہتمم پریس ہر رشتہ پٹہ سرکار عالی خلف مرحوم لو محمد فیاض الدین صاحب مرحوم

تاریخ زمانہ کے انقلابات اور قوم کی اصلی دولت و ثروت کا خزانہ اور اس مفلس قوم کو جو کسی گذرے ہوئے زمانہ مین دولتمند اور متمول کہلاتی تھی ترقی کے طرف مایل کرنے اور عبرت دلانیوالا رفیق اور ان لوگونکا مایہ ناز ہے جو صرف اپنے اب وجد کی دولت و عظمت پر فخر کرتے ہین اور خود بے سر و سامانی یا کم ہمتی سے مرد میدان نہین بن سکتے۔

یہ مسلم امر ہے کہ ایک قابل طبیعت اور لایق دماغ رکھنے والے انسان کو تاریخ سے بڑھکر کوئی ایسا ماخذ واعظ اور رہبر کامل نہین مل سکتا جو ترقی کا راستہ بتلا سکے اور اپنی نصیحت اور عبرت بھرے الفاظ سے اسکے اسلاف کے مراتب و مدارج کو بیان کرکے اسکو اپنے اسلاف کی سی عظمت اور عزت حاصل کرنیکا شوق دلائے اور باعث ترقی ہو۔ یون تو ہر تاریخ خواہ وہ کسی ملک یا کسی قریہ کے اچھے یا بُرے حالات سے مملو ہو قوم کے لئے از حد مفید اور نافع ہے لیکن خصوصاً ایک ایسے شہر کی تاریخ جو گذشتہ زمانہ مین دار السلطنت اور مرکز دولت و ثروت رہ چکا ہو اور اب زمانہ کے انقلاب سے ایک ایسا قصبہ کہلائے جسکو مستقر تحصیلداری ہونا بھی نصیب نہین قوم کے لئے بایں عبرت اور زمانہ کے انقلابات اور تغیرات عالم کا درد انگیز منظر ہے۔ ایسی ہی تاریخ قوم کے اُن تمام افراد مین جوش اور امنگ پیدا کرسکتی ہے جن پر تعلیم کا کچھ بھی اثر ڈالا گیا ہو تاریخ کی عمدگی کا دارومدار صحت احوال فصاحت بیان اور مورخ کا کسی امر متنازعہ مین غیر طرفدار ہونا ہی جہان تک دیکھا جائے تاریخ قندہار ان اوصاف سے موصوف اور عیوب سے مبرا ہے اسمین احوال تاریخی نہایت ہی صحت اور تنقید سے لکھے گئے ہین اور جن جن کتابونکا حوالہ دیا گیا ہے وہ نہایت ہی معتبر اور قابل اطمینان ہین مطالب تاریخی اس فصاحت اور بلاغت سے لکھے گئے ہین کہ اسکے پڑھنے سے زبان کو ایک ایسا لطف حاصل ہوتا ہے جو ممکن نہین کہ کسی اور ذریعہ سے حاصل ہو سچ تو یہ ہے کہ تاریخ قندہار اسم بامسمی قندہار کا ایک دلچسپ ہار ہے۔ مولف صاحب نے بڑی محنت اور جانفشانی سے قندہار کے ان دلکش اور دلفریب مقامات کے حالات جو امتداد زمانہ سے قندہار کے شکستہ دیوارونکی مٹی اور اسکے کھنڈرونکے کوڑا کرکٹ مین دب گئے تھے کرید کرید کر نکالا ہے آپ نے اس نایاب کتاب مین نہ صرف وہی احوال لکھے ہین جو سنے ہوئے یا تواریخ مین دیکھے ہوئے ہون بلکہ آپ نے اکثر مقامات اور تعلقات کو ملاحظہ فرماکر

اپنے چشم دید مقامات کی صحت کتب تواریخ سے کی ہے۔ اور بعض بعض ایسے مقامات کے احوال بھی لکھے گئے ہین جسکو ابتک کسی مورخ نے بیان نہین کیا اور جسکو آپ ہی کی تلاش اور تجربہ سے تعلق ہے مسٹر سی لاڈر ناظم پٹہ کے مصاحب مین آپ نے ممالک محروسہ سرکار نظام کے چودہ اضلاع اور انکے اکثر تعلقات کا دورہ کیا اور نیز بعض غیر ممالک یعنے پونہ بمبئی وغیرہ کو بھی ملاحظہ فرماکر اپنے تجربہ کو ترقی دی ہے پس اے قوم کے ہمدرد و اور اے گذشتہ عظمت اور اسلاف کی شان و شوکت کو نظر عبرت سے دیکھنے والو تاریخ قندہار مین اپنے اسلاف کی شان و شوکت کے افسانے پڑہو اور قوم کے نونہال نوجوانونکو اگلی سی عزت حاصل کرنے کا سبق سیکھاؤ۔

اے ملکیو۔ اپنے ملک کے ایک ادنی جزو قندہار ہی کو عبرت کی نظر سے دیکھو کہ اسکی گذشتہ عمر کسقدر شان و شوکت سے کٹی اور اب اسکا کیا حال ہے۔ اور اس مبارک تالیف کی قدر کرو تاکہ مولف کی حوصلہ افزائی ہو اور تمہاری قدردانی مولف کو کسی دوسرے قومی تالیف یا تصنیف کی طرف متوجہ کرے۔ مین اخیر مین قندہار دکن کو مبارکباد دیتا ہون کہ اسکی درد انگیز کہانی اور دل ہلا دینے والی عرضداشت حضرت حمزہ کے توسط سے اسکے سرپرستون تک پہونچگئی کیا عجب جو الطاف اپسند نیک طینت حکام اسکی عرضداشت کو نظر قبولیت سے دیکھکر نصفات کی داد دین فقط

تواریخ

از عالیجناب اعلی القاب مولانا مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب اعلی سابق مدرس گاہ ناظم پٹہ

صاحب حضرت امیر حمزہ ذوی فضل نے — اس زمانے مین جو ہین فخر ادیبان سخن
خوب لکھی ہے فن تاریخ مین عمدہ کتاب — جسکے ہین مشتاق سب اہل ہنر ارباب فن
دے جزاے خیر اسکی انکو خلاق جہان — خوش رہین وہ نو جہان مین دو لقا اہل بخت
عمدگی کا اسکے کیا مجھسے بیان ہو وصف — ہین دُر مضمون سب اسکے غیرت لعل یمن
ختم کر تکہکر بعلی مصرعہ تاریخ جب — ہے کتاب حالت باب قندہار دکن

۱۳۲۱ھ

ولہ

مثنی ہے مثل امیر حمزہ صاحب کمال — ہے مولف اس کتاب غیرت گلزار کا
اسکے چہنے کا من فضلی متخلص نے لکہا — چھپ گیا کیا خوب پورا حال اب قندہار کا

۱۳۱۲ھ

از جناب مولوی محمد رفیع الدین حسین صاحب المتخلص نفیس معتمد سمستان گدوال

سیکنم اول ادا حمد خدائے ذو المنن — زان سپس نعت شہ لولاک سالار زمن
اندرین آوان کتاب بے بدل تالیف کرد — مخلص ذیشان امیر حمزہ شیرین سخن
کرد ایک جا با عرق ریزی و تحقیق و تتبع — تازہ ترگلہائے رنگین از گلستان کہن
نور افشان در جہان باشد سواد این کتاب — در مشام خلق تا خواہد بود مشک ختن
عیسوی تاریخ طبعش زد رقم کلک نفیس — چاپ گردیدہ چھپا تاریخ قندہار دکن ۱۹۰۳ء

از جناب نواب محمد عبد الوارث خانصاحب ناظم و فتر تنقیح فوج علاقہ پائگاہ نواب امیر کبیر دام

ہے یہ تالیف امیر حمزہ کی — اس کو نادر ہزار بار کہو
کوئی پوچھے جو سال الوارث — سیر خاص قندہار کہو ۱۳۲۱ھ

از جناب مولوی میر حشمت علی صاحب حشمت میر منشی صدر دفتر نظامت پٹہ خانجات سرکار

حال قندہار دکن کی تاریخ — حضرت حمزہ نے تالیف جو کی
حال اقوام اسلاطین کے سوا — کیفیت عمدہ ہے سب اسمین بھری
عام خلقت کے افادہ کے لئے — حیدرآباد کے مطبع مین چھپی
کلک نے طبع کی حشمت تاریخ — چھپی تاریخ عجیبہ ۱۳۲۱ھ لکھی

ولہ

حال قندہار دکن مین حشمت — لکھی حمزہ نے جو عمدہ تاریخ
طبع کا سال کہا دل نے مرے — چھپی نایاب و زیبا تاریخ ۱۳۲۱ھ

از مولوی محمد عبد الوہاب صاحب عندلیب فرزند مولوی محمد فیاض الدین صاحب مرحوم

کتاب طبع شد در حال قندہار — ہمایون اختر اقبال قندہار
اگر بینی بہ چشم عبرت آن را — فزائد در نظر اجلال قندہار
ہمین مقدار کہ گمنام است امروز — ہمائے بود فرخ بال قندہار
بدار الملک روزے نام زد بود — خزائن داشت پر اموال قندہار
کنون گر بنگری نائد نظر ہیچ — بجز ویرانۂ اطلال قندہار

خدا فرمود - آیا مُرنڈا وِل — ہمین گو ید ترا تمثالِ قندہار
بگو در سالِ طبعش عند لیبا — جہان مطبوع گشت احوالِ قندہار

از جناب حاجی محمد اکرام الدین صاحب اکرام صیغہ دار رجسٹری سمستان گدوال ۱۳۱۲ف

امیرِ حمزۂ شیریں بیان نے — لکھی قندہار کی یہہ اچھی تاریخ
ہوئی تاریخ کی جب فکرِ اکرام — کہا دل نے - چھپی حمزہ کی تاریخ

از جناب حاجی مولوی محمد برہان الدین صاحب برہان سفیر سمستان گدوال ۱۳۲۱ھ

ہے یہہ تالیف حمزۂ ذیشان — ملک مین دھوم مچگئی جس کی
کہا برہان نے معرعۂ تاریخ — لو یہہ تاریخ چھپ گئی اچھی ۱۳۲۱

از جناب مولوی محمد عبد الرحمن صاحب وکیل تخلص مفید برادر خطیب مومن آباد

ہو چلا ہے ملک مین علمی مذاق — شکر خلاقِ کریم ذرا لمنن
ہے ترقی کی صدا ہر سمت سے — ہو رہا ہے زندہ ہر یک مردہ فن
قدر حمزہ کی کرو اے ملکیو - جنکی کوشش نے لگایا یہہ چمن
اجکل محنت وہی مشکور ہے — جس سے زندہ ہوگیا ہر کوئی فن
مین نے اس تاریخ کو دیکھا تمام — ہین بہت دلچسپ حالاتِ دکن
حضرتِ حمزہ کی یہہ تالیف ہے — کیون نہو پاکیزہ اندازِ سخن
آؤ اسکے طبع کا ملکر معید — قدر کے لہجے مین سب اہلِ وطن
از سرِ ہجرت مسیحی سن کہین — مرحبا تاریخ قندہار دکن ۱۹۰۳ء

از جناب مولوی محمد نیاز الدین صاحب نیاز برادر خطیب مومن آباد آنبہ -

واقف اسرارِ فصاحت حمزۂ ذیشان کی — وہ لکھی تاریخ ثانی جسکی اب ممکن نہین
سال اسکے طبع کا ہاتف نے مجھسے اے نیاز — کہدیا - حالات مین قندہار کے نور یقین ۱۳۲۱ھ

از جناب مولوی محمد حفیظ الدین صاحب منشی صدر ٹپہ خانہ سرکار عالی

چو مطبوع گردید تاریخ قندہار — ز فکرِ جنابِ معلائے حمزہ
چنین کرد سالش مرتب حفیظ — بشد چاپ تاریخ قندہار زیبا ۱۹۰۳ء

از عالیجناب ظہوری ظہور نظیری نظیر راقم الدوا مولانا سید ظہیر الدین صاحب

ظہیر دہلوی یادگار حضرت ذوق مرحوم

شکر للہ از سر امداد رب ذوالمنن — ہو چکی مطبوعہ اب تاریخ قندہار دکن
صاحب تصنیف ہیں یکسے فصیح باکمال — حضرت حمزہ وحید عصر طرفہ ای زمن
واہ وا التصنیف کی ہے کیا کتاب لاجواب — ہے روا جس مرتبہ مداح ہوں اہل سخن
کہہ رہی ہے خود عبارت از سر جوش صفا — آئینہ ہے باصفا تاریخ قندہار دکن
اے ظہیر اس گلکدہ کی ہے یہی تاریخ طبع — واقعی یہہ جام جم ہے گلشن رنگ زمن

طبعزاد گہاسی رام صاحب سیف

حضرت حمزہ نے باصد آب و تاب — سیر قندہار لکھی لاجواب
سال ہجری سیف نے اسکا لکہا — خوب مطبوع ہو چکی نادر کتاب

از جناب مولوی سید فقیر صاحب منشی صدر کچہری ٹپہ خانہ سرکار عالی

شادان بشو ملک دکن تازان شو اہل وطن — مژدہ بود بر تو زمن خوشباش قندہار دکن
تالیف کردہ نسخۂ چون حمزۂ رنگین بیان — آوازۂ صد مرحبا افتاد در بر انجمن
غم خوارگان ملکیان گوئندگان قوم قوم — جوئندگان منزلت دلدادگان فن فن
آیند اینجا بنگرند در یائے معنی شد روان — مضمون بریزد لعلہا حرفیت چون در عدن
تاریخ طبع آن چنین گفتہ فقیر از شوق دل — جام جہان بین کام لب تاریخ قندہار دکن

از عالیجناب مولوی محمد نادر علیصاحب برتر مہتمم رسالہ نسیم دکن و امانت پریس حیدرآباد یادگار خاندان حضرت مرزا نوشہ غالب مغفور

دماغ جان نہ ہو کیونکر معطر — ہوئی طبع شگفتہ رشک گلزار

بہار آئی ہے بستان عمل مین — کھلے ہین چار سو گلہائے بیخار
نگاہِ شوق جسکو ڈہونڈہتی تہی — ملا ہے آج اس کا لطف دیدار
یہی وہ شاہد رعنا حسین ہے — نہین ہے جسکا ثانی کوئی زنہار
وہ شاہد! جلوہ آرائے معانی — وہ شاہد! سدہانی جس کی گفتار
وہ شاہد! ہر مصور جس سے شرمائے — وہ شاہد! جس سے صورتگر کا اظہار
وہ شاہد! نغمہ ساز بزم عالم — وہ شاہد! نوحہ خوان دور دوار
وہ شاہد! جسمین ہے رنگ زمانہ — وہ شاہد! جس سے نیرنگی کا اظہار
وہ شاہد! نونہالِ باغ مضمون — وہ شاہد! جو کہ ہے تاریخ قندہار
یہہ ہے وہ حضرت حمزہ کی تالیف — ہوئے ظاہر گذشتہ جس سے آثار
مولف مایۂ نازِ دکن ہین — مولف ہین متاع فخر قندہار
ذہے ذی علم شاعر نکتہ پرور — ذہے بے مثل ناظم اور نثار
ذہے فکر بلند آسمان رس — ذہے اوج خیالِ برق کردار
لکہی ہے واہ کیا تاریخ دلچسپ — ہین سب مضمون جس کے باغ فرخار
وہ مضمون چست و بندش مسلسل — کہ گویا حلقہ حلقہ زلف دلدار
زبان اردو کی ایسی صاف تہ — خجل ہے جس سے آب در شہوار
ہے باہم اسطرح ربط مضامین — بہم ہون جس طرح گیسو و رخسار
عبارت کی روانی کہہ رہی ہے — کہ مین ہون عاشقون کے اشک کا تار
تصنع اور تکلف سے بری ہے — زبان کی سادگی ہے آئینہ وار
کرون اسکی صفت کسطرح برتر — نہین ممکن صفت کا اسکی اظہار
لکہون برجستہ کوئی قطعہ تاریخ — کہ جس سے طبع کا سن ہو نمودار

قطعہ تاریخ

مبارک باد اے آثار قندہار — کہ پہر چمکا ہے تیرا نجم اقبال

کہیں ہے رہ تری تصویر دلکش — نہیں ممکن جہان مین جسکی تمثال
لکھی ہے حضرت حمزہ نے تاریخ — کہ جس سے ہوگیا روشن ترا حال
سنا جب وقت برتر نے یہہ مژدہ — سین طبع بین کی جانچ پر تال ۔
خوشی سے کہدیا یون بے تکلف — سن تاریخ ۔ ہے خود طبع کا سال

۱۳۲۱ھ

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶ دیباچہ	۴	برخورد	برخوردار
۵	۱۴	چکہی	چکی
۱۳	۷	صاصح	واضح
۱۵	۴	آجاتا	پھر جاتا
۱۷	۱۴	تکڑے	ٹکڑے
۱۸	۶	چشمہ	چشمے
۱۹	۶	اس	اسی
نوٹ	″	ہنود کے پاس	ہنود کے ہان
۲۰	۱۷	بستے	بستی
۲۲	۱۲	اپنی	اپنے
۲۴	۱	اپنے	اپنی
۲۵	۱۵	کے	سے
″	۱۹	جو	جسمین
۲۷	۲	برہمنان	برہمنون
″	۳	برہمنون	برہمنان
۲۹	۱۲	مادا ہودہرما	مادہو دہرما
۳۹	۲۳	بازو	برابر
۴۰	۱۶	زنجیر	زنجیرین
۴۳	۴	لی	کی
″	۷	موضع	مواضع
۴۴	۹	سنہ ۹۱۶ھ	سنہ ۱۳۹۶ء
″	۱۴	نشاندار	شاندار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۲	لگا	لگے
۵۶	۵	قطب شاہ جو	قطب شاہ نے جو
۹۳	۱	سرایت	سرایت
۹۴	۱	مقتلولون	مقتولون
۹۹	۳	کا	کے
۱۲۶	۱۲	اپنی	اپنا
۱۲۷	۲۲	تہتک	ہتک
۱۳۳	۱۳	پنگلہ	پنگلہ
۱۳۵	۱۳	گبری	گہری
۱۳۶	۱۴	نام	لقب
۱۴۰	۱۲	چوراستون	چوراہون
۱۴۱	۱۸	رام سنگ	رام سنگہ
۱۴۶	۲۱	کاہ ودانہ	کاہ ودانہ
۱۴۹	۸	ہزار	مزار
۱۵۱	۲	کا	کی
″	″	پایا	پائی
۱۵۲	۱۰	کا	کی
۱۷۴	۵	کہانے	کہانی
۱۷۹	۵	کنتجنٹ	کنٹیجنٹ
۱۸۴	۱۳	چراعون	چراغان
۱۸۹	۴	نے	سے
۱۹۱	۸	عیوض	عوض
۱۹۶	۴	مونا	ہونا
۲۰۵	۲۲	تانی	ثانی
۲۰۹	۱۲	صلاح	زہد
۲۱۲	۲۰	آپکی	آپکا
۲۱۶	۳	ہونگی	ہونگے
۲۳۹ ۲۴۰	۱۷	چبوزہ ۱۸ ۱۰	چبوترہ ۳۸
۲۶۱	۱	تفریظ	تقریظ
۲۶۳	۳	معتمد	سکریٹری
″	۵	تحقق	تحقیق
″	۱۰	ارمین	اورمین
۲۶۴	۲	صرف	طرف
″	۳	سٹریچر	لٹریچر
۲۶۵	۲۳	شمس	شمسی
۲۶۶	۹	زدست	ازدست
″	۱۳	آیند	آیندہ
۲۶۷	۵	خواہش کا	خواہشوں کا
″	۱۲	اتار	آثار
۲۶۹	۱۵	موج	مورخ
۲۷۱	۵	خونبو	خوشبو

تمت